

زندگی رنگوں سے پرے

حُسنِ کنول

:میری کہانی میری ہی زبانی

میں اور میری بڑی بھن سورھے تھے... فجر کی آذان

ہو کر چکی تھی... دادا ابو اور چاچا ہر روز کی طرح نماز پڑھنے جا چکے

ہیں... اور یہ لیجیے میری امی بھی ہمارے کمرے میں داخل ہو چکی

...ہیں

امی: ”اٹھو... ارے اٹھو... نماز کا وقت ہو گیا ہے اب اٹھ جاؤ تم دونوں“ کہہ کر کان پر زور زور سے چلا رہی تھیں... ”سمجھ نہیں آتا ہر روز امی کیوں نیند خراب کرنے آ جاتی ہیں“ یہ میں نہیں میری بڑی بھن... بول رہی ہے... جو آنکھ مسلتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی ہے

... امی برابر والے کمرے میں گئیں تھیں میری چھوٹی بھن کو اٹھانے

میں ہوں: ”{رائٹما}.... ابھی دسویں جماعت کی طالبہ ہوں... میری بڑی بھن ابھی انٹر کر کے گھر بیٹھی ہے... اور چھوٹی والی ساتوں جماعت میں ہے... یہ خوبصورت و عالیشان بنگلہ... میرا گھر ہے... اس بڑے بنگلے میں میرا ایک چھوٹا سا کمرہ ہے.. جس میں ایک بیڈ بیچھا ہوا

ہے... اور اس کے سامنے ایک صوفہ رکھا ہوا ہے... سامنے دیوار پر ایک شیشہ ہے.. بیڈ کے سائٹ میں الماری ہے... میرے کمرے میں ایک

کھڑکی ہے... جس سے چاند نظر آتا ہے اس کی مدھم مدھم روشنی میں
اکثر بیٹھ کر ڈائری لکھتی ہوں... میرے گھر میں کتنے لوگ رہتے ہیں یہ
تو میں خود نہیں بتا سکتی... کیونکہ یہ گھر نہیں مسافر خانہ ہے... جس کا
دل چاہتا ہے منہ اٹھائے رہنے چلا آتا ہے... جیسے تین مہینوں سے
میرے چاچا چاچی ان کی دو حسین و جمیل سیٹیاں اور ایک 9 سال کا بیٹا آیا
... ہوا ہے

ویسے جو اس گھر میں ہمیشہ رہتے ہیں ان کی لسٹ یہ
ہے: ”دادا دادی میرے والد والدہ رونی میری بڑی بھن پری ویسے اس کا
نام حفظاء ہے پر سب پیار سے اسے پری کہتے ہیں
میری دونوں بھی بھنیں شہزادیوں
کی طرح خوبصورت حسین و جمیل ہیں.. پورے خاندان میں سب سے
... خوبصورت ہیں میری بھنیں

اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میری بھینس اتنی

خوبصورت ہیں تو میرا کیا عالم ہوگا... میں لمبے قد والی... بڑی بڑی

آنکھوں والی... پر لوگ کہتے ہیں میری آنکھوں میں بھت سنجیدگی

ہے... کھڑی ناک... لمبے لمبے کالے سیاہ بال... پتلے پتلے ہونٹ... نرم

و ملائم ہاتھ... لمبے ناخن... پھولوں سی سوفٹ جلد... سرائی دار گردن

....

بس میرے اندر ایک کمی ہے... جس کی وجہ سے یہ

ساری خوبیاں بے کار سی لگنے لگی ہیں... وہ ہے میرا رنگ... میرا رنگ

رات کی تاریخی کی مانند ہے... پر یہ وہ رات ہے جس میں ستاروں کی چمک

،، بھی نہیں ہے... اندھیرا ہے صرف اندھیرا... اور کالا رنگ

روشنی: ”اٹھو رات نما... اٹھو... نماز پڑھ لو... دادا ابو اور چاچا آتے ہی ہوں

،،... گے

“رائما؛ ”اچھا بابا... آپ جاؤ... وضو تو کرو... میں آتی ہوں
روشنی اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ہلاتے ہوئے: ”اٹھ جاؤ... اگر پاپا آگے تو
”بھت ڈانٹ پڑھ جائے گی... میں جارہی ہوں... تم بھی جلدی آ جاؤ

رائما روشنی کے جاتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئی تھی مگر نیند کا غلبہ تھا ابھی بھی اس
پر... وہ بیٹھے بیٹھے جھوکے لیے رہی تھی کے اچانک دادا کی آواز آئی تھی
... ”او۔نو“ لگتا ہے دادا آگے نماز پڑھ کر“ وہ آواز آتے ہی وہ تیزی سے
... بستر چھوڑ کر بھاگی تھی

نماز پڑھنے کے بعد سب اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے تھے... اور رائما اور
... پری اسکول کی تیاریوں میں

رائماہاتھوں میں کنگا پکڑے زور زور سے اپنی امی کو آواز دے رہی تھی
..... اس کی امی بھاگتی ہوئی آئی تھیں

“امی: ”کیا ہوا؟؟ چلا کیوں رہی ہو؟؟“

رائما: ”مجھے اسکول کی دیر ہو رہی ہے... دین آتی ہی ہوگی... جلدی بال
“بنادیں میرے

امی: ”تمہارا ہی کام کر رہی تھی... تمہارا ناشتہ تیار کر دیا ہے میں
“نے.. پھلے ناشتہ کرلو

رائما: ”نہیں.. میرے پیٹ میں درد ہوتا ہے اگر میں ناشتہ کر کے جاتی
“.. ہوں تو.. میں نہیں کر رہی... آپ بس میری چوٹی بنائیں

امی: ”تم روزانہ بھی کھتی ہو... بھوکے اسکول جانا اچھی بات نہیں... تم
“کمزور ہو جاؤ گی

“رائما لا پرواہی سے انہیں کنگا پکڑاتے ہوئے: ”کچھ نہیں ہوتا امی

وہ ابھی اس کی چوٹی بنارہی تھی کہ پری آکر: ”امی میرے جوتے کہاں
“ہیں؟؟“

امی: ”تمہارے کمرے میں ہی ہوں گے اور کہاں جائیں گے.. اچھی
“طرح دیکھو

”رامنا: ”امی ہلکے کرے... میرے بال کینچھ رہے ہیں

”پری: ”میں دیکھ کر ہی آئی ہوں... آپ چل کر دیکھیں

امی: ”اچھا چلو... میں دیکھتی ہوں..“ پھر وہ اپنے سر پر ہلکے سے دھپ لگا

کر: ”او.. میں تو دودھ اباں پر رکھ کر بھول گئی.. میں ابھی آتی ہوں“ کھ کر

...رامنا کو چوٹی پکڑا کر تیزی سے چلی گئیں سوتھیں

پری: ”رامنا... لگتا ہے باہر کسی گاڑی کا ہارن بج رہا ہے... کھیں وین تو

“نہیں آگی تمہاری؟؟“

رائمناہ سن پریشان ہو کر: ”او۔ نو۔۔۔ میں تو ابھی تیار بھی نہیں ہوئی
... میں جا کر پاپا کو اٹھاتی ہوں وہ وین والے کو تھوڑی دیر روک کر رکھیں
گے“ وہ بھاگ کر جاتی ہے ایک ہاتھ میں چوٹی پکڑ کر اپنے والد کو
... اٹھانے

امی جلدی جلدی رائمنا کو تیار کرتی ہیں: ”کچھ کھضر ور لینا کیٹین سے لے
.. کر۔۔۔“ وہ بستہ پھناتے ہوئے بولیں تھیں

رائمنا: ”جی جی۔۔۔ دل چاہے گا تو کھالوں گی۔۔۔ اور ہاں آج واپسی پر میں
امرین کے ساتھ اس کے گھر جاؤں گی۔۔۔ تو دیر ہو جائے گی مجھے آنے
... میں۔۔۔ پریشان مت

پاپا اس کی بات کاٹتے ہوئے ”ارے جلدی کرو۔۔۔ وین والا غصہ کر رہا
... ہے“

... رائمنا: ”اللہ حافظ“ وہ ہاتھ ہلا کر گاڑی میں جا کر بیٹھ گی سستی

پری: ”امی رائنماگی... اب میرے جوتے ڈھونڈ دیں... مجھے بھی دیر
”ہورہی ہے

امی: ”تم دودھ پیو... میں جوتے ڈھونڈ کر لاتی ہوں

پری اسکول جاتے ہوئے یاد دلاتی ہے... کے آج اس کا اسکول میں ٹیبلو
.. ہے

امی: ”ہاں.. ہاں.. یاد ہے مجھے... ہم سب ضرور آئیں گے“ کھ کر اس
کے ہاتھ میں لپچ باکس دیتی ہیں

پری کے ٹیبلو میں حصہ لینے کی وجہ سے سب پری کے اسکول جاتے
ہیں.. پروگرام سے واپسی پر پری اور سب فیملی ممبرز باتیں کر رہی
... تھیں

ابو کار چلاتے ہوئے پری سے: ”پری تمہیں تو بلکل آگے کھڑا کیا گیا تھا ٹیبلو
میں... ساری لائٹ کیمرے سب تم پر ہی تھے... اس لیے ٹیبلو دیکھنے میں
اور مزا آیا.. ورنہ جب رائما نے حصہ لیا تھا ٹیبلو میں... تو اسے تو بلکل پیچھے
،، کھڑا کر دیا تھا وہ نظر ہی نہیں آرہی تھی
.. رائما یہ سنتے ہی خاموشی اختیار کر لیتی ہے

پری: ”جی پاپا... جب کے رائما کو تو ڈانس بھی اتنا اچھا آتا ہے... پھر بھی
ٹیچرز اسے پیچھے کھڑا کر دیتی تھیں... اور مجھے خود ٹیچرز نے کھا کے پری تم
،، سب سے آگے کھڑی ہو

رائما کی امی گاڑی میں رائما کی خاموشی کو محسوس کر لیتی ہیں... پھر وہ کہتی
ہیں: ”ارے یہ بتائیں... کھانے میں کیا کھلائیں گے ہم سب کو“ وہ
... بات کا موضوع بدل رہی تھی

والد: ”پری کا اتنا اچھا ٹیبلو دیکھنے کے بعد جو پری کھے گی آج وہی سب
”کھائیں گے“

بھی ہوتے اور مزا آتا... ہے b.b پری اس بات پر خوش ہو کر: ”کاش
”ناں؟؟“

کی یاد آتی ہے.. پر وہ بیچارے بھی ہماری ہی b.b... روشنی: ”ہاں
”خاطر ہم سے دور رہ رہے ہیں“

”امی: ”اللہ ایسا بیٹا سب کو دے... اتنی محنت کر رہا ہے
روشنی اپنی ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر: ”اب رونا شروع مت
کر دیجیے گا... ہر بار کی طرح....“ پھر پری سے مخاطب ہو کر: ”پری تم
”امی کو رونا چاہتی ہو کیا؟؟“

پھر سب ریسٹورینٹ میں کھانے کے بعد واپس آتے ہیں... روشنی
... سو جاتی ہے... پر راتماھر روز کی طرح جاگ رہی تھی

وہ چاند کی مدھم مدھم سی آنی والی روشنی میں بیٹھ کر ڈائری لکھنا شروع کرتی
ہے....: ”لوگ بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں.... سب جانتے ہوئے سبھی
وہی بات کرتے ہیں جس سے سامنے والا اثر مندہ ہو جائے... پاپا اور
پری یہ بات جانتے ہیں بلکہ سب جانتے ہیں کہ کیوں ٹیچرز مجھے پیچھے
کھڑا کرتی تھیں ٹیبلو میں... جسکے میں تو اتنا زبردست ڈانس کرتی

ہوں.... شاید وہ میرا مذاق اڑا رہے تھے.... سب کی طرح.. میں کالی
ہوں اس لیے ٹیچرز مجھے کبھی آگے کھڑا نہیں ہونے دیا جسکے پری کو ڈانس
اتنا اچھا نہیں آتا پر وہ اتنی خوبصورت ہے کہ ٹیچرز نے اس سے خود کھا کے
.... تم آگے کھڑی ہو

استاد کو تور و حافی والدین کھا گیا ہے... اور والدین تو

اپنے بچوں میں فرق نہیں کرتے... تو پھر میرے استاد نے کیوں کیا... میں
کالی ہوں اس لیے... مجھے اتنا پیچھے کھڑا کیا کہ میں کسی کو نظر بھی نہ آؤں

“... اچھا ہوا جو میں نے ٹیبلو ڈرامے وغیرہ میں حصہ لینا بھی چھوڑ دیا

یہ لکھتے ہوئے اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں... پھر وہ خود سے ہمکلام

ہو کر: ”رہنما تم کیوں رو رہی ہو... یہ بات تو بالکل عام سی ہونی چاہیے۔“

تمہارے لیے... رومت بھادر بنو“ کھ کر ڈائری بند کر کے بستر پر لیٹ جاتی
ہے۔

... اتوار کا دن تھا سب بیٹھ کر ایک ساتھ ناشتہ کر رہے تھے

رہنما پر روشنی منہاج کنول ایک ساتھ بیٹھ کر ناشتے میں مشغول

تھیں... کے چاچی آکر لکھتی ہیں...: ”منہاج تم روشنی کے ساتھ بازار چلی

“جاؤ... اور اپنے لیے کپڑے وغیرہ لے آؤ

“(منہاج) چاچی کی بڑی بیٹی: ”پر کیوں امی؟؟“

”چاچی: ”وہ تمہارے ماموں کی پوری فیملی آرہی ہے ملتان سے

رائنما اپنے دل میں: ”لوجی اور مسافر آرہے ہیں اس مسافر خانے

میں.... یہ چاچی اور ان کی بیٹیاں کم تھیں جواب ان کے ماموں کی فیملی

”بھی آرہی ہے

”روشنی: ”چاچی آپ کے بھائی آرہے ہیں؟؟“

چاچی: ”ہاں“ ڈبل روٹی پر مکھن لگاتے ہوئے: ”وہ دراصل بات یہ ہے

”کے میرے بھائی اپنے بڑے بیٹے کے لیے منہاج کو دیکھنے آرہے ہیں

”روشنی منہاج کو چھیڑتے ہوئے: ”ارے واہ

”منہاج منہ بسور کر: ”روشنی تم میرے کزن کے سامنے مت آنا

رائنما کی امی پری کو جیلی کی بوتل دیتے ہوئے: ”روشنی کیوں نہ آئے
تمہارے کزن کے سامنے؟؟“ وہ آبرو اچکا کر استفسار کر رہی تھیں

منہاج دانتوں میں زبان دباتے ہوئے: ”وہ تو میں نے ایسے ہی بول دیا
... تھا...“ کھ کر اپنی نظریں چورارہی تھی

”چاچی: ”وہ بھابھی یہ تو بچی ہے کچھ بھی بول دیتی ہے

رائنما اپنے دل میں طنزیہ کھتی ہے: ”ہوں... میں جانتی ہوں کتنی بچی ہے
یہ“

رائنما کی والدہ: ”ویسے حیرت ہے کے تمہارے بھائی اپنی ہی بھانجی کو دیکھ
”کر پسند کریں گے“

چاچی: ”وہ دراصل یہ بات نہیں ہے... پسند تو ہے انہیں منہاج... پر
ان کا بیٹا دیکھے گا... اس نے ایک سال پھلے دیکھا تھا... آپ تو جانتی ہیں
کے لڑکوں کے یہ بھانے ہوتے ہیں کے لڑکی کو بار بار دیکھنے کے... اس
لیے“

پری اپنے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے: ”اگر مجھے ٹھیک یاد آرہا ہے تو ان کا
نام عبداللہ ہے ناں

،کنول: ”تمہاری یادداشت تو بہت تیز ہے

پری: ”ہاں تو بھول جاؤں...“ طنز کرتے ہوئے: ”سب یاد ہے مجھے
... عبداللہ بھی اور اس کا چھوٹا بھائی غلام طہ بھی

چاچی رائنما کی والدہ سے اجازت مانگتے ہوئے: ”بھابھی تو چلی جائے ناں
“روشنی منہاج کے ساتھ

بھابھی: ”ہاں ضرور“ پھر روشنی سے مخاطب ہو کر: ”تم رائنما کے بھی کچھ
“نئے کپڑے خرید کر لے آنا

“روشنی: ”جی امی

منہاج: ”رائنما جب عبداللہ اور اس کی فیملی آئے تو تم ضرور میرے ساتھ
“ساتھ رہنا... ایک لمحے کے لیے سبھی مجھے اکیلا نہ چھوڑنا

چاچی: ”ارے یہ بھی بھلا کوئی کھنے کی بات ہے... رائنما تمہاری کزن ہے
“.. وہ تمہارے ساتھ ساتھ ہی رہے گی

رائنما خاموش رہتی ہے اور سب کی باتیں سنتی رہتی ہے۔

رات کے وقت رائنما سونے کے لیے لیٹتی ہے... کے اس کان سے ہلکی
ہلکی آوازیں ٹکرارہی تھیں.. ان آوازوں میں اپنا نام سن وہ اٹھ کر بیٹھی
تھی... امی ابو کیونکے صحن میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے.. اس لیے آواز
... اس کے کمرے تک صاف آرہی تھی

“امی رائنما کے والد سے؛ ”یہ رشید اخود کو سمجھتی کیا ہے؟؟“

“ابو: ”ایسا کیا کر دیا رشیدانے؟“

امی: ”پھلے تو منہاج روشنی سے کھنے لگی کے تم میرے کزن کے سامنے

نہیں آنا... اور پھر رائنما سے کھرہی تھی کے تم میرے ساتھ ہر وقت

“رہنا

“ابو اس پر الجھ کر: ”تو؟؟؟“

امی: ”او۔ ہو۔۔۔ آپ کو ہر بات کھل کھل کر سمجھانی پڑتی ہے۔۔ وہ روشنی کو اس لیے تمنع کر رہی تھی کہ کھیں لڑکے کو روشنی پسند نہ آجائے۔۔۔۔۔ اور رانما کو اس لیے کھ رہی ہے تاکہ اس کی خوبصورتی میں اور اضافہ ہو۔۔۔ منہاج کتنی گوری ہے جب میری رانما اس کے ساتھ کھڑی ہوگی۔۔ تو ایسا لگے گا جیسے چاند کے ساتھ داغ۔۔۔ سمجھ رہے ہیں ناں آپ

ابو یہ سن غصے سے بولے تھے: ”کوئی ضرورت نہیں ہے رانما کو منہاج کے ساتھ کھڑا کرنے کی

رانما اپنے دل میں: ”یہ محاورا کتنا سچا ہے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔۔۔ اور صحن کی دیواروں کا کان میں ہوں۔۔۔ سمجھ نہیں آتا کہ لوگ اتنے برے کیوں ہوتے ہیں۔۔۔ کیا میں انسان نہیں ہوں؟؟؟۔۔۔۔۔ یا میرے پاس دل نہیں ہے؟؟؟۔۔۔۔۔ جو منہاج اور چاچی میرے ساتھ ایسا

سلوک کر رہی ہیں... رشید اچاچی کی بیٹی خوبصورت ہے تو اس کا مطلب
یہ تو نہیں کہ جس کی بیٹی خوبصورت نہیں اسے شرمندہ کیا
جائے... نفرت ہے مجھے چاچی اور منہاج سے... ویسے کنول بھی کچھ کم
نہیں ہے، اس کی آنکھوں سے آنسوؤں جھلک آئے تھے.. جنہیں اس نے
... صاف کیا تھا

رائما اپنے کمرے میں بیٹھ کر ڈائری لکھ رہی تھی: ”آج صبح سے سب کام
میں لگے ہوئے ہیں... منہاج کے ماموں آرہے ہیں.. اپنی پوری فیملی
کے ساتھ... امی ابو سے کھرہی تھیں کہ اگر غلام طہ کو ہماری روشنی پسند
آجائے تو کتنا اچھا ہوگا.. دونوں کزنیں ایک ہی گھر چلی جائیں گی... غلام
... طہ تو گھر کا بچہ ہے

اف اللہ.. مجھے تو وہ نہ ایک سال پھلے پسند تھا اور نہ اب... کھاں
روشنی اور کھاں غلام طہ... مانا خوبصورت ہے... کاروباری بند اھے.. پر

ہمیشہ مسکراتا رہتا ہے.. تو مجھے بندر لگتا ہے... چلو ویسے ان مہمانوں کے
آنے کا ایک فائدہ ہو رہا ہے.. منہاج اور چاچی جیسے لوگ بھی آج کام کر
رہے ہیں

او... شور سنائی دے رہا ہے.. لگتا ہے وہ لوگ آگے... پر مجھے
کیا... امی نے کھا ہے کے میں ان کے سامنے نہ آؤں... اس لیے میں
”کمرے میں اکیلے بیٹھی ہوئی ہوں

رائما اپنی ڈائری میں لگی ہوتی ہے کے اس کے سر پر زوردار بول پڑتی ہے
رائما: ”اوچ... اللہ...“ وہ سر مسلتے ہوئے کھڑی تھی: ”کس نے مارا یہ
بول؟؟؟“ کھ کر غصے سے کمرے کے دروازے کی طرف دیکھتی
ہے... دروازے پر ماہ رخ کھڑا تھا: ”سوری... غلطی سے لگ گئی... بول
”دوناں

“رائما: ” اتنی زور سے لگاھے یہ میرے... جیسے بول نہیں پتھر ہو

ماہر خص: ”غلطی سے لگاھے آپ کو... سب تو باہر بیٹھے ہیں... آپ
”یہاں اکیلے کیا کر رہی ہو؟؟“

رائما جھنجھلا کر: ”کتنی بار کھاھے تم سے.. مجھے رائما نہیں... آپی کھا
”کرو... کتنے چھوٹے ہو تم مجھ سے

ماہر رخ: ”مجھے آپ کو آپی بلانا اچھا نہیں لگتا... میں تو آپ کو رائما ہی کھوں
”گا

رائما اتراتے ہوئے بول دیکھا کر: ”تو پھر ٹھیک ہے میں بھی تمہیں یہ بول
”نہیں دوگی

...ماہر رخ: ”لو یہ بول کیا چیز ہے.. تم میرا دل رکھ لو“ کھ کر مسکراتا ہے

رائنما اس پر حیرت سے: ”ماہ رخ اتنے چھوٹے ہو تم... اور باتیں اتنی بڑی
بڑی کرتے ہو... روکو... میں تمہیں ابھی بتاتی ہوں...“ کھ کر اپنی
ڈائری بند کرتی ہے.. اور ماہ رخ کو پکڑنے کے لیے اس کی طرف بڑھتی
ہے... ماہ رخ فوراً باہر کی طرف بھاگتا ہے... راینما اس کے پیچھے بول
اٹھا کر بھاگتی ہے... وہ دونوں بھاگتے ہوئے سگن کے دروازے سے ہوتے
... ہوئے باہر لان میں پہنچ جاتے ہیں.... راینما ماہ رخ کو پکڑ رہی تھی

”ماہ رخ اتراتے ہوئے منہ چڑا کر:“ تم مجھے نہیں پکڑ کر سکتی راینما
”راینما:“ ”میں تمہیں ابھی پکڑتی ہوں ماہ رخ کے بچے
... آخر کار بھت دیر بھاگنے کے بعد ماہ رخ اس کے ہاتھ آھی گیا تھا

رائنماہ رخ کے پیٹ پر گد گدی مچانے لگتی ہے... دونوں خوب ہنس رہے
تھے... کے ایک دم سامنے سے چاچی آ جاتی ہیں....: ”یہ کیا ہو رہا
ہے؟؟“

رائنما چاچی کی آواز سن کر فوراً ماہ رخ کو چھوڑ کر کھڑی ہو جاتی ہے... ماہ رخ
بھی سیدھا کھرا ہوا تھا... ان دونوں کے چہرے سے مسکراہٹ غائب
ہو جاتی ہے... چاچی ماہ رخ کو ڈانٹ کر اندر بھیج دیتی ہیں اور راینما کو پکڑ کر
زبردستی اپنے ساتھ مہمان والے کمرے میں لے آتی ہیں... راینما ہلکا
.. احتجاج کرتی ہے مگر چاچی اسے خاطر میں نہیں لاتیں

رائنما کے آتے ہی اس کی والدہ غصے سے گھورنے لگتی ہیں... وہ انہیں دیکھ
... اپنی آنکھیں جھکا لیتی ہے

”چاچی اپنی بھابھی سے: ”یہ ہے راینما

”بھابھی؛ ”ہاں میں رائنما کو جانتی ہوں۔۔ آؤ بیٹھو بیٹا

رائنما کو چاچی نے منہاج کے بالکل برابر میں بیٹھا دیا تھا۔۔ سامنے والے
صوفے پر عبداللہ اور اس کے والدین بیٹھے تھے۔۔ رائنما کی ماں کا دل جل رہا
... تھا۔۔۔ پر وہ مہمانوں کا لحاظ کر رہی تھیں

غلام طہ عبداللہ کے صوفے کے برابر میں کھڑا تھا۔۔ وہ صرف رائنما کو ہی
دیکھے جا رہا تھا۔۔ لیکن وہ نہ تو اپنی نظریں اٹھاتی تھی اور نہ کچھ بولتی
... تھی

جیسے ہی عبداللہ کے والد اور دادا کمرے سے نکل کر جاتے ہیں۔۔۔ رائنما
کی والدہ فوراً رائنما کو وہاں سے لے جاتی ہیں۔۔۔ اس کی والدہ ہاتھ پکڑ کر

غصے سے کمرے کی جانب لے جاتی ہیں... ”تم سے کہاں تھاناں... باہر
مت نیکلنا... پھر تم کیوں آئیں؟؟؟“

رائما بھولاسہ چھرا بنا کر: ”امی وہ.... میں تو ماہ رخ کے ساتھ باہر لان میں
کھیل رہی تھی... چاچی مجھے زبردستی ہاتھ پکڑ کر لائیں... میں کیا
کرتی؟؟“

امی غصے سے: ”خدا نے یہ جو زبان دی ہے ناں اس کا استعمال
کرتیں... اور کھتی کے میری طبیعت خراب ہے... یا کوئی اور بھانا بنا
دیتی... ویسے تو اتنی عقل مند ہو... کلاس میں ہمیشہ اول آتی
ہو... پورے خاندان کی سب سے ذہین لڑکی ہو... اور اتنی بھی عقل
نہیں ہے تم میں... کے تم کوئی بھانا بنا دو

رائنما سر جھکا کر شرمندگی سے: ”سوری“ بول کر کمرے میں چلی جاتی
ہے... پھر اپنی ڈائری میں لکھتی ہے: ”سب کچھ کتنا عجیب ہے... سب
لوگ باہر کتنا مزہ کر رہے ہیں... اور مجھے اندر بند رہنے کی سزا ملی
ہے... اچھا ہی ہوا... ویسے بھی مجھے اب اکیلا رہنے کی عادت سی ہو گئی
ہے... بچپن سے سب مجھے کچھ نہ کچھ کہتے ہی رہتے ہیں اور میں وہ
سن کر خاموش رہتی ہوں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب میں کسی بھی بات پر
کسی سے کچھ نہیں بولتی... اب تو لگتا ہے اس خاموشی سے دوستی ہو گئی
ہے میری... یہ دیواریں یار ہیں میری... یہ ڈائری وہ واحد چیز ہے
جس سے میں بولتی ہوں... صرف بولتی ہی نہیں وہ ساری باتیں کر لیتی
”ہوں جو میں کسی سے نہیں کہہ پاتی

”رائنما کی والدہ: ”چلو کھانا کھا لو سب کے ساتھ
”رائنما: ”امی آپ میرا کھانا کمرے میں ہی بھیج دیں

”امی: ”چلو ٹھیک ہے

کھانے کی میز پر دادا رانما کی والدہ سے: ”رانما کھاں ہے؟؟ میں نے اسے
”صبح سے نہیں دیکھا

”چاچی: ”ارے ہاں.. میں نے بھی اتنی دیر سے اسے نہیں دیکھا

امی بھانا بناتے ہوئے: ”اس کی طبیعت تھوڑی خراب ہے... اس لیے وہ
”کمرے میں ہی کھانا کھائے گی

”دادا فکر کرتے ہوئے: ”ڈاکٹر کو دیکھایا؟؟؟

”امی: ”نہیں... پر میں دیکھا دوں گی... آپ فکر نہ کریں

.... غلام طہ کی نظریں شاید کسی کو ڈھونڈ رہی تھی

رات کو سب بیٹھ کر { روشنی منہاج پری کنول ماہ رخ عبداللہ اور غلام طہ }
خوب باتیں کر رہے تھے... وہ سب صحن میں محفل جمائے بیٹھے تھے اس
لیے ساری آوازیں رانما کو کمرے میں جا رہی تھیں... ان کی ہسی مزاق کی
آوازیں اسکے دل کو اداس و غمزداہ کر رہی تھیں... وہ کھڑکی کے پاس آکر
کھڑی ہو جاتی ہے اور چاند کو دیکھنے لگتی ہے۔

رات کو جب سب سو جاتے ہیں تب رانما اپنے کمرے سے نیکل کر کچن کی
طرف جاتی ہے خاموشی سے... پھر وہ کچن میں جا کر گلاس اٹھاتی
ہے... پانی کے کولر سے پانی بھرتی ہے... جیسے ہی منہ سے لگاتی ہے
ویسے ہی پیچھے سے آواز آتی ہے: ”بیٹھ کر پی لو“ وہ آواز سن کر چوکی تھی
... پیچھے مڑ کر دیکھتی ہے... سامنے غلام طہ کھڑا ہوتا ہے... وہ رانما کو
دیکھ مسکرایا تھا... لیکن وہ اسے دیکھتے ہی گلاس واپس رکھ کر جانے لگتی ہے
اس کے بالکل برابر سے نیکل کر... تب غلام طہ اس کا دو بٹا پکڑ لیتا ہے.. وہ

آگے جاتی ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کا دو بٹا غلام طہ کی پکڑ میں
... ہے۔ وہ کچھ نہیں کہتی بس خاموش کھڑی رہتی ہے

... غلام طہ دو بٹا چھوڑ دیتا ہے... اس کے چھوڑتے ہی وہ جانے لگتی ہے
غلام طہ: ”آپ کو صبح سے ہوا کیا ہے؟؟؟ آپ بدلی بدلی محسوس ہو رہی
ہیں مجھے... نہ پھلے کی طرح آپ بات کر رہی ہیں نہ ہنس رہی
ہیں... آخر ہوا کیا ہے؟؟ طبعیت زیادہ خراب ہے کیا؟؟“

رائما اس کی بات بے دلی سے سن کر بغیر جواب دیے جانے لگتی
ہے... ابھی وہ دو قدم ہی آگے بڑھتی ہے کہ پیچھے سے غلام طہ
”بے صبری سے پوچھتا ہے: ”کیا؟؟؟ بھول گئی سمجھے؟؟“

راٹما جو ابا پیچھے مڑ کر اسے نفرت بھری نظروں سے گھورتی ہے... پر غلام
طہ سمجھ نہیں پاتا کہ اس کی نگاہوں میں اتنی نفرت کیوں ہے اس کے
لیے... اس کی نظریں سب حالِ دل بیان کر رہی تھیں.. پھر وہ مڑ کر اپنی
... آنکھوں میں آنے والی نمی صاف کر کے چلی جاتی ہے

وہ کمرے میں آ کر ڈائری لکھتی ہے: ”وہ کھتا ہے کہ بھول گئی۔“
مجھے؟؟؟... ارے بھولوں گی تو تب... جب اس کی باتیں میرا پیچھا
چھوڑیں گیں... سمجھتا ہے کہ میں بدل گئی ہوں... خاموش رہنے لگی
ہوں... پر یہ خاموشی کا تحفہ بھی تو اسی نے مجھے دیا ہے.. شاید وہ بھول گیا
ہے پر مجھے ایک ایک بات یاد ہے.. یاد ہے کہ کیسے اس نے مجھ سے دوستی
کی تھی... ہماری دوستی صرف کچھ ماہ میں ہی اتنی گہری ہو گئی تھی کہ مجھے
لگنے لگا تھا کہ وہ واحد شخص ہے جو مجھے سمجھتا ہے... پر اس دن میرا دل
پوری طرح ٹوٹ گیا جب میں نے تمہیں تمہارے دوست سے باتیں کرتا

سنا... مجھے آج بھی وہ باتیں یاد ہیں... ایک ایک لفظ یاد ہے... تم نے کھا
تھا؛ ”رائما... وہ تو میرے لیے صرف ٹائم پاس ہے... اچھی لڑکی ہے پر
“میرے ٹائپ کی نہیں ہے

“دوست: ”پر تم تو ہر وقت رائما رائما کرتے ہو... اس کا کیا؟؟

غلام طہ: ”یار وہ کالی ہے.. سب اسے کلو کلو کہتے ہیں... اور تو نے تو میری
دیکھ رکھی ہیں... سب کتنی خوبصورت girlfriends ساری
“ہوتی ہیں... وہ میری برابری کی نہیں ہے

دوست: ”اس بیچاری کا تو دل ہی ٹوٹ جائے گا... اگر اسے پتا چلا کہ تو
“اس سے ٹائم پاس کر رہا ہے

غلام طہ: ”تجھے بڑی فکر ہو رہی اس کی.. تو کر لے اس سے.. میں مائینڈ
... نہیں کروں گا“ کھ کر ہسٹا تھا

”دوست: ”تو بھی ناں

کاش اس وقت میں تمہارے منہ پر اتنا زور دار تھپڑ مار سکتی کے زندگی ”
بھرا سے اس کی گونج سنائی دیتی رہتی... کاش... امرین کے بعد وہ میرا
پھلا دوست تھا.. پر اس کی اس حرکت کے بعد میرے دل میں صرف اس
”... کے لیے نفرت ہے.. وہ دوست کھلانے کے قابل ہی نہیں

... منہاج اور عبداللہ کی سنگنی طے ہو جاتی ہے

غلام طہ بیٹھ کر کچن میں چاچی سے باتیں کر رہا تھا... پری وہاں آکر: ”تم
”یہاں کیا کر رہے ہو؟؟“

“غلام طہ: ”کیوں مجھے آنے کی یہاں اجازت نہیں؟؟“

“پری: ”ہے...پر...کیا پروگرام ہے؟؟“

“غلام: ”کیا مطلب؟؟“

“پری: ”تم اور رائنما کوئی بات نہیں کر رہے...کچھ ہوا ہے کیا؟؟“

غلام منہ بسور کر: ”تمہاری بھن ہی منہ سڑھائے تھوے...مجھ

“سے...سمجھ نہیں آ رہا ہوا کیا ہے؟؟“

پری چاچی کو دیکھ ٹوکتی ہے: ”آپ آج کچھ بول کیوں نہیں رہی

“ہیں؟؟“

چاچی چڑتے ہوئے: ”تو ہر وقت کباب میں صڈی کی طرح ہے...ہم

اتنی ضروری بات کر رہے تھے اور تم آگئی...تو میں نے سوچا کہ پھلے

“تمہاری بات ختم ہونے کا انتظار کر لوں

پری: ”افوہ... اچھا... چلیں آپ اپنی ضروری بات کر لیں... میں غلام
”سے بعد میں بات کر لوں گی

چاچی: ”نہیں اب تم ہی کر لو.. میں بعد میں بات کر لوں گی“ کھ کر پچن
...سے چلی جاتی ہیں

”پری انہیں جاتا دیکھ مسکراء کر: ”جیسے آپ کی مرضی... چاچی

”غلام چاچی کے جانے کے بعد: ”میرا ایک کام کرو گی؟؟؟
”پری: ”ضرور..... میں نہیں کرو گی تو کون کرے گا... پر

”غلام: ”پر کیا؟؟؟

پری تجسس سے: ”وہ“ پھر شرارت سے مسکراء کر: ”چاچی کیا ضروری
”بات کر رہی تھیں آپ سے؟؟

غلام: ”چھوڑو... میں اپنا کام... کسی اور سے کروالوں گا“ کھ کر وہ بھی چلا گیا تھا

پری اپنے ہاتھوں کو بالوں میں ڈال کر سلجھاتے ہوئے: ”کچھ تو بات
ہے... جو چاچی اور غلام دونوں سب سے چھپا رہے ہیں... کیا بات
”ہو سکتی ہے... سوچ پری سوچ

”راٹما اپنے کمرے میں بیٹھی سوچوں میں گم تھی کے کنول آکر: ”چلو راٹما
”راٹما حیرت سے سوال والی نظروں سے دیکھتے ہوئے: ”کھاں؟؟
”کنول: ”او... پھلے چلو... بعد میں بتاتی ہوں

”راٹما اپنے بیڈ سے اٹھتے ہوئے: ”اچھا چلو

کنول رائنما کو لے کر جانے لگتی ہے جیسے ہی وہ صحن میں پہنچے تھیں لائٹ
اچانک سے چلی جاتی ہے... ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے کچھ نظر ہی
نہیں آرہا ہوتا... کنول اندھیرے میں ایک طرف رک جاتی ہے.. جبکہ
رائنما چلتی رہتی ہے.. پھر اسے ایک دم خیال آتا ہے: ”کھیں میں کسی سے
ٹکرا ناں جاؤں“ یہ سوچتے ہی رائنما اپنے ہاتھوں کو چلانے لگتی
ہے... کے اس کا ہاتھ کسی کے ہاتھ سے ٹکراتا ہے.. رائنما سے کنول
... گمان کرتی ہے اور بھی سوچ کر وہ ہاتھ پکڑ لیتی ہے

جیسے ہی وہ ہاتھ پکڑتی ہے لائٹ اون ہو جاتی ہے... اور اسی وقت اسد
”زور سے کہتا ہے ”کون؟؟“

لائٹ اون ہوتے ہی رائنما اسد کو دیکھتی ہے چوک کر.. اور اسد اسے... وہ
... فوراً اس کا ہاتھ چھوڑ دیتی ہے.. اسد اسے دیکھ ایک قدم پیچھے ہٹا تھا

کنول دور کھڑی تھی.. رانما پھر کنول کو دیکھتی ہے... کنول وہاں سے
چپ چاپ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی... رانما بھی اس کے پیچھے
پیچھے جاتی ہے.. اسی وقت رانما کی والدہ آ جاتی ہیں... وہ اسد کو دیکھ خوش
”ہو کر: ”اسد... تم... تم کب آے؟؟؟

اسد مسکراتے ہوئے: ”ابھی آیا ہوں... امی نے میٹھائی بھیجی تھی... آپ
”کے لیے پھوپھو

”رانما کی والدہ: ”میٹھائی.. کس بات کی؟؟
”اسد خوش ہو کر: ”میرے پاس ہونے کی... انٹر میں
”امی: ”بھت بھت مبارک ہو بیٹا

”رانما کنول کے کمرے میں جا کر: ”کھاں لے جا رہی تھیں تم مجھے؟؟؟

کنول اس سے نظریں چورا کر بھانا بناتے ہوئے ”وہ مجھے میری سینڈل
،، نہیں مل رہی تھی.. وہ نیلے رنگ والی... پر اب مل گئی... شکریہ

را نما چڑتے ہوئے ”کیا؟؟؟... تم صرف اپنی سینڈل کے لیے مجھے اتنی
... جلدی میں لے کر گئیں... تم بھی پاگل ہو،“ کھ کر چلی جاتی ہے

کنول اپنے دل میں: ”کوئی بھانا سوچ ہی نہیں رہا تھا... ویسے کتنا عجیب
بھانا بنایا میں نے... واقعی میں تو پاگل ہی ہوں... اور اب تو اور زیادہ
“i love him... ہو گئیں ہوں... او... اللہ

... را نما اپنی دادی کے سامنے گھر سے باہر جا رہی تھی
،، دادا می پیچھے سے: ”را نما... کہاں جا رہی ہو؟؟؟“

”رائمنا پیچھے مڑ کر: ”باہر جا رہی ہوں... ٹیوشن
”دادی: ”تم اپنے لیے کوئی اور وقت کر لو ٹیوشن کا

اتنے میں پری بھی آ جاتی ہے کتابیں لے کر... کچھ کتابیں رائمنا کی طرف
”بڑھاتے ہوئے؟ ”یہ لو... تمہاری بکس
”رائمنا کتابیں لیتے ہوئے: ”شکریہ

دادی پھر سے رائمنا کو ٹوکتے ہوئے: ”میں نے کھانا وقت بدل لو اپنے
”ٹیوشن کا

رائمنا کی والدہ چائے لا کر دادی کو دیتے ہوئے: ”ارے امی.. یہ ساتھ چلی
جاتی ہیں تو مجھے فکر نہیں رہتی... اکیلے اکیلے جائیں گی تو میرا دل تو انہیں
”میں پڑا رہے گا

دادی چائے کا ایک گٹ پیتے ہوئے: ”وہ دراصل میں تو اس لیے بول رہی
تھی کہ پری دھوپ میں جائے تو کوئی مسئلہ نہیں.. پر رائنما

یہ بول کر وہ خاموش ہوئی تھیں چائے کا دوسرا گٹ پینے.. کے رائنما تجسس
”سے بول پڑی تھی: ”کیا رائنما؟؟؟؟“

دادی چائے کا گٹ گلے میں اتارتے ہوئے: ”رائنما تو پھلے ہی جلی جلی سی
ھے.... دھوپ میں جائے گی تو اور جل جائے گی... پھر اس کے رشتے
”میں اور مشکل ہوگی

یہ سن رائنما کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی... اسے دادی کی بات بھت
ناگوار گزری تھی.. لیکن وہ خاموش کھڑی صرف شکوے بھری نگاہ سے

اپنی ماں کو دیکھتی ہے... اس کی ماں آنکھوں کے اشارے سے صبر کی
تلقین کرتی ہیں.. رانما کی آنکھوں میں آنسو آنے لگتے ہیں.. وہ فوراً
باہر کی جانب رخ کر کے آنسو صاف کرتی ہے اپنی آنکھوں کے... پھر
... پری سے ”چلو... دیر ہو رہی ہے“ کہہ کر گھر سے باہر چلی جاتی ہے

پری دادی کو کھا جانے والی نگاہ سے گھور رہی تھی.. کے اس کی ماں دادی
کے پیچھے سے اسے آنکھیں دیکھاتی ہیں اور اشارے سے کہتی ہیں: ”تم
جاؤ“... پری اپنی ماں کو شکوے بھری نظروں سے تکتے ہوئے باہر چلی
... گی سستی

پری غصے میں بڑبڑاتے ہوئے: ”امی کبھی دادی کو کچھ کہتی کیوں
.. نہیں... جو ان کے منہ میں آتا ہے وہ رانما کو بول دیتی ہیں

دادی غصے میں: ”کتنی بد تمیز ہو گئی ہے رانما... میری بات کو آن سنی کر کے
“ چلی گئی۔

.. رانما کی والدہ خاموش کھڑی ہو کر ان کی باتیں سنتی ہیں

پری راستے میں: ”تم ان کی باتیں دل پر مت لو... وہ تو شروع سے
تمہارے ساتھ ایسی ہی ہیں... جب دیکھو تمہیں تنقید کرتی رہتی
ہیں... تم ناں... ان کی بات ایک کان سے سنا کرو... اور دوسرے کان
“ سے نیکال دیا کرو
رانما جو اب اس اثبات میں ہلا دیتی ہے۔

روشنی کچن کے باہر سے گزر رہی تھی کے اسے اپنی ماں اور چاچی کی باتیں
کرنے کی آوازیں آتی ہیں.. ان کی باتیں سن اس کا چہرہ خوشی سے کھل
اٹھتا ہے... پر پھر اسے ایک خیال آتا ہے جو اس کے چہرے کی مسکراہٹ

کو غائب کر دیتا ہے... وہ باہر گارڈن میں جھولے پر جا کر بیٹھ جاتی
... ہے... اور اسی بات کے مطابق سوچنے لگتی ہے

رائما اپنی کتابیں ہاتھ میں لیے وہاں آتی ہے... وہ روشنی کو جھولے پر
بیٹھا دیکھ اور سوچوں میں ڈوبا ہوا دیکھ مزاق اراتے ہوئے سکھتی ہے: ”کیا
”دوسرا پاکستان بنانے کا ارادہ ہے؟؟“

یہ سنتے ہی روشنی اپنی سوچوں سے نیکل آتی ہے... وہ رائما سے حیران
”ہو کر: ”تم کب آئیں؟؟“

رائما جھولے پر روشنی کے برابر میں بیٹھتے ہوئے: ”جب تم سوچوں میں
”گم تھی تب
”روشنی: ”اچھا

رائما سے دیکھ سمجھ جاتی ہے کہ وہ کسی بات کی وجہ سے پریشان ہے... وہ
”بہت پیار سے اس سے پوچھتی ہے: ”کچھ ہوا ہے کیا؟؟“

”روشنی: ”نہیں تو

رائما اس کی بات سن کتابیں کھول کر پڑھنا شروع کر دیتی ہے.. لیکن
روشنی خود کو اغنور ہوتا دیکھ رائما کو گھورنے لگتی ہے... رائمالجھ
”کر: ”کیا؟؟“

روشنی: ”میں تمہاری بھن ہوں... میں یہاں پریشان ہوں... اور تمہیں
”کوئی فرق ہی نہیں پڑھ رہا

رائما بے دلی سے: ”میں نے تم سے پوچھا تھا بھی... تم نے کھا تم ٹھیک
”ہو... تو اب میں کیا کروں؟؟“

روشنی اس کے سر پر دھپ لگاتے ہوئے: ”تو تمہارا کام ہے مجھ سے دو بار ا
پوچھوں... بار بار پوچھوں.. جب تک کے میں تمہیں بتاناں دوں کے میں
“کیوں پریشان ہوں

راہماتھکی تھکی نظروں سے اسے دیکھ کر: ”ایک بار پوچھنا میرا فرض تھا وہ
“میں نے پورا کر لیا... اب یہ بار بار پوچھنا مجھ سے نہیں ہوتا

روشنی منہ بسور کر شکوہ کرتے ہوئے: ”تم کیسی بھن ہو... اور بھنیں
دوستیں بن کر رہتی ہیں... اور ایک تم ہو... تم کو تو میری کوئی فکر ہی
“نہیں ہے

رائما: ”اف اللہ... تم کتنی ڈرامے باز ہو.. اچھا جلدی بولو... کیا پریشانی
”ہے تمہیں

روشنی اپنے پاؤں کو ہلاتے ہوئے: ”وہ امی اور چاچی باتیں کر رہی تھیں
”جو میں نے سنی
”رائما: کیا سنا تم نے؟؟؟

”روشنی ہچکچاتے ہوئے: ”وہو.. وہ
”رائما: ”کیا؟؟؟ اب بول بھی دو
روشنی: ”چاچی نے امی کو بتایا کہ غلام طہ مجھ سے شادی کرنے کی خواہش
”رکھتا ہے

اسی وقت پری وہاں آ جاتی ہے... روشنی اسے دیکھ خاموش ہوئی
”تھی.. رائما پری سے: ”تم نے کچھ سنا تو نہیں؟؟؟

پری مسکراتے ہوئے: ”ہاں سن لیا میں نے... اور میں تو وہ بھی جانتی
”ہوں جو آپ دونوں نہیں جانتے

”روشنی دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے: ”کیا پتا ہے تمہیں؟؟
پری اتراتے ہوئے: ”پہلے آپ دونوں مجھے بیچ میں بیٹھائیں... پھر میں
”بتاؤ گی

... رانما: ”اچھا لو... آؤ بیٹھو“ روشنی اور اپنے بیچ میں جگہ دیتی ہے
”پری: ”پہلے آپ اپنی بات پوری کریں... پھر میں آپ کو بتاؤ گی
روشنی: ”غلام طہ کھ رہا ہے کے عبداللہ کے ساتھ ہی اس کی شادی
”کروادی جائے

”رانما: ”تو امی نے کیا کھا؟؟؟

اروشنی: ”امی نے کھا لڑکا تو بھت اچھا ہے... وہ پھلے پایا اور ماموں (رافع جو
”اسد کے والد ہیں) سے پوچھیں گی... پھر جواب دیں گی

”رامنا: ”تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟؟؟

اروشنی: ”کیونکے تم..“ وہ کھنے میں ہچکارہی تھی

”رامنا الجھ کر: ”کیا؟؟؟

اروشنی: ”کیونکے تم غلام کو پسند کرتی ہو... مجھے ایسا لگتا ہے.. اور میں

”تمہاری خوشیوں کے بیچ میں نہیں آنا چاہتی

رامنا: ”میں غلام کو پسند نہیں کرتی... اور نہ ہی میں نے ایسا کبھی سوچا

ہے... وہ صرف میرا ایک اچھا دوست ہے... جیسے اسد آپ کا

ہے... اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے ناں کہ آپ اسد کو پسند کرتی

”... ہیں

”روشنی: ”سج... تم سچ کھرھی هو

”راٹما: ”هاا

روشنی: ”شکر... تم نهیں جانتی تم نے میرے دل پر سے کتنا بڑا بو جھ اتارا
”دیا

”پری: ”اب میں بولوں

”راٹما: ”هاا

پری: ”میں نے چاچی اور غلام کو کچن میں باتیں کرتا دیکھا تھا... مجھے پتا چلا
غلام روشنی باجی سے شادی کرنا چاہتا ہے.. مگر چاچی نهیں چاہتی تھیں ایسا
هو... اور دوسرے دن میں نے چاچی کو دادی سے بات کرتے دیکھا
... دادی بھی کھرھی تھیں کے میرے لیے میری ساری پوتیاں برابر
هیں... اور پھلے اس رشتے کے بارے میں کنول سے پوچھا جائے گا... بعد
”میں روشنی سے

رائنما حیران ہو کر: ”گھر میں یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں... اور ہمیں کچھ
”پتا ہی نہیں ہے

”روشنی: ”اس کا مطلب کنول نے منع کر دیا اس رشتے کی
”پری حیرت سے: ”پر کیوں؟؟... سمجھ نہیں آیا
”رائنما: ”عجیب بات ہے یہ تو

”پری: ”یہ چھوڑو.. ضرور اس کی کوئی اپنی وجہ ہوگی

رائنما پری کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر: ”تو پھر ہم شادی کی تیاری
”شروع کریں؟؟

”روشنی جھپٹتے ہوئے: ”مجھے شرم آرہی ہے

پری حیران ہو کر روشنی کو چھیڑتے ہوئے: ”تو کیا نہیں کریں شادی کی
”تیار ی؟؟“

”روشنی: ”میں نے ایسا تو نہیں کھا

”راہما مسکراتے ہوئے: ”ہاں بھی تو نہیں کھا

روشنی شرماتے ہوئے: ”اب سمجھ جاؤ... ضروری ہے کہ ہر بات بولی
”جائے“

پھر تینوں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے سے سر جوڑ کر بیٹھتی ہیں۔

اسد راہما کے گھر آتا ہے... اس کے گھر آتے ہی راہما کی ماں خوش ہو کر
اسے گھر میں لا کر بیٹھاتی ہے.. پھر وہاں کنول اور منہاج آ جاتی ہیں.. ماہ
رخ وہیں بیٹھ کر بسکٹ کھا رہا تھا... کنول بس اسد کو دیکھ کر مسکرائے
.. جارہی تھی.. اسد بھی اس کی مسکراہٹ کا جواب مسکرائے کر دے رہا تھا

... پھر لائٹ اف ہو جاتی ہے

رائمما کی امی: ”اللہ... یہ لائٹ بھی ناں... دنیا دھر کی ادھر ہو جائے
“لائٹ اپنے وقت پر جاتی ہے

اسد: ”ہاں... اور جس دن لائٹ نہ جائے اس دن ٹینشن ہو جاتی ہے
“کے آخر آج ایسا کیا خاص ہے جو لائٹ نہیں گئی

منہاج: ”اسد جب تم آتے ہو... لائٹ خود بہ خود چلی جاتی ہے“ کھ کر
... ہسنے لگتی ہے

رائمما کی امی: ”اسد بیٹا جنیٹر اون کر دو گے؟؟“

“اسد: ”جی ضرور

کنول یہ سنتے ہی وہاں سے چلی جاتی ہے... دوسری طرف رائنما بادیام
چھیل کر کھانے میں مگن تھی... کنول آکر: ”رائنما میرے ساتھ
”چلو... لائٹ چلی گی ہے مجھے جینیٹر اون کرنا ہے

رائنما موبائل کی فلیش لائٹ کنول کے منہ پر کرتے ہوئے: ”کیا کھا تم
نے؟؟“

”کنول: ”جو تم نے سنا

رائنما حیران ہو کر: ”لائٹ تو روز جاتی ہے.. آج کون سی نئی بات
ہے... اور وہ گیس کا جینیٹر نہیں ہے جو تم چالو کر لو گی آسانی سے.. وہ
”پیٹرول والا ہے... ڈوری کھینچنا پڑتی ہے

کنول: ”اویار... ایک تو میں تمہارے فائدے کی بات کر رہی تھی... اگر سوچو مجھ سے جینیٹر چالو ہو گیا... تو روزانہ میں بھی چالو کر لیا کر لوں گی... ہمیں پایا پاتاے ابو کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا

رامنا: ”تم یہاں اتنے مھینوں سے رہ رہی ہو... تمہیں یہ خیال آج آیا ہے“

کنول: ”دفاع ہو... ایک تو میں نے تمہارے فائدے کی بات کی... اور تم... ہو کے میرے خلوص پر شک کر رہی ہو“ کھ کر جانے لگتی ہے
”رامنا: ”اچھا روکو... میں چلتی ہوں تمہارے ساتھ

جینیٹر تیسری منزل پر چھت پر جانے والی سیڑھیوں پر رکھا ہوا ہے... اسد
... کورامنا کی امی بتاتی ہیں

اسد: ”جی“ منہاج اسے موم بتی پکڑا دیتی ہے... وہ سیڑھیوں کی جانب
.. بڑھ جاتا ہے

دوسری طرف رانما دوسری منزل پر جا کر روک جاتی
”ہے...: ”جاؤ... کرو چالو... میں یہاں کھڑی ہو جاتی ہوں

کنول اکیلے اوپر کی جانب بڑھ جاتی ہے... رانما کے ہاتھ میں موبائل ہوتا
”ہے... اچانک سے اسے پیچھے سے آکر کوئی زوردار آواز دیتا ہے: ”رانما
... وہ بری طرح ڈر جاتی ہے... اور اس کے ہاتھ سے موبائل گر جاتا ہے

”ماہ رخ اور پری ہسنے لگتے ہیں اور شور مچاتے ہیں: ”ڈر گی... ڈر گی۔۔

”رانما اپنا دل پکڑ کر: ”تم دونوں نے تو میری جان نیکال دی

موبائل گر جانے کی وجہ سے اندھیرا چھا جاتا ہے... دوسری طرف اسد
کے ہاتھ میں جو موم بتی تھی وہ ہوا کی وجہ سے بجھ جاتی ہے.. رائنما پیچھے مڑ
کر دیکھتی ہے تو اسے کوئی کھڑا ہوا نظر آتا ہے... مگر اندھیرے کی وجہ
سے وہ پہچان نہیں پاتی کے کون ہے... وہ پوچھتی ہے؛ ”کون ہو؟؟“ پھر
”خود اندازہ لگاتے ہوئے: ”منہاج تم ہو؟؟“

اسد بالکل رائنما کے سامنے کھڑا تھا.. وہ بولتا ہے: ”ہٹو.. میں
”ہوں... اسد

رائنما حیران ہو کر: ”اسد“ اسے صرف آواز آرہی تھی نظر نہیں
اندھیرے کے سبب
”اسد: ”ہٹو.. رائنما

رامنما اسد کی آواز سنتے ہی پیچھے کی جانب ہٹتی تھی... اسد اوپر جاتا ہے

...کنول کو جینیٹر کی ڈوری کھینچتا ہوا دیکھ مسکراتا ہے

،کنول: ”آپ مسکراء کیوں رہے ہو؟؟“

اسد: ”آپ جینیٹر چلانے کی کوشش کر رہی ہیں... یہ دیکھ کر مسکراہٹ

،خود بہ خود آگئی... آپ ہٹھکیں میں کر دیتا ہوں

،کنول مسکراتے ہوئے: ”جی

رامنما سوچ میں پڑھ گئی تھی کہ آخر کیسے وہ بار بار اسد کے سامنے آ رہی
ہے...

رامنما ٹیرس پر بیٹھی اسد کے بارے میں سوچ رہی تھی... کے ماہ رخ آتا
ہے... رامنما ماہ رخ کو دیکھ کر سوچتی ہے: ”یہ تو گھر کا نیوز رپورٹر ہے.. اسے
،سب پتا ہوتا ہے.. اس سے پوچھتی ہوں

”راہما بڑے پیار سے؛ ”ماہ رخ

ماہ رخ اسے اپنا نام اتنے پیار سے لیتے ہوئے دیکھ حیران ہو کر: ”راہما تم
”مجھے اتنے پیار سے بلارہی ہو... حیرت ہو رہی ہے مجھے

”راہما منہ بسور کر؛ ”کتنی بار کھا ہے تم سے... مجھے راہما مت کھا کرو
ماہ رخ اسے منہ بسور نے کو نظر انداز کر: ”یہ چھوڑو... یہ بتاؤ... کوئی کام
”تھا مجھ سے

راہما: ”نہیں کوئی کام نہیں تھا..“ اور غصے والے انداز میں کھ کر جانے
... لگتی ہے

”ماہ رخ پیچھے سے ہاتھ پکڑ کر: ”مجھے معاف کر دو

”راہما: ”ماہ رخ... تم پاگل ہو

ماہ رخ: ”وہ تو میں ہوں... آپ مجھے معاف کر دو... آپ کو کام تھاناں مجھ سے... بولو

رائما اس کی بات پر مسکراتے ہوئے: ”ہوں“ اور بیٹھ کر ماہ رخ کے برابر میں: ”کاش سب تمہاری طرح ہوتے... تو کوئی مشکل ہی نہیں ہوتی“ زندگی میں

”ماہ رخ؟“ آپ کو کوئی کام تھا؟؟؟

”رائما: ”وہ مجھے جاننا تھا... اسد کب آیا تھا؟؟؟

”ماہ رخ؟“ اسد بھائی وہ تو 9 بجے کے آئے تھے تھے

”رائما تجسس سے: ”ان کے آنے کی کس کس کو پتا تھی؟؟؟

”ماہ رخ: ”سب کو

”رائما: ”کون سب؟؟؟ وہی تو؟؟؟

“ماہ رخ: ”مجھے تائی امی منہاج باجی کنول باجی اور میری امی کو
“رائما: ”کنول کو پتا تھا؟؟؟

ماہ رخ: ”ہاں.. وہ تو بار بار اسد بھائی کو دیکھ کر مسکراے جا رہی
“تھیں... میں نے دیکھا تھا انھیں
رائما: ”اچھا... شکریہ“ کھ کر جانے لگتی ہے

“ماہ رخ: ”آپ ایسا کیوں پوچھ رہی ہیں؟؟؟
رائما: ”ایسے ہی“ کھ کر چلی جاتی ہے۔

سب کھانے سے فارغ ہو کر میز سے اٹھنے لگتے ہیں کے دادا: ”سب بیٹھ
“جاؤ... مجھے ایک بات کرنی ہے سب سے
... سب بیٹھ جاتے ہیں یہ سن کر

دادا: ”جیسے ہم سب جانتے ہی ہیں کہ منہاج اور روشنی کے رشتے کی بات طے ہو چکی ہے۔۔ کل رات مجھے عبداللہ کے والد کا فون آیا تھا انہوں نے بتایا کہ عبداللہ کی دادی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ وہ ضد کر رہی ہیں کہ مرنے سے پہلے اپنے پتوں کے سر پر سیرادیکھ لیں۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ ان کی اس خواہش کا ہمیں احترام کرنا چاہیے۔۔ اس لیے آج سے صرف ایک ہفتے بعد منہاج اور روشنی کا نکاح ہوگا۔۔۔ مسجد میں۔۔ اور

”رخصتی اتوار والے دن چند خاص رشتے داروں کو بلوا کر لی جائے گی

یہ سننے کے بعد پوری میز پر ہلچل سی مچی تھی۔۔۔ کوئی کچھ کھ رہا تھا اور کوئی کچھ۔۔۔ پر دادا جو فیصلہ کر چکے ہیں وہ سب مان لیتے ہیں۔۔۔ کوئی اس فیصلے پر خوش ہے تو کوئی حیران۔۔ اور کوئی پریشان

ماہ رخ منہاج کے کمرے میں داخل ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ منہاج رو...
رہی ہے... اور باقی سب بیٹھ کر اسے تسلی دے رہے ہیں

منہاج روتے ہوئے: ”میں نے کیا کیا سوچا تھا... کتنے خواب دیکھے تھے
اپنی شادی کے لیے... سوچا تھا یہ کروں گی وہ کروں گی... پر سب ختم
”ہو گیا

... رات نما خاموش بیٹھی سب کی باتیں سن رہی تھی

پری: ”اللہ اس میں رونے کی کیا بات ہے؟؟ روشنی کی بھی تو تمہارے
”ساتھ بالکل سادگی سے شادی ہو رہی ہے... پر وہ تو نہیں رو رہی

تو نہیں ہو رہی love marriage منہاج: ”اس کی کوئی لو میج
ہے.. مجھے arrange marriage ہے... اس کی تو ویسے بھی

کچھ نہیں پتا... مجھے میری شادی میں وہ سب کچھ چاہیے جو میں نے سوچا
”تھا“

کنول اس کو تسلی دے دے کر تھک چکی تھی تو اب بے زار ہو کر: ”

...ڈرامے کرنا بند کرو... روئے جا رہی ہو کب سے

منہاج اس کے کشن کھینچ کر مارتے ہوئے: ”اگر تمہاری شادی ایسے ہوگی

ناں.. تو پھر پوچھوں گی تم سے“ پھر مزید روتے ہوئے: ”ارے ایک ہفتے

”میں ہوتا کیا ہے..؟؟“

کنول اس کے پاس آکر اس کا ہاتھ پکڑ کر: ”ارے ایک ہفتہ ہے ہمارے

پاس... تم فکر مت کرو... نکاح بھلے ہی تمہارا سادگی سے ہوگا... مگر باقی

ساری رسمیں ہم سب خوب دھوم دھام سے کریں گے... کل دونوں

بڑے تایا اور ان کی فیملی آرہے ہیں... تو پھر رونق تو خود بہ خود ہو جائے گی گھر میں

”راٹما یہ سن: ”اب تو خوش ہو جاؤ منہاج

پری خوش ہو کر: ”اللہ کتنا مزا آئے گا... مجھے تو سوچ کر ہی اتنی خوشی ہو رہی ہے... ہم سب مل کر اس شادی کو یادگار بنائیں گے... جیسے

”فروخ بھائی کی شادی کو

راٹما اپنے دل میں: ”صدیق میرے سب سے بڑے تایا ہیں.. ان کے دو بیٹے ہیں.. بڑا بیٹا جس کا نام فروخ ہے... جس کی ایک سال پہلے ہی شادی ہوئی تھی... اور دوسرا بیٹا (جعفر).. جن کے لیے بڑی امی رشتہ دیکھ رہی ہیں.. جعفر... نام سن کر آپ سوچ رہے ہوں گے کہ کوئی

بڑانیک سیرت اور حسن کردار کا مالک ہوگا... تو میں آپ کو بتا دوں... ایسا
نہیں ہے.. وہ مجھے زہر لگتا ہے... بچپن میں سب سے زیادہ وہی مجھے
چڑاتا تھا... یہاں تک کہ میری گڑیا بھی توڑ دی تھی اس نے... ہاں شکل
و صورت سے دیکھا جائے تو کوئی ہیر و لگتا تھا... بہت خوبصورت تھا وہ
بچپن میں.... مگر.. میں اسے بچپن میں بندر بلایا کرتی تھی... اس کے
چڑانے کے سبب مجھے وہ زہر لگتا ہے اتنا کہ میں اس کو دیکھنا بھی نہیں
چاہتی... اس کا چہرہ نہ دیکھنا پڑے اس لیے پیپروں کی تیاری کا بھانا بنا کر
میں نے فروخ بھائی کی شادی تک میں شرکت نہیں کی تھی... لیکن لگتا
ہے اتنے سالوں بعد اب پھر اس کا بندر جیسا چہرہ دیکھنا پڑے گا... سب
کہتے ہیں بہت حسین ہے وہ... تو میں سوچتی ہوں.. جو بچپن میں اتنا برا
تھا وہ اب اور کتنا زیادہ برا ہو گیا ہوگا... اس کی پوری فیملی لاہور میں رہتی
ہے... بڑی امی بہت خطرناک ہیں.. وہ اپنی بڑی بھو کو بھی بہت تنگ
... کرتی ہیں

اب میرے دوسرے نمبر والے تایا... ان

کا نام انور ہے... بہت خوش مزاج آدمی ہیں... اس لیے ان کے دونوں بیٹے بھی بہت ہنس مکھ ہیں... اور ایک بیٹی جس کا نام امیما ہے... لڑکوں کے نام عامر اور واصف ہیں

”منہاج: ”میری شاپنگ کا کیا ہو گا؟؟“

”روشنی: ”وہ ہم سب مل کر لیں گے... تم فکر مت کرو

کنول: ”اور ہاں... ہم سب لڑکیاں بالکل ایک جیسے سوٹ پہنیں

”گے... تاکہ لگے کہ ہم سب دولہن کی بھینیں ہیں

”پری: ”ہاں... یہ تو بالکل ٹھیک کھا... اور انتا کثری بھی کریں گے

ماہ رخ اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے: ”او... میں تو بھول گیا... آپ

”سب کی باتوں میں.. دادار انما کو بلارہے ہیں

رائنما اپنے دل میں: ”اللہ تیرا شکر ہے... دادا نے بلایا مجھے... ورنہ ان کی باتیں تو میرا دماغ پکار ہی تھیں“ پھر ماہ رخ کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے سر پر زور سے تھپڑ مارتی ہے اور کہتی ہے: ”رائنما باجی بولو ماہ رخ: ”اُو... نو“ اپنے بال ٹھیک کرتے ہوئے: ”میرا ہیرا سٹائل خراب کر دیا آپ نے... اب دوبار اپنا نا پڑے گا...“ کھ کر جانے لگتا ہے...

روشنی اور باقی سب یہ دیکھ مسکراتے ہیں۔

روشنی صبح ہوتے ہی ناشتہ کرنے کے بعد اسد کو فون کرتی ہے... اور کہتی ہے: ”اسد میرے سارے کزن آرہے ہیں... تم بھی آ جاؤ... صرف“ کچھ دنوں کی تو بات ہے

اسد اپنے کمرے میں لیپ ٹائپ کے سامنے بیٹھتا ہوتا ہے... وہ لیپ ٹائپ
... کھولتے ہوئے: ”روشنی تم مجھ سے بات مت کرو“ وہ خفگی سے بولا تھا

روشنی التجائی لہجے میں: ”ارے یار ناراض مت ہو.. مجھے تو خود کل رات
ہی پتا چلا ہے... اور آج میں نے تمہیں کال کر کے بتا دیا... آ جاؤ ناں
“ پلیر

اسد ناراض ہوتے ہوئے: ”یار میں واقعی بھت ناراض ہوں تم سے.. تم
شادی کر رہی ہو.. اور تم نے یہ آج بتایا ہے مجھے... بھت اچھی دوستی
“ نبھائی تم نے

روشنی: ”یار... کچھ دنوں پہلے ہی امی نے مجھ سے پوچھا تھا غلام کے بارے میں... میں نے کھ دیا جیسے آپ کی مرضی... پر مجھے نہیں پتا تھا کہ...“ سب اتنی جلدی ہو جائے گا... میں نے سوچا تھا کہ تمہیں وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ اسد بات کاٹتے ہوئے: ”ہاں تم نے سوچا“ ہو گا چھوڑو... کون بتائے اسد کو

روشنی: ”ارے یار... اب مان بھی جاؤ... میں تمہیں کس طرح...“ سمجھاؤں

رامنا اور پری ٹیرس میں آ جاتی ہیں جہاں کھڑے ہو کر روشنی اسد سے بات کر رہی تھی... پری روشنی سے موبائل چھینتے ہوئے: ”اسد بھائی... اب اتنا بھائو کھانے کی ضرورت نہیں ہے... ہمیں تو بھن ہو کر کل“ رات پتا چلا ہے... اب آ جائیں... آپ کے بغیر مزا نہیں آئے گا

اسد: ”پری... اپنی بھن سے کھ دو میں آرہا ہوں... مگر صرف تمہارے
“کھنے پر... اور میں اس سے ناراض ہوں
“پری مسکراتے ہوئے: ”اچھا ٹھیک ہے... میں بول دو گی
“اسد: ”ٹھیک ہے تو میں آرہا ہوں... 4 بجے تک میں وہاں آ جاؤں گا
رانا کھڑے کھڑے باتیں سن رہی تھی... وہ روشنی سے کھتی ہے: ”تم
“نے خاہ کی بیٹیوں کو فون کیا؟؟“

روشنی: ”ہاں امی نے صبح ہی کر دیا تھا... اور رھنے کی دعوت بھی دی
“تھی

...رانا کو اس کی چاچی کی آوازیں آتی ہیں

رائما: ”آرھی ہوں“، کھ کر چلی جاتی ہے.. چاچی رائما کو آٹا پکڑاتے
ہوئے: ”یہ لو آٹا اسے گوند لو... اور روٹیاں پکا لو... آج زیادہ روٹیاں پکا
“ناں

رائما: ”جی چاچی..“ آٹا لیتے ہوئے: ”یہ آٹا تو کم پڑے گا سب آرھے
“ہیں

چاچی: ”تو کوئی بات نہیں... تیرے دادا کے خزانے میں سے پیسے لے کر
بازار سے منگالیں گے... ٹھیک ہے... ویسے تیرے دادا بھی خوب
ہیں... یہ نہیں کے ایک دونو کرھی رکھ لیں... نہیں چاہتے ہیں کے
ان کی گھر کی بھویٹیاں کچن میں ہی لگیں رہیں... دیکھو ذرا“ وہ منہ بسور
... کھ رہی تھی

رائنما: ”دادا کو بازار سے کھانا منگنا پسند نہیں ہے... کیونکہ انہیں بازار کا کھانا اچھا نہیں لگتا... دادا بھت صفائی پسند ہیں اور تندہروالے ہاتھ تک ”ٹھیک سے صاف نہیں کرتے

چاچی: ”ہاں ہاں... ٹھیک ہے... تم جو روٹیاں پکاؤ گی وہ تمہارے دادا کو کھلا دو گی اور جتنے لوگ کھا سکے انہیں کھلا دیں گے... اور باقی سب کے لیے بازار سے منگالیں گے

رائنما: ”ٹھیک ہے“ کھ کر کچن میں بیٹھ کر آٹا گوندنے لگتی ہے... اسے باہر شور کی آواز سنائی دیتی ہے... چاچی باہر کی طرف خوشی سے دیکھتے ہوئے: ”لگتا ہے مہمان آنا شروع ہو گئے...“ کھ کر کچن سے باہر چلی جاتی ہیں

پندرہ منٹ بعد کچن میں ایک لڑکا داخل ہوتا ہے۔۔ رانما آٹا گوند رھی تھی... اس کا دو بٹا اس کے کندھے سے نیچے گر جاتا ہے... رانما اپنے آٹے... والے ہاتھ سے اپنا دو بٹا اٹھا کر اپنے سر پر اڑ لیتی ہے

لڑکا مسکراتے ہوئے: ”کام کام کام... دن رات کرے رانما کام... جب کام سے تھک جائے... تو کرے تھوڑا سہ آرام“
رانما اس لڑکے کو نظر اٹھا کر دیکھتی ہے: ”عامر... تم عامر بلکل آکر رانما کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے...: ”باہر سب ملنے آئے... پر آپ نہیں... کیوں؟؟ آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں“
یہاں آگیا

رانما آٹا گوند چکی تھی... وہ آٹے کا تسلا اٹھا کر سلیپ پر رکھتی ہے... اور... روٹی پکانے کا سامان سیٹ کرنے لگتی ہے

عامر سیب اٹھا کر کھانا شروع کر دیتا ہے... اور وہیں کرسی پر بیٹھ جاتا ہے...

“عامر: ”توپڑھائی کیسی چل رہی ہے آپ کی
“رائما اپنا کام کرتے ہوئے: ”ٹھیک

“عامر: ”آپ تو پیپر کی تیاری کر رہی ہوگی؟؟
“رائما: ”ہاں

“عامر: ”پیپر کی تاریخ آگئی؟؟؟
“رائما روٹی توے پر ڈالتے ہوئے: ”نہیں

عامر کرسی سے اٹھ کر رائما کے بالکل برابر میں جا کر کھڑا ہوتا ہے.... وہ
اسے اپنے اتنا قریب کھڑا ہوتا دیکھ تھوڑا سا ہچچھے ہٹ کر کھڑی ہوتی

ھے... عامر رائما کو غور سے دیکھتے ہوئے: ”کچھ ہوا ہے کیا؟؟؟ آپ مجھے
”رائما نہیں لگ رہیں

”رائما اس سے نظریں چوراتے ہوئے: ”نہیں... ایسا تو کچھ نہیں ہے

عامر: ”آپ مجھ سے نظریں کیوں نہیں ملارہی ہیں...؟؟؟ مجھ سے
”ناراض ہو کیا؟؟؟

”رائما: ”ایسا تو کچھ بھی نہیں ہے

”عامر: ”یہ آپ بار بار ایک ہی لائن کیوں بول رہی ہیں؟؟؟

رائما اب چڑرہی تھی اس کے بار بار سوال کرنے سے... اسے تنہائی کی
عادت تھی.. وہ کسی سے بات کرتی ہی نہیں تھی.. مگر آج تو عامر بھی جیسے
... پیچھے پڑ گیا ہو کے بات تو کر کے ہی رہے گا

”رائما: ”ہوں

”عامر: ”یار... کیا ہوں؟؟؟

رائما اپنے دل میں: ”یا اللہ... کیا مصیبت ہے... عامر جا کیوں نہیں رہا
...“

”عامر: ”کچھ تو بولو... چپ کیوں ہو؟؟؟“

رائما اس پر جواباً خاموش رہتی ہے... وہ اپنے دل میں: ”اف... کتنے
سوال... کب جائے گا یہ... اب میں جواب نہیں دینے والی... چاہے
...“ کتنا ہی پوچھتا رہے

عامر کو رائما کا جواب نہ دینا عجیب لگ رہا تھا...: ”لگتا ہے آپ کو مجھ سے
بات کرنی“، کھ کر کچن سے چلا جاتا ہے... رائما اسے جاتا ہوا دیکھ مسکراتی
ہے: ”اللہ تیرا شکر... گیا

اسد آرہا ہے یہ بات کنول کو پتا چل جاتی ہے... کنول کچن میں رائنما کو
ڈھونڈتے ہوئے آئی تھی... اس نے رائنما کو دیکھ سکون کا سانس لیا تھا: ”
تم یہاں ہو... میں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تمہیں

رائنما روٹیاں پکا چکی تھی.. وہ جو نیچے گرا ہوا آٹا ہوتا ہے وہ صاف کر رہی
تھی... رائنما کنول کو دیکھ کر: ”کیوں کیا ہوا؟؟؟... پھر کھیں لے کر جانا
ہے مجھے

”کنول؛ ”نہیں... پر ایک بات کرنی ہے تم سے... وہ بھی بھت ضروری

”رائنما: ”ایسی کیا بات ہے... بولو... میں سن رہی ہوں
”کنول: ”وہ... مجھے سمجھ نہیں آرہا... تمہیں کیسے بتاؤں

رائنما اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ جاتی ہے کہ وہ کیا کھنے میں اتنا مہیچار ہے

ہے... راینما اپنا ہاتھ دھوتے ہوئے: ”بولو... ورنہ میں جارہی

”ہوں... مجھے اور بھی بہت کام ہیں

”کنول ایک لمبی سانس لیتے ہوئے: ”مجھے اسد بہت پسند ہے

”راینما: ”اچھا

کنول راینما کا چہرہ دیکھتی ہے جس پر کوئی تاثر نظر نہیں آتا... کنول: ”لگتا

ہے تم نے ٹھیک طرح سنا نہیں... مجھے اسد اچھا لگتا ہے... مجھے لگتا ہے

”کہ مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے

”راینما: ”ہاں... ہاں... سن لیا... میں نے

کنول رانما کے برابر میں آکر بڑے پیار سے اس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے اور کہتی ہے: ”وہ تو تمہارا کزن ہے.... تم اس سے باتوں ہی باتوں میں پوچھ لینا کے اسے میں کیسی لگتی ہوں“

”رانما: ”تم یہ کام پری کو بول دو.... مجھ سے یہ کام نہیں ہوگا

کنول: ”یار... پری کو یا کسی اور کو بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے... ابھی تو میں یہ بھی نہیں جانتی کہ اس کے دل میں میرے لیے کچھ ہے یا نہیں... میں یہ بات تمہیں اپنی دوست سمجھ کر بتا رہی ہوں“.... یار... میری مدد کر دو

رانما اپنے دل میں: ”اللہ... ابھی عامر دماغ کھا کر گیا... اور اب یہ... اس“ گھر میں مجھے کوئی سکون سے رہنے دے گا بھی یا نہیں

کنول رائما کو کچھ نہ بولتا دیکھ: ”یار... مجھے پتا تھا تم میری مدد ضرور کرو گی... شکریہ یار“ کھ کر چلی جاتی ہے... رائما کچھ بول ہی نہیں پاتی۔

رائما کو ایک بات تنگ کر رہی تھی... وہ اپنے کمرے میں جا کر ڈائری... نیکالتی ہے اور اپنے قلم سے اس میں لکھنا شروع کر دیتی ہے ڈائری: ”آج مجھے ایک بات کا احساس ہوا... کے اسد... اسد تو مجھ سے کوئی بات کرتا ہی نہیں... وہ روشنی کا اچھا دوست ہے... پری سے بھی وہ بہت مزاق کرتا ہے اور بہت پیار سے بات کرتا ہے... پر مجھ سے... وہ تو کبھی بات ہی نہیں کرتا... میں نے جب سے کنول سے بات کی ہے تب سے یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہوں... کے کبھی اس نے مجھ سے کوئی بات کی... ہاں یاد آیا کے ایک بار ہم نانی کے گھر رہنے گئے تھے... وہاں پری اسد کے ساتھ لیڈو کھیل رہی تھی... یہ آج سے تین سال پہلے کی

بات ھے... میں نے سوچا میں بھی ان کے ساتھ کھیل لوں... میں بیٹھی تو
اسد فوراً کھڑا ہو گیا.... اور کھنے لگا تم دونوں کھیل لو.... اور کھ کر چلا
گیا... مجھے اس وقت یہ بات عجیب تو لگی تھی... پر میں نے اس بات پر
زیادہ توجہ نہیں دی... اس نے ایسا کیوں کیا؟؟؟... پتا نہیں مجھے... اور وہ
مجھ سے بات کیوں نہیں کرتا؟؟؟؟... یہ بھی مجھے نہیں پتا... پر سوچتی
ہوں کہ اگر وقت نے یہ احساس دلایا ھے کہ وہ مجھ سے بات نہیں کرتا تو
”یہ وقت ھی ان سوالوں کے جوابات بھی دلاے گا
پری کمرے میں آکر رانما کو ڈائری لکھتا ہوا دیکھ: ”تم سب سے ملیں؟؟؟
“سب مہمان آگے آئیں

رانما ڈائری بند کرتے ہوئے: ”نہیں صرف عامر سے ملی ہوں... میں
نہیں جا رہی... عمیر اتنی میرے پیچھے پڑ جاتی ہیں... تمہیں پتا تو ھے“
... وہ منہ بسور کھ رہی تھی

پری مسکراتے ہوئے: ”پر ملنا تو پڑے گا... جاؤ ملو... ورنہ وہ خود چل کر
”یہاں آجائیں گیں... سوچ لو

راہنما برے برے منہ بناتے ہوئے: ”اچھا میں جاتی ہوں... پر تم دیکھنا وہ
مجھے دیکھتے ہی بولنا شروع کر دیں گی“ پھر وہ اپنی تائی کی نقل اتارتے
ہوئے: ”راہنما... تمہیں تو میں نے اتنا یاد کیا... اللہ میں بتا نہیں سکتی“ پھر
مجھے اپنے گلے لگائیں گیں... اور کھے گی: ”تم تو بالکل میرے لیے میری
بیٹی جیسی ہو... تمہیں پتا ہے میں اس بار تمہارے لیے کیا لائی
ہوں... ایسا کچھ لائی ہوں جو تم سوچ بھی نہیں سکتیں... چلو میں خود ہی
بتا دیتی ہوں... گجرا کرنے کی کریم... بس رات کو لگا کر سو جانا.. اور دیکھنا
”کیسے چار پانچ ہفتوں میں تم گوری گوری ہو جاؤ گی

پری اسے نقل اتارتا ہوا دیکھ خوب ہستی ہے... پھر رائما بھی ہسنے لگتی
ہے.. پری رائما کو ہستے ہوئے دیکھ: ”تم نے تو ہسنا چھوڑ ہی دیا ہے
جیسے... اتنے دنوں بعد تمہیں ہستا ہوا دیکھ اچھا لگا..... ایسی ہی ہستی
“رہا کرو

رائماتائی سے جان چھوڑانے کا بھانا سوچنے لگتی ہے... وہ چٹکی بجاتے
ہوئے: ”ایک کام کرو... میں جاتی ہوں ان سے ملنے... پھر تم آکر مجھ
“سے کھنا کے میری دوست کا فون آیا ہے

“پری: ”ٹھیک ہے اب جاؤ
... رائما: ”اللہ... مجھے بچالے عمیر اتائی سے“ وہ دعا گو ہوئی تھی

رائمناچے جاتی ہے... عمیر اتائی صوفے پر بیٹھی چائے پی رہی تھی... وہ
اسے سامنے سے آتا دیکھ چائے کاکپ ٹیبل پر رکھ کر کھڑی ہو جاتی
... ہیں... اور اس کے گلے لگتی ہیں... پری سیڑیوں پر کھڑی ہوتی ہے

“رائمنا: ”اسلام و علیکم

“... وہ گلے سے ہٹتے ہوئے: ”و علیکم اسلام

“رائمنا: ”کیسی ہیں آپ؟؟

تائی مسکرائے کر: ”میں تو ٹھیک ہوں... میں تمہیں بتا نہیں سکتی کتنا یاد کیا
”میں نے تمہیں

“رائمنا مسکراتے ہوئے: ”جی

تائی: ”تم تو بالکل میرے لیے میری بیٹی جیسی ہو... تمہارے لیے اس بار
میں ایک تحفہ لے کر آئی ہوں.. ایسا تحفہ لائی ہوں جو تم سوچ بھی نہیں
،، سکتیں

رائمپری کو سیڑھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے اشارہ کرتی ہے کہ دیکھو جو
... میں نے کھا تھا وہی کھ رہی ہیں تائی

... پری مسکراتے ہوئے: ”واہ جی“ کا اشارہ کرتی ہے

تائی رائمما کا چہرہ دیکھ رہی تھی کہ وہ کھیں دیکھ رہی ہے... وہ اس کا چہرہ
اپنی جانب کرتے ہوئے: ”چلو میں خود ہی بتا دیتی ہوں... گورا کرنے کی
“کریم

رائمما مسکراتے ہوئے آنکھوں سے پری کو اشارہ کرتی ہے کہ وہ
آجائے... پری رائمما کا اشارہ ملتے ہی فوراً سیڑھیوں سے اتر کر آتی
ہے... اور رائمما کے پاس آ کر کھتی ہے

پری: ”آپ کی دوست کا فون آیا ہے... امرین کا.. اسے ضروری کام ہے
“آپ سے... جلدی چلیں... رانما باجی

رانماتائی کو دیکھ کر: ”میں ابھی آتی ہوں... میری دوست کا فون ہے“ کھ
کران سے اپنا ہاتھ چھڑاتی ہے... ابھی وہ ایک قدم آگے تھی بڑھتی ہے
”کے تائی پیچھے سے دوبارہ ہاتھ پکڑ لیتی ہیں.. وہ مڑ کر: ”جی؟؟“

تائی: ”ارے.. ہم تو اتنے سالوں بعد ملیں ہیں.. پھلے ہم سے بات
کر لو... پھر اپنی دوست سے کر لے ناں...“ کھ کر اسے اپنے ساتھ
بیٹھا لیتی ہیں... اور باتیں کرنے لگتی ہیں... وہ ان کی ہر بات پر بس جی
.. جی کر رہی تھی... کے وہاں عامر آ کر بالکل رانما سے لگ کر بیٹھ جاتا ہے
اس کا بیٹھنا ہوتا ہے کے رانما فوراً اسے دیکھتی ہے حیرت بھری نظروں
سے....

عامر مسکرا کر: ”کیا؟؟؟“ وہ اسے خود کو حیرت سے دیکھتا ہوا دیکھ بولا
... تھا

رائما اپنے سارے میل کزن سے کافی دور رہتی تھی... اس لیے عامر کا اس
... کے... اتنا قریب بیٹھنا اسے عجیب لگ رہا تھا
رائما فوراً کھڑی ہو گئی تھی.. ”مجھے ایک کام ہے.. میں چلتی ہوں“ کھ کر وہ
... فوراً اٹھ کر چلی گئی تھی

عامر کو عجیب لگا تھا اس کا اس طرح اٹھ کر چلا جانا... وہ پری سے جو بالکل
”اس سے لگ کر بیٹھی تھی پوچھتا ہے: ”یہ اس طرح کیوں گئی؟؟؟“
”پری کندھے اچکا کر لا علمی کا اظہار کرتے ہوئے: ”مجھے نہیں پتا

پری اور رائما دونوں جیسے ہی کمرے میں داخل ہوتی ہیں... وہ روشنی کو
کھتے b.b اسکاٹپ کے ذریعے اپنے بڑے بھائی جواد جیسے سب
... بات کرتا دیکھتی ہیں big brother یعنی b.b... ہیں

“سے بات کر رہی ہیں b.b پری: ”واہ... روشنی باجی آپ
b.b ”راٹما بڑے خوش ہو کر روشنی کے برابر میں بیٹھتے ہوئے؟
“کیسے ہو آپ؟؟؟...

کتنے دنوں بعد... b.b ”پری روشنی کے اٹے سائٹ پر بیٹھتے ہوئے
“دیکھ رہی ہوں میں آپ کو

جواد بھت پریشان تھا روشنی کی اچانک شادی سے... اس نے دادا اور سب
گھر والوں سے چھپ کر اسپین میں شادی کر رکھی تھی... اس کا ایک بیٹا
... بھی تھا... اور یہ بات صرف اس کی تینوں چھوٹی بھنیں جانتی تھیں
جواد روشنی سے: ”یہ میں کیا سن رہا ہوں... تمہاری شادی ہو رہی
“ہے.. وہ بھی صرف ایک ہفتے بعد

یہ فیصلہ بہت اچانک سے ہوا... b.b ”: روشنی بھی پریشان لہجے میں
”ہے... میں کچھ نہیں کر سکتی... آپ کے لیے... مجھے معاف کر دیں

جواد: ”تم کیوں معافی مانگ رہی ہو... اس میں تمہاری تو کوئی غلطی
”نہیں... جب کیا میں نے ہے تو بھروں گا بھی میں
ایسا مت بولیں... پیار کرنا اور شادی کرنا کوئی جرم نہیں... b.b ”: پری
”ہے

رائما: ”مگر یہ دادا کی نظر میں جرم ہے... پری“ وہ پری سے مخاطب ہو کر
... بول رہی تھی

جواد: ”جب سے امی نے مجھے تمہاری شادی کی خبر دی ہے.. میری تو رات
”کی نیند اڑ گئی ہے... سمجھ ہی نہیں آ رہا کروں کیا؟؟“

“پری: ”اللہ اتنا مت سوچیں... سب ٹھیک ہو جائے۔“

“آپ آئیں گے ناں... میری شادی میں... b.b...“: روشنی

جواد: ”میں تو ضرور آؤں گا... پر میں اپنی فیملی کو لاؤں یا نہیں یہ سمجھ

“نہیں آرہا

روشنی: ”ایسا مت بولیں... میری شادی میں اگر آپ بھا بھی اور ایاں

نہیں آئیں گے تو مجھے بالکل اچھا نہیں لگے گا... آپ آجائیں جو ہو گا دیکھا

“جائے گا

جواد: ”اگر میں اپنی فیملی کے ساتھ آیا تو تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ کیا

ہو گا... دادا مجھے تو جائیداد سے نیکال دیں گے مگر ساتھ ساتھ مجھے ڈر ہے

کہ وہ میری شادی کی وجہ سے پاپا اور تم لوگوں پر سے بھی اپنا ہاتھ نہ

“اٹھالیں

”رائما“ ڈرنے سے کیا ہوگا؟؟؟

آپ ایک کام کریں... آپ بھابھی کو... idea... ”پری چٹکی بجاتے ہوئے“
ساتھ لے کر آئیں اور یہاں سب سے کہیں کہ وہ آپ کی دوست
ہیں... پھر بھابھی یہاں سب سے آہستہ آہستہ دل جیت لیں... اور پھر
”سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا“

رائما پری کو دیکھتے ہوئے: ”پاگلوں والی باتیں مت کرو تم... اس طرح تو
”مسئلہ اور بھی خراب ہو جائے گا... اور ایان اس کا کیا ہوگا؟؟؟“

روشنی: ”رائما پری کی بات مجھے ٹھیک لگ رہی ہے“ پھر وہ جواد کو دیکھتے
ہوئے: ”پہلے آپ بھابھی سے گھر والوں کو ملو الیں... پھر چب بھابھی دادا

کا اور باقی سب گھر والوں کا جیت لیں گیں۔۔۔ تو پھر سب کو سب کچھ بتادیں
گے“

رائما پریشان ہوتے ہوئے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر: ”یہ کیا کھ رہے ہو تم
لوگ۔۔۔ یہ بالکل ٹھیک نہیں ہوگا۔۔۔ دادی کی آنکھیں بھت تیز ہیں وہ
اڑتی چڑیا کے پر گنے والی شخصیت ہیں۔۔۔ اور اگر دادا کو کسی اور سے پتا چل
گیا تو۔۔۔ تو سوچا ہے آپ لوگوں نے کیا ہوگا۔۔۔ آج تک پاپا کسی نے
بھی اس گھر میں دادا کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا۔۔۔ اگر دادا کسی
غلط کام کو ٹھیک کھیں تو سب اسے ٹھیک کہتے ہیں۔۔۔ مجھے پتا ہے کہ دادا
کبھی بھی ایک اسپین کی لڑکی کو اپنی بھو کے طور پر قبول نہیں کریں
گے۔۔۔ اور پاپا ان کے فیصلے کے خلاف نہیں جائیں گے۔۔۔ دادا اپنے
اصولوں کے بھت پکے ہیں۔۔۔ وہ سب کو گھر سے باہر نیکال دیں

گے... یہ جو معاشرے میں ہماری عزت ہے وہ صرف دادا کی وجہ سے
”ہے“

جواد: ”یہی سب فکریں تو مجھے تنگ کرتی ہیں... یہ جو اتنی بڑی کمپنی
ہے... میرا جو اتنا بڑا نام ہے... سب کچھ دادا کا دیا ہوا ہے... اگر دادا نے
”سب واپس لے لیا تو“

پری: ”آپ اتنی فکر مت کریں... سب اللہ پر چھوڑ دیں... اور بھابھی کو
”لے کر آجائیں“

”روشنی پری کو دیکھتے ہوئے: ”اور ایان.... اس کا کیا ہوگا؟؟“

جواد: ”ایان کی فکر مت کرو... میں اسے اس کے ننیال میں چھوڑ دو
گا... کچھ دنوں کی تو بات ہے... تمہاری شادی ہونے کے بعد دادا اور
سب گھر والوں کو سب کچھ بتا دو گا... پھر جو وہ فیصلہ کریں گے مجھے منظور
”ہو گا

”راہما پریشان ہو کر: ”مجھے یہ سب ٹھیک نہیں لگ رہا
رو سنی راہما کا ہاتھ پکڑ کر بڑے پیار سے اسے سمجھاتے ہوئے: ”میری
شادی صرف میرے لیے نہیں... بلکہ ہم سب کے لیے بہت اہمیت کی
حامل ہے... اگر بھابھی آئیں تو بہت تماشہ ہو گا جو تم بھی جانتی ہو... اس
لیے میری رخصتی کے بعد یہ سب ہو... جب سارے مہمان چلے جائیں تو
اچھا ہے... پھر جو بھی دادا کا فیصلہ ہو گا ہم سب اسے قبول کر لیں
”گے... پر ابھی مہمانوں کے سامنے یہ ساری باتیں ہونا ٹھیک نہیں ہے

رائما: ”آپ لوگ کھتے هو تو ٹھیک هے... پرا بهی بهی میرا دل اس بات
کے لیے راضی نهیں هو رها

پری مسکراء کر: ”ارے یار... بس کرو... اب کوئی مزے دار باتیں
کر لیتے هیں... تهک گی تهوں میں یہ ٹینشن والی باتیں سن سن کر
”جواد: ”اور میری بهن کو شادی کے لیے کیا تحفه لا کر دوں؟؟

”پری خوش هو کر: ”میں بتاؤں مجھے کیا کیا چاہیے~
روشنی سے پوچھ رھے.... b.b ”: رائما مسکراء کر پری کو دیکھتے هوے~
هیں کیونکے ان کی شادی هے... تمھاری نهیں جو تم اتنی لمبی لسٹ بهجو گی~
”کو b.b

.... یہ سن کر روشنی اور جواد مسکرا نے لگے تهے

رائما اور پری دادا کے کمرے میں جاتی ہیں۔۔ ان سے اجازت لینے کے وہ اسکول سے چھٹیاں لیں سکتی ہیں۔۔۔ دادا اجازت دیتے ہیں اسکول میں درخواست جمع کروانے کی۔۔۔ پری شکریہ ادا کر کے چلی جاتی ہے۔۔۔ رائما رک کر دادا سے باتیں کرنے لگتی ہے۔۔۔ پھر جب وہ کمرے سے باہر نیکلتی ہے تو اس کے سامنے دادی کھڑی ہوتی ہیں۔۔ وہ رائما کو چیل پھن کر گھر میں گھومتا ہوا دیکھ غصہ کرنا شروع کر دیتی ہیں۔۔۔ رائما ان کی آنکھیں دیکھ کر ہی سمجھ جاتی ہے کہ اب وہ ڈانٹ کھانے والی ہے۔۔۔ دادی رائما کے پاس چلتی ہوئی آتی ہے۔۔۔ اور غصے والی نگاہ سے گھورتے ہوئے پوچھتی ہیں: ”تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی“، لڑکی۔۔۔ چیل پھن کر گھر میں گھوم رہی ہو رائما چپ ہو کر دادی کی ڈانٹ کھانے لگتی ہے۔۔۔ اسی وقت وہاں واصف آ جاتا ہے۔۔۔ دادی کو رائما کو ڈانٹتا ہوا دیکھ۔۔۔ واصف دادی کے برابر میں

آکر کھڑا ہو جاتا ہے... یہ معلوم کرنے کے لیے کے دادی کیوں چلا رہی
... ہیں

دادی: ”منہ میں زبان نہیں ہے تمہارے...؟؟... تمہاری ماں نے
،، تمہیں سر پر چڑھا کر رکھا ہے

رائما جب ایک بار نظر اٹھاتی ہے تو وہ واصف کو دادی کے برابر میں کھڑا
دیکھتی ہے اسے شرمندگی ہونے لگتی ہے... وہ واپس نظریں جھکا لیتی
ہے... اسی لمحے ایک خوبصورت سہ لڑکا گھر میں داخل ہوا تھا... وہ پیچھے
سے گزر رہا تھا خاموشی سے.. کے اس کی نظر دادی پر پڑی.. وہ تجسس کے
مارے روکا تھا کے آخر دادی کسے سنار ہی ہیں.. وہ وہیں کھڑا ہو کر دیکھنے
لگتا ہے.. پھلے تو اسے وہ شخص نظر نہیں آ رہا ہوتا جیسے دادی ڈانٹ رہی
تھیں... کیونکہ وہ بالکل دادی کی سیدھ میں کھڑا تھا... وہ خوبصورت
لڑکا: ”یہ دادی کیسے ڈانٹ رہی ہیں؟؟...“ پھر دادی ڈانٹتے ڈانٹتے تھوڑا

سہ اپنی جگہ سے ہٹتی ہیں تو وہ لڑکا: ”ابھی بھی نظر نہیں آرہا.. دادی
کی سائٹ ہوں“ وہ پیچھے سے دلی ہی دل بول رہا left بس تھوڑا سا اور
... تھا

رائی کی نظر واصل کے جو توں پر پڑتی ہے... واصل بھی گھر میں جوتے
... پھن کر گھوم رہا تھا.. وہ یہ دیکھ دل ہی دل کڑنے لگتی ہے

وہ لڑکا ابھی بھی کھڑا تھا کے بس دیکھ لے کون ہے جیسے دادی ڈانٹ رہی
ہیں اتنی بری طرح... دادی تھوڑا سا ہٹیں تو واصل اس لڑکے کے
سامنے آگیا تھا...: ”حد ہے.. دادی ہٹیں سامنے سے تو واصل آگیا.. پر
شاید میں جانتا ہوں یہ کون ہے جیسے دادی ڈانٹ رہی ہیں“ سوچ کر وہ
جانے لگا تھا اپنا بیگ اٹھائے... کے اچانک واصل سامنے سے ہٹا... اور
اب اس خوبصورت لڑکے کو رائی نظر آئی... جو نظریں جھکائے گھڑی

تھی.. پھلے تو وہ اسے دیکھ مسکرا دیا: ”مجھے پتا تھا... یہ رائنما... یہ آج بھی
دادی سے ویسے ہی ڈانٹ کھاتی ہے جیسے بچپن میں..“ کھ کر جانے ہی
لگتا تھا کہ پھر اسے محسوس ہوا کہ وہ رورہی ہے... بس اسکی جھکی جھکی
نظریں اور ان سے نیکتے ہوئے آنسوؤں اس کے قدم روک دیتے ہیں.... وہ
جاتے جاتے روک کر پلٹ کر اسے دور سے دیکھتا ہے...: ”یہ تو رورہی
ہے.. دادی بھی ناں...“ اس کے دل میں ہمدردی پیدا ہوئی تھی اس
... کے لیے

دادا کو اندر ساری آوازیں جارہی تھی... وہ وہیں سے چیختے ہیں: ”یہ شور
کیسا ہے؟... کس کو ڈانٹ رہی ہو حجن؟؟“
”دادی جواب دیتے ہوئے: ”آپ کی لاڈلی پوتی کو... حاجی صاحب
پھر وہ رائنما سے: ”اگر معافی مانگ لو گی تو زبان گز نہیں جائے گی
... تمہاری...“ کھ کر کمرے میں چلی جاتی ہیں

دادی کے جانے کے بعد واصف اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگتا ہے
”... پھر اس کے پاس آکر: ”کیوں ڈانٹ رہی تھیں تمہیں دادی؟؟“

رائما اس سے بھت شر مندہ ہوتی ہے.. وہ نہیں چاہتی کہ اس کے سامنے
روئے.. اس لیے تیزی سے بھاگنے لگتی ہے سیڑھیوں کی طرف
.... سیڑھیوں کے پاس ہی وہ لڑکا کھڑا تھا... رائما کا بھاگتے ہوئے دو بٹاسر
سے اتر گیا تھا... وہ لڑکا اسے اپنی جانب آتا ہوا دیکھتا ہے بھاگتے
ہوئے... اس سے پھلے وہ کچھ کھے وہ روتی ہوئی اس کے برابر سے گزر جاتی
ہے.... وہ لڑکا مڑ کر اسے تیزی سے جاتا ہوا دیکھتا ہے... وہ ابھی اسے
دیکھنے میں مگن تھا کہ پیچھے سے واصف کہتا ہے: ”جعفر...؟؟؟... تم
”کب آئے؟؟؟“

”.. جعفر واصف کی آواز سن واصف کی طرف متوجہ ہوا تھا...: ”بس ابھی

“واصف: ”تو یہاں کیوں کھڑے ہو؟؟“

جعفر: ”ایسے ہی.. میں ذرا اپنا بیگ رکھ کر آتا ہوں.. کمرے

“میں.. او۔ کے

رائما اپنے اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر بیٹھ کر اپنے گلے سے دو بٹا اٹھا کر پھینک

دیتی ہے غصے میں... پھر اپنے ایک ہاتھ سے چوڑیاں اتار کر زمین پر زور

سے پھینکتی ہے تو ساری چوڑیاں ٹوٹ کر بھکر جاتی ہیں... رائما پھوٹ

پھوٹ کر رونے لگتی ہے... اسی وقت پری نھاء کرواش روم سے نیکلتی

ہے... اسے روتا ہوا دیکھ: ”مجھے تو پھلے ہی پتا تھا کہ دادا تمہیں ڈرائیور

انگل کی بیمار بیٹی کے لیے لیے پیسے نہیں دینے والے... پر اس میں رونے

کی کیا بات ہے... چلو... چھوڑو یہ رونا دھونا... اور اٹھ کر نھاء دھو کر تیار

“... ہو جاؤ

رائما اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے: ”تم جاؤ... میں تیار ہو جاؤں
گی...“

پری اپنے بال ڈرائے کشین سے سوکھاتے ہوئے: ”یار... ہو جاؤ... ابھی
”ویسے بھی اسد بھائی آنے والے ہیں

.. رائما آنکھیں بند کر کے بستر پر لیٹ جاتی ہے

”پری: ”کیا؟؟؟... اٹھو تیار ہو جاؤ

رائما کو اس کا بار بار اصرار کرنا غصہ دلاتا ہے.. وہ غصے سے پری چیختے

ہوئے: ”تمہیں مسئلہ کیا ہے؟؟؟... مجھے تیار ہونا ہو گا تو ہو جاؤں

گی... مجھے اسد میں کوئی انٹرس نہیں ہے اور نہ ہی اسے مجھ میں ہے

”... اب تم میرا دماغ خراب مت کرو... اور جاؤ یہاں سے

پری کی نظر زمین پر پڑتی ہے تو اسے ٹوٹی چوڑیاں نظر آتی ہیں... پری
”بڑے پیار سے رانما سے؛ ”دادا نے کچھ کھ دیا کیا؟؟“

رانما اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے: ”تم مجھے اکیلا چھوڑ دو... اور معاف
”کرو مجھے

پری اس کا ہاتھ پیار سے پکڑتے ہوئے: ”تم رومت... میں جا رہی
... ہوں... تم آرام کر لو“ کھ کر چلی جاتی ہے

رانما اپنی ڈائری میں لکھتی ہے: ”سمجھ نہیں آتا کیا کھوں؟؟... اپنی
بے بسی پر روں یا اپنی دادی کی بد نصیبی پر ماتم کروں... دادی کی تو عادت
ہے مجھے بات بے بات ڈانٹنا... اور سب کی عادت ہے تماشہ دیکھنا... گھر
میں سب چیل پھن کر گھومتے ہیں پر دادی کو تو صرف میری ہی چیل نظر
آتی ہے.. مجھے سمجھ نہیں آتا جو پیار نہیں کرتا اسے ڈانٹنے یا غصہ کرنے کا

حق کس نے دیا... دل تو چاہتا ہے کے پوچھوں ان سے جا کر.... کے آخر
چاہتی کیا ہیں... اگر میں اتنی بری لگتی ہوں تو زہر دے کر مار کیوں نہیں
دیتیں... ہر روز تھوڑا تھوڑا زہر کیوں دے رہی ہیں... کیوں ہر روز
مجھے تکلیف میں مبتلا کرتی ہیں... چاہتی کیا ہیں آخر... ویسے تو اتنی عقل
مند بنتی ہیں پھر اتنی سی بات کیوں نہیں سمجھتی کے یہ سب خدا کی مرضی
ہے... میں نے کچھ نہیں کیا ہے... یہ رنگ مجھے میرے خدا نے دیا
“ہے... میں خود تو نہیں لائی ناں... یہ بات کیوں نہیں سمجھتی

واصف اپنے موبائل پر گانے سن رہا تھا کے پری اس کے برابر میں آ کر
بیٹھتی ہے... واصل پری کو دیکھتی ہی گانے بند کر دیتا ہے اور پری سے
استفسار کرتا ہے: ”تمہیں پتا ہے... دادی رانما کو کیوں ڈانٹ رہی
“، تمہیں؟؟؟

پری اس کی بات پر تعجب سے: ”نہیں تو... کیوں... دادی نے رائما کو ڈانٹا
”ہے کیا؟؟“

”واصف پری کی طرف دیکھتے ہوئے؟“ ”ہاں... اور وہ بھی ایسا ویسا
”پری: ”پر کیوں؟؟؟“

واصف: ”یہ تو مجھے نہیں پتا... پر ٹھیک ٹھاک کلاس لی دادی نے
رائما... آخر میں تو رائما کا منہ رونے جیسا ہو گیا تھا... میں نے پوچھا
بھی... پر اس نے کچھ بتایا ہی نہیں... بیچاری... آج بھی دادی ویسے ہی
ڈانٹ رہی تھیں جیسے ہم جب اس گھر میں رہتے تھے تب ڈانٹی تھیں
... اتنے سال ہو گئے پر کچھ نہیں بدلا“ ”کھ کر مسکرا نے لگتا ہے

... پری کے لہجے میں واصف کو مسکراتا دیکھ غصہ آ جاتا ہے
”پری: ”تم مسکراؤ کیوں رہے ہو... تم میری بھن کا مزاق اڑا رہے ہو

واصف مسکرا کر: ”نہیں یار... تم تو برا مان گیں... میرے کھنے کا وہ
”مطلب نہیں تھا

پری اسکی ایک نہیں سنتی اور وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی ہے۔

سارے مہمان آچکے تھے... بڑی پھوپھو کنول سے: ”ارے چائے تو پلا
”دو

”کنول: ”بس بن رہی رہی ہے سب کے لیے

پھر روشنی چائے لے کر آتی ہے ٹرے میں... سب کو چائے دیتی
ہے... کنول ایک کپ چائے کا اٹھا کر ٹرے سے جانے لگتی ہے... روشنی
”پیچھے سے: ”کنول

”کنول پیچھے مڑ کر: ”ہاں

روشنی: ”تم چائے پی رہی ہو وہ بھی شام کے وقت... تم تو چائے نہیں
”... پیتیں

کنول یہ بات سن کر روشنی سے آنکھیں چوراتے ہوئے: ”وہ... اسد کو
“دینے جا رہی ہوں

“روشنی حیران ہو کر: ”اسد کے لیے؟

“کنول: ”ہاں... کیوں وہ چائے سٹھیں پیتا شام کی؟؟

“روشنی: ”ہاں پیتا ہے

“کنول: ”تو میں جاؤں؟؟

روشنی: ”ہاں“ اسے کنول کا اسد کے لیے چائے لے کر جانا عجیب لگتا

... ہے... پھر وہ کچن میں اور چائے لینے جاتی ہے

کچن میں رائنما: ”لاؤں... میں اور چائے نیکال دوں؟؟... اور کتنے لوگ

“رہ گئے تھیں؟؟

روشنی کا ذہن تو ابھی بھی کنول پر اڑکا ہوا تھا... رائنما سے کھویا کھویا دیکھ

“... اس کا ہاتھ ہلاتے ہوئے: ”روشنی کہاں کھوئی ہوئی ہو؟؟؟

”روشنی چوک کر: ”ہاں

”راہما اپنی بات دوہراتے ہوئے: ”چائے آردوں؟؟

”روشنی: ”ہاں... چھ کپ آردے دو

”راہما کپ میں چائے ڈالتے ہوئے: ”کیا سوچ رہی تھیں تم؟؟

”روشنی: ”نہیں کچھ نہیں

راہما: ”اچھا“ کھ کر ایک کپ میں چائے چھانے لگتی ہے... روشنی اسے

کام میں مشغول ہوتا دیکھ بے صبروں کی طرح خود بول اٹھتی ہے: ”تم

”پوچھوں تو صحیح کے بات کیا ہوئی ہے

”راہما اسے دیکھ: ”کیوں؟... میں کیوں پوچھوں؟؟

روشنی: ”کیونکے میں پریشان ہوں... اور تم میری بھن ہو.. تمہیں چاہیے
کے مجھے فارس کرو... پر تم تو اپنی اس ناک کی وجہ سے کچھ پوچھ ہی نہیں
“رہیں

رائما حیرت سے بڑی بڑی آنکھیں کر کے: ”اس میں میری ناک کہاں سے
“آگے؟؟

روشنی رائما کی ناک پکڑتے ہوئے ”یہ ہے ہی اتنی بڑی اور کھڑی کے ہر
“چیز کے بیچ میں آ جاتی ہے

رائما اس کی بات سن مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنی ناک سے
ھٹا کر: ”اب تمہاری ناک اتنی بڑی نہیں تو اس میں میری کیا غلطی،“ کھ کر
... چائے کا کپڑے میں رکھنے لگتی ہے

روشنی بے تکلف ہو کر مزاق میں کھ دیتی ہے: ”ناک چھوٹی ہے تو
کیا... خدا نے تمہیں اگر اتنی اچھی آنکھیں اور ناک نقشہ دیا ہے تو مجھے
“رنگ دیا ہے

بس یہ کھنا ہوتا ہے کے رائنما کے ہاتھ کپکا پا جاتے ہیں... اور اس کے
ہاتھ میں جو چائے کا کپ تھا وہ اس کے ہاتھ کے کپکا پا جانے کے سبب اسی
“کے ہاتھ پر گر جاتی ہے.. وہ زور سے چیختی ہے: ”اللہ

روشنی گھبرا کر: ”رائنما... یہ کیا کیا تم نے؟؟“ اور جلدی سے رائنما کا ہاتھ
پکڑ کر نل کے پاس لے جاتی ہے... اور نل کھول کر رائنما کے ہاتھوں کو
... پانی میں دھونے لگتی ہے

روشنی: ”اللہ... یہ کیا کیا تم نے.. میں تو مزاق کر رہی تھی... تم مزاق
بھی نہیں سمجھتی ہو... پاگل ہو کیا تم؟؟“ کھ کر برف لینے جلدی سے فریج
... کی طرف جاتی ہے

رائما اپنے دل میں: ”پانی کاش میرے دل میں لگی آگ بھی بوجا پاتا... پتا
“، نہیں تکلیف زیادہ کھاں ہو رہی ہے... ان ہاتھوں میں یا اس دل میں

روشنی رائما کو اپنے ہاتھوں کو گھورتا ہوا دیکھ: ”کیا سوچ رہی
“ہو... تکلیف بھت زیادہ ہو رہی ہے کیا؟؟“

رائما روشنی سے: ”نہیں... کچھ نہیں“، روشنی برف کیڑے میں لپیٹ کر
رائما کو دیتی ہے

”رائما؟“ یہ لگا لو

”... رائما: ”جزاک اللہ

”روشنی: ”پاگل.. میں مزاق کر رہی تھی

راہما برف ہاتھوں پر ملتے ہوئے: ”مسکرا نا چاہتی ہوں... پر مسکرا ہٹ آ
،، نہیں رہی

روشنی کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں... روشنی کو اپنے بچپن میں ہوا
... واقعہ یاد آ جاتا ہے

راہما ایک دن اسکول میں روشنی کے پاس روتی ہوئی آتی ہے... روشنی {
،، راہما کو روتا ہوا دیکھ: ”کیا ہوا؟؟؟... کسی نے مارا تمہیں؟؟؟

،، راہما روتے ہوئے: ”نہیں... کسی نے نہیں مارا

روشنی اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے: ”پھر رو کیوں رہی ہو؟؟؟

،، کسی نے کچھ کھا تم سے؟؟

رائنما روتے ہوئے: ”ہاں... کلاس میں سب مجھے کلو کلو کہتے ہیں... کوئی میرا نام نہیں لیتا... سب مجھے کلو کھ کر مخاطب کرتے ہیں... اور سارے کلاس کے بچے مجھ سے کہتے ہیں کے: ”تم ہسوں... کیونکے جب تم ہستی ہو... تو صرف تمہارے دانت نظر آتے ہیں

روشنی رائنما کو دلا سہ دیتے ہوئے: ”تم انہیں یہ محسوس ہونے دیتی ہو کے تمہیں برا لگتا ہے... اس لیے وہ سب تمہیں چڑانے کے لیے آہر کہتے ہیں ایک کام کرو... اب جب بھی تمہیں کوئی کچھ بھی کھے تو مسکرا دیا کرو... وہ تمہارا جواب سمجھ نہیں پائے گے... کچھ دنوں تک تو وہ چپ نہیں ہوں گے پر پھر جب دیکھیں گے کے تمہیں تو کوئی فرق نہیں پڑھ رہا تو خود ہی چپ ہو جائیں گے... تم جب جب ان کی باتوں پر مسکراؤں گی وہ تب تب تمہیں رولانے کی کوشش کریں گے پر تم رونا مت... بس

مسکراتی رہنا... دیکھنا ایک دن وہ سب ہار جائیں گے... اور تم جیت جاؤ
}،،گی

کنول چائے کا کپ اسد کے کمرے میں لے کر جاتی ہے... اسد بیگ سے
کپڑے نکال رہا ہوتا ہے... کنول: ”یہ لیں... میں آپ کے لیے چائے
“لائی ہوں

اسد: ”او... شکریہ“ کھ کر چائے کا کپ کنول کے ہاتھ سے لے لیتا
ہے...

کنول: ”نیچے آکر سب کے ساتھ بیٹھ جائیں
اسد: ”ہاں... میں بس اپنے کپڑے وغیرہ سیٹ کر کے آرہا ہوں
کنول: ”ٹھیک ہے“ کھ کر کمرے سے باہر آ جاتی ہے۔

سب بیٹھ کر خوب باتیں کر رہے تھے... رائنما کی امی: ”امیما تم نے بنائے
”شادی کے کپڑے؟؟“

امیما چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے: ”کھاں چاچی... میں نے سوچا سب
”کے ساتھ بناؤں گیں۔“

پری: ”ہاں.. ہم سب بالکل ایک جیسے سوٹ پہنیں گے“ اس پر واصف
”مزاق اڑاتے ہوئے: ”ایک جیسے کپڑے مت پہننا... ورنہ
پری واصف کے اس جواب پر بڑی دلچسپی لیتے ہوئے پوچھتی
”ہے: ”کیوں؟؟“

واصف: ”اس لیے کیونکہ تم لوگ ویسے بھی ایک جیسی نظر آتی ہو... اور
ایک جیسے کپڑے پہن لوگی تو میں کیسے پہچان پاؤں گا کہ پری کون ہے اور
...امیما کون“ کھ کر خوب ہستا ہے

امیما اس کی بات پر منہ چڑاتے ہوئے؟ ”مجھے پتا تھا یہ ایسی ہی کوئی فضول
... بات کرے گا

عامر روشنی سے: ”ناچ گانا تو ہو گانا؟؟؟... مایو مہندی میں... یا وہ بھی
... نہیں؟؟؟

منہاج اس پر: ”ارے ضرور ہو گا... اگر یہ بھی نہیں کریں گے تو کیسے
... لگے گا کہ یہ شادی کا گھر ہے

عامر خوش ہو کر: ”تو پھر ٹھیک ہے آج چھت پر محفل جماتے ہیں... اور
... سوچیں گے کہ کون کیا کیا کرے گا

واصف عامر کے کندھے پر پُر جوش ہو کر ہاتھ رکھ کر: ”ہاں بھائی یہ
... ٹھیک سوچا آپ نے

عامر واصف کو گھور کر دیکھتا ہے اور آنکھوں کے اشارے سے کہتا ہے کہ
”کندھے سے ہاتھ ہٹاؤ... واصف فوراً ہاتھ ہٹاتے ہوئے: ”سوری
”عامر: ”جاؤ... تم رات کی پارٹی کا انتظام کرو

”رائما اپنے پیپا کو فون ملاتی ہے: ”اسلام و علیکم
”پیپا: ”و علیکم اسلام

رائما: ”وہ پیپا میں نے آپ کو یاد دلانے کے لیے فون کیا تھا کہ آپ اپنی
دوائیں لے آئیں... اور ڈاکٹر سے کہیں کہ وہ آپ کو دو ہفتوں کی دوائی
”دے

پیپا: ”اچھا کیا بیٹا جو یاد دلادیا... میں تو کام میں بھول ہی گیا تھا... ایک کام
کر رہا تھا... جعفر کو آفس بھیج دو... اس سے کھانا کے دادا بولا رہے ہیں
”

رائما: ”پاپا مجھے نہیں پتا کہ وہ آئے تھیں یا نہیں.... میں نے انہیں دیکھا
... نہیں“

پاپا: ”اچھا... ابھی تک نہیں آیا... چلو جیسے ہی آئے... اسے کھنا کے دادا
کو اس سے ضروری بات کرنی ہے... آفس آجائے“

”رائما: ”ٹھیک ہے جیسے ہی وہ آئیں گے میں ان سے بول دو گی“

رات کے وقت رائما کھانا کھانے کے بعد اپنے پاپا کے لیے دودھ لے کر
جاتی ہے... پاپا دودھ کا گلاس لے کر: ”جعفر نے اچھا نہیں کیا“... وہ ان
کے برابر میں بیٹھتے ہوئے: ”کیوں کیا کیا جعفر نے؟؟؟“

”پاپا: ”وہی جو سالوں پہلے اس کے باپ نے کیا تھا دھوکا

اس کی رائیما کی امی ناراض ہوتے ہوئے: ”ان کی فطرت بن گئی تھی دھوکا
“دینے کی... مجھے تو پھلے ہی جعفر کی نیت پر شک تھا

“رائیما: ”ایسا کیا کیا اس نے؟؟؟

پاپا دوکھی ہو کر: ”بیٹا کیا بتاؤں... تمہارے دادا سے ایک سال پہلے جعفر
نے 10 کڑور روپے مانگے تھے... کھڑا تھا کے اپنا خود کا بزنس کرنا چاہتا
ہوں... تمہارے دادا دینے کو تیار نہ تھے... کیونکہ انھیں یاد تھا کہ
صدیق بھائی نے بھی یہی حرکت کی تھی... پر وہ ضد کرتا رہا... آخر کار
تمہارے دادا مان گئے... اسے پیسے دے دیے... پر اب پتا چلا اس نے کوئی
بزنس شروع کیا ہی نہیں... بلکہ ان پیسوں کی اس نے اپنے لیے ایک کار
“خریدی ہے

رائمناہ سنتے ہی منہ پر ہاتھ رکھ لیتی ہے: ”اللہ... اتنا بڑا دھوکا... وہ بھی
”اپنے ہی دادا سے.. توبہ... توبہ

”امی کڑتے ہوئے: ”ضرورت ہی کیا تھی اس پر اعتبار کرنے کی

”رائمنا کے والد: ”اچھا ہوا میں اس کی باتوں میں نہیں آیا

”رائمنا: ”کیوں وہ آپ سے بھی کچھ مانگ رہا تھا؟؟؟

امی: ”ہاں... کھ رہا تھا چاچا میں نے دادا سے جو پیسے لیے تھیں وہ کم ہیں

”... کیا آپ میری تھوڑی مدد کر دیں گے... میں بعد میں واپس کر دوں گا

رائمنا: ”اچھا ہوا پاپا جان... آپ نے نہیں دیے... اچھا چلیں یہ بات

”کب آرہے ہیں؟؟؟ b.b چھوڑیں... یہ بتائیں

”امی بھت خوش ہو کر: ”انشاء اللہ کل

”رائمنا یہ سن خوش ہو کر: ”واقعی؟؟؟“

”امی؛ ”ہاں

کنول کمرے میں آ جاتی ہے... رائمنا کو دیکھتے ہوئے؛ ”تم یہاں کیا کر رہی
ہو؟؟؟... سب اوپر چھت پر ہیں تم بھی چلو... میں تمہیں لینے آئی
“ہوں

”رائمنا: ”اچھا تم جاؤ... میں آرہی ہوں

کنول: ”ٹھیک ہے جلدی آ جاؤ“ کہہ کر چلی جاتی ہے

”رائمنا کی امی: ”جاؤ... تم بھی اپنی عمر کے بچوں کے ساتھ رہنا سیکھو

رائمنا: ”اچھا“ کہہ کر وہ چلی جاتی ہے... اس کے جانے کے بعد اس کے والد

؛ ”رائمنا عمر سے پھلے ہی بڑی ہوگی... بچوں والی تو کوئی بات کرتی ہی

نہیں... بھت ذہین ہے ماشاء اللہ... اگر لڑکا ہوتی تو ضرور بھت کامیاب
،، بزنس مین بنتی

،، اس کی والدہ: ”ٹھیک کھا آپ نے

رائما اوپر چھت پر پھنچتی ہے تو دیکھتی ہے کے گانے چل رہے ہیں اور
عامر اور بڑی تائی ڈانس کر رہے ہیں... رائما کے چہرے پر مسکراہٹ
آ جاتی ہے... کیونکہ اس کی تائی تھوڑی سی موٹی ہیں اور اس پر جب وہ دو
تین ٹھمکے لگا رہی ہیں اور اپنی کمر مٹکا رہی ہیں تو واقعی بھت پیاری لگ
... رہی ہیں

واصف رائما کو دور کھڑا ہوا دیکھ اشارا کرتا ہے... تم بھی آ جاؤ.... رائما پھر
اندر آ کر کنول کے برابر میں بیٹھ جاتی ہے... سب اس ڈانس پر خوب

تالیاں بجا رہے ہوتے ہیں... واصف: ”بڑی امی زبردست“ کھ کر
... خوب سٹیاں بجاتا ہے

بڑی امی تھک کر بیٹھ جاتی ہیں سب فارس کر رہے تھے کے تھوڑا اور
کر لیں.... پر وہ کھتی ہیں: ”میں تھک گئی... اب تم نوجوان لوگ کچھ کر
“ کے دیکھاؤ... میری طرح

واصف سب کے بیچ میں کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے ہاتھ میں ایک پانی کی
بوتل مائیک کی طرح پکڑ کر کھتا ہے: ”چلیں اب ٹائم ہے جوڑیاں بنا کر
ڈانس کرنے کا... تو پھلی جوڑی ہے.. جو مایوں والے دن سب کے سامنے
ڈانس کرے گی عامر بھائی اور پری کی“ اس پر سب خوب تالیاں بجاتے
.... ہیں

واصف: ”دوسری ٹیم یعنی جوڑی ہے“ اس پر کنول دل ہی دل میں دعا گو ہوتی ہے: ”کاش واصف بولے اسد اور کنول کی“ مگر واصف کہتا ہے: ”... واصف اور کنول کی“ کنول کا یہ سن کر منہ اتر جاتا ہے

”واصف: ”تیسری جوڑی ہے اسد اور امیما کی
”یہ سن کر پری واصف سے: ”ارے رائما کا جوڑی دار کون ہے یہ بتاؤ
”رائما بے دلی سے: ”نہیں... مجھے ڈانس نہیں کرنا

”پری رائما کو دیکھتے ہوئے: ”پر؟؟؟.. کیوں؟؟
رائما: ”نہیں پری... میرا دل نہیں چاہ رہا... اور ویسے بھی مجھے ڈانس
”کرنا نہیں آتا

رائمّا کی بات سن واصف: ”اصل میں مجھ سے کسی نے گزارش کرئی تھی
کے میں کچھ بھی ہو جائے۔۔۔ رائمّا کو اسی کا جوڑیدار بناؤں۔۔۔ اس لیے
“میں نے ایسا ہی کیا۔۔۔ تو رائمّا کا جوڑیدار ہے

رائمّا تجسس سے اپنے دل میں: ”ایسا کون ہو سکتا ہے جو میرے ساتھ
“ڈانس کرنا چاہتا ہے

واصف: ”نام ہے جعفر۔۔۔ تالیاں“ یہ سن کر سب تالیاں بجاتے
ہیں۔۔۔ رائمّا حیران ہو کر سامنے جعفر کو دیکھنے لگتی ہے۔۔۔ جعفر اسے
... مسکرائے کر دیکھتا ہے

پھر سب اپنی اپنی جوڑیاں بنا کر ڈانس کی تیاری کرنے میں لگ جاتے
ہیں... رانما جانے لگتی ہے... تو جعفر اس کا راستہ روکتے ہوئے: ”
”کھاں جا رہی ہو؟؟“

”رانما: ”مجھے نیند آرہی ہے... میں سونے جا رہی ہوں
”جعفر حیرت سے: ”تو تم میرے ساتھ تیاری نہیں کرو گی
رانما: ”نہیں... میں صبح سے کام کر کر کے تھک چکی ہوں... اب یہ
ڈانس و انس مجھ سے نہیں ہوگا... میں جا رہی ہوں“ کھ کرا بھی ایک قدم
ہی چلتی ہے کے جعفر پھر اس کا راستہ روک کر: ”یار... یہ کیا کھ رہی ہو
”تم؟؟“

رانما اس کے راستہ روکنے کے سبب اپنا ہاتھ فولٹ کر کے بڑے بھرم
”.. سے کھتی ہے: ”راستہ چھوڑو.. میرا

”جعفر: ”پر؟؟“

”رانما: ”چھوڑو راستہ

جعفر اس کے راستے سے دو قدم ہٹ کر کھڑا ہوتا ہے... وہ جانے لگتی ہے
تو جعفر پیچھے سے: ”یار... پر میری بات تو سنو“، مگر وہ پیچھے پلٹ کر نہیں
.. دیکھتی

رائما کمرے میں آکر ڈائری نیکالتی ہے اور لکھتی ہے: ”جعفر میرے ساتھ
ڈانس کرنا چاہتا ہے یہ بات کچھ سمجھ نہیں آئی.. بچپن میں تو مجھ سے بات
کرنا بھی پسند نہیں کرتا تھا... بچپن میں مجھے سب سے زیادہ کلو کلو کھنے والا
... آج اچانک سے آکر میرے ساتھ ڈانس کرنا چاہ رہا ہے... عجیب
مجھے پتا ہے کالے کو کالا کھنا برا نہیں... اور

نہ ہی غلط ہے... پر کالے کو صرف کالا کھنا... یہ غلط ہے.... عجیب بات
ہے جب گورے کو گورا کھا جائے تو وہ اسے اپنی تعریف سمجھتا ہے مگر
جب کالے کو کالا بلایا جاتا ہے تو وہ اسے اپنی بے عزتی محسوس کرتا
ہے.. آخر کیوں ایک گورا گورے ہونے میں عزت محسوس کرتا ہے اور

کالا عیب.... شاید اس کی وجہ مجھے معلوم ہے کیونکہ گورے کو لوگ اش
اش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کالے کو ایک عجیب حقارت سے

دوسرے دن رانما اپنے پیپا کے کپڑے استری کر رہی تھی... اسی وقت ماہ
رخ آ جاتا ہے... ماہ رخ اسے استری کرتا ہوا دیکھ: ”رانما... تم نہیں
“جارھی ہو بازار؟؟“

رانما اپنا نام سن چڑتے ہوئے: ”کتنی بار کھوں مجھے رانما مت بولا کرو... اور
ہاں میں نہیں جارھی... امی میرے لیے سبھی لے آئیں گیں... مجھے بازار
“جانا اور دھوپ میں پھرنا پسند نہیں ہے

ماہ رخ: ”اچھا... اگر میں آپ کے لیے کوئی سوٹ پسند کر کے لاؤں تو کیا
“آپ اسے پہنوں گی؟؟“

.. رانما اس کے سوال پر حیرت سے اس کے چہرے کو تکتے لگتی ہے

“ماہ رخ: ”کیا؟؟؟... ایسے کیوں گھور رہی ہو؟؟؟

رائمّا: ”کیونکہ تم مجھے حیران کر دیتے ہو... اتنے سے ہو تم... اور باتیں تو
“ایسی کرتے ہو کہ جیسے کوئی بڑا لڑکا کر رہا ہو

ماہ رخ اس کی بات سن اداس ہو کر: ”کاش میں بڑا لڑکا ہوتا... جعفر بھائی
جتنا... توکل میں آپ کے ساتھ جوڑی بنواتا... اور پھر ہم دونوں ساتھ
“ڈانس کرتے... کتنا مزہ آتا

رائمّا: ”ماہ رخ... میں کوئی جعفر کے ساتھ ڈانس نہیں کرنے والی.. اور تم
“.. مجھے اب کام کرنے دو

ماہ رخ: ”سارے کام آپ ہی کیوں کرتی ہو؟؟؟... اتنے سارے لوگ
“ہیں گھر میں

رائمّا: ”ماہ رخ... یار... مجھے تنگ مت کرو۔“

رائنما چائے لے کر دادا کے کمرے میں جا رہی تھی... کے جعفر اچانک
”سے آکر اس کا راستہ روکتے ہوئے: ”کھاں ہو صبح سے؟؟؟“

رائنما اپنے دل میں: ”کیا یہ ہر بار کالی بلی کی طرح راستہ کاٹ جاتا ہے“
منہ بسور کر: ”میں کام کر رہی تھی“ کہ کر اس کے برابر سے جانے لگتی
ہے.. جب وہ چائے دے کر آ جاتی ہے تو جعفر فوراً اسکے سامنے کھڑا ہو جاتا
ہے... رائنما سیدھے ہاتھ کی جانب قدم بڑھاتی ہے تو جعفر وہاں سے
بھی راستہ روک لیتا ہے: ”رائنما چلو... سب اوپر ہیں... سب تیاری کر
”رہے ہیں سوائے ہمارے“

رائنما بے رخی سے اس کی جانب دیکھ کر: ”مجھے بھت کام ہیں... کتنی بار
بتاؤں“ کہ کر اب اٹے ہاتھ کی جانب قدم بڑھاتی ہے تو جعفر وہاں سے
بھی اس کا راستہ روک کر: ”اگر تم ایسا ہی کرتی رہیں تو پھر ہم پر فومینس
”کیسے کریں گے؟؟“

”... رائنما جھنجھلا کر: ”اف... راستہ چھوڑو“

جعفر کو اس کا جھنجھلانا گوار گزرتا ہے وہ راستے سے خود دھٹ کر: ”جائیں
... میڈم“.. رانما اس کے سامنے ہی اپنے کمرے کی جانب چلی جاتی ہے

تھوڑی دیر بعد پری کمرے میں آتی ہے... رانما کو غصہ آ رہا تھا... وہ تکیہ
اٹھا کر زمین پر پھینک دیتی ہے.. پری: ”کیا ہوا؟؟؟ غصہ نظر آرہی
“ہو؟؟؟“

رانما: ”سمجھ نہیں آ رہا جعفر میرے پیچھے کیوں پڑا ہے... دماغ خراب کر
“رہا ہے میرا

“پری: ”میں خود جعفر بھائی پر بھت غصہ ہوں

“رانما: ”تم کیوں غصہ ہو؟؟“

پری: ”کیونکہ وہ کباب میں ہڈی بن گئے... میں اور روشنی باجی دونوں
چاہتے تھے کہ آپ کی اور اسد بھائی کی جوڑی بنے“

رانا اس کی بات سن اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بے زاری
”سے“ ”اف... تم اور روشنی ناں... پاگل ہو... کیا کیا سوچتی رہتی ہو

پری اس کا ہاتھ پکڑ مسکراتی ہے: ”اس میں پاگل والی کیا بات ہے... امی
بھی بھی چاہتی ہیں... اور اسد بھائی ہیں بھی تو کتنے خوبصورت حسین
... و جمیل... پڑھے لکھے... سلجھے ہوئے دماغ کے مالک

رانا اسد کی تعریفیں سن بے زاری سے: ”بس کر دو“ ”کھ کر اپنا ہاتھ اس
... سے چھوڑاتی ہے

“پری: ”مجھے تو لگتا تھا تم یہ بات سن کر شرماؤ گی... پر تم تو منہ بیگاڑ رہی ہو
رامناظر یہ مسکراتے ہوئے: ”مجھے تمہاری بات بالکل فضول لگ رہی
ھے.. جب کوئی واقعی شرمانے کی بات ہو گی تو میں شرمالوں
گی... او۔ کے۔“

رات کے کھانے کے بعد سب اٹھ کر جا رہے تھے کہ ماہ رخ شور مچاتا
آگے، ”یہ سنتے ہی سب کے چہرے کھل b.b.... آگے b.b: ”ھے
اٹھتے ہیں... رامناظر و شنی اور پری تیزی سے دروازے کی طرف بھاگتی
ہیں... ان کے گھر میں داخل ہوتے ہی سب ان سے گلے ملنے لگتے
... ہیں.. تو پری بچوں کی طرح ان کے سینے سے جا کر لگ جاتی ھے

جو ادا اپنے دادا سے: ”وہ میں اپنے ساتھ شادی میں شرکت کرنے کے لیے
“دوست لے کر آیا ہوں... بلالوں اسے اندر؟؟؟

دادا کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے: ”یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات
ہے... بلا لو

پھر سب کی نظریں دروازے پر ہوتی ہیں.. سب یہ دیکھ حیران رہ جاتے
ہیں کہ ایک خوبصورت سی انگریز دیکھنے والی لڑکی گھر میں داخل ہوتی
... ہے.. سب حیرت زدہ تھے مگر کوئی کچھ نہیں کہتا
”دادا حیرت سے: ”یہ تمہاری دوست ہے؟؟“

”جواد: ”جی دادا

”دادا: ”جاؤ... روشنی انہیں اندر لے جاؤ... یہ تھک گئی ہوں گی
روشنی کے اس لڑکی کو لے جانے کے بعد دادا: ”تم تھک گے ہو گے... تم
بھی آرام کر لو.. پھر بات ہوتی ہے“ کھ کر چلے جاتے ہیں
کو آرام b.b... تھوڑی دیر بعد رانما پری سے: ”اب تم بھی ہٹ جاؤ
“کرنے دو

بس دل کر رہا ہے آپ کے پاس ہی b.b ”:پری بڑی محبت سے
”رہوں

امی: ”ارے پاس تو ہو تم اپنے بھائی کے... اب ہٹ جاؤ... اسے منہ
”ہاتھ دھو کر فریش ہونے دو... وہ تھک گیا ہوگا
پری صُٹے اس سے پھلے جواد مسکراتے ہوئے: ”امی چھوڑیں... مجھے بھی
”سکون مل رہا ہے... آنکھیں تھک گئی تھیں آپ سب کو دیکھنے کے لیے

”دادا کا چہرہ دکھ کر مجھے کچھ صحیح اتار نظر نہیں آئے... b.b ”: راما

”امی: ”ویسے وہ لڑکی ہے کون؟؟؟

”جواد سنجیدگی سے: ”آپ کی بھو

”اس کا یہ کھنا تھا کہ سب کی آنکھیں پٹھی تھیں.. امی حیرت سے ”کیا؟؟؟

جواد ان کے ریکشن پر مسکراتے ہوئے: ”مزاق کر رہا ہوں... بتایا تو ہے
”نیچے.. میری دوست ہے

امی یہ سن سک کا سانس لیتے ہوئے؟ ”تم نے تو میری جان ہی نیکال دی
... تھی

”راہما اور پری ایک زبان ہو کر: ”ہماری بھی
”امی: ”نام کیا ہے؟؟

”جواد: ”میرا نام جواد ہے
”امی اس کے سر پر دھپ لگا کر: ”تمہارا نہیں پاگل... اس لڑکی کا
”جواد: ”عرتیج

”امی نام سن: ”نام تو پیارا ہے
”راہما: ”امی نام ہی نہیں لڑکی بھی پیاری ہے... ہاں؟؟

امی: ”ہاں... پر اتنی بھی نہیں.. ہماری پاکستانی لڑکیاں زیادہ اچھی اور
”پیاری ہوتی ہیں

رائما اس کی بات سن: ”اف...اف.... پاکستانیوں کبھی تو سچ بول لیا
... کرو“ یہ سن پری زور زور سے ہسنے لگتی ہے

امی: ”اچھا چلو بھت مزاق کر لیا... اب باہر چلو“ وہ کمرے کا دروازہ
... کھولتے ہوئے بولی تھیں

”رائما: ”آپ جائیں... ہم آرہے ہیں

مجھے ڈر لگ رہا ہے... دادا نے تو... b.b... امی کے جانے کے بعد رائما
... بھا بھی کو دیکھنے کے بعد آپ سے ٹھیک طرح بات بھی نہیں کی

”پری: ”ڈر ومت.... سب اچھا ہوگا

”جواد: ”اپنی بھا بھی کا خیال رکھنا

رائنما: ”آپ بے فکر ہو جائیں... ہم بھابھی کا پورا خیال رکھے گے۔“

کے ساتھ آئی b.b کنول منہاج سے: ”تم مجھے یہ بتاؤ کہ وہ لڑکی جو
”ہے... وہ تمہیں کیسی لگ رہی ہے؟؟؟“

اس سے پھلے منہاج کچھ بولے عامر کہتا ہے: ”ارے منہاج سے کیا پوچھ
رہی ہو... مجھ سے پوچھو کہ کیسی لگی ہے... تو میں بتاؤں گا کہ بہت
”پیار سی لگی ہے دل کو

”کنول منہ بسور کر: ”عامر... شرم کرو

”عامر مسکراتے ہوئے: ”اس میں شرم کی کیا بات ہے؟؟“

واصف: ”ہاں شرم والی بات تو نہیں ہے یہ... ویسے بھی مجھے بھی بہت
”اچھی لگی

”کنول طنز کرتے ہوئے آسد سے: ”تم بھی بتادو.... تمہیں کیسی لگی؟؟“

اسد کو کنول کے لہجے سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ جل رہی ہے
.. واصف اس پر: ”یار کنول... اچھی چیز ہمیشہ سب کو اچھی ہی لگتی
ہے... ہے ناں اسد؟؟“

اسدیہ سن مسکرا دیتا ہے... کنول اس پر کڑتے ہوئے: ”تم سارے
”لڑکے ایک جیسے ہوتے ہو“

جعفر کنول کو اسد سے باتیں کرتا دیکھ برے برے منہ بنا رہا تھا.. واصف
جعفر کے کندھے پر ہاتھ زور سے مارتے ہوئے: ”تم برے برے منہ
”کیوں بنا رہے ہو؟؟؟“

جعفر چڑتے ہوئے: ”کیونکے مجھے یہ بے فالتوہ کامزاق اچھا نہیں لگ
رہا... اور عامر تمہیں دادا بلارہے ہیں.... کل صبح جھیز لینے جانا ہے
“منہاج اور روشنی کا... اس سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتے ہیں

عامر تھکے تھکے انداز میں: ”یار... یہ دادا تو جان نیکال لیں گے بچے
“کی... ایک کام کرو اسد تم بھی میرے ساتھ چلو کل
“واصف: ”میں بھی چلوں؟؟“

“عامر: ”اگر تم ہمارے ساتھ جاؤ گے... تو گھر کا سارا کام کون دیکھے گا

منہاج واصف سے مخاطب ہو کر: ”تم ہمارے ساتھ چلنا... کل ہمیں
“پارلر جا کر بات کرنی ہے

کنول: ”میں بتا دوں منہاج... میں وہیں سے تیار ہوں گی جہاں سے تم
“دونوں ہوگی

واصف اس پر مزاق اڑاتے ہوئے: ”کنول تم پار لے جا کر کیا کرو گی... پار لے
والے میک اپ کرتے ہیں... چیزیلوں کو نہیں بدلتے“ اس پر سب خوب
... ہستے ہیں

... کنول اس بات پر واصل کو کوشن اٹھا کر مارتی ہے

جعفر: ”ٹھیک ہے تم عامر یہاں بیٹھے رہو اور میں جا کر دادا سے کھ دیتا
“ہوں کے تم یہاں باتوں میں مصروف ہو
عامر یہ سن فوراً کھڑا ہو جاتا ہے...: ”تم تو برا مان گے... جاتو رہا ہوں
“میں

منہاج: ”روکو.. عامر.... میں بھی چلتی ہوں“۔

رائما اپنے کمرے میں آتی ہے تو اسے اپنے کمرے کی لائٹ ان نظر آتی ہے... وہ اندر داخل ہوتی ہے تو جعفر کو اپنے بیڈ پر بیٹھا دیکھ چوکتی ہے

“رائما: ”تم میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟؟“

“جعفر: ”تمہارا انتظار

“رائما الجھ کر: ”پر کیوں؟؟“

“جعفر: ”یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں... تم جانتی ہو کیوں

رائما اس کی بات سن سمجھ جاتی ہے اس کے کمرے میں آ کر انتظار کرنے کی

وجہ کیا ہے.. وہ اسے نظر انداز کر... اپنا کمرہ سیٹ کرنے لگتی ہے... جعفر

... اسے کام کرتا دیکھ سمجھ گیا تھا وہ اسے اغنور کر رہی ہے

جعفر: ”آخر مسئلہ کیا ہے تمہارا؟؟؟... تم کیوں نہیں کر رہی ہو میرے

ساتھ ڈانس؟؟؟“ وہ غصے میں پوچھ رہا تھا... اب اس کے صبر کا باندھ بھی

ٹوٹ جاتا ہے.. وہ غصے میں اس کے پاس آ کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے

“ہوئے: ”آخر کیوں کر ناچا ہتے ہو میرے ساتھ ڈانس؟؟؟“

جعفر: ”صرف ڈانس ہی تو کرنا چاہتا ہوں... اس میں مسئلہ کیا ہے؟؟؟... سب کر رہے ہیں... صرف تم ہی ہو جو نخرے دیکھا رہی ہو“

رائما کڑکر: ”ہاں دیکھا رہی ہوں نخرے.. بس سن لیا... اب جاؤ“
جعفر کو یہ سن بھت غصہ آجاتا ہے مگر وہ خود پر قابو کرتا ہے... اور تھوڑی دیر وہیں خاموش کھڑا رہتا ہے... وہ اسے اغنور کر دو بار اپنا کام کرنے لگتی ہے

جعفر رائما کے پاس آکر بڑے دیکھے سے: ”مجھے تمہاری مدد چاہیے“
رائما یہ سن: ”اب آیا اونٹ پھاڑ کے نیچے... مجھے پتا تھا کہ ضرور تمہیں کوئی کام ہے مجھ سے.... بولو

جعفر بھولا سہ چہرہ بنا کر: ”میں کنول کو پسند کرتا ہوں

رائنماہ سن الجھی تھی: ”تو؟؟؟... تم کنول کو پسند کرتے ہو اس میں میں
،تمھاری کیا مدد کر سکتی ہوں؟؟؟

جعفر: ”تمھارا کزن ہے ناں اسد... جب سے وہ آیا ہے کنول نے مجھ سے
ٹھیک طرح بات بھی نہیں کی ہے... بس اسد اسد کر رہی ہے... پر مجھے
پتا ہے کہ وہ مجھے پسند کرتی ہے.. اور وہ صرف مجھے جلانے کے لیے دوستی
بڑھا رہی ہے... اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میں تمھارے ساتھ ڈانس
کروں... وقت گزاروں تاکہ وہ بھی جیلس ہو.. ویسے بھی اگر تمھاری
جیسی لڑکی کے ساتھ دیکھنے پر بھی وہ جیلس ہوگی... تو.....“ رائنما کو اس کی
یہ بات بھت ناگوار گزرتی ہے... وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے ”میری
،جیسی لڑکی مطلب؟؟؟

جعفر اپنی زبان دانتوں میں دبا کر... اپنے دل میں: ”یہ میرے منہ سے
کیا نیکل گیا“ پھر وہ بات بنانے کی کوشش کرتے ہوئے: ”وہ میرے کھنے کا
مطلب وہ نہیں تھا جو تم سمجھ رہی ہو... میرے کھنے کا مطلب تھا
”کے... کے

رائما غصے سے: ”میں اچھی طرح جانتی ہوں... تمہارے کھنے کا کیا مطلب
تھا... اب تم یہاں سے چلے جاؤ“ جعفر بھت کوشش کرتا ہے کہ بات
بن جائے... پر رائما اس کی ایک نہیں سنتی... اور اسے کمرے سے نیکال
کر دروازہ بند کر دیتی ہے... رائما کا دل بھت افسردہ ہو جاتا ہے جعفر کی
بات پر... وہ اپنی ڈائری میں لکھتی ہے۔

ماہ رخ اور روشنی لیپ ٹائپ لے کر آتے ہیں لان میں... روشنی پریشان
لہجے میں: ”رائما تم اسے ٹھیک کر دو گی... مجھ سے غلطی سے یہ پاس ورٹ
“لگ گیا ہے

رائما اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے: ”لاؤ.... میں دیکھتی ہوں کے میں
ٹھیک کر سکتی ہوں یا نہیں...“ وہ کوشش کرتی ہے پر اس سے ٹھیک نہیں
ہوتا... اسی وقت منہاج آ جاتی ہے... منہاج روشنی سے: ”
آ جاؤ... کپڑے آگے آئیں... دیکھ لو تمہیں کون کون سے پسند
“ہیں... اور جیولری بھی دیکھ لو

“روشنی رائما سے: ”تم ٹھیک کرو... میں آتی ہوں
ماہ رخ روناسہ چہرہ بنا کر خود کو ملامت کرتا ہے: ”سب میری غلطی
“ہے... نہ میں اسے چھیڑتا اور نہ یہ خراب ہوتا

رائما: ”یہ مجھ سے تو ٹھیک نہیں ہو رہا... اسد کا ہے... اسی کو دیکھا
“دو جا کر... ہو سکتا ہے کہ وہ خود ہی ٹھیک کر لے

ماہ رخ: ”رائما تم کو شش تو کرو... ہو سکتا ہے ٹھیک ہو جائے“ وہ ڈر رہا
تھا اسد سے... رائما پھر کو شش کرنے لگتی ہے... ابھی وہ کو شش کر
رہی تھی کہ اسد آ جاتا ہے... اسے دیکھ وہ سیدھی کھڑی ہو جاتی
... ہے... ماہ رخ ڈر کے مارے رائما کے پیچھے چھپ جاتا ہے

اسد: ”میرا لپ ٹائپ تمہارے پاس کیا کر رہا ہے؟؟“
رائما: ”وہ یہ صینگ ہو گیا ہے... بار بار پاس ورٹ ڈالنے کی وجہ
سے... اب ٹھیک پاس ورٹ بھی کام نہیں کرے گا... اس لیے ٹھیک
“کرنے کی کوشش کر رہی ہوں

اسد کو یہ بات سن بھت غصہ آجاتا ہے.. وہ رانما کے ہاتھ سے اپنا لپ ٹائپ چھین لیتا ہے... اس کا یوں چھینا رانما کو بھت ناگوار گزرتا ہے.. اسد پھر خود کو شش کرتا ہے پر وہ صینگ ہو چکا تھا... اسد اپنا غصہ رانما پر اتارتے ہوئے: ”تم جانتی ہو تم نے کیا کیا ہے؟؟.... تم کوئی نیکی ہو جو تم نے یہ حرکت کی.... تمہیں اتنی بھی تمیز نہیں ہے کہ کسی کی چیز بغیر پوچھے استعمال نہیں کرتے...“ خوب سنا کر وہاں سے چلا جاتا ہے... اس کی ڈانٹ سن وہ وہیں بیٹھ کر رونے لگتی ہے

ماہ رخ اس کے آنسوؤں پو پھتا ہے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے....: ”مجھے معاف کر دیں... میری وجہ سے آپ کو ڈانٹ پڑی رانما: ”نہیں.. کوئی بات نہیں... میرا تو نصیب ہی ایسا ہے... کے اونٹ پر بیٹھی ہوں تو بھی کتا کاٹ جائے“، کھ کر وہاں سے چلی جاتی ہے... ماہ رخ یہ بات جا کر روشنی کے کان میں بتا دیتا ہے

روشنی اسد کے کمرے میں جا کر: ”تم نے رائنما کو ڈانٹا ہے؟؟“ وہ کھا جانے

... والی نگاہ سے گھورتے ہوئے استفسار کر رہی تھی

اسد نے روشنی کو اتنا غصہ کبھی نہیں دیکھا تھا: ”وہ.. وہ“ اس کی زبان

... لڑکھرائی تھی

روشنی: ”تمہیں پھلے معلوم کرنا چاہیے تھا کہ تمہارا لیپ ٹائپ کس سے

... خراب ہوا تھا“ پھر وہ پوری بات اسد کو بتاتی ہے

”اسد: ”سوری... مجھے پتا نہیں تھا کہ وہ ماہ رخ کو بچا رہی تھی

روشنی اس کی بات سن کر منہ بسور کر وہاں سے چلی جاتی ہے۔

رائنما کمرے میں بیٹھی روتے ہوئے ڈائری لکھ رہی تھی: ”آخر میرے

ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے... پھلے تو وہ غلام طہ میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہا

تھا.. پھر وہ جعفر کا بچہ صرف کنول کو جیلس کرنے کی خاطر میرا استعمال کرنا چاہتا تھا... اور اب اسد مجھے میرے ہی گھر میں مہمان بن کر آنے کے باوجود بغیر کچھ جانے مجھے ڈانٹ کر چلا گیا... سمجھتا کیا ہے خود کو... کہتا ہے تمہیں تمیز نہیں... جیسے خود کو تو بہت ہے... اب مجھے ایک بات تو سمجھ آگئی ہے کہ ہر لڑکا ایک جیسا ہوتا ہے... سب صرف ”خوبصورتی کے دیوانے ہوتے ہیں

کنول پری سے خوش ہوتے ہوئے: ”چلو پری... بڑی امی شاپینگ کر کے آ گئیں تھیں... جلدی چلو

سب جو کپڑے آئے تھے وہ دیکھنے لگتے ہیں... امیما کی نظر ایک نہایت ہی خوبصورت لباس پر پڑتی ہے جو دیکھنے سے ہی پتا چل رہا ہوتا ہے کہ... بہت مہنگا اور قیمتی ہے

“امیما: ”سبحان اللہ... یہ سوٹ کس کا ہے؟؟

“رائما کی امی امیما کے ہاتھ سے سوٹ لیتے ہوئے: ”رائما کا

یہ سن ساری لڑکیاں حیران ہوتی ہیں... رائما بھی حیران نظروں سے اپنی
... ماں کو تکتی ہے

کنول احتجاج کرتے ہوئے: ”یہ رائما کا ہے؟؟؟ یہ تو بھت مھنگا معلوم ہوتا
ہے“

رائما کی والدہ مسکراتے ہوئے: ”ہاں تو... آخردو لھن کی بھن کا سوٹ
ہے... قیمتی تو ہوگا

امیما ناراضگی والے لہجے سے: ”پر ہم سب بھی تو دو لھن کی بھنیں
ہیں... ہمارے سوٹ ایسے کیوں نہیں ہیں... ہم سب نے ڈیسائٹ کیا
تھا کہ ہم سب ایک جیسے سوٹ پہنیں گے تو پھر“ اس پر رائما کی سب
سے چھوٹی پھوپھو کہتی ہیں: ”اللہ... اتنی سی بات پر کیوں اچھل رہی ہو

تم سب.... ارے رائنما کے لیے ستمھارے جیسا سوٹ لاتے کالے رنگ کا
تو نظر کھاں آتی... اس لیے رائنما کے لیے یہ ہلکے رنگ کا سوٹ لائے
“ہیں... تم لوگ توجو پھنوگی اچھی ہی لگوگی... سارا مسئلہ تو رائنما کا ہے
رائنما کو یہ بات بھت دلخرش لگی تھی... اس کا چہرہ مر جھا گیا تھا یہ بات
.... سن

“کنول: ”تو رائنما کا ولیمے کا سوٹ بھی ہم سب سے الگ ہے کیا؟؟
پھوپھو: ”ہاں“ کھ کرا ایک ہلکا ہرے رنگ کا سوٹ نیکالتی
ہیں... جیس میں سفید رنگ کا باریک سہ کام ہوا ہوتا ہے.... سب کو وہ
سوٹ بھی بھت خوبصورت لگتا ہے... پر رائنما اس سوٹ کو دیکھ کر کچھ
... نہیں بولتی

رائنما لائٹ بند کر کے اکیلے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی... کے روشنی آ کر
لائٹ اون کرتی ہے.....: ”تم یہاں اکیلے کیا کر رہی ہو؟؟؟... سب باہر
“اتنا مزہ کر رہے ہیں... اور تم یہاں بیٹھی ہو.... چلو باہر چلو
اس کی آنکھیں لال تھی.. وہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھ کر: ”میرا دل نہیں
چاہ رہا... کل تمہاری مایوں ہے... تم مجھے چھوڑ کر جانے والی ہو... یہ
“سوچ کر دل بھت ادا اس ہو رہا ہے

روشنی کو اس کی آواز بھری بھری معلوم ہوتی ہے... وہ دروازہ بند کر دیتی
ہے..

“رائنما: ”دروازہ کیوں بند کیا؟؟؟

روشنی: ”کیونکہ تمہارے ساتھ تھوڑا وقت گزارنا چاہتی ہوں“، کھ کر
اسکے برابر میں بیٹھ گئی تھی... رائنما اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ کر اپنی

آنکھیں بند کر لیتی ہے... روشنی؛ ”مجھے معلوم ہے تم کیوں اداس

”ہو... کاش میں تمہارے لیے کچھ کر کر پاتی

راہما اس پر اپنی بے بسی پر مسکراتے ہوئے ”کاش میں اپنے لیے کچھ کر

پاتی۔“

دوسرے دن صبح سب تیاریوں میں لگے ہوتے ہیں... راہما گزر رہی
ہوتی ہے صحن سے کے پری اسے پیچھے سے آواز دیتی ہے... پری کی آواز پر
راہما مڑ کر اسے دیکھتی ہے... پری اشارہ کرتی ہے.. اپنے پاس آنے
کا... راہما جب اس کے پاس جاتی ہے تو پری اسے اپنے ہاتھ میں پکڑی
... ہوئی ٹوکری راہما کو پکڑا دیتی ہے... جو پھولوں سے بھری ہوتی ہے

”راہما: ”پری... مجھے اور بھی بہت کام ہیں اس ٹوکری کا کیا کروں

”پری مسکراتے ہوئے: ”اوپر دیکھو

رائما جب اوپر دیکھتی ہے تو اسد سیڑھیوں پر چڑھ کر پھولوں کی لڑتیاں لگا رہا تھا...

پری شرارت سے: ”اب تو تم سمجھ ہی گئی ہو گی... تمہیں کیوں پکڑایا ہے،“ کھ کر مسکراتی ہوئی چلی جاتی ہے... رائما پیچھے سے پری کو آوازیں... بھی دیتی ہے... پری سنتی ہی نہیں ہے

اسد جب نیچے پھول کی لڑتی مانگنے کے لیے دیکھتا ہے تو اسے رائما نظر آتی ہے.. وہ ہاتھ بڑھایا ہے لڑتی کے لیے... رائما اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے لڑتی اس کو پکڑاتی ہے.. اسد لڑتی لگاتے ہوئے دل میں سوچتا ہے: ”ابھی ٹھیک موقع ہے... معافی مانگ لیتا ہوں... روشنی بھی ناراض ہے... جب رائما مجھے معاف کر دے گی تو روشنی بھی کر دے گی،“ ابھی وہ یہ سوچ کر کھنے لگتا ہے: ”رائما“ یہ کھ کر پھول کی لڑتی لگانے میں مصروف رہتا ہے اور پوری بات بولتا ہے: ”مجھے معاف کر دو... مجھے تم

سے اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے سستی، یہ کھ کر جیسے مھی وہ نیچے دیکھتا
ھے اسے رائما کی جگہ کنول نظر آتی ھے... اسد کنول کو دیکھ کر پریشان لھے
،،میں بولتا ھے:،،تم؟؟؟

،،کنول:،،ھاں... میں... اور تم مجھ سے معافی کیوں مانگ رہے ھو
،،اسد:،،نھیں... کچھ نھیں

،،پری رائما کو صحن میں صوفے پر بیٹھا دیکھ:،،تم یہاں کیا کر رہی ھو؟؟
رائما:،،وہ کنول نے کھا کے وہ پکڑے گی پھولوں کی ٹوکری... آخر اس کی
،،بھن کی بھی شادی ھے

پری غصے سے:،،تم اتنی بے وقوف ھو... وہ کنول تو شہد کی مکھی کی طرح
اسد سے چپک گئی ھے... اگر اسے کام کرنا ھے تو کچن میں بھت کام
،،ھیں... پر اسے کام نھیں کرنا... اسے تو صرف اسد کے پاس رھنا ھے

”رائما بھولا سہ چہرہ بنا کر: ”میں کنول کی طرح نہیں بن سکتی
پری جھنجھلا کر غصے سے دانت پیستے ہوئے: ”تم تو کچھ بھی نہیں
کر سکتیں،“ کہہ کر چلی جاتی ہے۔

سب پارلر جارہے ہوتے ہیں... رائما سے پھوپھو: ”تم ایک کام
کرو... گھر پر روکو... ہم سب جارہے ہیں... جب ہم آجائیں گے تو تم
”چلی جانا... ٹھیک ہے

”رائما: ”ٹھیک ہے پھوپھو
”روشنی رائما کو گھر پر دیکھ کر: ”تم نہیں گیں،“؟؟
رائما: ”نہیں... پھوپھو مجھے تمہارے اور منہاج کے لیے گھر پر چھوڑ کر
”... گیں آہیں

روشنی خوش ہوتے ہوئے: ”اچھا کیا... ایک کام کرو... ادھر آ کر بیٹھو“
کھ کر اسے اپنے ساتھ بیٹھا لیتی ہے... رانما اس کا چہرہ خوش دیکھ کر... اور
... اچھا اخلاق دیکھ کر سمجھ جاتی ہے کے ضرور کوئی بات ہے

روشنی: ”پتا ہے... غلام کا فون آیا تھا... وہ سب کل صبح آرہے
... ہیں... اور...“ کھ کر شرمانے لگتی ہے

”رانما: ”تم شرماء کیوں رہی ہو... کچھ ہوا ہے کیا؟؟؟“

روشنی شرماتے ہوئے: ”وہ غلام کھ رہے تھے... کے وہ میرے ساتھ
گھومنے جانا چاہتی ہیں... نکاح کے بعد... منہاج اور عبداللہ بھی جارہے
... ہیں... تو مجھے تم سے پوچھنا تھا کے میں ہاں کر دوں

رانما: ”یار... میں کیا کھوں... نکاح کے بعد تم میاں بیوی بن جاؤ
... گے... تو تمہیں میری اجازت کی کیا ضرورت... پر دادا

”روشنی اپنے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے: ”یہی تو

”رائما: ”تم کیا چاہتی ہو... یہ بولو

”..روشنی رائما کے ہاتھ پکڑتے ہوئے: ”میں چاہتی ہوں... پر

رائما: ”اگر تم چاہتی ہو... تو... پھر پر... و... چھوڑو... میں تمہارے

”ساتھ ہوں

منہاج وہاں آکر روشنی سے: ”یار... کنول بھی جانے کی بول رہی

ھے... ورنہ یہ کھ کر پار لرگی تھے کے سب کو بتادے گی... اگر میں اس کو

”ساتھ لے کر نہیں گئی

روشنی اطمینان والے لہجے سے: ”چلو.. کوئی بات نہیں تم اسے لے

”چلو... میں رائما کو لے کر جاؤں گی

رائنما اس پر احتجاج کرتے ہوئے: ”نہیں بابا... مجھے کباب میں ہڈی بنے کا
کوئی شوق نہیں ہے

“... روشنی: ”رائنما میں اکیلے نہیں جانا چاہتی

“رائنما: ”تم اکیلی کہاں ہو... منہاج اور کنول بھی تو ہیں

روشنی: ”مجھے پتا ہے... پر تم میری بھن ہو... جیسے کنول منہاج کی

ہے... میں تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہو... اور بس میں نے کھ دیا... اب

“اور بحث مت کرو

عرتیچ اپنے کمرے میں ہوتی ہے کے اچانک اسے محسوس ہوتا ہے کے کوئی
کمرے میں داخل ہوا ہے وہ پیچھے مڑ کر دیکھتی ہے تو کوئی نہیں

“ہوتا... جیسے ہی وہ اپنا منہ آگے کرتی ہے.. جواد اسے ڈرا دیتا ہے: ”بھو

“عرتیچ کے منہ سے بے ساختہ نیکلتا ہے: ”اللہ

.. جواد عرتیچ کو ڈرتا ہوا دیکھ خوب زور سے ہسنے لگتا ہے

“عرتیج: ”تم نے ہم کو ڈرا دیا

جواد ہستے ہوئے بیڈ پر بیٹھ کر: ”تمہارا مطلب میں نے تمہیں ڈرا

”دیا... ٹھیک

“عرتیج ناراض ہو کر: ”جاؤ... ہم کو تم سے بات نہیں کرتا

“جواد: ”کیوں... کیوں نہیں کرنا

“عرتیج: ”تم ہم کو یہاں لا کر بھول گیا ہیں

جواد اس کی اردو کے الفاظ ٹھیک کرتے ہوئے: ”بھول گیا ہے... ہیں
“نہیں

“عرتیج چڑ کر: ”میرا غلطی مت نیکالو

جواد مسکراتے ہوئے: ”لڑکیاں اپنے لیے (میری) استعمال کرتی ہیں

“ (میرا) نہیں

عرتچ غصے سے: ”میں کچھ بھی بھولوں... تمھیں اس سے کوئی مطلب
نھیں ہونا چاہیے۔۔۔ تم بھت برا ہو... تم نے ہم کو دو کھادی ہے... اک
بار بھی تم ہم سے ملنے نہیں آے۔۔۔ جب سے ہم یہاں آیا ہے

عرتچ کو غصے میں دیکھ کر جواد اسے اپنے برابر میں بڑے پیار سے بیٹھاتا
ھے: ”پھلی بات (بھولوں) نہیں (بولوں) ہوتا ہے... اور دوسری بات
یار... میں خود پریشان ہوں... جب سے یہاں آیا ہوں دادا نے مجھ سے
ٹھیک طرح بات نہیں کی ہے... میں نے پاپا سے بات کرنے کی کوشش
کرتی پر بول ہی نہیں سکا... اور تمھیں کیوں لگ رہا ہے کے میں تمھیں
بھول گیا ہوں... تم میری وائف ہو... اور میں نے تمھیں پھلے ہی سب
کچھ سمجھا دیا تھا... اب تم ناراض ہوگی... تو کیسے چلے گا... میں اپنی طرف
سے پوری کوشش کر رہا ہوں... بس تم مجھ پر یقین رکھو... تھوڑا سا
وقت دو مجھے

عرتیج اس کی بات سن شر مندہ ہو کر: ”ہم کو معاف کر دو... تم کو پتا ہے
کل حیدر کا فون آیا تھا... وہ بتا رہا تھا کہ ایان بھت رو رہا ہے... ہمارے
بغیر اس کو کچھ نہیں لگتا اچھا... حیدر کے لیے آسے سمجھالنا مشکل ہوتا
جارھی ہے دن بہ دن... کچھ کرو... ایان کے لیے تم... میرا بے بی
رورو کے ہلکان ہوئی جارھی ہے“ کہ کرتیج رونے لگتی ہے... جواد
اسے گلے سے لگا لیتا ہے: ”سب ٹھیک ہو جائے گا... یہ سب میں ایان
کے لیے تھی تو کر رہا ہوں

اسی وقت کمرے میں رائنما داخل ہوتی ہے... وہ کمرے کا ماحول دیکھ جانے
لگتی ہے... کرتیج اسے جاتا دیکھ فوراً جواد کے گلے سے ہٹ کر بیٹھ جاتی
ہے... اور آواز دیتی ہے: ”رائنما کہاں جا رہا ہو تم؟؟“

رائمّا: ”میں غلطی سے آگي ستيھي... مجھے نھیں پتا تھا كے جواد بھائي آپ كے
... ساتھ هیں“ وہ نظريں نيچے كيے جھيپ كر بولي تھي

”عريچ: ”نھیں... كوني بات نھیں... آؤ

مجھے آپ سے... b.b.”: جواد كھڑے هو كر جانے لگتا هے... رائمّا
”اجازت ليني تھي... ميں بھا بھي كو اپنے ساتھ لے جاؤں؟؟؟

جواد: ”ميري طرف سے تو اجازت هے... اور اپني بھا بھي سے پوچھ لو“ كھ
... كر چلا جاتا هے

”رائمّا: ”بھا بھي چليں كي؟؟؟

”عريچ: ”هاں... هم چلے گے~

”رائمّا اس كي اردو سن مسكراتے هوئے ”آپ كا مطلب... آپ چليں كي

“عرتیج: ”وھیچ... تو بولا میں نے

“ رانما: ”(وھیچ) نہیں (وھی)

عرتیج: ”اف رانما... میرا غلطی مت نیکالو... اردو میں... میرا اردو تھوڑا
“ کمزور ہیں

“ رانما اس پر مزید مسکراتے ہوئے: ”(ہیں) نہیں (ہے)

“ عرتیج جھنجھلاتے ہوئے: ”و... وہ ہی کھا میں نے

ہیں بھا بھی“۔ cute رانما مسکراتے ہوئے ”آپ بہت کیوٹ

مایوں مھندی دونوں تقریبات بہت دوہم دھام سے ہوتی ہیں... پھر
لڑکے والے بھی آجاتے ہیں... وہ دن بھی آجاتا ہے جو ایک لڑکا لڑکی کی
زندگی کا یادگار دن ہوتا ہے... یعنی نکاح کا... مسجد میں نکاح ہوتا

ھے... مہمانوں کو جو س پلا یا جاتا ھے... پھر نکاح کے دوسرے دن رات نما
روشنی مہناج اور کنول پار لر کے بھانے گھومنے جانے کے لیے اپنی امی سے
... اجازت لینے آتی ھیں

“امی: ”تم چاروں لڑکیاں اکیلے کیسے جاؤ گی؟؟“
“کنول: ”بڑی امی چار لڑکیاں اکیلے کیسے ہو سکتی ھیں

عامر کی امی: ”کنول کل ھی نکاح ہوا ھے... لڑکے والے کھیں دور نہیں
سامنے والے علاقے کے ہوٹل میں روکے ہوئے تھیں.. اگر انھوں نے
... چاروں کو اکیلا جاتا ہوا دیکھا تو کیا سوچیں گے... ہمارے بارے میں

رائنما کی امی اسد اور عامر سے جو دھیں قریب میں بیٹھ کر مہمانوں کی لسٹ
بنارھے تھے: ”ایک کام کرو... اسد اور عامر تم دونوں جاؤ.. ان کے
ساتھ

یہ چاروں یہ بات سن کر ایک دوسرے کے چہرے پریشان ہو کر دیکھنے
... لگتی ہیں

عامر: ”چاچی میں نہیں جاسکتا... مجھے کھانے کا انتظام سمجھالنا ہے کل کے
لیے... ایک کام کرو اسد تم میری کار لے جاؤ“ کھ کر چابی نیکال کر اسد کو
... دیتا ہے

روشنی چہرے پر مسنوی مسکراہٹ سجا کر: ”امی ہم اکیلے چلیں جائیں
“گے... اسد کو پریشان کرنے کی کیا ضرورت ہے

اسد: ”اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے... چلو میں آپ سب کو
چھوڑ دیتا ہوں“ کھ کر چابی کو اپنی انگلی سے گھوماتے ہوئے باہر چلا جاتا
ہے...

”راہنما گھبرا کر: ”اب کیا ہو گا روشنی؟؟“

کنول پورے اعتماد سے: ”پریشان مت ہو... اسد کو میں منالو
گی..... چلو

اسد اپنے ساتھ والد اور وازہ کھولتا ہے کار کا... روشنی اور منہاج پیچھے والی
سیٹوں پر جا کر بیٹھ جاتی ہیں... جب راہنما آتی ہے تو اسد کار کا دروازہ
کھولے انتظار کر رہا ہوتا ہے کہ کوئی اس کی برابر والی سیٹ پر بیٹھ جائے
... پر راہنما نیچے نظریں کر کے پیچھے روشنی کے برابر میں جا کر بیٹھ جاتی

ھے... کنول آکر مسکراتی ھے... اسد بھی اسے دیکھ کر مسکرا نے لگتا
... والی سیٹ پر اسد کے ساتھ بیٹھتی ھے front ھے... وہ آکر

سفر میں کنول اسد کو سب کچھ بتا دیتی ھے... پھلے تو اسد نہیں مانتا پر پھر ان
تینوں کے بے حد اصرار پر مان جاتا ھے... رانما خاموش بیٹھی ان کی باتیں
سن رہی تھی... پھر اسد کا رسا حل سمندر پر لے جاتا ھے جہاں کا ان کا
پروگرام تھا... وہاں پھلے سے ھی غلام طہ اور عبداللہ انتظار کر رہے
... ہوتے ھیں

اسد: ”میں انھیں لے تو آیا ھوں... پر یہ میری ذمہ داری ھیں اس لیے
“آپ چاہیں یا نہ چاہیں... آپ سب کو میرے ساتھ ھی رہنا پڑے گا

اس پر غلام طہ: ”تم فکر مت کرو“ کھ کر روشنی کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جاتا
ھے... منہاج اور عبداللہ بھی چلے جاتے ہیں.. اب کنول اسد اور رائما
... بچتے ہیں

اسد: ”اب ہم یہاں آہی گے تھیں تو تھوڑا مزا ہی لے لیتے ہیں...“
کنول سمندر کے پانی میں جانے لگتی ھے جبکہ رائما وہیں کنارے پر بیٹھ جاتی
ھے... اسد وہیں تھوڑی دیر کھڑا رہتا ھے اس کے پاس... پھر وہ رائما کو
پانی سے اتنا دور بیٹھا دیکھ حیرت سے پوچھتا ھے: ”تم پانی میں نہیں جاؤ
گی؟؟“

.. وہ کوئی جواب نہیں دیتی... اور ریت پر انگلی سے اپنا نام لکھنے لگتی ھے

اسد اسے دیکھ: ”اتنی دور آؤ... اور پانی میں اپنے پاؤں تک نہ ڈالو تو پھر کیا
... فائدہ آنے کا“ کھ کر چلا جاتا ھے

رائنما اس ساحل سمندر کے کنارے سکون سے بیٹھ جاتی ہے... ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی... جس کی وجہ سے رائنما کو سردی محسوس ہونے
لگتی ہے... سردی کے ساتھ ساتھ ایک عجیب سی خوشی اس کے دل میں
محسوس ہو رہی تھی... وہ اپنے دل میں: "کاش میرے پاس میری ڈائری
ہوتی.. تو میں اس احساس کو قید کر لیتی اپنے پاس... یہ پانی کی لہریں جب
بنتی ہیں تو کتنی خوبصورت آواز پیدا ہوتی ہے... دل چاہتا ہے بس اسے
سننے رہو.... اور جب اس ریت پر اپنا نام لکھتی ہوں اور لہریں اسے
مٹا جاتیں ہیں تو مجھے کوئی دکھ نہیں ہوتا.... بلکہ ایسا لگتا ہے کہ یہ مجھے
ایک موقع دے رہی ہیں تاکہ میں اپنا آپ اور اچھا
کر سکوں.... سمجھال سکوں خود کو.... تاکہ اگلی لہر میرا نام چاہ کر بھی
... مٹانہ سکے

یہ سورج بھی کتنا حسین لگ رہا

ہے... ایسا لگ رہا ہے جیسے اس کا اس سمندر کا کوئی بھت گھر ارشتہ
ہے... سورج ویسے کتنی آگ برساتا ہے... پر یہاں اس سمندر پر چلنے
والی ہواؤں نے اسے بھی ٹھنڈا کر دیا ہے... اللہ... کتنا حسین ہے یہ
سب... بس ان سب میں ایک چیز کی کمی ہے... وہ ہے گرما گرم چائے
... کی

کاش میرے پاس چائے کا کپ ہوتا تو لطف اور

،، بھی دو بلا ہو جاتا

رائما کی نظر کنول پر پڑتی ہے اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا ہوتا ہے
کے جیسے اس سے چلا نہیں جا رہا... کے اچانک اسد رائما اس کے پاس آ کر
بے صبروں کی طرح بولنے لگتا ہے: ”تم کیسی دوست ہو... تمہاری
دوست وہاں تکلیف میں ہے... اور تم یہاں بیٹھی ہو“ رائما اس کی بات

سن اسے تعجب سے دیکھنے لگتی ہے... اسد کو غصہ آنے لگا تھا...: ”جاؤ“
... وہ دوبار اسے کھڑا تھا

رامنا اسد کو عجیب نگاہوں سے دیکھنے لگتی ہے... کیونکہ اسد کے چہرے پر
ایک عجیب سی تکلیف محسوس ہو رہی تھی... ایسا لگ رہا تھا تکلیف کنول
... کہ ہو رہی ہے تڑپ اسد رہا ہے

رامنا کو پانی میں جانا بالکل پسند نہ تھا... وہ اپنے دل میں: ”میں پانی میں کیسے
”جاؤں؟؟؟“

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسد بھاگتا ہوا ہیرو کی طرح سمندر میں جاتا
ہے... کنول آرام آرام سے چلتی ہوئی آرہی ہوتی ہے... اسد پھلے تو
کنول کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے کہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ لے... پر پھر
وہاں کوئی بچہ کھڑا ہوتا ہے... اسد اس بچے سے کہتا ہے کہ ان کا ہاتھ

پکڑ کر انھیں کنارے تک لے چلو..... رانما یہ سارا نظارہ دور سے بیٹھ کر
دیکھ رہی ہوتی ہے... جب کنول کنارے پر پہنچ جاتی ہے تو اسد چلا جاتا
ہے...

“رانما کنول سے: ”کیا ہوا؟؟؟
کنول: ”سینڈل ٹوٹ گئی.. اور پھر پاؤں میں کانٹے چبنے لگے“ پھر وہ بڑے
،، تجسس سے: ”اسد تم سے کیا کھ رہا تھا... جب میں پانی میں تھی؟؟؟

رانما منہ بسور کر: ”کچھ خاص نہیں... تمہارے لیے ڈانٹ رہا تھا“ یہ
سن کنول کا چہرہ کھل اٹھتا ہے... وہ دوبارہ تصدیق کرنے کے لیے پوچھتی
ہے: ”سچ وہ میرے خاطر تمہیں ڈانٹ رہا تھا؟؟؟

رائما سے خوش ہوتا دیکھ: ”اس میں خوش ہونے والی کیا بات ہے؟؟“ کھ
کر برا سہ منہ بنا کر وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی ہے... پھر سب رات کا کھانا
ہوٹل میں کھاتے ہیں... اور خوشی خوشی گھر لوٹتے ہیں... سوائے رائما
کے۔

روشنی کے چہرے سے خوشی جھلک رہی تھی... وہ پری کو ایک ایک بات
وہاں کی بتا رہی تھی... تو پری رائما سے: ”تم بھی تو کچھ بتاؤ مجھے... تم نے
”کیا کیا کیا؟؟؟... وہاں

اس پر رائما داس ہو کر اسد اور کنول کا پورا واقعہ سناتی ہے... روشنی یہ سن
کر مانے کو تیار ہی نہیں ہو رہی تھی کہ اسد نے اسے کنول کی خاطر
ڈانٹا: ”اس نے صرف تم سے کھا ہو گا.. تمہیں ایسا لگ رہا ہو گا کہ وہ
تمہیں ڈانٹ رہا ہے... وہ تو اتنا اچھا ہے... سب سے اتنے پیار سے بات
... کرتا ہے...“ پری بھی روشنی کی بات سے اتفاق کرتی ہے

اس پر رائیغصے سے: ”میں پاگل نہیں ہوں... جو سامنے والے کی بات
کھنے کا لہجہ پہچان نہ سکوں... اس نے مجھے ڈانٹا... اور کنول کی خاطر ہی
ڈانٹا ہے..“ پھر وہ روہنسا آواز میں: ”میں نے کنول سے تھوڑی کھا تھا
کے سمندر میں جاؤ.. نہ میری وجہ سے اس کی سینڈل ٹوٹی... اگر تم اس
وقت اسد کا چہرہ دیکھتی تو تمہیں بھی لگتا جیسے کانٹے کنول کو چب رہے
ہیں اور تکلیف اسد کو ہو رہی ہے... کتنی بے چینی دیکھی ہے میں نے
اس کے چہرے پر... کے بس اس کا زور نہیں چل رہا تھا وہ خود اس کا
ہاتھ پکڑ کر اسے بچا لیتا... وہ مجھے ایسے ڈانٹ رہا تھا جیسے میں کنول کی
... گارڈ ہوں... آخر کیوں جاتی میں کنول کی خاطر پانی میں؟؟

اسد کو تو ہیر و بنے کا شوق آ رہا تھا.. ہیر و کی طرح پانی میں جا پھنچا
اس کو بچانے کے لیے... خود تو ہیر و بن گیا... اور وہ کنول اس کو اتنی
خوشی ہو رہی تھی یہ سن کر کے اسد نے مجھے اس کی خاطر ڈانٹا... میڈم

ہیروین بن کر خوش ہو رہی تھیں... میں ایک انسان ہوں... اور ہر
ہوتی ہے... اور مجھے بالکل اچھا self respect انسان کی ایک
نہیں لگے گا کہ کوئی مجھے صرف اپنی ہیروین کی خاطر ڈانٹے... کیونکہ
”میں نے اس کی ہیروین کا ٹھیکا نہیں لے رکھا

پریہ سن کر غصے میں آ جاتی ہے... وہ رانما پر اپنا غصہ اتارتے ہوئے: ”
میں نے تم سے کھا تھا کہ وہ کنول اسد بھائی سے شہد کی مکھی کی طرح چپکی
”ہوئی ہے... اب دیکھا کیا ہوا

اس پر رانما: ”مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا... مجھے فرق پڑتا ہے تو
”صرف اس بات سے کہ کوئی مجھے بے فالتوہ نہیں ڈانٹ سکتا

روشنی: ”مجھے تو ابھی بھی یقین نہیں آ رہا... اسد نے ایسا کیا تمہارے
ساتھ... تم تو اس کی کزن ہو.. اس نے اس کا خیال تک نہیں کیا“

روشنی کی رخصتی کی رات آجاتی ہے... روشنی دو لہن بنے کمرے میں
بیٹھی ہوتی ہے... رائیما کمرے میں داخل ہوتی ہے تو روشنی کی آنکھوں
میں آنسوؤں دیکھ کر وہ اس کے برابر میں اسے چپ کرانے کے لیے بیٹھ جاتی
ہے...

“روشنی: ”یقین نہیں آ رہا... آج میں اس گھر سے رخصت ہو جاؤ گی
روشنی کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوؤں کو بڑی محبت سے صاف کرتے
ہوئے وہ بولی تھی: ”ہاں... یہ تو ہے... آج سے یہ کمرہ صرف میرا
ہوگا... مجھے تو خود یقین نہیں آ رہا.. اب صرف اس کمرے میں میری
حکومت ہوگی... کوئی اس کمرے کو گندا کرنے والا نہیں ہوگا... اور نہ ہی
کوئی میری چیزیں اٹھا کر ادھر ادھر رکھے گا.. اور نہ ہی مجھے کوئی ٹوکا کرے

گا... کے سو جاؤ رانما... کتنا پڑ ہوگی، یہ سن کر روشنی کے چہرے پر
... مسکراہٹ آ جاتی ہے

”وہ مسکراتے ہوئے: ”تم تو بھت خوش لگ رہی ہو میرے جانے سے

رانما اداس تھی مگر اس کے سامنے تبسم سے کام لیتے ہوئے: ”

ہاں..... تو کیا اگر کوئی میرے ساتھ شام میں چائے پینے

والا نہیں رہے گا..... تو کیا... اگر کوئی میرے ساتھ باتیں کرنے والا

نہیں رہے گا..... تو کیا... کوئی میرے ساتھ رونے والا نہیں

.... ہوگا

روشنی: ”اللہ... یہ سب کتنا مشکل ہے... ایک عجیب سی گھبراہٹ ہے

”دل کو

رائما: ”اللہ... گھبرامت... سب اچھا ہی ہوگا... ویسے بھی تم اکیلے
کھاں جا رہی ہو... ہم سب جا تو رہے ہیں تمہارے ساتھ... اور ولیمہ
”کر کے لوٹے گئے... تو فکر مت کرو

پری کمرے میں داخل ہوتے ہوئے: ”ارے یار... تم دونوں کی تو باتیں
ہی ختم نہیں ہوتیں... روشنی باجی آپ کو یاد ہے کہ پارلروالی نے منع کیا
تھا روئے سے... پھر آپ کیوں رو کر اپنا میک اپ خراب کر رہی
”.. ہیں... نیچے سب تیار ہو گئے تھیں

رائما اپنے سر پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے: ”میں بھول کیسے گئی... میں
تو امی کا دو بٹا لینے آئی تھی... اور یہاں آ کر تم سے باتوں میں لگ گئی... تم
پری کے ساتھ نیچے جاؤ... میں آتی ہوں۔“

.... دعوت کے اندر

رائما کی امی اسے اپنے رشتے کی خالہ سے ملواتے ہوئے: ”یہ ہے میری
”چھوٹی دوسرے نمبر والی بیٹی... رائما

اس پر خالہ براسہ منہ بنا کر بے اختیار کھاٹھتی ہیں: ”یہ تمھاری بیٹی
ہے؟؟؟... یہ تو بالکل تمھاری بیٹی نہیں لگتی.... کس پر گی ہے

یہ؟؟؟... تمھاری بڑی والی بیٹی تو بھت خوبصورت ہے...“ ان کا اس
طرح بے تکلف انداز سے کھنارائما کے دل کو کوچتا ہے... پر وہ اس پر جواباً
... مسکراتی ہے

اس کی والدہ ایک بار شرمندہ نظروں سے اس کی جانب دیکھتی ہیں... اور
.. پھر بات بدلنے کی کوشش کرتی ہیں

پری رانما کا ہاتھ پکڑتے ہوئے: ”میرے ساتھ چلو... میرے اسکول کی میڈم آئی ہوئی ہیں... ان کی بھت خواہش ہے میری بڑی بھن کو دیکھنے کی... چلو

رانما اس کی بات سن سچپانے لگتی ہے... وہ پری کو بار بار منع بھی کرتی ہے... پر پری اسے زبردستی اپنی میڈم کے سامنے لے جاتی ہے... پری

”میڈم سے مخاطب ہو کر: ”میڈم... یہ ہے میری بڑی بھن رانما

پری جب اسے میڈم سے ملواتی ہے تو اس کے چہرے پر بھولی سی مسکراہٹ ہوتی ہے... لیکن میڈم رانما کے رنگ کو دیکھ عجیب سی

”نظروں سے پوچھتی ہیں: ”یہ ہے رانما؟؟؟“

پری اور رائما دونوں ان کی آنکھوں میں عجیب سی حقارت کو دیکھ کر سمجھ جاتی ہیں کہ ان کو حیرت ہو رہی ہے کہ پری جیسی خوبصورت اور حسین لڑکی کی بھن ایسی ہے.... پری کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو جاتی ہے....: ”ہاں... یہ ہے رائما“

... میڈم: ”ہوں“ کہہ کر بھانا بنا کر وہاں سے چلی جاتی ہیں
”پری اس سے شر مندہ لہجے میں: ”مجھے معاف کر دو
رائما اس کے کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھ کر: ”اس میں تمہاری کیا
غلطی“ اصل میں تو اس کا دل کافی چوٹ کھایا تھا... اور وہ اب اپنی درد
بھری آنکھوں کو چپ نہیں کر پاتی.... اس کی آنکھوں سے آنسوؤں جھلکنے
.... لگتے ہیں

واصف دھیں کھڑا تھا... وہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں جھلکتے ہوئے دیکھ
”سب کے سامنے: ”راہما تم رورھی ہو؟؟؟“

... راہما آنسوؤں صاف کر نفی میں گردن ہلاتی ہے

”واصف: ”پر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کے تم رورھی ہو

راہما: ”نہیں بابا... میں نہیں رورھی“ کھ کر تیزی سے وہاں سے چلی
جاتی ہے۔

دعوت میں جعفر اور عامر کھڑے خوب باتیں کر رہے تھے... کے جعفر
کو سامنے سے اسٹیج پر سے پری اشارے کرتی ہے... اسے دور ہونے کی
وجہ سے اشارے سمجھ نہیں آرہے تھے... وہ پری سے اشارے میں کھتا
ہے کے: ”رو کو میں دھیں آرہا ہوں“ کھ کر وہ جیسے ہی عامر کی کلائی پکڑ
کر بغیر اس کی جانب دیکھے چلنے لگتا ہے... اسے محسوس ہوتا ہے.. کے
جس کی اس نے کلائی پکڑی ہے وہ توریشم کی مانند نرم و ملائم ہے.. وہ سمجھ

گیا تھا کہ غلطی سے اس نے کسی اور کا ہاتھ پکڑ لیا ہے... وہ فوراً پیچھے مڑا
تھا دیکھنے.. رائنما سے کھا جانے والی نگاہ سے گھور کر دیکھ رہی تھی....: ”کیا
بد تمیزی ہے یہ؟؟“ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ چھڑوایا تھا... وہ تو خود حقاء بقاء
تھا کہ عامر کی جگہ رائنما کب اس کے برابر میں آکر کھڑی
ہوئی....: ”سوری.. مجھے لگا عامر ہے..“ وہ جلدی سے اسے صفائی دے
رہا تھا.. مگر اس کے چہرے کے تاثر بتا رہے تھے کہ اس نے یقین
نہیں کیا... وہ غصے سے گھورتے ہوئے چلی گئی تھی... جعفر اس کے جانے
کے بعد اپنا ہاتھ دیکھنے لگا تھا.. اس کے ہاتھوں کا لمس ابھی بھی اسے اپنے
ہاتھوں میں محسوس ہو رہا تھا... وہ کھویا کھویا سا تھا کہ پری آکر: ”کب
سے بلا رہی ہوں... اور آپ یہاں اپنا ہاتھ دیکھنے میں لگیں ہوئے
.... ہیں.. چلیں“ وہ جعفر کا دوسرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے لے گئی تھی

رات کو جب رانما اپنے کمرے میں آتی ہے تو وہ آئینے کے سامنے آکر چپ چاپ کھڑی ہو کر اپنا آپ دیکھنے لگتی ہے.... تھوڑی دیر خاموش کھڑی رہتی ہے... پھلے اپنی آنکھوں کو دیکھتی ہے جو جھیل کی طرح گھری ہیں... پھر اپنے بالوں کو ہاتھ لگا کر دیکھتی ہے... لمبے لمبے گھنے سیاہ چمک دار... پھر اپنی ناک پر غور کرنے لگتی ہے... ناک سوے کی طرح کھڑی... پھر اپنے ہونٹوں کو دیکھتی ہے پتلے... پھر اپنے قد پر نظر ڈالتی ہے لمبا... دو بلی پتلی... رانما اپنے آپ سے سوال کرتی ہے: ”آخر صرف رنگ ہی تو نہیں ہے میرے پاس... باقی تو سب کچھ ہے... پھر کیوں میں روشنی کی چھوٹی بھن اور پری کی بڑی بھن نہیں لگتی.... آخر کیا خرابی ہے... مجھ میں.... اتنا تیار ہوئی... پار لرگی۔“

اتنا خوبصورت سوٹ پہن کر جیولری پہن کر اتر ا

رہی تھی... یہ سوچ رہی تھی کہ آج میں بھی اچھی لگ رہی

... ہوں... شاید آج غلط فہمی کا شکار ہوگی سستی میں

بھول گئی ستمچی کے کالی لڑکی کبھی خوبصورت نہیں

... لگ سکتی.... خوبصورت لگنے کا حق ہی نہیں ہے اس کے پاس

جب کوئی بھی لڑکی تیار ہوتی ہے تو صرف یہ چاہتی

ہے کہ کوئی بس ایک صرف ایک حرف تعریف کا بول دے.... پر لوگ

تعریف کرنا تو دور اتنا برا سہ منہ بنا کر دیکھ رہے تھے جیسے پتا نہیں کیا دیکھ

لیا ہو.....“کھ کر زور زور سے رونے لگتی ہے... اپنی ہاتھوں کی چوڑیاں

اتار کر پھینک دیتی ہے... اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے رگڑنے لگتی ہے

.....اپنے ہاتھوں کے رنگ کو کھور پچنے لگتی ہے

پھر خود سے مخاطب ہو کر: ”کاش... کاش میں اپنے آپ کو اس رنگ سے

... آزاد کر سکتی....“کھ کر وہیں روتے روتے سو جاتی ہے

... دعوت ولیمہ کرنے کے بعد سب اپنے اپنے گھر لوٹ جاتے ہیں

“پری: ”اللہ... کتنی خاموشی لگ رہی ہے گھر میں
“رائما: ”ہاں... یہ تو ہے... گھر خالی خالی سہ لگ رہا ہے

دادا: ”اب سب سو جاؤ.... کل سب اپنی وھی پورانی زندگی شروع کریں
“گے

رائما کے پایا: ”شکر ہے خدا کا... سب کچھ ٹھیک سے ہو گیا... ایک بیٹی تو
“اپنے گھر کی ہوگی~

پری اداس ہوتے ہوئے جو اد کے گلے لگ کر: ”چاچا چاچی تو تھوڑے دن
“روک جاتے... نہیں وہ بھی سب کے ساتھ چلے گے~

رائما دادا سے ڈرتے ہوئے بولتی ہے: ”دادا مجھے ایک ضروری بات کرنی
“ہے وہ بھی ابھی

دادا اور باقی سب اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے

”دادا: ”بولو

رائما: ”دادا جان... عرتج کا ایک بیٹا ہے ایاں“ بس اس کا اتنا کھنا تھا کہ
...جواد عرتج اور پری اسے حیرت سے دیکھنے لگتے ہیں

”دادا حیران ہو کر: ”کیا عرتج شادی شدہ ہے؟؟“

رائما: ”جی یہ شادی شدہ ہے... اور اس کا ایک بیٹا بھی ہے... اصل میں
کا بھت اچھا دوست b.b ناں... بات دراصل یہ ہے کہ عرتج کا شوہر
ہے... اور وہ کسی وجہ سے شادی میں نہیں آسکے... تو انھوں نے عرتج
کو برانہ لگے... کے ان کی بھن کی b.b بھا بھی کو یہاں بھیج دیا... تاکہ
شادی میں ان کے سب سے اچھے دوست نے شرکت نہیں کی... عرتج

بھابھی پھلی بار پاکستان آرہی تھیں اس لیے اپنے بیٹے کو ساتھ نہیں لائیں... پر اب وہ یہاں کچھ ہفتے اور قیام کریں گی کیونکہ ان کے شوہر کو نے ان سے کھ دیا کے b.b جو کام تھا وہ ابھی کچھ ہفتے اور چلے گا... تو عرتج بھابھی ہمارے گھر میں آرام سے رہ لیں گی... وہ فکر نہ کریں... تو میں سوچ رہی تھی کیوں ناں ہم عرتج بھابھی کے بیٹے کو بھی یہاں بلا لیں

رائما کی امی: ”تم سچ کھ رہی ہو؟؟؟... پر جواد نے مجھے کچھ کیوں نہیں بتایا“ اس پر جواد فوراً بوکھلاہٹ سے کہتا ہے: ”امی میں آپ کو بتانا چاہتا تھا“ پر موقع نہیں ملا

اس پر رائما کے والد کو یاد آتا ہے کہ ہاں جواد ان سے کچھ دنوں سے کچھ بولنا تو چاہ رہا ہے... پر ڈر رہا تھا... وہ بڑے پیار اور شفقت سے عرتج

کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے: ”بیٹا اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے... جواد
کے دوست کی بیوی ہو... ہمارے لیے تو ہماری بیٹی جیسی ہو... تم اپنے
بیٹے کو یہاں بے فکر ہو کر بلا لو... اور تمہارا جب تک دل چاہے یہاں
رہو... جواد کے دوست کی بیوی کی حیثیت سے نہیں... بلکہ میری بیٹی
کے رشتے سے... ٹھیک ہے

“عرتجیہ سن خوشی سے: ”جی پاپا

“رامنا کی امی ہلکے سے احتجاج کرتے ہوئے: ”پر
اس پر دادا: ”خالد اگر فیصلہ سنا چکا ہے تو اب کوئی بحث نہیں ہوگی“ پھر
عرتجیہ سے مخاطب ہو کر: ”بیٹا... تم ہمارے گھر میں مہمان ہو... اور
ہم پاکستانی مہمان نوازی میں کبھی کوئی کمی نہیں آنے دیتے... تمہیں
”چاہیے تھا کہ تم ایان کو ساتھ ہی لے آتیں... پر چلو... اب بلوالو

سب بڑھوں کے اپنے اپنے کمرے میں جانے کے بعد جوادر ائمّا سے غصے
”میں: ”تم نے کیا سوچ کر ایان کی بات کی؟؟؟“

رائمّا: ”میں نے بھا بھی کوروتے ہوئے دیکھا تھا... اور بھا بھی نے مجھے بتایا
تھا کہ ایان بھی اپنے ننیاں میں خوش نہیں رہ رہا... اس لیے میں صرف
”گھر آنے کا انتظار کر رہی تھی... تاکہ دادا سے بات کر سکوں

جوادر: ”پر پھر بھی رائمّا... مجھے تو اعتماد میں لے لیتیں... دادا سے بات
”کرنے سے پھلے

اس پر عرتج رائمّا کے چہرے پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے: ”مجھے فرق
نہیں پڑتا کہ تم نے کیا کیا... بس میں اتنا جانتی ہوں تمہاری وجہ سے اب

میرا ایاں میرے پاس آجائے گا... خدا تمہیں بہت خوشیاں دے... یہ
”ایک ماں کی دعا ہے“

عرتیج کی صحیح اردو دیکھ پری غور غور سے اسے دیکھنے لگتی ہے... عرتیج
”کیا؟؟؟... تم ہم کو ایسے کیوں دیکھ رہا ہے؟؟“

پری خوش ہو کر: ”بھابھی ابھی جب آپ نے رائٹما سے اردو میں بات کی تو
”کوئی غلطی نہیں کی... میں یہ دیکھ کر حیران ہو رہی ہوں“

”عرتیج یہ سن خوش ہو کر: ”سچ.... ہم نے سب ٹھیک ٹھیک کھا؟؟؟“
”پری: ”ہاں“ پھر برا سہ منہ بنا کر: ”پر اب نہیں کھ رہیں
یہ سن چاروں ہستے ہیں۔“

... عرتچ خوشی کے مارے رات ہی کو فون کرتی ہے حیدر کو

حیدر پریشان ہو کر: ”اتنی رات کو عرتچ کا فون“ پھر کال ریسو کرتے
”ہوے: ”سب خیر ت تو ہے؟؟“

... حیدر عرتچ کا اکلوتا بھائی ہے.... جو دماغ کا بھت بڑا ڈاکٹر ہے

”yeah....all is fine“: عرتچ

”حیدر: ”تو پھر اتنی رات کو فون؟؟؟“

because i can't wait....i tell u a good
news“

حیدر اسے انگلیش پر ٹوکتے ہوئے: ”تم نے تو کھا تھا اب تم اردو بولنا سیکھ گئی

”ہو

”بھول گیا تھا میں....oh....sorry“: عریج
حیدر: ”ایسی کیا بات ہے.... کھیں تمہارے پاکستانی سسرالیوں نے
،، تمہیں اپنا تو نہیں لیا؟؟“

عریج: ”نہیں.... پر میری نند رائما کی وجہ سے ایان اب ہمارے پاس
آسکتی ہے... یہاں کسی کو کوئی شکایت نہیں“ پھر وہ پوری بات حیدر کو
... بتاتی ہے

حیدر ساری بات سن کر: ”مبارک ہو... اب تمہیں ایان کی جودائی تو
نہیں سہنے پڑے گی... ماننا پڑے گا تمہاری نند کو... بہت بھادری کا کام کیا
اس نے... پر مجھے کل بہت ضروری کام ہے... میں ایان کو پر سولے
،، آؤں گا تمہارے پاس... ٹھیک ہے

عرتیج: ”ایسامت کھو... مجھ سے اور برداشت نہیں ہوتی... میں اپنے
بے۔بی کو اپنی گود میں بیٹھانا چاہتی ہوں... سینے سے لگا کر اسے چومنا
“چاہتی ہوں... تم کل کل ہی اسے لے آؤ

“... حیدر: ”کل... کل کیسے... اچھا چلو... میں کچھ کرتا ہوں

حیدر: ”کل... کل کیسے... اچھا چلو... میں کچھ کرتا ہوں... پر پکا نہیں کھ
سکتا... میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا صرف تمہارے خاطر
“... ٹھیک ہے

عرتج کی آواز سے ہی اداسی محسوس ہو جاتی ہے... وہ یہ بات سن کر
... کے ایک دو دن اسے ابھی اور صبر کرنا پڑے گا سوچ کر کھنے لگتی
ہے: ”چلو ٹھیک ہے... جہاں اتنا صبر کیا ہے وہاں ایک دن اور صبح

حیدر نہایت ہی خوبصورت... حسین و جمیل لڑکا ہے... جس کی آنکھیں
بھوری رنگ کی ہیں... بادلوں جیسے گھنے بال... برف کی طرح سفید
رنگ... دوبلا پلا... قد لمبا... ناک کھڑی سی... اور جس طرح ناک کھڑی
... اسی طرح غصہ بھی کھڑا... نہایت ذہین و ہوشیار

وہ اپنے کمرے میں بیٹھ کر سوچنے لگتا ہے کہ آخر کیا کرے: ”میں نہیں
چاہتا کہ عرتج اب ایک دن بھی ایان سے دور رہے... میں ایک کام کرتا
ہوں... صبح کی فلائیٹ سے پاکستان جاتا ہوں... اور وہاں صرف ایک یادو
، گھنٹے بیٹھ کر واپس آ جاؤں گا... ہاں یہ ٹھیک رہے گا

زندگی_ رنگوں_ سے_ پرے_#

دوسرے دن دادی کے گھر میں ناموجود ہونے کی خوشی میں راما اپنی امی سے: ”دادی کے لیے یہ ہوا اپنی تبدیل کرنا اچھا ہو یا نہ ہو... پر میرے لیے تو بھت اچھا ہے... پری ایسا دن بار بار نہیں آئے گا... ایک کام کرو فوپر سے جا کر ڈیگ لے کر آؤ... اور میں جا کر دادی کی پازیب پھن کر اور

”تیار ہو کر آتی ہوں

اس پر عرتیچ راما کو مسکراء کر دیکھنے لگتی ہے اس نے اس طرح راما کو باتیں

.... کرتا ہوا ہستا ہوا پھلے دیکھا ہی نہیں تھا

راما کی امی: ”ارے وہ پازیب تو صندوق میں ہوگی... مت پھنو... ورنہ تم

”پر بھت غصہ کریں گی تمھاری دادی

رائما: ”اللہ... امی کچھ نہیں ہوتا... پھر دادی کون سہ گھر پر ہیں... میں
پھنے کے بعد سمبھال کر رکھ دو گی... آپ فکر نہ کریں... انہیں تو پتا بھی
،، نہیں چلے گا

،، اس پر پری: ”ہاں ماما... مان جائیں ناں

امی سخت تاکید کرتے ہوئے: ”اچھا ٹھیک ہے... پردیہان سے... اور

،، کوئی ادھر ادھر نہیں ہونی چاہیے... سمجھیں تم دونوں

اس پر رائما اور پری دونوں خوش ہونے لگتے ہیں... تھوڑی دیر بعد عرتج

صحن میں بیٹھی ہوتی ہے... کے پری وہاں آکر ڈیگ کے بٹن پر ہاتھ رکھ

،، کر کھتی ہے اوپر دیکھتے ہوئے: ”شروع کر دوں... تیار ہو

،، رائما کی اوپر سے آواز آتی ہے: ”نہیں ابھی رکو

”پھر تھوڑی دیر بعد آواز آتی ہے: ”چلو شروع کرو

عرتج سیڑھیوں کی طرف دیکھنے لگتی ہے... رانما سیڑھیوں سے اتر کر نیچے
آرہی ہوتی ہے... عرتج اسے بڑی حیرت سے دیکھ رہی ہوتی
ہے... رانما ہلکے نیلے رنگ کی کلیوں والی سادھی سی فراک اور نیچھے چوڑی
دار پا جامہ اور دوپٹا کو کمر پر باندھ کر... بال کھلے... ہونٹوں پر ہلکی سی لب
اسٹک لگی دونوں باتوں کی کلائیوں میں چوڑیاں کانوں میں جھومکی اور پاؤں
میں اپنی دادی کی پازیب... اس کی پازیب کی آواز پورے گھر میں گونج
.... رہی ہوتی ہے

”رانما نیچے آکر پری سے: ”تم نے گانا کیوں نہیں شروع کیا؟؟؟
پری: ”میں سوچ رہی تھی کہ کون سا گانا گاؤں... تم بولو... وہی
”لگا دوں گی

عرتیج کے برابر میں رائنما کی امی بھی آکر بیٹھ جاتیں ہیں اور کھنے لگتی ہیں: ”ابھی برابر والے گھر سے دعوت آئی ہے... رائنما تم میرے ساتھ
“چلنا

“رائنما: ”امی آپ بتائیں میں کون سے گانے پر ڈانس کروں
رائنما کی امی: ”وہ گانا ہے ناں... ملونہ تم تو ہم گھبرائیں... ملو تو آنکھ
“چورائیں... ہمیں کیا ہو گیا ہے... ہمیں کیا ہو گیا ہے

پری ”ہاے... اتنا پرانا گانا... نہیں... میں اپنی مرضی سے چلا دیتی
... ہوں...“ کھ کر گانا شروع کرتی ہے

... رائنما بیچ صحن میں جا کر کھڑی ہو جاتی ہے اور پھر گانا چلتا ہے

او بے خبر.... او بے قدرات

بے تابیاں بے چینیاں ہیں جہاں

میری نظر ڈھونڈے تجھے تو کہاں

آتجھ کو میں آنکھوں کا جال بنالوں

.....

اس گانے پر رانما تناز بردست ڈانس کرتی ہے کے رانما کی امی پری عرتچ
صرف رانما کو ہی دیکھ رہے ہوتے ہیں رانما کی پازیب کی چھنکار پورے
گھر میں گونج رہی ہوتی ہے.... اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی مستی
... چھائی ہوئی تھی... جیسے دیکھ کر عرتچ حیرت کے گوتے کھا رہی تھی

عتچ: ”میں ایک ہفتے سے یہاں ہوں... میں نے ایک ایسی لڑکی کو دیکھا
جو صرف کام کام اور کام کرتی رہی... اپنی خود کی بھن کی شادی میں اس

نے ویڈیو نہیں بنوائی... ڈانس نہیں کیا... جب کے جعفر نے بھت
کوشش کی کروانے کی... ہر وقت چہرے پر ادا سی چھائی نظر آئی... اور
آج وہی لڑکی اتنی حسین لگ رہی ہے مسکراتی ہوئی... اور اپنی چھوٹی
بھن سے کھ رہی ہے کے گانا چلاؤ مجھے ناچنا ہے... یہ تو وہ نہیں
”ہے... ہاں... یہ رانما نہیں ہے

رانما کی امی: ”یہ رانما کبھی کبھی ہی نظر آتی ہے... میں تو خود اسے سالوں
بعد اتنا ہستا مسکراتا دیکھ رہی ہوں... خدا کرے اس کی مسکراہٹ کو کسی
”کی نظر نہ لگے

رانما چلتی ہوئی آکر اپنی امی کا ہاتھ پکڑ کر: ”چلیں امی آپ بھی ڈانس
”کریں... چلیں

رائنما کی امی: ”پاگل ہوگی تھو کیا.... اس عمر میں ناچ گانا میرے بس کی
... بات نہیں

رائنما: ”اللہ اب آپ کوئی اتنی بوڑھی بھی نہیں ہوئی ہیں... کم از کم آپ
تائی امی سے زیادہ ہی ٹھو کے لگالیں گی... چلیں“ اور زبردستی ہاتھ پکڑ کر
لے جاتی ہے... عرتج کو پری لے کر آتی ہے... اور پھر عرتج بھی ڈانس
کرتی ہے۔

امی: ”چلو رائنما... میرے ساتھ

رائنما: ”اچھا... بس آرہی ہوں... یہ پائل رکھ کر آتی ہوں

امی: ”او... ایک کام کرو... یہاں رکھ دو... واپس آکر رکھ دینا

وہ وہیں صوفے پر اپنی پازیب اتار کر رکھ دیتی ہے... اور اپنی امی کے ساتھ چلی جاتی ہے... اس کی امی آگے آگے اور وہ پیچھے پیچھے چل رہی ہوتی ہے... امی پری کوتاکید کرتی ہیں کے عرتچ کو گھر میں اکیلانہ چھوڑے... پری ہاں میں ہاں ملاتی ہے... رانما کی امی دروازے سے باہر آکر ابھی آگے دو قدم ہی چلتی ہیں رانما اپنے گھر کا مین دروازہ بند کر کے دو بٹاٹھیک کرتے ہوئے گھر سے نیکلتی ہے اسی وقت حیدر کی کار.... وہاں آکر روکتی ہے

حیدر کی کار کے آگے سے رانما گزرتی ہے... لیکن وہ اسے دیکھ نہیں پاتا کیونکہ اس کا چہرہ دو بٹے سے ڈھکا ہوتا ہے... پر وہ اپنے ذہن میں سوچتا ہے کے ضروریہ لڑکی عرتچ کی کوئی سسرالیوں میں سے ہے.... تبھی یہ.... عرتچ کے گھر سے نیکلی ہے

پری: ”بھا بھی میں سونے جا رہی ہوں... آپ بھی اکیلے کیا کریں گی
“میرے ساتھ آکر آرام کر لیں

عرتیج: ”پتا نہیں کیوں پر میرا دل کھ رہا ہے کے ایان آیا ہے دروازے
پر“

پری: ”ایان خود تھوڑی آسکتا... وہ بچہ ہے حیدر بھائی لائیں گے تبھی تو
آئے گا“

عرتیج: ”ہاں... تم ٹھیک کھ رہی ہو... اچھا تم آرام کر لو... میں ہوں
... نیچے صحن میں

... پری: ”ٹھیک ہے“ کھ کر اپنے کمرے میں چلی جاتی ہے

دوسری طرف حیدر ایان کو گود میں لیے دروازے پر کھڑا ہو کر کہتا ہے: ”
ایڈریس تو بھی دیا ہے عرتج نے... چلو بیل بجاتا ہوں“ پھر بیل بجاتا
ہے...

عرتج دروازہ کھولنے آتی ہے تو... حیدر کو اور اس کی گود میں ایان کو دیکھ کر
خوشی کے مارے پاگل سی ہو جاتی ہے... وہ فوراً ایان کو اپنی آغوش میں
... لے لیتی ہے.... اس کے ہاتھوں کو اور چہرے کو چومنے لگتی ہے

حیدر بڑے پیار سے مسکراتے ہوئے: ”او... میری عرتج... اب رونا
شروع مت کر دینا“ پھر عرتج اس کے گلے لگتی ہے... اسے اندر لے کر
آتی ہے اور لا کر ٹی۔ وی لان میں صوفے پر بیٹھاتی ہے... تھوڑی دیر بیٹھ
کر وہ دونوں باتیں کرتے ہیں... ہر عرتج کو یاد آتا ہے کہ اس نے حیدر
... کو کچھ کھلایا یا پھل نہیں

“حیدر سے عرتیج: ”کیا لاؤں تمہارے لیے؟؟؟ ٹھنڈا یا گرم؟؟؟
حیدر اس کی اردو سے متاثر ہو کر: ”واہ... تم تو بھت اچھی اردو بول رہی
“ہو

عرتیج: ”ظاہر سی بات ہے اتنے ہفتوں سے اردو بولنے والوں کے بیچ رہ
“رہی ہوں... اردو تو بولنا آئے گی ہی

حیدر: ”اچھا گرم ہی پلانا ہے تو چائے پلا دو... سر میں درد دھورھا
“ہے.. ہلاکاسہ

عرتیج: ”میں بس ابھی لاتی ہوں“ وہ اٹھ کر کچن میں جاتی ہے تو حیدر
پورے گھر پر نظریں دوڑانے لگتا ہے.... اس کے بالکل برابر میں رائیما کی

پازیب رکھی تھی... جب اس کی نظر ان پر پڑتی ہے تو وہ ایک پازیب اٹھا کر
”دیکھنے لگتا ہے... اسی وقت عرتیج آ جاتی ہے: ”یہ رانما کی ہے

”حیدر یہ سن: ”میں صرف دیکھ رہا تھا... رانما تمہاری نندناں؟؟

عرتیج: ”ہاں... اگر تم ایک گھنٹہ پھلے آتے تو تم رانما کو دیکھ لیتے وہ کتنا
زبردست ڈانس کرتی ہے... اتنی پیاری لگتی ہے وہ ناچتے ہوئے... اوپر
”سے اس کی مسکراہٹ... فدا کر دے کسی کو بھی اس پر

حیدر رانما کی تعریفوں سے متاثر ہو کر: ”اچھا... پر یہ وہی ہے
ناں... جس کے بارے میں تم نے کھا تھا کہ وہ جواد کی بھن نہیں
”... لگتی.... صرف اپنے رنگ کی وجہ سے

عرتیج: ”ہاں یہ وہی ہے... پر صرف رنگ ہی سب کچھ نہیں
“ہوتا... آج صرف اسی کی وجہ سے ایان میری گود میں ہے

“حیدر گھر کی خاموشی دیکھ: ”گھر میں کوئی نظر کیوں نہیں آرہا؟؟؟

عرتیج: ”وہ سب گے تھوڑے تھیں... میری چھوٹی نند گھر میں ہے پر وہ سو
“رہی ہے

حیدر: ”او... ہم“ پھر وہ تھوڑی دیر کے لیے آس پازیب کو اچھی طرح
دیکھنے لگتا ہے.... پھر اسے وہ نیلے رنگ کے کپڑوں والی یاد آتی
ہے.... حیدر اپنے دل میں سوچنے لگتا ہے: ”ہو سکتا ہے وہ نیلی فراق والی
ہی رانما ہو“ وہ اسی تجسس میں عرتیج سے استفسار کرتا ہے: ”کیا رانما نیلی
“... فراق پھنی ہوئی ہے

“عرتیچ چوک کر: ”پر تمھیں کیسے پتا؟؟؟

حیدر: ”وہ میں نے دیکھا تھا اسے باہر جاتے ہوئے“، تو عرتیچ خوش

”ہو کر: ”تو کیا تم نے رائما کو دیکھ لیا؟؟

حیدر: ”نھیں... میں نے صرف اس کے کپڑے دیکھے تھے“، پھر اپنے دل

میں: ”کاش وہ دو بیانیچ میں نہ آتا تو میں رائما کو دیکھ پاتا... عرتیچ جس لڑکی

”کاھر وقت ذکر کرتی ہے وہ لڑکی ہے کیسی

پھر عرتیچ: ”ایک کام کرو... میں تمھارا کرا تمھیں دیکھا دیتی ہوں

“... تھوڑی دیر آرام کر لو

حیدر اس کی بات سن گھڑی دیکھتے ہوئے: ”آرام کرنے کا وقت نہیں ہے

میرے پاس... میں صرف ایان کی خاطر آیا ہوں... اب مجھے چلنا

“... چاہیے... مجھے ایک دو کام اور کرنے ہیں پاکستان میں

عرّیج اس کی یہ بات سن: ”اللہ.... حیدر تم کتنے اچھے ہو.... تم تو ہیر و کی
”طرح ہو.... سب کی مدد کرنے والے

حیدر اس کی تعریفیں کلمات سن جھپک کر: ”بس کرؤ.... تم مجھے شرمندہ
”کر رہی ہو... بھن ہو تم میری.... تمہارے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہوں

ایان رونے لگتا ہے.... حیدر اسے پیار سے دیکھ کر: ”لگتا ہے اسے پتا چل
گیا ہے کہ یہ اور ماموں اب دور ہونے جا رہے ہیں... لاؤں... مجھے
”... دے دو اسے

”عرّیج: ”یہ لو.... جب تک میں اس کے لیے دودھ بنا کر لاتی ہوں

عرتچ ایان کو اس کی گود میں دے کر جانے لگتی ہے... حیدر پیچھے سے: ”... ایک گلاس ٹھنڈا پانی بھی لے آنا“ وہ اثبات میں سر ہلا کر چلی جاتی ہے

ایان روے جا رہا تھا... حیدر اسے چپ کرانے کے لیے رائما کی پازیب بجا کر اسے دیکھاتا ہے... وہ پازیب کی آواز سن چپ ہو جاتا ہے... اور اس پازیب کو ہاتھ میں لے کر کھینے لگتا ہے... وہ اسے کھیلتا ہوا دیکھ مسکراتا ہے... پھر ایان کو سینے سے لگا لیتا ہے

”عرتچ وہاں آکر: ”لاؤ... میں اسے دودھ پلا دوں
حیدر: ”میں جا رہا ہوں... تھوڑی دیر اسے میرے سینے سے لگا رہنے
دو... جب میں چلا جاؤں تو اسے پلا دینا... ویسے بھی یہ چپ ہے اور
“ کھیل رہا ہے

“عرّیج: ”اچھا یہ لو... تم پانی تو پی لو
.... حیدر آدھا پانی پی کر آدھا چھوڑ دیتا ہے

عرّیج مسکرا کر: ”تمہاری عادت کب جائے گی؟؟.... ہمیشہ آدھا پانی
“پیتے ہو... آدھا چھوڑ دیتے ہو

... حیدر: ”تم پی لینا... ویسے بھی پیار بڑھتا ہے“ کھ کر مسکراتا ہے

عرّیج اسے دروازے تک چھوڑنے آتی ہے.... حیدر کی گود میں ایان ہوتا
.... ہے.... اور ایان کے ہاتھوں میں رائنما کی پازیب

“عرّیج: ”اب کیا ایان کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ہے؟؟؟

حیدر یہ سن: ”کاش... لے جاسکتا“ کھنے کے بعد ایان کو پیار کرتا ہے اور
اسے اپنے سینے سے ہٹاتا ہے... جس وقت حیدر ایان کو سینے سے ہٹا رہا
تھا اسی لمحے ایان کے ہاتھ سے پازیب حیدر کے سینے کے سائٹ پر کوٹ
کے اندر والی جیب میں چلی جاتی ہے... حیدر کو یہ محسوس بھی نہیں
ہوتا... وہ اسے عرتیج کی گود میں پکڑا کر جانے لگتا ہے... کے اسے یاد آتا
ہے کہ وہ عرتیج کو تحفے دینا تو بھول ہی گیا... جو وہ لایا تھا... وہ کار سے تحفے
... نیکال کر عرتیج کو دیتا ہے... اور پھر الوداع لیتا ہے

رائما گھر واپس آکر وہیں بیٹھتی ہے جہاں کچھ دیر پہلے حیدر بیٹھا تھا... وہ
گلاس میں پانی رکھا دیکھ خود کو روک نہیں پاتی اور گلاس اٹھا لیتی
ہے... عرتیج اسے گلاس اٹھا دیکھ کھنے ہی والی ہوتی ہے کہ یہ حیدر کا
جھوٹا پانی ہے.. مگر وہ کچھ کھ سکے اس سے پہلے رائما حیدر کا جھوٹا پانی منہ لگا

کرپی لیتی ہے.... یہاں تک کے گلاس میں پانی کی ایک بوندہ بھی باقی
.... نہیں رہتی

عرتیج پریشان ہو کر: ”یہ کیا کیا تم نے؟؟... یہ حیدر کا جھوٹا پانی تھا... تم
نے سارا پی لیا

اسی وقت پری سیڑھیوں سے اتر کر آتی ہے... اور عرتیج کی بات سن مزاق
میں بولتی ہے: ”اچھا ہوا اب محبت ہو جائے گی راما کو حیدر
سے... کیونکہ اس نے جھوٹا جو پی لیا ہے

”اس پر والدہ: ”یہ کیا بد تمیزی ہے پری؟؟؟

”راما منہ بسور کر: ”کیا؟؟؟... میں نے کسی کا جھوٹا پانی پی لیا؟؟؟

پری: ”تم تو ایسے منہ بنا رہی ہو... جیسے اب واقعی تمہیں ان سے محبت
”ہو جائے گی“

”والدہ اس پر غصے سے: ”پری
پری ہستے ہوئے: ”میں تو مزاق کر رہی ہوں امی... آپ بھی
”ناں... مزاق بھی نہیں سمجھتی ہیں“

رائما اس پر سنجیدگی سے: ”پر... مجھے تو یہ بھی نہیں پتا کہ حیدر دیکھتا کیسا
”ہے“

”والدہ اب غصے سے رائما کو دیکھ: ”رائما تم بھی
”... اس پر وہ مسکراتے ہوئے: ”میں مزاق کر رہی تھی“

“والدہ: ”یہ حیدر ہے کون؟؟“

عرتیج ان کے سوال پر انھیں بتاتی ہے کہ حیدر اس کا بھائی ہے... جو ایان کو چھوڑنے آیا تھا... ایان آیا ہے یہ سن پری اور رائما کے چہرے کھل اٹھتے ہیں.. وہ ایان کو دیکھنے کے لیے تیزی سے کمرے کی جانب بھاگتی ہیں....-

رائما اسکول کی چھٹی کے بعد جب اسکول سے نیکلتی ہے تو سامنے ہی ایک سفید رنگ کی کرولا کار کھڑی ہوتی ہے... وہ کار میں جعفر کو بیٹھا دیکھتی ہے... وہ حیران ہو کر: ”جعفر یہاں... اُو... اللہ... ابھی ان لوگوں کو گے تھوے دن ہی کتنے ہوئے تھیں جو یہ لوگ واپس آگے... ضرور پوری فیملی آئی ہوگی... اب دادی کی کمی تائی امی پوری کر دیں گی...“ پھر دل ہی دل روتے ہوئے: ”اللہ“

”راہما کی دوست پیچھے سے: ”کیا ہوا؟؟؟... رک کیوں گئیں چلو

راہما چلتے ہوئے جاتی ہے اور جعفر کے سائٹ والے حصے کے پاس جا کر
کھڑی ہو جاتی ہے... جعفر بڑے اسٹائل سے کار سے نیکلتا ہے... وہ
جامنی رنگ کی شرٹ اور اس پر جامنی ہی رنگ کا کوٹ سفید رنگ کی
پینٹ کالے رنگ کا چشمہ سیدھے ہاتھ کی کلائی میں ٹوپوٹا گھڑی پہنا ہوا
... تھا

”راہما سے دیکھ منہ بسور کر: ”تم یہاں؟؟؟
جعفر بھی منہ بسور کر جواب دیتے ہوئے: ”تمہیں لینے آیا ہوں... چلو
... بیٹھو کار میں

”راہما: ”پر تم مجھے لینے کیوں آئے تھو؟؟؟

”جعفر بے زاری سے: ”کیونکے دادا نے کھا ہے... اب چلو
”رائما: ”اچھا روکو... میں اندر انفارم کر کے آتی ہوں
”جعفر: ”ٹھیک ہے

رائما جب اسکول میں جاتی ہے تو اس کی ساری دوستیں اسے چھیڑتے
”ہوئے: ”وہ لڑکا کون ہے؟؟؟

”رائما برا سہ منہ بنا کر: ”کزن ہے میرا
دوستوں میں سے ایک: ”تمہارا کزن“ اس کے کھنے سے ہی پتا چل رہا تھا
کے وہ بڑی حیرت سے پوچھ رہی ہے... ”کتنا خوبصورت.... بلکل ہیرو
”...سہ لگ رہا ہے.. لمبا قد... گھری گھری آنکھیں... گورا رنگ

”رائما: ”تم نے اس کی آنکھیں کب دیکھیں؟؟؟ وہ تو چشمہ لگایا ہوا ہے

”دوست: ”جب تم اندر آرہی تھیں... تو اس نے چشمہ اتارا تھا
”راہما اس کی تعریفیں سن بے زار ہو رہی تھی...: ”اچھا میں چلتی ہوں
اس پر سب اسے چھیڑتے ہوئے: ”اُو... اُو... اُو...“ کی آوازیں
”نیکالے ہیں... ایک دوست: ”نام تو بتادو ہیرو کا

راہما برا سہ منہ بنا کر: ”کوئی ہیرو و ہیرو نہیں ہے وہ... اس کا نام جعفر
” ہے

”دوست نام پر فدا ہوتے ہوئے: ”نام بھی تو ہیرو جیسا ہے

پھر ہورن کی آواز آتی ہے... راہما کی دوستیں: ”تمہارا ہیرو تمہیں بلارہا
... ہے“ کھ کر سب خوب ہسنیں لگتی ہیں

رائمناہ سن غصے سے: ”کوئی ہیر و نہیں ہے وہ میرا“ کھ کر کار میں جا کر بیٹھ
... جاتی ہے... جعفر کار چلانا شروع کرتا ہے

رائمناہ ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھتی... بس اپنی نظریں کھڑکی سے
... باہر کی جانب رکھتی ہے

جعفر اسے تنگ کرنے اور اپنی بڑھائی بیان کرنے کی نیت سے کہتا ہے: ”
تمہاری ساری دوستیں مجھے ہی دیکھیے جارہی تھیں... لگتا ہے انہوں نے
... مجھ جیسا حسین لڑکا پھلے کبھی دیکھا ہی نہیں

رائمناہ اس بات پر جعفر کو دیکھتے ہوئے بڑے پیار سے کہتی ہے: ”ہاں.. وہ
میری دوستوں کو ناں مادر کی کا بندر بھی بہت حسین لگتا ہے... وہ تو اسے
بھی بڑے شوق سے دیکھتی ہیں... پھر تم تو انسان ہو... تمہیں شوق

سے دیکھ لیا تو کون سی بڑی بات ہے، اس نے بڑے پیار پیار سے ذلیل کر
... ڈالا تھا

جعفر کو یہ جواب بھت ہی ناگوار گزرتا ہے....: ”تم مجھے بندر سے ملار ہی
ہو؟؟“

رامنا مسکراتے ہوئے: ”ملار ہی ہوں... نہیں نہیں.... میرے کھنے کا
مطلب یہ نہیں تھا.. میں تو“ کھنے کے بعد کھڑکی کی طرف منہ کر کے
.. مسکرا نے لگتی ہے

،، جعفر غصے سے دانت پیستے ہوئے: ”تم.... تم

،، رامنا اس کا چہرہ غصے سے لال ہوتا دیکھ آبرو اچکا کر: ”کیا؟؟ تم؟؟“

وہ غصہ آجانے کے باوجود کچھ نہیں بولتا... رائیما اپنے دل میں: ”ھٹ
گی... اچھا ہوا... اب کم از کم دماغ تو نہیں کھائے گا

جعفر اپنے دل میں کڑتے ہوئے: ”دل چاہتا ہے خون کردوں اس لڑکی
کا... دادا بھی ناں... کھاں پھنسا دیا“۔

”جواد آفس میں ہوتا ہے... وہ خالد صاحب سے ”ابو... کام ختم ہو گیا؟؟“
”خالد صاحب: ”ہاں... چلو ساتھ ہی چلتے ہیں

جواد کار چلاتے ہوئے: ”ابو... مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی
ہے... پر سمجھ نہیں آرہا کیسے کروں.. اور پتا نہیں میری بات سن کر آپ
میرے بارے میں کیا سوچیں گے... پر میں مجبور تھا... اور مجھے یہ پورا

”یقین ہے کہ آپ میری مجبوری کو ضرور سمجھیں گے

“خالد صاحب پریشان ہو کر: ”ایسی کیا بات ہے؟؟“

جواد کار ایک ریسٹورینٹ کے آگے پارک کرتے ہوئے: ”چلیں آرام سے بیٹھ کر بات کرتیں ہیں“

“خالد صاحب: ”پر... بات تو گھر چل کر بھی ہو سکتی ہے... پھر؟؟؟“

جواد ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے: ”نہیں گھر پر نہیں... آپ چلیں میرے ساتھ“ پھر وہ ریسٹورینٹ میں کھانا اوڈر کرتا ہے... کھانا کھانے کے بعد وہ... ساری باتیں اپنے والد کو بتا دیتا ہے

خالد صاحب پر سکون ہو کر اس کی ساری باتیں سنتے ہیں.. پھر بڑی محبت و شفقت سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے: ”تمہیں یہ ساری

باتیں مجھے پھلے ہی بتا دینی چاہیے ستھیں.... میں یہ تو نہیں کھوگا کے تم نے
”ٹھیک کیا... پر اگر تم مجھے بتا دیتے تو میں تمہاری مدد کر سکتا تھا

جواد: ”مجھے معاف کر دیں ابو.... میں ڈر گیا تھا... مجھے لگتا نہیں آپ مجھے
یا میرے ساتھ ہونے والے واقعے کو یا جو میرا ردِ عمل تھا اسے سمجھ پائیں
“گے بھی یا نہیں

خالد صاحب: ”مجھے تو اتنی خوشی ہو رہی ہے... پر دوکھ بھی... خوشی اس
بات کی کہ میرا پوتا یاں میرے ساتھ میرے گھر پر رہ رہا ہے اتنے
دنوں سے اور دوکھ اس بات کا کہ میں اپنے ہی پوتے کو نہیں پہچان
سکا.... میں دادا بننے کے اتنے خوبصورت احساس سے محروم رہا۔“

کچھ دنوں بعد اسپین میں حیدر لپ ٹائپ میں کام کر رہا تھا... اس کے پیچھے
اس کی بی۔ جانی یعنی اس کی آیا الماری سیٹ کر رہی تھیں... بی۔ جانی کے
ہاتھ وہ پائل لگ جاتی تھے جو ایاں کے ہاتھوں سے حیدر کے کوٹ کی
جیب میں گر گئی تھی... وہ اسے دیکھنے کے بعد حیدر سے مخاطب ہو کر
پوچھتی ہیں: ”حیدر بیٹا یہ پائل کس کی ہے جسے تم نے اپنے سینے سے لگا
رکھا ہے“

حیدر یہ سن حیرت سے پیچھے مڑ کر بی۔ جانی سے کہتا ہے: ”کون سی
پائل؟؟“

بی۔ جانی اسے پائل دیکھاتے ہوئے: ”یہ پائل... ہے خوبصورت
.... کس کے پاؤں کی ہے؟؟؟“ وہ آبرو اچکا کر بڑے تجسس سے استفسار
... کر رہی تھیں

حیدر کھڑا ہو کر بی۔ جانی کے پاس آتا ہے۔۔ ان سے پائل لے کر بغور دیکھتا
... ہے۔۔۔ پھر اسے یاد آتا ہے: ”ارے یہ تو۔۔۔۔۔“ وہ کھتے کھتے روکا تھا

بی۔ جانی اسے شرارت سے چھیڑتے ہوئے: ”یہ تو کون؟؟؟“ کھ کر
... مسکرائی تھیں

حیدر ان سے پائل لیتے ہوئے: ”وہ میری بیسینڈ کی ہے۔۔۔ وہ کلینک میں
بھول گئیں تھیں۔۔۔ جب آئیں گی تو میں انھیں واپس کر دوں گا“ کھ کر اپنی
شرٹ کی جیب میں ڈال لیتا ہے۔۔۔ اور پھر واپس جا کر لیپ ٹائپ پر کام
... کرنے لگتا ہے

بی۔ جانی حیدر کو چھیڑتے ہوئے: ”ویسے دیکھنا کھیں یہ پازیب کی چھنک
“... دل میں ناں اتر جائے۔۔۔ سینے سے تو تم پھلے ہی لگا کر رکھ چکے ہو

وہ یہ سن: ”بی۔ جانی.... ایسا کچھ نہیں ہے“ جب وہ کام کر کے چلی جاتی
ہیں تب حیدر جیب سے پائل نکال کر دیکھنے لگتا ہے: ”یہ تو رائنما کی پائل
ہے... اگر واقعی بی۔ جانی ٹھیک کھرہی ہیں تو اس پازیب کی چھنک اگر
دل میں اتر جائے تو مجھے شاید کوئی غم نہ ہو... یہ پازیب ایک زندہ دل
لڑکی کی ہے... اور مجھے زندہ دل لوگ بہت پسند ہیں... مجھے عرتیج کو
بتا دینا چاہیے کہ یہ پازیب غلطی سے میرے پاس آگئی ہے“ پھر وہ اس
پائل کو ہلکا سا حرکت دیتا ہے... جس سے پائل کی چھن چھن کی آواز آتی
ہے اور وہ اسے سن کر عرتیج کی رائنما کے متعلق کھی باتیں یاد کرتا
ہے... کہ وہ کھرہی تھی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے رائنما اسی پائل کو چھن
کر ناچ رہی تھی... اس کی پائل کی چھنک سے پورا گھر گونج رہا تھا... یہ
باتیں یاد کر کے وہ مسکرا رہا تھا۔

حیدر اور عرتج اسکاٹپ پر باتیں کر رہے تھے کے حیدر کو پازیب کی یاد آتی
ہے.. وہ عرتج کو بتانے لگتا ہے کے ایک پازیب غلطی سے اس کے پاس
آگئی ہے... مگر وہ بولے اس سے پھلے عرتج افسردہ لہجے میں اسے بتاتی ہے
“کے آج رانما کو دادی نے خوب ڈانٹا ہے... حیدر: ”کیوں؟؟“

عرتج اسے بتاتی ہے کے رانما نے جو پازیب صندوق سے نیکالی تھی وہ
در اصل دادی کی تھی... اور پتا نہیں کیسے ایک پازیب گھر ہی گھر میں سے
غائب ہو گئی ہے... رانما نے اسے بھت ڈھونڈا مگر وہ پورے گھر میں کھیں
ملی ہی نہیں... دادی نے غصے میں آکر آج اسے پورا دن بھوکا رہنے کی سزا
... دی ہے

حیدر یہ سن بھت ندامت و شرمندگی محسوس کرتا ہے... کے اس کی وجہ
سے رانما پورے دن بھوکا رہے گی... وہ احتجاجاً کہتا ہے: ”کوئی دادی کو
“رانما کو اتنی بڑی سزا دینے پر کچھ نہیں کھ رہا؟؟“

عریج: ”نہیں... یہاں صرف داد ادا دی کی چلتی ہے... میں نے ایک بات نوٹ کی ہے کہ دادی رانما سے کچھ خفاء خفاء رہتی ہیں... پری بھی غلطیاں کرتی ہے مجھ سے بھی ہو جاتیں ہیں... دادای ہمیں تو کچھ نہیں کہتیں... پر رانما کے لیے وہ بہت سخت ہیں... ہر بات پر اس بیچاری کو ”ڈانٹتی رہتی ہیں... مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا

عریج کو رانما کی تعریفیں کرتا دیکھ حیدر کے دل میں کوئی عجیب سا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے... جس سے وہ خود نا آشنا تھا... اسے رانما سے ہمدردی.... ہو رہی تھی اور دادی سے نفرت

”بی۔ جانی بڑے پیار سے حیدر سے: ”حیدر... چلو کھانا کھا لو

وہ یہ سن خود کو ملامت کرتے ہوئے: ”تیری وجہ سے رائنما کو اتنی ڈانٹ پڑی... وہ بیچاری بے قصور ہوتے ہوئے سبھی پورے دن بھوکا رہی... پتا نہیں اس نے ابھی کچھ کھایا ہو گا یا نہیں.... اور تم جس کی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے آرام سے گرما گرم کھانے سے لطف اٹھانے اور پیٹ بھرنے“ جارہے ہو... سزا تو تمہیں ملنی چاہیے چاہیے... رائنما کو نہیں

بی۔ جانی: ”چلو... حیدر.. کیا سوچ رہے ہو کھڑے کھڑے... کھانا ٹھنڈا“ ہو رہا ہے

”حیدر: ”مجھے بھوک نہیں ہے

”...بی۔ جانی: ”پر کیوں؟؟؟... یہ وقت تو تمہارے کھانا کھانے کا ہے

حیدر: ”بس نہیں ہے“ کھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ جاتا

ہے... کمرے میں جا کر لیٹ بند کر کے بستر پر لیٹ کر رائنما کے بارے

میں سوچنے لگتا ہے... پھر وہ اٹھتا ہے... اور اپنی شرٹ تلاش کرنے لگتا

ھے... جس میں اس نے پائل رکھی تھی... آنکھوں کو قرار ملا تھا جب وہ
پیلے رنگ کی شرٹ سے ملی تھی... وہ اپنے ہاتھ میں لے کر کھڑی کی
جانب آتا ہے... چاند کو دیکھتے ہوئے سوچوں میں گم سہ ہو جاتا ہے۔

جعفر رائے کے گھر رہ رہا تھا سزا کے طور پر... جو دادا نے اسے دی
تھی... وہ اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا کہ اس کے دل میں کنول کا خیال آتا
ھے... خیال آتے ہی وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے... اپنے تکیے کے نیچے
... سے موبائل نکالتا ہے کنول کو فون ملاتا ہے

کنول اپنے کمرے میں صوفے پر آرام سے لیٹ کر ڈائجسٹ کو پڑھ رہی
تھی... اسے ٹیبل پر فون بجا ہوا سنائی دیتا ہے... وہ ڈائجسٹ رکھ کر
آتی ہے صوفے پر... اور موبائل اٹھا کر دیکھتی ہے تو جعفر کا فون آ رہا
... ہوتا ہے

...کنول: ”جعفر کا فون.... اتنی رات کو“ سوچنے کے بعد فون اٹھاتی ہے
،،جعفر: ”کھاں ہو؟؟؟... کب سے فون ملا رہا ہوں

کنول: ”وہ میں لیٹی ہوئی تھی... کوئی خاص کام ہے کیا؟؟؟... جو اتنی رات
،،کو فون کیا

،،جعفر: ”کیوں... میں آپ کو فون صرف کام کے لیے آھی کر سکتا ہوں

،،کنول: ”نہیں ایسی بات نہیں ہے... پر اتنی رات کو

جعفر: ”میں لیٹا ہوا تھا نیند نہیں آرھی تھی... دل میں آپ کا خیال آیا تو

،،سوچا آپ سے بات کر لوں

،،کنول مسکرا کر: ”اچھا

،،جعفر: ”تو سنائیں سب کچھ کیسا چل رہا ہے؟؟“
،،کنول: ”کچھ خاص نہیں... بس گزر رہی ہے زندگی

جعفر بڑا خوش ہو کر: ”تمہیں پتا ہے میں کہاں سے بات کر رہا
ہوں؟؟“ جعفر کو دادا نے سزا دی تھی ان سے دھوکا کرنے کی... اسے
لاہور سے بلوا کر اپنے ساتھ رکھ لیا تھا کام پر... دادا نے اس کے موبائل
سے اس کے سارے بیگڑے ہوئے دوستوں کے نمبرز تک اپنے سامنے
ڈیلیٹ کر دے تھے... لیکن اس کے باوجود وہ خوش تھا... کیونکہ سزا
.... کے طور پر بھی صحیح اسے دادا کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملنے والا تھا

کنول اس کی بات سن زور سے ہستے ہوئے: ”کیا آپ منہ کے علاوہ بھی
،،کھیں سے بات کرتے ہیں

،،جعفر: ”میرا مطلب تھا کس جگہ سے

،،کنول: ”کس جگہ سے؟؟

،،جعفر: ”دادا کے گھر سے

،،کنول تعجب سے: ”تم وہاں ہو... پر کیوں؟؟

جعفر: ”دادا نے بلایا ہے مجھے... اب میں جب تک ان کا سارا بزنس نہیں

سمجھا لیتا... اور ایک کامیاب بزنس مین نہیں بن جاتا تب تک میں ان

،،کے ساتھ ہی رہوں گا

کنول یہ سن خوش ہو کر: ”واہ... یہ تو بھت اچھی خبر ہے... کیونکہ دادا

lucky کے ساتھ رہنے کا موقع ہر کسی کو نہیں ملتا... تم تو بھت

آرہی تھی... کنول جعفر call ہو،، پھر کنول کے فون پر کوئی اور

سے: ”وہ اسد کا فون آرہا ہے... میں تم سے بعد میں بات کرتی

ہوں... ٹھیک ہے،“ جعفر اس سے پھلے کچھ بول سکے کنول فون کاٹ دیتی
ہے...

اسے غصہ آنے لگتا ہے: ”یہ اسد کا بچا اتنی رات کو کنول کو کیوں فون کر
رہا ہے... آخر اسے کیا کام ہے کنول سے“ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا
کے اس کے کمرے کا دروازہ بجتا ہے

“جعفر: ”کون؟؟؟“

“رائما کی آواز آتی ہے: ”میں رائما... آ جاؤں؟؟“

جعفر اسے اجازت دیتا ہے کمرے میں آنے کی... رائما دودھ کا گلاس
... ہاتھ میں لیے تھوتی ہے

“جعفر: ”یہ کیا ہے؟؟“

“رائما: ”نظر نہیں آ رہا دودھ ہے

جعفر: ”تم سیدھی بات کا سیدھا جواب نہیں دے سکتیں“ اس کے لہجے سے غصہ جھلک رہا تھا... وہ اسد کا غصہ اس پر نیکال رہا تھا... وہ بھی اپنے نام کی رائما تھی... غصے کا جواب بڑے پیار سے دیتی ہے طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”دینے کو تو دے سکتی ہوں... پر... میں انسان کو اس کی حیثیت کے مطابق ہی دینا پسند کرتی ہوں“ کھ کر دودھ کا گلاس بیڈ کے سائٹ... والے ٹیبل پر رکھ کر جانے لگتی ہے

جعفر: ”تمہارا کزن اسد کنول کو اتنی رات کو فون کیوں کر رہا ہے؟؟“ رائما کو یہ سن حیرانی ہوتی ہے... پر وہ اس کے سامنے اپنی حیرت ظاہر نہیں ہونے دیتی...: ”مجھے کیا پتا... تم اسد سے پوچھو... یا اپنی پیاری سی کزن کنول سے“ کھ کر کمرے سے باہر آ جاتی ہے... جعفر غصہ کے مارے... منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا رہتا ہے

رائنما اپنے دل میں کھنے لگتی ہے: ”ارے واہ جی... اسد نے اب روشنی کی جگہ کنول کو دے دی ہے... میرے ماموں کا بیٹا ہو کر بات کنول سے کر رہا ہے... عجیب۔“

دوسرے دن جواد آفس میں ہوتا ہے کہ اسے عریج کا فون آتا ہے... جواد.... کو اس کی آواز بھی بتا رہی تھی کہ وہ رو رہی ہے

عریج: ”میں دنیا کی پھلی ایسی بیوی ہوں گی جس کی سانس اس سے کھ رہی ہے کہ اپنے شوہر کے لیے لڑکی پسند کر لو... مجھے اتنی ساری لڑکیوں کی تصویر بھی دیکھائی... کیا تم شادی کرنے والے ہو؟؟؟“

جواد: ”پاگل ہوگی ہو کیا؟؟؟.... میں کوئی شادی نہیں کرنے والا.... اور
”تم رونا بند کرؤ.... میں گھر آ کر بات کرتا ہوں

جعفر اسے پریشان دیکھ کر پریشانی کی وجہ پوچھتا ہے... جواد اسے ساری
... بات بتا دیتا ہے

جعفر: ”یا خدا!!!..... یہ کیا کیا تم نے؟؟؟.... تم نے دادا کو دھوکا دیا
ہے.... میں نے تو صرف پیسوں میں دیا تھا تو مجھے اتنی بڑی سزا
ملی... تمہارے ساتھ تو پتا نہیں کیا کریں گے... پر تم ایک کام
کرؤ.... ساری بات دادا کو خود جا کر بتا دو.... پھر جو گادیکھا جائے
گا.... کھیں ایسا نہ ہو کے انہیں کسی اور سے اس کے بارے میں پتا چل
جائے.... تم سمجھ رہے ہوناں.... میں کیا کر رہا ہوں

جواد: ”ہاں.. میں بھی سوچ رہا ہوں.... شکریہ... تم بہت اچھے
“لڑکے ہو... میں تمہارے بارے میں غلط رائے رکھتا تھا
“جعفریہ سن مسکرائے کر: ”کوئی بات نہیں

رات کو کھانا کھانے کے بعد جواد سب سے کہتا ہے کہ: ”مجھے ضروری
“بات کرنی ہے آپ سب سے
“دادا: ”ہاں کھو

جواد: ”میں آپ سب کو شروع سے بتاتا ہوں کہ ہوا کیا تھا... تاکہ میں
“... سمجھا سکوں کہ میں کتنا بے بس تھا

“دادی: ”یہ کیا کھ رہے ہو تم؟؟؟... کیا بتانا چاہتے ہو؟؟؟

جواد: ”میں جب لندن پڑھنے گیا تھا تب میری ملاقات وہاں عرتیج سے
ہوئی تھی... میں اور عرتیج اچھے دوست بن گئے تھے... پھر ہمیں پتا ہی

نہیں چلا کے کب ہم ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے.... پر میں نے
اپنے جذبات عرتج سے چھپا کر رکھے.... پھر میں پاکستان آ گیا.... عرتج کو
بھولنے کی بھت کوشش کی پر بھول نہ سکا.... میں امی کو یہ بات بتانا چاہتا
تھا پر میں جانتا تھا کہ ان کا جواب کیا ہو گا اس لیے چپ رہا
میں نے اپنے جذبات کا گلا

گھونڈ دیا.... پر پھر اسپین میں میری دوبار ملاقات عرتج سے ہوئی.... پر
اس بار عرتج بھت الگ سی لگی.... مجھے بعد میں پتا چلا کہ عرتج کے ماں
میں انتقال ہو گیا accident باپ دونوں کا ایک کار ایکسیڈینٹ
ہے.... وہ اپنی بی۔ جانی کے ساتھ اکیلے رہ رہی ہے... اس کا بھائی اپنی
پڑھائی مکمل کرنے کے لیے لندن گیا ہوا ہے.... عرتج بھت غمزادہ
تھی.... اسے میری ضرورت تھی... مجھے لگا کہ آپ لوگوں کو بتا کر بھی
.... کوئی فائدہ نہیں ہو گا... آپ لوگ میری بات نہیں سمجھیں گے
“اس لیے میں نے اسپین میں ہی عرتج سے شادی کر لی

یہ سن داد ادا دی کے ہوش اڑے تھے... اور جواد کی ماں کا منہ شوکت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا تھا... وہ مارے حیرت کے دوبارہ پوچھتی ہیں؛ ”کیا“ کھا تم نے؟؟... تم نے عرتج سے شادی کر لی

جواد نظریں جھکا کر: ”جی امی“ وہ یہ سنتے ہی اس کے گال پر ایک زوردار... تھپڑ مارتی ہیں

”... جواد روہانہ آواز میں: ”امی.. میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا وہ روتے ہوئے؟“ تو اب ہم سے کیا چاہتے ہو؟؟... بولو“ ان کی آواز... سے ان کا غم و غصہ ظاہر ہو رہا تھا

جواد: ”مجھے معاف کر دیں امی“ وہ روتے ہوئے ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے... بولا تھا

”... خالد صاحب: ”مجھے جواد نے پھلے ہی سب کچھ بتا دیا تھا

دادا: ”تو تم نے اسے معاف کر دیا؟؟؟... کیونکے یہ میرے سے زیادہ
”تمہارا مجرم ہے

خالد صاحب: ”جی ابو... میں نے معاف کر دیا... کیونکے میرے پوتے
”کو میری محبت کی ضرورت ہے.. دادا اہوں میں اس کا

دادا یہ سن: ”اگر خالد نے تمہیں معاف کر دیا ہے ایان کی خاطر... تو میں
”بھی تمہیں معاف کرتا ہوں... صرف اور صرف اپنے پر پوتے کی خاطر

یہ سنتے ہی جواد عرتچ راہما جعفر اور پری سب کے چہرے خوشی سے کھل
... اٹھتے ہیں... راہما عرتچ سے اور عرتچ پری کے گلے لگتے ہیں

دادا: ”پر.... تم نے غلطی کی ہے... اور اس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی... اور تمہاری سزایہ ہے کے اب تم سے اسپین والی فیکڑیاں اور کمپنی کا “سارا کنٹرول لے لیا جائے گا

جو اد کا یہ سن سر چکرایا تھا.. دادا نے تو مانو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین ہی کھینچ لی تھی: ”کیا.... آپ ایسا نہیں کر سکتے.... میں نے بہت محنت کی ہے... اس کمپنی کو کھڑا کرنے میں... میں نے دن رات ایک کر دیے... دادا آپ مجھے کوئی اور سزا دے دیں.... پر یہ نہیں“ وہ پاؤں پکڑ کر رو رہا تھا....: ”دادا... ایسا نہ کریں... یہ سزا میرے لیے لیے

”بہت بڑی ہے

دادا سے روتا ہوا دیکھ اپنے ہاتھوں سے اسے اٹھاتے ہیں... ”تم نے غلطی کی.... تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی“ پھر وہ جعفر کو دیکھ کر: ”تمہارے بعد جعفر کو موقع ملتا یہ سب سمجھانے کا... مگر یہ تو خود سزا کاٹ رہا ہے.... اس لیے اب عامر کو موقع ملے گا... جعفر جاؤ.... عامر کو فون کر کے ابھی یہاں بلاؤ

جعفر یہ سن التجائی لہجے میں: ”دادا ایک موقع دے دیں... جواد کو... وہ“ معافی مانگ تو رہا ہے... ایک موقع... پلیز دادا

رامنا اور پری دنوں بھی التجاء کرتے ہیں... کے صرف ایک موقع دے دیا جائے.... مگر دادا کہتے ہیں: ”جعفر تم سے جو کھا ہے وہ کرو“ کھ کر چلے جاتے ہیں... جعفر جواد کو دلا سہ دیتا ہے... جواد اس کے گلے لگ کر: ”میں کیا کروں... سمجھ نہیں آ رہا... میں نے بہت محنت کی ہے

جعفر: ”کوئی بات نہیں.... تم یہاں رہ کر دوبارہ محنت کرو.... سب
”ٹھیک ہو جائے گا“

رامنا جعفر کا یہ روپ پھلی بار دیکھ رہی تھی... وہ بہت متاثر ہوتی ہے
جعفر سے....

دو سال گزر جاتے ہیں... سب آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاتا ہے... رامنا
انٹر کے پیپر دے کر گھر پر فری ہوتی ہے تو اس کی امی اسے سلامتی سیکھنے لگا
... دیتی ہے

عرتیج حیدر سے اسکا ٹپ پر: ”رامنا کا رزلٹ آگیا ہے... اور ہر بار کی طرح
“... رامنا اس بار بھی اے گریٹ لے کر پاس ہوئی ہے

حیدر خوش ہو کر: ”اچھا... مجھے تو پتا تھا بھی زلٹ آئے گا... رائما کو میری
“طرف سے مبارکباد دیجیے گا

عرتج رائما کو پورے گھر میں ڈھونڈ رہی تھی... جب وہ نہیں ملتی تو وہ
... پریشان ہو جاتی ہے

عرتج اپنی سانس سے: ”امی آپ نے رائما کو دیکھا ہے؟؟؟“ وہ بتاتی ہیں
کے انھوں نے رائما کو پیچھے والے اسٹور میں جاتا دیکھا تھا... وہ اسٹور جاتی
ہے: ”رائما تم یہاں ہو... کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تمہیں... تم یہاں
“کیا کر رہی ہو؟؟؟

رائنما: ”وہ بھا بھی میں اپنی پر سنل ڈائری رکھنے آئی تھی یہاں.... میں سب سے چھپا کر یہاں رکھتی ہوں اپنی ڈائریاں...“ پھر وہ اپنی ڈائریوں کو دیکھتے ہوئے: ”پوری زندگی ہے میری ان میں

... عرتیج: ”تم مجھے کیوں بتا رہی ہو؟؟؟“

رائنما: ”اس لیے بتا رہی ہوں تاکہ اگر مجھے کچھ ہو جائے... تو آپ ان سب کو جلادیں

“ عرتیج حیرت سے: ”کیا؟؟؟... جلادوں؟؟“

رائنما: ”ہاں... ان سب کو جلاد بھیجے گا... آپ کا احسان ہو گا مجھ پر

عرتیج اور رائنما جب اسٹور کے دروازے پر تالا مار کر نکل رہے ہوتے

ہیں... تو عرتیج کو یاد آتا ہے: ”میں تمہیں بتانا تو بھول گئی حیدر نے

، تمہیں مبارکباد دی ہے... پاس ہو جانے پر

رامنا شکوہ کرتے ہوئے: ”بھابھی آپ ہر بات حیدر کو کیوں بتا دیتی
ہیں... خاص طور پر میرے متعلق ہونے والی بات... یہاں تک کہ
آپ اس دن اسے یہ تک بتا رہی تھیں کہ میں کون سے رنگ کی چوڑیاں
پھننا زیادہ پسند کرتی ہوں... یہ بھی کوئی بتانے والی بات تھی... آپ بھی
“ناں

عرتیج: ”اس میں میری کیا غلطی... ہم بات کر رہے ہوتے ہیں اس
میں اکثر تمہارا ذکر نیکل ہی آتا ہے... اور میں اپنے بھائی کو گھر میں ہونے
والی ہر ایک بات بتاتی ہوں... آخر میرا اس دنیا میں میرے بھائی حیدر کے
علاوہ ہے ہی کون“ کہنے کے بعد اس کا چہرہ غمگین سا ہو جاتا
ہے... رامنا بڑے پیار سے عرتیج کے گلے لگ کر: ”میں ہوں ناں
“... آپ کی نند

رائمما کی ماں اس کی دادی سے: ”روشنی کی شادی کو دو سال گزر گے.... مگر رائمما کے لیے کوئی ایک رشتہ بھی نہیں آیا.... جو آتا ہے پری کے لیے آتا ہے... مجھے تو فکر ہونے لگی ہے رائمما کی... روشنی کی تو اس عمر... میں ہم نے شادی کر دی تھی.... پر رائمما“ وہ بھت پریشان تھیں

دادی: ”تم فکر مت کرو.... اللہ سب کو جوڑیوں میں بناتا ہے.... رائمما کا جوڑی دار ضرور ہوگا.... اور جب پھول کھلنے ہوں گے تو یوں ہی کھل جائیں گے پتا بھی نہیں چلے گا... اور بچی پری کی بات تو پھلے رائمما کی ہوگی“ پھر پری کی

رائمما کمرے میں آ جاتی ہے دادی کے.. وہ اپنی ماں اور دادی کی ساری باتیں... سن چکی ہوتی ہے

دادی: ”تمہیں پتا نہیں ہے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اجازت
”مانگتے ہیں... یوں منہ اٹھا کر نہیں گھس آتے

رائما: ”وہ میں امی سے پوچھنے آئی تھی کہ سالن کا چولہا بند کر دوں... یا
”پکنے دوں

”امی: ”ہاں... بند کر دو

... رائما: ”جی امی“ کھ کر چلی جاتی ہے

رائما اپنی ڈائری میں: ”میں کیا کروں... امی اتنی فکر مند ہیں میرے
لیے... میری وجہ سے پری کے اتنے اچھے آنے والے رشتے بھی لوٹا دیے

جار ہے ہیں... میں پری کی شادی میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی ہوئی

... ہوں

پتاھے ایک بار ہم سب بیٹھے ہوئے تھے... اسد کی شادی کی

بات نیکی تو اس پر میری خالا جو اسد کی پھوپھو ہیں انھوں نے کہا: ”میں تو اپنے اسد کے لیے چاند جیسی لڑکی ڈھونڈ کر لاؤں گی... جیسے جو دیکھے پسند کر لے“ میں اس وقت ان کے بالکل سامنے بیٹھی ہوئی تھی ان کی یہ بات میرے دل کو لگی... میرا دل بے چین سہ ہو گیا... میں نے جب عشاء کی نماز پڑھی... تو آنکھوں سے آنسوؤں روا ہو گئے یہ سوچ کر کے اگر ہر... لڑکے کی پھوپھو اگر یہ ہی کھنے لگی تو میرا کیا ہوگا

یہ رنگ تو کسی دوکان پر بھی نہیں ملتا

“... ورنہ میں اپنی زندگی کی ساری جمع کنجی دے کر اسے خرید لاتی۔

بی۔ جانی حیدر کو فون کر کے: ”بیٹا آج کھانے میں کیا پکاؤں... رات کو کیا

“کھانا چاہتے ہو؟؟؟“

حیدر مسکرائے کر: ”بی۔ جانی اچار گوشت پکائیں“ اس پر وہ حیرت سے ”کیا آج پھر اچار گوشت... چار دن سے تم روز اچار گوشت پکوارھے ہو... ہو... کیا گیا ہے تمہیں؟؟“

حیدر: ”بی۔ جانی اب کیا ہوا ہے یہ کس کو خبر ہے... میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ رائنما کو اچار گوشت بہت پسند ہے... وہ عرتیج سے کھرھی تھی کے اگر اس کا بس چلے تو وہ پورے ہفتے اچار گوشت کھائے... صبح کے کھانے میں بھی... اور شام کے کھانے میں بھی... اس لیے مجھے بھی اچار گوشت کھانا ہے... ٹھیک ہے“ محبوب کی ادا کو ادا کرنے میں جو لطف آتا ہے وہ اس سے آشاء ہو گیا تھا... اب رائنما کی ہر ادا اس کی ادا بن رہی... تھی

”بی۔ جانی: ”کیا... تم ایک ہفتے تک اچار گوشت ہی کھاؤ گے؟؟؟“

”حیدر اس پر بڑی مسرت سے: ”جی... چلیں رات میں ملاقات ہوتی ہے

بی۔ جانی فون رکھنے کے بعد: ”پاگل ہے رائما کے پیچھے... جو بات وہ کہ
دے کے مجھے پسند ہے وہ یہ بھی پسند کر لیتا ہے... اور جو کہ دے نہ پسند
”ہے اسے یہ بھی نہ پسند کر لیتا ہے

.... رات کے وقت بی۔ جانی کی زانو پر حیدر سر رکھ کر لیٹا ہوا تھا
بی۔ جانی: ”جب اتنا پسند کرتے ہو رائما کو تو رشتہ کیوں نہیں بھیج
”دیتے؟؟“

حیدر: ”دل تو میرا بھی چاہتا ہے پر عرتیج نے بتایا ہے کہ رائما
کرنا چاہتی ہے... وہ آگے پڑھنا چاہتی ہے... اس لیے اب b.com
b.com صرف دو سال ہی تو رہ گئے تھیں بس..... پھر رائما کے

کرتے ہی میں اس کے لیے رشتہ بھیج دوں گا... ویسے بھی ابھی اس کی عمر ہی
”کیا ہے.. 18 سال کی تو ہے

دوسری طرف رائما کی سھیلی ملنے آتی ہے... رائما کے گھر... رائما سے
اپنے کمرے میں لے جاتی ہے... باتوں ہی باتوں میں رائما اس سے کہتی
”ہے: ”میرا تو کوئی رشتہ بھی نہیں آ رہا
سھیلی جس کا نام امرین ہے بولتی ہے: ”پر تم تو کھ رہی تھیں کہ تم ابھی
”آگے پڑھنا چاہتی ہو

رائما: ”ہاں پڑھنا چاہتی ہوں... پر میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ میرا اچھا
سہ رشتہ آجائے... تاکہ میری منگنی ہو جائے اور میں پری کے راستے کا
کاٹنا نہ بن سکوں... اس بیچاری کے اتنے اچھے اچھے رشتے آ رہے
”... ہیں... پر میری وجہ سے سب لوٹا دیے جاتے ہیں

امرین: ”او... پر تیرے گھر والے یہ کیوں نہیں کرتے کے جو رشتے پری
کے لیے آرہے ہیں انہیں تجھے دیکھا دیں اور بتا دیں کے یہ ہماری بڑی
... بیٹی ہے

رائما: ”تو جتنا کھرہی ہے کاش یہ اتنا آسان ہوتا... ایسا کر کے پھلے ہی
دیکھ چکے ہیں پر کوئی فائدہ نہیں ہوا... رشتے والے یہ کھ کر چلے گئے کے
... ہم سوچ کر جواب دیں گے... اور پھر کوئی خبر نہیں آئی

امرین کو رائما کے چہرے پر ادا سی اور پریشان صاف ظاہر ہوتی ہوئی نظر
آرہی تھی... امرین رائما کو پانی کا بھرا ہوا گلاس دیتے ہوئے: ”یہ
لو... پانی پیو... اور اتنی فکر مت کرؤ... سب ٹھیک ہو جائے گا“ وہ پانی
”پیتے ہوئے سوچنے لگتی ہے ”سمجھ نہیں آتا کے کب ٹھیک ہوگا

”امرین: ”کھاں کھوگی؟؟؟“

رائما: ”یار دادا پڑھنے کی اجازت نہیں دیں گے... ہمارے خاندان کے اصولوں کے خلاف ہے کے لڑکی کو آگے پڑھایا جائے... صرف لڑکے پڑھ سکتے ہیں... سمجھ نہیں آ رہا کیا کروں... دادا سے بات کرنے کی“
”ہمت نہیں ہے مجھ میں تو

امرین رائما کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے دلاسا دیتی ہے: ”یار سب ٹھیک ہو جائے گا... اور ہمت تو تجھے پیدا کرنی پڑے گی... ورنہ گھر بیٹھنا پڑے گا سوچ لو... گھر فالتوہ بیٹھو گی تو تمہیں بھی فکر ستائے گی کے رشتہ“
”نہیں آ رہا... پڑھائی کرؤ گی تو کم از کم ان ٹینشنوں سے دور رہو گی

”رائما اس کو دیکھ کر: ”کھ تو ٹھیک رہی ہو تم

امرین: ”ویسے سچ بتاؤ... کیا چاہتی ہو تم“ یہ سوال سن وہ الجھی تھی خودی میں... وہ کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتیلیوں کو چہرے پر ملتے ہوئے بہت سوچ کر کہتی ہے: ”مجھے نہیں پتا... میں خود نہیں جانتی میں کیا چاہتی ہوں... ایک دو بار بھا بھی نے بھی پوچھا تھا کہ شادی کرنا چاہتی ہو یا پڑھائی... میں نے ان سے کہہ دیا پڑھائی... اور میں کہتی بھی... کیا... او... اللہ“ کہہ کر چپ ہو جاتی ہے

امرین کھڑے ہو کر اس سے پوچھتی ہے: ”اور میں کہتی بھی کیا... مطلب... کہ دیتیں میں شادی کرنا چاہتی ہوں... ہر لڑکی بھی چاہتی ہے اگر تم بھی چاہتی ہو تو اس میں کیا برائی ہے... تم بھی تو لڑکی ہو... تمہارا بھی تو دل ہے کچھ ارمان ہیں

رائنما رن كى طرف ديكھ افسردہ ھو كر: ”میں كھ تو ديتى كے میں شادى كرنا چاھتى ھوں.... پر پھر كيا ھوتا... وہ بھى اسى گھر میں رھتى ھیں.... انھیں بھى پتا ھے كے مير اكوئى رشتہ نھیں آيا دو سال سے... كتنا عجيب لگتا.... اس ليے میں نے كھ ديا پڑھا ئى كرنا چاھتى ھوں... اور پھر وہ ھر بات “اپنے بھائى كو بتاتى ھیں

امرین: ”اگر دو سال میں تمھارا كوئى رشتہ نھیں آيا تو اس كا مطلب ھر گز “يہ نھیں ھے كے آگے بھى نھیں آئے گا

رائنما: ”پر مجھے اچھا نھیں لگتا كے وہ ميرى ھر بات اپنے بھائى كو بتاتى ھیں... وہ يہ تك بتاتى ھیں كے آج رانما نے اس رنگ كا سوٹ پھنا ھے.... اسے دادى نے ڈانٹا ھے يا دادا نے... يامى نے.... آج رانما نے يہ پكايا ھے... ابھى رانما يہ كر رھى ھے... يھاں تك كے تم يقين نھیں كر و

گی انھوں نے اپنے بھائی کو یہ تک بتایا کہ پری کا رشتہ آیا ہے کسی بھت امیر
خاندان سے.... اور گھر والوں نے انھیں رانما کو دیکھایا ہے... پر انھوں
نے منع کر دیا اور رات کو رانما رو نے لگی اپنی ماں کے گلے لگ کر

امرین: ”اگر تمھیں نہیں پسند نہیں ہے تو تم بھا بھی کو صاف صاف بول
“دو کے وہ تمھاری باتیں نہ بتایا کریں اپنے بھائی کو

رانما منہ بسور کر: ”میں نے کھا تھا پر کوئی فائدہ نہیں ہوا... مجھے پتا ہے وہ
ضرور مجھ پر ہستا ہوگا... میری باتیں سن کر خوب مزاق اڑاتا ہوگا... پتا
ہے بھا بھی نے مجھے حیدر سے اسکاٹپ پر بات کرانے کی بھی بھت کوشش
کی... پر میں نے نہیں کی... مجھے پتا ہے وہ بھی اسد کی طرح مجھے حقیر
“ نظروں سے دیکھے گا

امرین: ”اچھا کیا تم نے... کرنا بھی نہیں کبھی... وہ تمہارا ضرور مزاق
.... ہی اڑے گا۔“

کچھ دنوں بعد اسد کی والدہ رانما کے گھر روکنے آتی ہیں... کیونکہ ان
کے شوہر کچھ دنوں کے لیے بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے
ہوئے تھے... جب وہ رانما کے گھر پر رہتی ہیں تو وہ رانما کو دیکھ بھت
خوش اور مطمئن ہوتی ہیں... جب وہ اپنے گھر واپس جاتی ہیں... تو
اپنے شوہر سے رانما کو اپنی بھو بنانے کی خواہش ظاہر کرتی ہیں... ”مجھے
رانما بھت اچھی لگی... اتنی پیاری بچی ہے... پڑھتی بھی ہے اور ساتھ
ساتھ پورے گھر کو بھی سمجھالتی ہے... مجھے تو اسد کے لیے ایسی ہی لڑکی
چاہیے سستی... اتنی سکھڑ سوشیل اور تمیز دار لڑکی ہے کے دل خوش
... ہو گیا

آپ کو پتا ہی ہے میں کتنا بیمار رہتی ہوں اور

میرا ایک ہی بیٹا ہے... آج کل کی لڑکیاں تو اپنے شوہروں کو لے کر الگ گھر میں رہنے کا مطالبہ رکھتی ہیں... گھر کے کام تو کچھ آتے جاتے ہیں،، نہیں... بس آئینے کے سامنے کھڑا کروالو

اسد کے والد اپنی فائل میں ہی لگے ہوئے تھے ایسا لگ رہا تھا کہ انہوں نے... کچھ سنا ہی نہیں

اسد کی والدہ اپنی بات دوہراتے ہوئے: ”آپ سن رہے ہیں میں کیا کہہ رہی ہوں؟؟؟“

رافع صاحب: ”اسد سے پوچھ لو... اس کی مرضی کیا ہے“ وہ اپنی فائل میں ہی غور و فکر کرتے ہوئے کھڑے تھے

والدہ: ”اسد سے پوچھنے کی کیا ضرورت..... وہ خود کھتا ہے کے امی ایسی
”بیوی لانا چاہتا ہوں جو خدمت کرے آپ کی

رافع صاحب: ”پھر بھی اسد سے پوچھ لو“ وہ اب فائل بند کر کے اسد کی
... والدہ کی جانب متوجہ ہو کر بولے تھے

اسد کی ماں: ”لو جی... اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے... ماں ہوں میں
اس کی... میں جس سے کھوں گی اسی سے شادی کرے گا... میں تو آپ کی
”رے جاننا چاہتی ہوں

”رافع صاحب: ”اگر تمہیں ٹھیک لگ رہا ہے تو پھر ٹھیک ہے

”والدہ: ”تو پھر ہم کل ہی رشتہ لے کر چلتے ہیں

رافع صاحب: ”اسد کو آنے دو... پھر اس کی مرضی معلوم کر کے پھر
،، چلیں گے

والدہ: ”اسد کو تو ابھی آنے میں دو ہفتے لگے گیں... اور میں چاہتی ہوں
کے جلدی منگنی کر دوں... تاکہ پھر آپ کی بھن سے کھ دوں کے رانما کو
میرے گھر بھیج دے رھنے کے لیے... بعد میں بھی تو اسی نے پورا گھر
سمبھالنا ہے تو ابھی سے شروع کر دے سمبھالنا... میں تو بیمار ہوں مجھ
سے اب کام نہیں ہوتا... اور یہ نوکروں کے پیچھے بھاگنا بھی ایک عذاب
ہے... میں تو آپ کی بھن کو دیکھ کر آئی ہوں پورے دن بس آرام سے
اپنی سانس کے پاس بیٹھی رھتی ہوں اور سارے کام رانما کرتی ہوں... اگر
میری بیٹی ہوتی تو میں بھی آپ کی بھن کی طرح بیٹھ کر آرام کرتی... ہم
،، اسد سے منگنی کر دیں گے تو رانما میری بیٹی بن جائے گی

رافع صاحب: ”اگر ایسی بات ہے تمہیں کام ہی کرwana ہے... تو ایسے ہی
”بول دو... وہ بھیج دیں گی آخر مای ہو تم اس کی

والدہ: ”راٹما پڑھ رہی ہے اور گھر بھی سمجھا رہی ہے یہ کھ دیں گی
تمہاری بھن صاحبہ... میں کھ رہی ہوں ناں میں نے بھت سوچ سمجھ کر
فیصلہ کیا ہے... بس ہم کل ہی چلیں گے“ اسد کے والد اثبات میں سر
.. ہلاتے ہیں۔

جعفر کو بھت تیز بخار ہو جاتا ہے... وہ آفس سے جب آتا ہے تو نہ کھانا کھاتا
ہے سب کے ساتھ نہ کوئی بات کرتا ہے... سیدھے اپنے کمرے میں چلا
... جاتا ہے

رائنما کی دادی: ”رائنما جا کر دیکھو... جعفر آج کھانا کھانے ابھی تک کیوں
،، نہیں آیا

رائنما: ”جی دادی“ کھ کر اس کے کمرے میں جاتی ہے... وہ جعفر کو لیٹا ہوا
.... دیکھ سمجھ جاتی ہے کے ضرور جعفر بیمار ہے

رائنما جعفر کے بیڈ کے پاس آ کر غور سے دیکھتی ہے کے جعفر سو رہا ہے یا
نہیں.... جعفر سو رہا تھا یہ دیکھ: ”ویسے تو رات رات بھر کام کرتا
ہے... آج اتنی جلدی کیسے سو گیا... ضرور اس کی طبیعت خراب ہے
،، ورنہ یہ کبھی اتنی جلدی نہیں سوتا

رائنما ہلکے ہلکے قدم آگے بڑھاتی ہے جب وہ بالکل جعفر کے پاس پہنچ جاتی
ہے تو وہ اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھتی ہے... اسے اس کا ماتھا جلتا ہوا
محسوس ہوتا ہے... رائنما فوراً اس کا سیدھا ہاتھ پکڑ کر دیکھتی ہے اس کی

ھتیلی بھی آگ کی طرح جل رہی تھی....:”اللہ اکبر... اس کو تو بھت تیز
“بخار ھو رہا ھے

وہ تیزی سے بھاگتے ھوئے نیچے آتی ھے... اور دادی دادا اور سب کو بتاتی
... ھے... جو اڈا کڑ کو فون کر دیتا ھے

تھوڑی دیر بعد ڈاکڑ آ جاتے ھیں.. ڈاکڑ جعفر کا چیک اپ کرنے کے بعد
بتاتے ھیں کہ 104 بخار ھو رہا ھے جعفر کو... اور کہتے ھیں کہ جعفر
کے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھی جائیں... اور جو وہ دوائی دے رہے
ھیں وہ کھلائی جائے... ڈاکڑ کے جانے کے بعد پھلے دادی جعفر کی نظر
... اتارتی ھیں... سب جعفر کے ارد گرد ھجوم بنائے گھڑے ھوتے ھیں

دادی سب سے کھتی ہیں کے سونے جاؤ.... ایک گھنٹے تک رائما کی ماں
... جعفر کے پٹیاں بدلتی رہتی ہیں

رائما: ”امی... آپ کو بھت نیند آرہی ہے... آپ ایک کام کریں آپ
جائیں... میں ہوں یہاں جعفر کے پاس“ وہ اپنی والدہ اور جعفر دونوں
... کے لیے فکر مند ہو کر بولی تھی

”والدہ:“ ”نہیں بیٹا تم جاؤ.... سو جاؤ.... تمہیں صبح کالج بھی جانا ہے

رائما: ”میں جس کے ساتھ کالج جاتی ہوں وہ تو بیمار ہے... اور جو ادبھائی
کل اکیلے آفس سمجھالے گے... اس لیے سوچ رہی ہوں کل کی چھٹی
“کر لوں

رامنما کی والدہ پھلے تو منع کر دیتی ہیں پر پھر انھیں نیند کے جھوکے بار بار
... آنے لگتے ہیں رات کا ایک بج چکا ہوتا ہے

“رامنما: ”لائیں آپ مجھے دیں یہ پٹی... اور آپ سو جائیں
“والدہ: ”تمہیں یہاں اکیلے نہیں چھوڑ سکتی

... رامنما: ”تو پھر آپ سامنے صوفے پر سو جائیں“ وہ ایسا ہی کرتی ہیں

... رامنما جعفر کی پٹیاں بدلتی رہتی ہے ہر تھوڑی دیر بعد

رامنما: ”اللہ... اس کا بخار تو اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا... یا اللہ جعفر کا

بخار اتر جائے“ پھر رات کے 3 بج جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ نیند اسے

... اپنی آغوش میں بھر لیتی ہے

جعفر کا بخارا ترنا شروع ہو جاتا ہے... جب اس کی آنکھ کھولتی ہے تو وہ دیکھتا ہے.. رانما بالکل اس کے برابر میں بیڈ کے سرہانے سے سر لگائے بیٹھی بیٹھی سو رہی ہے... ایک ہاتھ اس کا جعفر کے ماتھے پر ہے... اور... دوسرا ہاتھ نیچے لٹک رہا ہے

جعفر آرام سے اٹھ کر بیٹھتا ہے اس کا سیدھا ہاتھ پکڑ کر... جو وہ ماتھے پر رکھ کر بے خبر سو رہی تھی... پھر وقت دیکھنے کے لیے گھڑی کی جانب نظر دوڑاتا ہے.. تو سامنے صوفے پر اپنی چاچی سوتی ہوئی نظر آتی ہیں... وہ گھڑی میں وقت دیکھ حیرت سے: ”3:30 بج رہے ہیں“... اس کا سر ابھی بھی ہلکا سا چکرار ہاتھ تھا... وہ رانما کی جانب دیکھتا ہے جو اسی کی طرح پسینا پسینا ہو رہی تھی... اسے بھت احساس ہوتا ہے کہ وہ اس کی خاطر بغیر فین کے پوری رات اتنی گرمی میں بیٹھی رہی صرف اس کی خاطر..... اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کتنی اچھی ہے... بغیر کسی غرض

کے اُس کی.... اس قدر خلوص سے پیار داری کر رہی تھی... جبکہ وہ
دونوں تو مانوں بچپن سے جانی دشمن ہوں.. ذرا سی بھی کسی بات پر دونوں
کی نہیں بنتی تھی... پھر بھی اتنی گرمی میں اس کی خاطر بیٹھی تھی... اور
رہی بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی... آج وہ دل کو کچھ الگ الگ سی لگ
تھی... اس کے ماتھے پر پسینے چمک رہے تھے جیسے اس نے اپنے برابر میں
... رکھے رومال کو اٹھا کر صاف کرنا چاہا تھا

جیسے ہی صاف کرنے کی خاطر ذرا نزدیک آتا ہے اس کی سانسوں کی مھک
اسے دیوانسہ کرنے لگتی ہے... یہ مھک اس کے دل کو بھت بھاتی
ہے... اس کی سانسوں کی مھک نے اس کے پورے وجود کو اپنے حصار میں
لے لیا تھا.... مانو کوئی جادو کیا تھا اس نے.... وہ اس کے چہرے کو
دیوانوں کی طرح تکنے لگا تھا... ناجانے کیوں آج وہ بھت پیاری لگ رہی
تھی سوتے ہوئے... وہ مسکراتے ہوئے اس کے ماتھے پر آنے والا پسینا

صاف کرتا ہے.... پھر اس کی نظر اس کے لٹکتے ہوئے ہاتھ پر پڑتی
ہے... جیسے ہی وہ لٹکا ہوا ہاتھ پکڑتا ہے رانما کی آنکھ کھل جاتی ہے... وہ
چوک کر اٹھتی ہے.. اور سیدھے ہو کر بیٹھ جاتی ہے....: ”تم اٹھ
گے؟؟؟“

،،جعفر: ”تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟“
،،رانما: ”وہ میں پٹی رکھ رہی تھی... اب تمہارا بخار کیسا ہے؟؟“

جعفر اس کی فکر کرتے ہوئے: ”میں ٹھیک ہوں... تم جاؤ... اپنے
،،کمرے میں جا کر سو جاؤ
،،رانما: ”میں نہیں جاسکتی
،،جعفر: ”کیوں؟؟؟؟“

رامنا: ”کیونکہ اگر تمہیں کسی چیز کی ضرورت پڑھ گی تو... میرا یہاں ہونا ضروری ہے.. ویسے کچھ چاہیے تمہیں؟؟“

جعفر: ”پانی پیلا دو... پیاس لگ رہی ہے

“رامنا فوراً سے پانی کا گلاس بھر کر دیتی ہے: ”یہ لو

جعفر پانی پی کر واپس لیٹ جاتا ہے... اس پر دوائی کا اثر تھا.. وہ لیٹتے ہی دوبار اسو گیا تھا...۔

دوسرے دن شام کے وقت اسد کے گھر سے رشتہ آتا ہے... رامنا کے والدین بہت خوش ہوتے ہیں... اسد کی ماں رامنا کے ہاتھ میں منگنی کی... انگوٹھی پہنا دیتی ہیں.... اور کہتی ہے کہ آج سے رامنا ان کی بیٹی ہے

رامنا خوش بھی ہوتی ہے اور حیران بھی وہ ڈائری میں لکھتی ہے: ”مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا... ایسا لگ رہا ہے جیسے خواب دیکھ رہی ہوں... اسد

کارشتہ آیا ہے... وہ بھی میرے لیے... میں خوش بھی ہوں اور حیران بھی
یہ کیسی ملی جھلی کیفیت ہے آج دل کی... میں نے تو کبھی سوچا بھی نہیں
تھا کہ اسد کارشتہ میرے لیے آئے گا... شاید کبھی کبھار ہم لوگوں کو
پھپھانے میں غلطی کر دیتے ہیں... میں نے اسد کو غلط سمجھا... اگر وہ بھی
اور لڑکوں کی طرح ہوتا تو وہ میرے لیے کبھی رشتہ نہ بھیجتا... پتا ہے امی
سب بہت خوش تھے... اور راضی بھی... بس b.b ابوداد ادادی پری
عرتج بھا بھی بہت پریشان سی لگ رہی تھیں... جب میں نے ان کو میٹھائی
کھلائی تو بھی وہ اداس سی لگ رہی تھیں... سمجھ نہیں آ رہا کیوں... آج
تو میری زندگی کا بہت اہم دن ہے... پری کھر رہی تھی کہ اسے پتا تھا کہ
مامی نے کھا ہے کہ اسد کے غیر... مامی میرا رشتہ لے کر ضرور آئیں گی
ملک سے آتے ہی ہماری بھاری منگنی کروادیں گی... اللہ... یہ سب تو
ایک حسین خواب کی طرح ہے... ارے میں تو بھول گئی... وہ مجھے تو
”امرین کو فون کر کے بتانا ہے“

پری جعفر کو میٹھائی کھلانے جاتی ہے... جعفر میٹھائی کی وجہ پوچھتا
ہے... پری خوش ہو کر بولتی ہے: ”اسد بھائی کا رشتہ آیا تھا راما کے
لیے... اور سب نے ہاں کر دی... ماما کو انگوٹھی بھی پہنا کر گیس
“ہیں... ہاں خوشی کی خبر

جعفر کو یہ سنتے ہی ایک جھٹکاسہ لگتا ہے... وہ بھی عجیب سی کیفیت سے
دوچار ہو جاتا ہے... اسے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسا اس سے پھلے کبھی نہیں
ہوا... اسے اپنے اندر کچھ ٹوٹا ٹوٹا سہ لگنے لگتا ہے... ایسا لگتا ہے مانو کچھ کھو
گیا ہو... اسے اپنا پرانا وقت یاد آتا ہے... کے کس طرح وہ راما سے ڈانس
کرنے کی ضد کر رہا تھا... پھر جو غلطی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا... تنگ
کرنے کے لیے گیمبرہ لٹکایا تھا اس کے گلے میں... پھر وہ جو اسے روز

اسکول لینے جاتا ہے... پھر اس کا روز دودھ لے کر آنا... پھر اسے کل رات
... اس کا اپنے پیٹی کرنا اور رات بھر اس کا جاگنا یاد آیا تھا
... وہ ایک لمحے کے لیے گھٹیں دور یادوں میں کھو گیا تھا

پری اس کی آنکھوں کو کھویا کھویا دیکھ کر اس کی آنکھوں کے پاس چٹکی بجاتی
ہے... جعفر چٹکی کی آواز سن کر ساری یادوں سے باہر آ جاتا ہے... اور
”بوکھلاہٹ سے بولتا ہے: ”ہاں؟؟؟“

”پری: ”کھاں کھو گے... میٹھائی تو کھا لو
جعفر: ”نہیں مجھے بخار ہے... مجھے یہ میٹھی میٹھائی بھی کڑوی لگے گی

پری: ”اچھا... چلیں کوئی بات نہیں.... آپ کے بدلے کا بھی میں
کھا لیتی ہوں... ویسے بھی مجھے اتنی خوشی ہے کہ میں پورا ڈبہ کھا سکتی
ہوں“

جعفر پری کے جانے کے بعد خود سے سوال کرتا ہے: ”مجھے کیا ہوا
ہے؟؟؟... مجھے یہ خبر سن کر اتنا عجیب کیوں لگ رہا ہے؟؟؟... میں تو
کنول کو پسند کرتا ہوں... رائٹا کو نہیں... پر ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے کچھ
”کھو گیا ہے میرا؟؟؟؟؟؟؟؟“

عرتیج کچن میں پریشان کھڑی سوچ رہی تھی: ”یہ کیا ہو گیا؟... میں حیدر
سے کیا کھوں گی.... کے وہ جس لڑکی کے خواب سجا رہا ہے وہ اب کسی اور
”کی ہو چکی ہے“

عرتیج یہ سوچنے میں اتنا مگن تھی کہ ایان اس کا دو بٹا پکڑ کر دودھ مانگ رہا تھا مگر وہ سن ہی نہیں رہی تھی.... اس کی سانس وہاں آکر: ”کھاں گم ہو تم؟؟؟“

”عرتیج چوک کر: ”جی؟؟؟؟.... کچھ کھ رہی ہیں آپ

سانس: ”میں نہیں ایان کھ رہا ہے... کھاں گم ہو تم؟؟؟ کوئی پریشانی ہے کیا؟؟؟؟“

”عرتیج: ”نہیں کچھ نہیں

عرتیج حیدر سے بات کرتی ہے.... حیدر اس کا چہرہ دیکھ کر ہی سمجھ جاتا ہے ضرور کوئی بات ہے... وہ فکر مند ہو کر: ”تم ٹھیک تو ہو نا؟؟؟... اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو؟؟؟“

“عرّیج کی زبان کپکا پارھی تھی: ”وہو..... وہ

“حیدر: ”کیا؟؟؟..... وہ..... وہ

“عرّیج نہایت پریشان ہو کر: ”سمجھ نہیں آرہا تمہیں کیسے بتاؤں

“حیدر: ”ایسا کیا ہو گیا؟.... یار صاف صاف بات کرؤ

عرّیج حیدر کو ساری بات بتا دیتی ہے.... وہ یہ سنتے ہی شوکت رہ گیا
.... تھا.... اس پر تھوڑی دیر کے لیے سکتے کی کیفیت طاری ہوتی ہے

“عرّیج:: ”حیدر..... حیدر

اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بھنے لگتے ہیں... جس لڑکی کو دو سال سے دل
میں رکھے ہوئے تھا اس کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا.... جیسے پاگلوں

کی طرح چاھ رہا تھا.... اس کی اچانک کسی اور کا منگیتر ہو جانا اس سے
برداشت نہیں ہو رہا ہوتا.... وہ عرتج سے بھت جذباتی ہو کر کھتا ہے: ”
تم نے تو کھا تھا کے وہ پڑھنا چاہتی ہے... پھر یہ منگنی کیسے؟؟؟؟ کیسے..... کیسے
“کر لی اس نے.... وہ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے

اس کے بعد وہ زور زور سے چیخ چیخ کر کھنے لگتا ہے: ”وہ نہیں کر سکتی
“میرے ساتھ ایسا.... نہیں... وہ میری ہے.... صرف میری

عرتج کو شش کرتی ہے اسے سمجھانے کی... پر وہ اس کی ایک نہیں
سنتا.... وہ غصے میں اٹھ کر اپنے سامنے رکھی شیشے کی میز پر لات مار دیتا
ہے.... اس میز کا کانچ ٹوٹ کر بیکھر جاتا ہے.... اس کے بعد وہ اپنے
سامنے ٹیبل پر رکھا ہوا سارا سامان اپنے دونوں ہاتھوں کو زور سے مار کر
زمین پر گرا دیتا ہے.... اپنا موبائل اٹھا کر آئینے پر دے مارتا ہے.... اور

زور زور چیخنے لگتا ہے... پھر زمین پر ایسے گٹھنوں کے بل بیٹھ کر زور زور
... سے رونے لگتا ہے۔

رات کو راما جب جعفر کے کمرے میں جاتی ہے تو جعفر اسے دیکھ اُکھڑے
اُکھڑے لہجے میں بولتا ہے: ”ابھی تو تمہاری منگنی ہوئے ایک دن بھی
... نہیں ہوا ہے اور تم ابھی سے بھولنے لگی ہو

“راما بھولا سہ چہرہ بنا کر: ”کیوں؟ میں کیا بھولی ہوں؟

“جعفر منہ پھولاتے ہوئے: ”تم سے تو بات کرنا ہی بے کار ہے

رہا: ”میرا مونٹ آج بھت اچھا ہے اور میں تم سے بات کر کے اسے
” خراب نہیں کرنا چاہتی

، جعفر: ”ہاں.. ہاں.. اب تو تم بھی کھوگی

رہا کو جعفر کا یہ رویہ عجیب لگتا ہے پر وہ سوچتی ہے: ”یہ تو ہے ہی
بندر... اس سے تو انسانوں والی حرکتوں کا تصور کرنا بھی بے وقعتی
ہے... نہیں نے تو سوچا تھا کہ مبارکباد دے گا پر نہیں.... مبارکباد دینا تو
”دور بے فالتوہ کی بکو اس کر رہا ہے

رہا دوائی ٹیبل پر رکھ کر جانے لگتی ہے.. وہ ٹیبل بالکل جعفر کے برابر میں
رکھی ہوتی ہے... جعفر رہا کی بات سن دل ہی دل کڑ رہا ہوتا ہے کہ
اچانک رہا کا پاؤں سیلپ ہو جاتا ہے اور وہ گرنے لگتی ہے

جعفر وہیں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا.. جیسے ہی وہ رامہ کو گرتا ہوا دیکھتا ہے
... اسے بچانے کے لیے فوراً کھڑا ہو کر اسے اپنی باہوں میں تھام لیتا ہے

رامہ جعفر کو اور جعفر رامہ کی آنکھوں کو دیکھنے لگتا ہے.. جعفر کو پھر وہی
مھک آنے لگتی ہے جو اس کے دل کو جگرڑھی تھی کل رات... یہ مھک
اسے دیوانہ بنا رہی تھی... اپنی جانب کھینچ رہی تھی.. اس کی ساسوں سے
آنے والی مھک اس کے پورے وجود پر جادو کی مانند اثر انداز ہو رہی
... تھی... وہ اسے دیوانوں کی طرح تکنے لگا

رامہ جعفر کی نگاہوں میں کچھ عجیب سی کشش محسوس کرتی ہے... جو اس
سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی... جعفر کے دل میں ایک نیا احساس جنم لے چکا
... تھا.. وہ بس رامہ کو دیکھے جا رہا تھا

”رہا: ”اب ایسے ہی دیکھتے رہو گے کیا؟

جعفر رہا کے یہ کہتے ہی اسے سیدھا کھڑا کر دیتا ہے... اور نیچھے نظریں کر
feelings کے کہتا ہے: ”دیکھ کے چلو ناں“ وہ اس سے اپنی فیلیگیس
چھپا رہا ہوتا ہے.. اس لیے جھنجھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہتا
ہے... وہ بھی خاموشی سی وہاں سی چلی جاتی ہے

رہا اپنی ڈائری میں لکھتی ہے: ”آج جعفر کی نگاہوں میں عجیب سی کشش
محسوس کی میں نے.. جو اس سے پھلے کبھی نہ کی تھی... وہ کشش بری
نہیں تھی کیونکہ اگر وہ بری ہوتی تو میں محسوس کر لیتی... پر وہ کس طرح
کی تھی میں نہیں جانتی... کیونکہ محبت والی تو وہ ہو نہیں سکتی... جعفر

جیسا شخص مجھ سے محبت کرے ایسا تو ہو نہیں سکتا.. پھر کیا تھا اس کی
نگاہوں میں؟“ وہ الجھ کر رہ گئی تھی

جعفر اپنے دل میں: ”میں راما کو ایسے کیوں دیکھ رہا تھا... جیسے اسے پھلی
...“ بار دیکھ رہا ہوں. لگتا ہے اس بخار کا اثر دل اور دماغ پر ہو رہا ہے

دوسرے دن دوپہر میں عرتیج ایان کو اسکول کا ہومورک کر رہی ہوتی
ہے.. راما عرتیج سے: ”آج آپ ایان کو کام کر رہی ہیں... پری کھاں
“ ہے؟

عرتیج: ”ایان ضد کر رہا تھا کہ آپ کروادیں اس لیے... ورنہ پری ہی
“ کرواتی ہے

رہا مایان کے گال کو چومتے ہوئے: ”کیا بات ہے ایان... آج اتنی جلدی
”ہوم ورک کر رہے ہو

ایان اپنے گل کو صاف کرتے ہوئے رہا کو دیکھ کر اپنی طوطی زبان سے کہتا
”ہے: ”اپو اب میں بڑھا ہو گیا ہوں.. مجھے پیار مت کیا کرو

رہا یہ سن مسکراتی ہے... پری آکر ایان کو اپنے ساتھ کسی کام سے لان میں
لے جاتی ہے... رہا بھی اٹھ کر جانے لگتی ہے تو عریج پیچھے سے بولتی ہے
”رہا مارو کو.. مجھے تم سے بات کرنی ہے

”رہا مڑ کر: ”جی بھابھی بولیں

عرّیچ پھلے جا کر کمرے کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔۔ راما یہ دیکھ الجھ جاتی ہے۔۔ پھر وہ رام کے بلکل سامنے آ کر پوچھتی ہے: ”تم نے ایسا کیوں کیا؟“ اس کی آنکھوں سے ہی غصہ جھلک رہا تھا

”راما بھولاسہ چہرہ بنا کر: ”بھابھی میں سمجھی نہیں

”عرّیچ“ تمہیں نہیں پتا کہ میں کیا کر رہی ہوں؟

”راما اپنی بات پر زور دیتے ہوئے: ”نہیں میں واقعی نہیں جانتی

عرّیچ کی آنکھوں میں غم و غصہ جھلک رہا تھا وہ غصے سے کہتی ہے: ”تمہیں نہیں معلوم میں کیا کر رہی ہوں... تمہیں واقعی نہیں پتا کہ کیا ہوا ہے... واہ راما.. واہ.. میرے بھائی کا دل توڑ کر تم نے کسی اور

کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے دیا۔ اور اب اتنی بھولی بھالی شکل بنا کر کھ
”رہی ہو کے تمہیں نہیں پتا کہ کیا ہوا ہے

رہا ماجیران ہو کر: ”کیا... آپ کے بھائی کا دل توڑا میں نے.. کیا کھ رہی
”ہیں آپ

”عرتیج: ”اب ایسے ظاہر مت کرو کہ تمہیں کچھ پتا ہی نہیں ہے

رہا پریشان ہو کر: ”بھابھی آپ کیا کھ رہی ہیں.. مجھے کچھ سمجھ نہیں
”آ رہا.. یلیز صاف صاف بات کریں

عرتیج ایک لمبی سانس لیتے ہوئے: ”اُو... ٹھیک ہے.. تو کیا تمہیں نہیں
پتا تھا کہ حیدر تم سے محبت کرتا ہے.. وہ تم سے شادی کرنے کی عارضوں

رکھتا ہے... کیا میں نے تم سے بار بار انھیں پوچھا تھا کہ حیدر پوچھ رہا ہے
کے تم کیا چاہتی ہو... تم نے کھا کے میں پڑھنا چاہتی ہوں بھابھی... میں
نے پھر پوچھا راماشادی کرنا چاہتی ہو... تم نے کیا جواب دیا تھا یاد ہے
تمہیں..“ وہ رام پر چیخ کر بولی تھی: ”تم نے پھر کھا کے پڑھنا چاہتی
ہوں..“ وہ رام کے دونوں ہاتھوں کو بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑ کر کہتی
ہے: ”کھا تھا یا انھیں؟؟؟؟؟ بولو

راما حیران و پریشان ہو کر: ”بھابھی میں انھیں جانتی تھی کہ حیدر یہ سوال
کیوں کر رہا ہے.. میرے تو خوابوں خیال میں بھی یہ بات کبھی انھیں
آئی... مجھے لگا وہ ایسے ہی پوچھ رہے ہیں... جیسے سب پوچھتے ہیں.. مجھے
”کیا پتا تھا کہ وہ رشتہ بھینجے کے لیے بار بار استفسار کر رہے ہیں

عرتیج: ”جھوٹ مت بولوراما... تم صرف مجھے ٹالنا چاہتی تھیں... اس لیے تم ایسا کہتی تھیں.. جیسے ہی اسد کا رشتہ آیا تمہارے چہرے پر بھار آگئی... تمہیں دیکھ کر ہی پتا چل رہا تھا کہ تم کتنی خوش ہو اس رشتے سے“

راما اپنی صافی دیتے ہوئے: ”بھابھی اگر اسد کی جگہ کسی اور کا بھی رشتہ آتا تو بھی میں اتنا ہی خوش ہوتی.. ہر لڑکی کی خواہش ہوتی ہے شادی کرنے کی.. اگر میری خواہش بھی ہے تو اس میں برائی کیا ہے... بولیں

عرتیج: ”برائی نہیں ہے.. پر اگر تمہیں حیدر کا رشتہ اپنے لیے منظور نہ تھا تو کھ دیتی تم.. میرے بھائی کو رشتوں کی کوئی کمی نہیں ہے“ بھابھی یہ کہہ کر جانے لگتی ہیں... راما پیچھے سے: ”بھابھی آپ نے کبھی مجھ سے نہیں

کھا کے حیدر میرے لیے رشتہ لانا چاہتا ہے.. اب اس میں میری کیا
غلطی

عرتج واپس مڑ کر: ”کیا کھا تم نے... میں نے تم سے نہیں کھا... کیا میں
نے تم سے نہیں کھا کے حیدر تمہیں دیکھنا چاہتا ہے... تم سے بات کرنا
چاہتا ہے... کیا تمہیں نہیں پتا کے ایک لڑکا کسی لڑکی کو دیکھنے کی خواہش
کب رکھتا ہے.... کیا وہ تمہارے لیے ستحفے نہیں بھیجتا تھا.. تمہاری پسند
نہ پسند ہر بات جاننا چاہتا تھا وہ... پاگل ہے وہ تمہارے پیچھے... تم اتنی
بے وقوف تو نہیں ہو.. جو کبھی سمجھ نہ پائیں... شاید تم کبھی سمجھنا چاہتی
ھی نہیں تھیں،“ کھ کر دروازہ کھول کر چلی جاتی ہے

رہا فوراً بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں جاتی ہے۔۔ اپنی الماری کھول کر
سارے کپڑے ہٹاتی ہے۔۔ اسے حیدر کے بھیجے ہوئے سارے تحفے نظر
... آتے ہیں۔۔ وہ انھیں باہر نیکال کر صوفے پر رکھتی ہے

حیدر نے ان 2 سالوں میں رہا کو چھ تحفے بھیجے تھے پر رہا نے انھیں کبھی
کھول کر تک نہیں دیکھے کہ ان میں کیا ہے۔۔ وہ اسی طرح ایک
خوبصورت سے کاغذ میں پیک تھے جیسے حیدر نے بھیجے تھے

رہا پھلاتحفہ کھولتی ہے تو اس میں گھڑی نیکیلتی ہے۔۔ گھڑی بہت قیمتی
معلوم ہوتی ہے اس میں ایک چٹ لگی ہوتی ہے اس میں لکھا ہوا
تھا: ”مجھے پتا ہے آپ وقت کی بہت پابند ہیں اس لیے آپ کو گھڑی بھیج
“رہا ہوں

رہا مادو سراتحفہ کھولتی ہے تو اس میں سونے کی پازیب ہوتی ہے... رہا ما اس
پازیب کو دیکھ کر حیران سی رہ جاتی ہے کیونکہ وہ پازیب بالکل ہوا ہوا ویسی
ہی تھی جیسی اس کی دادی کی تھی اس میں بھی ایک چٹ لگی ہوتی ہے: ”
آپ کی ایک پائل غلطی سے میرے پاس آئی تھی.. اُس پائل کو اب میں
آپ کو واپس نہیں کر سکتا... اس لیے بالکل اسی ڈیزائن کی دوسری بھیج رہا
ہوں.. قبول کر لیں

رہا تیسرا تحفہ کھولتی ہے تو اس میں بڑا نازک سہ لوکٹ نیکتا ہے.. جس
میں ہیرے کانگ جڑا تھا اور اس کے ساتھ صاف بالیاں ہوتی ہیں... اس
میں چٹ لگی ہوتی ہے: ”یہ عید کا تحفہ ہے آپ کے لیے... اسے عید پر
ضرور پہنیے گا مجھے اچھا لگے گا.. مجھے لگے گا کہ آپ نے میرا تحفہ قبول کر لیا
ہے“

رہا چوتھا تحفہ کھولتی ہے تو اس میں کالے رنگ کی جینز کی پینٹ لال رنگ
کی ٹیشٹ اور اس پر پھنے کے لیے کالے رنگ کا کوٹ ہوتا ہے... اس میں
بھی چٹ لگی تھی اُس پر لکھا تھا: ”لگتا ہے آپ کو میرا تحفہ پسند نہیں آیا
پچھلی بار کا... اس لیے آپ نے اسے اپنی زینت بنے کا موقع نہیں
دیا.. اس بار یہ سوٹ بھیج رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ شاید آپ اسے
”پھن کر اس کی خوبصورتی کو اور چاند چاند لگا دیں گی

رہا پانچواں تحفہ کھولتی ہے تو اس میں ایک ڈائری اور ایک قلم نیکلتا ہے
... اس چٹ پر لکھا ہوتا ہے: ”مجھے پتا ہے کہ آپ نے میرے بھیجے
ہوئے کسی تحفے کو قبول نہیں کیا.. اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں.. پہلی
... آپ کو تحفے پسند نہیں آئے... دوسری تحفے دینے والا
اگر تحفے پسند نہیں

آئے تو کوئی بات نہیں.. میں اس بار ڈائری اور قلم بھیج رہا ہوں.. مجھے پتا

ہے کے آپ کو روز ڈائری لکھنے کی عادت ہے.. یہ بھی آپ کو پسند نہ
”آئے تو عرتج سے بلا چچا ہٹ بول دیجیے گا

رہا اپنے آپ سے: ”یہ سارے تحفے تو واقعی اس بات کو ثابت کر رہے
ہیں کہ حیدر مجھے پسند کرتا ہے.. ورنہ تحفے تو پری کے لیے سبھی حیدر کے
آتے تھے... پر اس میں صرف عام سی چیزیں ہوتی تھیں... اُس میں تو
.. کبھی بھی اس طرح کے قیمتی تحفے نہیں تھے
پر یہ تو صرف پانچ تحفے ہیں اس بار جو حیدر نے میری سالگرہ پر
”.. بھیجا تھا وہ کھا ہے

وہ فوراً اٹھ کر الماری میں ڈھونڈنے لگتی ہے.. پھر اسے حیدر کا دیا تحفہ نظر
آتا ہے... وہ اسے لا کر بیڈ پر بیٹھ کر کھولتی ہے تو اس میں سے ایک ٹیپ
... ریکاڈر نیکلتا ہے... اس میں پھلے سے ایک کیسٹ بھی لگی ہوتی ہے

رہا اپنے آپ سے خود کلام ہو کر: ”اس میں تو پھلے سے کیسٹ ہے
.. شروع کروں.. نہیں پھلے دروازہ بند کر لیتی ہوں اندر سے

پھر رہا دروازہ بند کر کے اس کا اسٹارٹ کا بٹن دبا دیتی ہے.. کیسٹ کے
شروع ہوتے ہی ایک لڑکے کی آواز آتی ہے وہ آواز بھت میٹھی سی اور پیار
بھری معلوم ہوتی ہے: ”اسلام و علیکم... میں حیدر.. پھلے تو رہا تمہیں
..... سا لگرہ بھت بھت مبارک ہو

بھت نروس ہو رہا ہوں.. اگر تم یہاں ہوتی تو دیکھتیں کے میرے ہاتھ
پاؤں ٹھنڈے پڑ رہے ہیں نروس ہونے کی وجہ سے.. ماتھے پر پسینہ
آ رہا ہے.. آکسیجن لینے میں بھی مشکل ہو رہی ہے... پھر ایک لمبی ساس
... لینے کی آواز آتی ہے.. میں ڈر رہا ہوں تم سے کھنے میں

سچ کہتا ہوں آج سے پہلے یہ کیفیت کبھی نہیں ہوئی..پر

یہ پتا ہے کہ دوبار ضرور ہوگی..جب تم اس کا جواب دو گی...رہا ماویسے تو

یہ بات مجھے تمہارے سامنے ہو کر کھنی چاہیے سستی پر مجھے لگا کے تم اس

طرح پتا نہیں کیسے ریکٹ کرو گی...اس لیے میں نے سوچا یہ سب سے

....اچھا طریقہ ہے بولنے کا اور تم تک اپنے دل کی آواز پہنچانے کے لیے

رانا میں نے اب تک آپ کو جتنے تحفے بھیجے آپ نے ان میں سے

ایک بھی قبول نہیں کیا اور نہ ہی مجھے کسی بات کا جواب دیا اس لیے ڈر

بہت لگ رہا ہے..میں آپ سے کھنا چاہتا ہوں

کے...کے...کے...میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں...میں آپ

سے کب اور کیسے محبت کرنے لگا یہ میں خود نہیں جانتا..پہلے جب عریج

...مجھے آپ کے بارے میں بتاتی تھی تو مجھے آپ سے ہمدردی ہوتی تھی

پھر وہ ہمدردی بڑھتی گی... بڑھتی گی.. یہاں تک کہ
فکر و محبت میں بدل گی... آپ بھی سوچ رہی ہوں گی کہ میں نے تو کبھی
.... آپ کو دیکھا ہی نہیں پھر محبت کیسے ہو سکتی ہے

پر میں آپ کو بتا دوں.. میں نے آپ کو صرف جسمانی آنکھوں سے نہیں
دیکھا... دل کی آنکھوں سے تو جب آپ کے بارے میں سوچتا ہوں آپ
... کو اپنے سامنے پاتا ہوں... مجھے پتا ہے آپ کیسی دیکھتی ہو

آپ کا رنگ ساؤلا ہے.. قد لمبا ہے.. آنکھیں بڑی بڑی نشیلی نشیلی سی
ہیں.. بال لمبے گھنے ہیں اور آپ اکثر چوٹی باندھ کر رکھتی ہو.. تیل کی
کثرت آپ کے بالوں میں نمایاں ہتی ہے.. آنکھوں میں بھر بھر کر کا جل
... لگا کر رکھتی ہو... قمیض شلوار پھناسب سے زیادہ پسند کرتی ہو

آپ کے ہاتھوں کی کلائیاں چوڑیوں سے بھری
رہتی ہیں... اور جب آپ کو ذرا سہ بھی غصہ آجائے تو ان کی شامت
آجاتی ہے.. آپ روتی جاتی ہو اور اپنے ہاتھ سے چوڑیاں اتار کر پھینکتی
جاتی ہو.. پاؤں میں پائل پھنے کا بھی بھت شوق ہے آپ کو... اس لیے
آپ کے پاس جو آپ کی دادی کی خوبصورت سی پائل ہے جو آپ کو سب
سے زیادہ پسند ہے... جس کی جوڑی کی ایک پائل میرے پاس
... ہے... اسے آپ ہمیشہ اپنے سیدھے پاؤں میں پھن کر رکھتی ہو
آپ اپنے کانوں میں ہمیشہ سونے کی بالیاں پھنے رہتی
ہو... اور ہاں آپ کی ایک عادت ہے وہ ہے آپ کا دو بٹہ.. جس سے
ہمیشہ اپنا سر ڈھک کر رکھتی ہو... تو کھو... دیکھا ہے ناں... میں نے
.... آپ کو

اب آپ کا فیصلہ ہے کہ آپ اس عاشق کو قبول کرو یا نہ
کرو... اگر آپ کو میں قبول ہوں تو عریض کو بتا دینا... اور اگر نہیں تو بھی

بغیر کسی ہچکچاہٹ کے منع کر دیں ناں.. پر ہاں یہ ضرور کھدینا کے تمہیں
یقین ہے کے میں تمہارا سچا عاشق ہوں.. پھر شاید مجھے کوئی غم نہ
”... رہے.. پر جواب ضرور دینا میں انتظار کر رہا ہوں

پھر کیسٹ ختم ہو جاتی ہے.. کیسٹ ختم ہوتے ہی پورے کمرے میں
خاموشی طاری ہو جاتی ہے.. راما تھوڑی دیر تک تو اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جاتی
ہے.. اسے بہت رنج تھا کے اس نے حیدر کو ہمیشہ غلط سمجھا.. خود کو
ملامت کر رہی تھی کے کیوں کبھی حیدر کے تحفے کھول کر نہیں
دیکھے.. کیوں اسے اپنی زندگی میں آنے والے اور لڑکوں کی طرح سمجھتی
رہی... وہ خود سے ہم کلام ہو کر: ”را نما وہ تم سے محبت کرتا تھا... تم سے
... تمہاری ایک ایک عادت سے... تمہارے اس وجود سے جسے لوگ
حقارت سے دیکھتے ہیں... وہ رشتہ بھیجنا چاہتا تھا.. پر تم نے اس کے
ساتھ کیا کیا... کاش! کاش... یہ کیسٹ میں نے اپنی سالگرہ والے دن

ہی سن لی ہوتی... لوگوں کی نفرتوں نے مجھے اس قدر اندھا کر دیا کہ مجھے
کبھی تمہاری محبت نظر ہی نہیں آئی... بھابھی ٹھیک غصہ کر رہی تھی
مجھ پر.... اگر اب میں بھابھی کو بتاؤں گی کہ میں نے یہ کیسٹ پھلے نہیں
وہ مجھ پر کبھی یقین نہیں کریں گی سنی تھی تو

یا اللہ.... میں اب کیا کروں.... میری منگنی تو اب اسد سے
... ہو چکی ہے...“ رانما کی آنکھوں میں آنسوؤں آ جاتے ہیں۔

کچھ دنوں بعد عریتج اپنی ساس سے اجازت مانگتی ہے.. اپنے بھائی کے پاس
جانے کی... پھلے تو وہ نہیں مانتی پر پھر عریتج کے اصرار پر وہ مان جاتی ہیں

رانما اپنی بھابھی کو اپنا سارا سامان پیک کرتے ہوئے دیکھتی ہے تو پوچھتی
ہے: ”بھابھی آپ کھیں جارہی ہیں“ پر وہ کوئی جواب نہیں دیتی... رانما

پھر پوچھتی ہے... اس پر عرتیج: ”میرا بھائی اکیلا ہے اسے میری ضرورت
ہے... اس لیے میں کچھ دنوں کے لیے اسپین جا رہی ہوں

“رانا: ”ایان کو بھی لے کر جائیں گی؟
عرتیج اثبات میں سر ہلاتی ہے

رات کے وقت جعفر گھر آتا ہے تو وہ عرتیج جو اد اور ایان کو کھیں جاتا ہوا
دیکھ لیتا ہے... گھر آ کر وہ اپنی چاچی سے پوچھتا ہے: ”جو اد بھابھی اور ایان
“اتنی رات کو کہاں جا رہے ہیں؟

چاچی: ”وہ اسپین جا رہے ہیں... کچھ دنوں کے لیے... اچھا یہ بات
”چھوڑو... یہ بتاؤ کے تمہارے لیے کھانا لگواؤں؟

جعفر: ”اچانک سے کیوں؟

“چاچی: ”وہ عرتیج کا بھائی بیمار ہے اس لیے

جعفر: ”اچھا.. چلیں ٹھیک ہے کھانا لگوا دیں... باقی باتیں کھانا کھاتے
وقت کر لیں گے“

چاچی زور زور سے پری کو آواز دینے لگتی ہیں... پری: ”جی امی... آپ
نے بولایا“

امی: ”جعفر آگیا ہے کھانا لگاؤ“

پری: ”جی امی“

جعفر: ”میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں“

جعفر جب کھانا کھانے بیٹھتا ہے تو پری اس کا کھانا لگاتی ہے اس کو رانما کا نہ
ہونا تعجب لگتا ہے.. وہ آخر پری سے پوچھ ہی لیتا ہے: ”رانما کھاں ہے؟“
روزانہ تو وہ لگاتی ہے میرے لیے کھانا.. طبیعت خراب ہے کیا اس کی

”پری کرسی پر بیٹھتے ہوئے: ”نہیں وہ چلی گی۔۔۔ آپ کو نہیں پتا کیا؟

جعفر کو لگتا ہے کہ رائنما بھی عرتج کے ساتھ چلی گی پر پھر وہ سوچتا ہے کہ اس کو تو رائنما کار میں نظر نہیں آئی تھی۔۔۔ وہ پری سے: ”پر میں نے تو اسے جاتا ہوا نہیں دیکھا۔ اور اسے کیا ضرورت تھی بھا بھی کے بھائی کے لیے

”جانے کی

”پری: ”اُو۔۔ اُو۔۔ وہ بھا بھی کے ساتھ نہیں گی۔۔۔ یعنی آپ کو نہیں پتا

”جعفر بھویں اچکاتے ہوئے: ”کیا نہیں پتا؟

پری براسہ منہ بنا کر بتاتے ہوئے: ”مامی آئیں تھیں اپنی بیٹی کو لینے.. کھنے لگیں کے میرے لیے رائما بھونھیں میری بیٹی جیسی ہے.. میری طبیعت کچھ دنوں سے خراب رہ رہی ہے آج نہیں تو کل سب رائما کو ہی سمجھالنا ہے اس لیے میں نے سوچا کے اسے اپنے ساتھ لے آؤ... بس میں رائما کو لینے آئی ہوں،“ کھنے کے بعد ایسے ظاہر کر رہی تھیں جیسے واقعی کتنی بیمار ہوں... امی اور دادی دونوں نے اجازت دے دی.. مجبور ہو کر.. اور آخر دیتے کیوں نہیں... ساس ہیں وہ رائما کی ہونے والی اور ... مامی بھی

ان کے جانے کے بعد دادی کھنے لگیں: ”اب پتا چلا کے اس نے“ اتنی جلدی منگنی کیوں کی.. جب کے اس کا بیٹا تو ابھی پڑھ رہا ہے

پری چڑتے ہوئے: ”مامی تو یہاں رائما سے اتنے کام کروا رہی تھیں... اپنے گھر لے جا کے رائما کو نو کرانی بنادیں گی.. میرا دعویٰ ہے

یہ.. ویسے بھی کھرھی تھی کے نوکروں کے پیچھے بھاگنا بھی عذاب
ھے.. ان کی باتوں سے بھی اندازہ ہو رہا تھا کے اب رائما پڑھ نہیں پائے
گی.. بیچاری

جعفر کے دل میں رائما کے لیے ہمدردی آتی ھے وہ پری سے ہمدرد والے
الفاظ بولتا ھے: ”بیچاری.. اسے تو پڑھنے کا بہت شوق ھے.. اس کی
پڑھائی کا بہت حرج ہوگا“ کہنے کے بعد اپنے دل میں کڑتا ھے: ”یار.. یہ
ٹھیک ھے.. پھلے سنگنی کی.. پھر رائما کو بھی اپنے ساتھ لے گیں.. پری
ٹھیک کھرھی ھے اس کے ساتھ ٹھیک نہیں ہو رہا.. پر میں کر بھی کیا سکتا
ہوں.. اب پتا نہیں کب آئے گی.. پری کو ضرور پتا ہوگا پوچھوں اس
سے.. نہیں نہیں.. پری کیا سوچے گی کے مجھے رائما کی فکر ہو رہی ھے

”پری میز پر چمپہ مارتے ہوئے: ”کھاں کھوگے جناب

،،جعفر: ”نہیں کچھ نہیں

“ پری: ”تو پھر کھانا کھائیں

جعفر: ”ہاں“ کہہ کر کھانا کھانے لگتا ہے

پھر جعفر اپنے کمرے میں جا کر کام کرنا شروع کر دیتا ہے آفس کا۔۔ پر اس کا ذہن بار بار رائنما پر جا رہا ہوتا ہے وہ فوکس نہیں کر پا رہا ہوتا۔۔ تھک ہار کے فائل بند کر دیتا ہے۔۔ پھر جا کر بیڈ پر لیٹ جاتا ہے۔۔ وہ سمجھتا ہے کہ روز کی طرح بستر پر لیٹتے ہی اسے نیند آجائے گی۔۔ پر اس کے دل کو تو بے چینی لگی تھی اس کا دماغ گھوم گھوم کر رائنما پر جا رہا تھا۔۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ

سونے کی ناکام کوشش کر رہا ہے.. پھر بھی وہ ضدی بن کر لیٹ کر
.. کروٹے ہی بدلتا رہتا ہے.. آخر کار وہ تھک کر اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے

پھر ٹی وی اُون کرتا ہے اور چینل بدلتا رہتا ہے.. اس کا دل و دماغ ابھی بھی
.. رائنما کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے

آخر کار وہ تنگ آ کر خود سے ہم کلام ہوتا ہے ”جعفر تجھے کیا ہو گیا ہے.. تو
کیوں بار بار رائنما کے بارے میں سوچ رہا ہے... رائنما کی زندگی ہے.. وہ
she do what ever she want to جو چاہے وہ کرے
مجھے کیا.. منگنی بھی تو اس نے کی ہے تو اب سزا بھی بھکتے... میں ... do
” نے تھوڑی کھاتھا منگنی کرنے کو

پھر آنیے کے سامنے جا کر کھڑا ہو جاتا ہے... پھلے عجیب عجیب سے
چہرے بنانے لگتا ہے.. پھر اپنی آنکھیں کھول بند کھول بند کرتا
ہے... پھر اپنے آپ سے: ”میں تو بالکل ٹھیک ہوں.... پھر یہ بے چینی
کیسی... مجھے کیوں فرق پڑھ رہا ہے اس کی منگنی سے... کیوں فرق پڑھ
رہا ہے اس کے جانے سے.. آخر کیوں؟؟“

اسی طرح دو مہینے گزر جاتے ہیں... رانما کبھی اپنے گھر اور کبھی اپنی
سسرال میں رہتی ہے.. پھر ایک دن رانما اپنے گھر میں شیشے کی میز صاف
”کر رہی تھی کے اچانک فون آتا ہے... رانما پری سے: ”فون آرہا ہے

”پری ٹی وی دیکھنے میں مگن تھی وہ کہتی ہے: ”میں نہیں آسکتی تم دیکھ لو

رائمنا چلتے ہوئے جاتی ہے تو فون کی بیل بجنا بند ہو جاتی ہے... رائمنا یہ دیکھ
مڑ کر واپس جانے لگتی ہے کہ دوبار فون کی بیل بجتی ہے رائمنا فوراً فون
”اٹھا لیتی ہے:“ ”ھیلو

”حیدر:“ ”ھیلو

”رائمنا:“ ”کون بات کر رہا ہے؟

”حیدر:“ ”پہلے آپ بتائیں

”رائمنا:“ ”فون آپ نے کیا ہے تو آپ بتائیں

”حیدر:“ ”میں حیدر

رائما حیدر کا نام سنتے ہی تھوڑی دیر خاموش کھڑی رہتی تھی۔۔ حیدر کوئی
”جواب نہ پا کر:“ ”ہیلو.. ہیلو

”رائما اپنی خاموشی توڑتے ہوئے:“ ”میں بھابھی کو بلا دیتی ہوں

حیدر: ”رائما“ وہ سمجھ گیا تھا کہ فون پر بات کرنے والی کوئی اور نہیں رائما
ہے

”رائما: ”ہاں.. میں رائما

یہ سنتے ہی حیدر کچھ دیر کے لیے چپ ہو جاتا ہے۔۔ پھر بہت محبت سے کہتا
”ہے: ”مبارک ہو آپ کو

رائما: ”شکریہ“ رائما بھت شر مندہ تھی حیدر سے

حیدر: ”میں آپ کو مبارک باد دے رہا ہوں آپ پوچھیں گی نہیں
”کیوں؟“

”رائما اندازہ لگاتے ہوئے: ”میری منگنی کی.. میں جانتی ہوں

حیدر: ”نہیں.. اتنا بھی بڑا دل نہیں ہے میرا.. اس لیے کیونکے عرتچ بتا
رہی تھی کہ جب سے آپ کی منگنی ہوئی ہے... آپ خوش رہنے لگی
ہو... آپ کے چہرے پر اب ہر وقت مسکراہٹ رہتی ہے اور یہ سنے
کے بعد میں بھی خوش رہنے لگا ہوں.. میں نے محبت کی ہے

رائما.. سودے بازی نہیں... جو میں آپ سے محبت کے بدلے محبت

مانگو... لوگوں کو آنکھوں کے ذریعے محبت ہوتی تھی مجھے کانوں کے ذریعے
... ہو گئی۔

آپ کے بارے میں اتنا سنا... اتنا سنا کہ آپ دل میں اتر
گیں، جب حیدر یہ باتیں بول رہا ہوتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ
حیدر زبان سے نہیں دل سے بول رہا ہے.. وہ شرم و ساری کی پتلی بنے
.. اس کی بات دل کے کانوں سے سن رہی تھی

حیدر: ”آپ کی پسند کو میں نے اپنی پسند بنا لیا اور آپ کی ناپسند کو میں نے
اپنے لیے ناپسند کر لیا

”راہنما: ”مجھے بہت دکھ ہے

”حیدر: ”آپ نے اتنا دکھ دیا میرے لیے کافی ہے

رائنما: ”حیدر اگر واقعی تم مجھے اتنی اہمیت و عزت دیتے ہو تو شادی
”کر لو... بھابھی تمہارے لیے بھت پریشان رہتی ہیں

حیدر مسکراتے ہوئے: ”یا خدا! آج تم نے پھلی بار کچھ مانگا... اور مانگا بھی
تو کیا مانگا... تم جان مانگتی بلکہ نہیں... تم حکم کرتی میں دے دیتا... پر
شادی“ یہ کھ کر وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے

رائنما: ”یہ کیسی محبت ہے حیدر... تم میرے لیے جان دے سکتے ہو مگر
خوش نہیں رہ سکتے... میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں حیدر... اسے
تم گزارش سمجھو... یا التجا یا حکم.. تمہاری مرضی... پر شادی کر لو.. کب
”تک اکیلے زندگی گزارو گے

حیدر کا دل مچل جاتا ہے یہ سن کر کے رائنما نے اس سے پھلی بار کوئی
فرمائش کی ہے... وہ دیوانا اپنی جان سے پیاری کی فرمائش کیسے رد کرے
: ”اگر آپ کی بھی خواہش ہے تو آپ ہی میرے لیے ڈھونڈ لو... جو آپ
کو پسند آئے گی میں بھی اسے پسند کر لوں گا

رائنما: ”تو پھر ٹھیک ہے.. میں آپ کے لیے لڑکی ڈھونڈنا شروع کر دیتی
ہوں“

... ”حیدر: ”آپ کی مرضی

کچھ دنوں بعد فون آتا ہے کہ اسد چھٹیوں میں گھر آ رہا ہے اس لیے آسے
لینے ایرپورٹ رائنما کو بھیج دینا.. یہ بات سننے کے بعد سب رائنما کو چھیڑنے
... لگتے ہیں.... رائنما کا شرم کے مارے منہ لال ہو جاتا ہے

رائمّا کی ہونے والی ساس کچھ جیولری بھیجتی ہے تاکہ وہ ائیر پورٹ اس
جیولری کو پھن کر جائے۔۔۔ اسد کے آنے سے ایک رات پھلے رائمّا کو
خوشی کے مارے نیندھی نہیں آرہی تھی۔۔ بس وہ بے صبروں کی طرح
صبح ہونے کا انتظار کر رہی تھی

صبح 11 بجے جعفر بغیر اجازت لیے رائمّا کے کمرے میں داخل ہوتا
ہے۔۔۔ رائمّا آئینے کے پاس کھڑی آنکھوں میں کاجل لگا رہی ہوتی ہے
۔۔ اسے جعفر کا عکس اپنے ساتھ آئینے میں نظر آتا ہے۔۔ رائمّا پیچھے مڑ
کر: ”کیا بد تمیزی ہے۔۔ پوچھ کے آنا چاہیے تھا تمہیں

جعفر رائمّا کی نرا ضگی کو نظر انداز کر اس کے وجود کا سرتاپاؤں جائزہ لیتا
ہے۔۔ رائمّا پیچ رنگ کی فراک۔۔ اس پر سفید نگوں کا باریک کام ہوا ہوتا

ھے.. چوڑیدار پاجامہ اور سرپردوپیٹا.. اڑی مانگ بالوں میں اور چوٹی بنی
... ہوئی.. کانوں میں بڑے بڑے بوندے اور ایک ہاتھ میں چوڑیاں

جعفر رائما کو دیکھ کر ہسنے لگتا ہے.. رائما اسے ہستہ ہوا دیکھ: ”تم ہس
“کیوں رہے ہو؟

“جعفر: ”تم ایرپورٹ جا رہی ہو یا شادی میں؟

رائما یہ سن براسہ منہ بنا کر اسے چڑاتی ہے.. پھر اس کو نظر انداز کر اپنا
بریس لیٹ پھنے کی کوشش کرتی ہے اپنے ہاتھ میں... پر اس بریس لیٹ
کالوک کھل ہی نہیں رہا ہوتا... جعفر یہ دیکھ: ”میں مدد کروں پھنانے
“میں

رائما: ”ہاں کردو“ اور جا کر اس کے روبرو کھڑی ہو جاتی ہے۔۔ پھر اس کے آگے اپنا ہاتھ بڑھاتی ہے کہ وہ لوک کھول کر اسے پہنادرے

پھر جعفر اسے پہنانے کی کوشش کرتا ہے پر اس کا کوک کھل ہی نہیں رھا ہوتا۔۔ جعفر جھنجھلا کر: ”کس کا ہے یہ بریس لیٹ؟... کھل کے ہی“ نہیں دے رھا ہے۔۔ ایک کام کرو کچھ اور پھن لو۔۔ اور چلو

رائما یہ سن التجائی لھجے میں: ”جعفر یہ مجھے مامی نے بھیجا ہے۔۔ انہیں اچھا نہیں لگے گا اگر میں اسے نہیں پھنوں گی۔۔ ایک بار کوشش اور کر لو“ اُس کی التجاء سن وہ مجبور ہو گیا تھا ایک بار پھر کوشش کرنے کے لیے۔۔ اوپر سے رائما کا بھولا سہ چھرہ اور اُس کی پر اُمید نظریں۔۔۔۔۔: ”اچھا بیٹھ کر کھولنے کی“ کوشش کرتا ہوں

رائنما اور جعفر دونوں بیڈ پر بیٹھ جاتے ہیں۔۔ رائنما کا ہاتھ جعفر کے ہاتھ میں ہوتا ہے پھر وہ اپنا منہ نیچے لوک کی طرف جھکاتا ہے۔۔۔ رائنما یہ دیکھ ڈر جاتی ہے کہ پتا نہیں جعفر اپنا منہ اس کے ہاتھ کی طرف کیوں جھکا رہا ہے۔۔۔ وہ زور سے بولتی ہے: ”جعفر کیا کر رہے ہو؟“

جعفر اس کے چہرے کے تاثر سے اندازہ لگالیتا ہے کہ وہ کچھ غلط سوچ رہی ہے: ”اُو۔۔۔ میڈم۔۔۔ لوک منہ سے کھولنے کی کوشش کر رہا ہوں“ پھر برہمی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے تبھویں اچکا کے: ”تم کیا سمجھیں کیا کر رہا ہوں میں۔۔ بولو

رائنما اس کا جواب سن کر منہ منہ سے چھپاتے ہوئے: ”کچھ نہیں۔۔۔۔۔ دیر“ ہورہی ہے۔۔۔ کھولو

،،جعفر: ”وہی کر رہا ہوں... تم ہی نہیں کرنے دے رہی ہو

،،راٹما: ”اچھا اب چپ رہوں گی پکا.. جلدی کروناں

جعفر اپنا سر جھکا کر منہ سے لوک کھولنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے.. وہ
دل میں سوچتا ہے: ”دیکھو ذرا میرا نصیب... اسد آ رہا ہے تو یہ خوش
ہیں اور اس کے لیے سبج سو رہی ہیں اور میں.. میں ان کی مدد کر رہا
،،ہوں.. واہ جعفر.. واہ

جعفر آخر کار لوک کھولنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور راٹما کو اپنے ہاتھ
سے بریس لیٹ پھندا دیتا ہے... راٹما اپنے ہاتھ میں بریس لیٹ دیکھ بھت
خوش ہوتی ہے اور جعفر کو احسان مند نظروں سے مسکرا کر دیکھتی
ہے...

جعفر رانما کو مسکراتا ہوا دیکھ کھوسہ جاتا ہے... اس کی آنکھوں سے رانما کا
وجود دل میں اتر رہا تھا... اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس کے پورے
وجود پر مستی سی طاری ہوتی جا رہی ہے اور وہ جھوم رہا ہے... اسے ایسا لگتا
چل رہا ہے.. جیسے اس گیت کی music ہے کہ ہر طرف گیت
... میٹھی سی آواز پورے کمرے میں بیکھر رہی ہے

اسے لگتا ہے کہ خوشی کے مارے اس کا
دل گانا گارہا ہے.. وہ رانما کے ساتھ اکیلے کسی خوبصورت سی وادی میں
ہے جہاں بادل چھائے ہوئے تھیں.. موسم بھی اپنی مستی میں بدست
ہے.. ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہے... سامنے جب نظر اٹھاؤ تو برف
کے گالے سے ڈھکے ہوئے پھاڑ ہیں اور وہاں رانما اپنا دو بٹا ہوا میں لھرا
رہی ہے.. جعفر بالکل اس کے پاس کھڑا ہے اور گانا گارہا ہے

کبھی جو بادل برسے
میں دیکھوں تجھے آنکھیں بھر کے
تو لگے مجھے پھلی بارش کی دُعا

جعفر اس کے بالوں کو جو رانمّا کے چہرے پر آرہے ہیں ہوا کی وجہ سے
.. اسے محبت سے اپنے ہاتھوں سے ہٹاتا ہے پھر رانمّا سے مسکراء کر
دیکھتی ہے اور پھر شرماء کر بھاگنے لگتی ہے.. جعفر کے چہرے پر اس کا
دوبٹا جو اڑ رہا ہوتا ہے آجاتا ہے

تیرے پھلو میں رہ لوں
میں خود کو پاگل کھ لوں
تو غم دے خوشیاں سہ لوں

.....ساتیاں

راٹما کا دو بٹا اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے سے ہٹاتا ہے.. تو راٹما اس کے
سامنے وہاں جا کر ہریالی پر لیٹ جاتی ہے.. تو جعفر بھی اس کے بلکل
برابر میں لیٹ جاتا ہے

کوئی نہیں تیرے سواء میرا یہاں
منزلیں ہیں میری تو سب یہاں
مٹا دے سبھی آ جا فاصلے
میں چاہوں مجھے مجھ سے باٹ لے
ذرا سے مجھ میں تو جاھنک لے
کے میں ہوں کیا

رائماٹھ کر بیٹھتی ہے اور پھر بھاگتے ہوئے وہاں ایک درخت ہوتا ہے
اس کے پاس جا کر کھڑی ہو جاتی ہے

پہلے کبھی نہ تو نے مجھے غم دیا
پھر مجھے.. کیوں تنہا کر دیا
گزارے تھے جو لمحے پیار کے
ہمیشہ تجھے اپنا مان کے
تو پھر تو نے بدلی کیوں ادا
یہ کیوں کیا

جعفر رائما کو درخت کے پاس کھڑا دیکھ کر دور سے مسکراتا ہے.. رائما اسے
مسکراتا دیکھ آنکھوں کے اشارے سے پوچھتی ہے... کے کیا ہوا؟... جعفر
مسکرا کر کہتا ہے... کچھ نہیں

کبھی جو بادل برسے
میں دیکھوں تجھے آنکھیں بھر کے
تو لگے مجھے پھلی بارش کی دعا

جعفر اپنی تصوری دنیا میں کھویا ہوا ہوتا ہے.. را نمازور سے اس کے کان
”میں چیخ کر بولتی ہے: ”جعفر

جعفر اپنی تصوراتی دنیا سے باہر آ جاتا ہے... را نما سے غور سے دیکھ رہی
ہوتی ہے... جعفر اسے اپنے وجود کو تکتا ہوا دیکھ... مسکراء کر کھتا
”ہے: ”ایسے مت دیکھو... مجھے شرم آتی ہے

رائما یہ سنتے ہی مسکراء دیتی ہے.. اور کہتی ہے: ”تم کہاں کھوے تھوے“
”تھے؟؟؟ اب دیر نہیں ہو رہی تمہیں

“جعفر فوراً اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے: ”تو تم تیار ہو؟

“رائما: ”تو اتنی دیر سے میں اور کیا کر رہی ہوں.. چلو

جعفر چڑتے ہوئے: ”چلو“ پھر ادا اس چہرہ بنا کر: ”میں تو سکون سے
”خواب بھی نہیں دے سکتا

رائما جعفر کا ادا اس چہرہ دیکھ: ”تمہیں جتنے خواب دیکھنے ہیں بعد میں
”دیکھ لینا... پرا بھی چلو

رائمناچے اتر کر آتی ہے تو اس کی ماں اسے مسکراء کر دیکھ رہی ہوتی ہیں
”..رائمنا اپنی امی سے: ”میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں ناں؟“

”امی: ”بہت پیاری لگ رہی ہو... کسی کی نظر نہ لگ جائے“

جعفر رائمنا کے برابر میں آکر کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے: ”چاچی اب نظر
”اتارنے مت بیٹھ جائیے گا.. بہت دیر ہو رہی ہے.. چلو رائمنا

جعفر اور رائمنا ایک ساتھ جاتے ہیں.. رائمنا کار میں آگے والی سیٹ پر بیٹھی
شیشے سے باہر دیکھ کر مسکراء رہی ہوتی ہے... جعفر رائمنا سے: ”تمہیں
”اسد سے محبت ہے؟“

”رائما باہر دیکھتے ہوئے تھی جواب دیتی ہے: ”وہ میرا منگیترا ہے

جعفر رائما کو دیکھتے ہوئے سوالیہ نظروں سے: ”اس کا مطلب محبت
”ہے؟

رائما: ”ایک لڑکی کو اپنے منگیترا سے.. بلکہ اس کے نام سے بھی الفت ہوتی
”ہے

جعفر: ”اس کا رشتہ تمہارے لیے آیا.. تمہارے گھر والوں نے ہاں
کردی تو تمہیں بھی وہ پسند آگیا.. مجھے تو سوچ کر بھی عجیب لگ رہا
”ہے.. مطلب تمہاری اپنی خود کی کوئی پسند نہیں ہے

راٹما جعفر کی طرف اپنا چہرہ کر لیتی ہے اور کہتی ہے: ”ایسا کچھ نہیں ہے
”مجھے بھی وہ ٹھیک لگتا ہے“

جعفر: ”صرف ٹھیک لگتا ہے اس لیے ستم نہیں اس سے الفت ہے... بس
”... اور تم اس سے کچھ نہیں چاہتیں

راٹما: ”اس کے پاس اچھا گھر ہے.. نیک و شریف والدین ہیں.. وہ خود
پڑھا لکھا ہے.. سلجھے ہوئے دماغ کا مالک ہے.. یہ سب خصوصیات جس
”میں بھی ہوں گی کوئی بھی لڑکی اسے خود بہ خود پسند کرے گی

جعفر اپنے دل میں: ”اس موضوع پر بات کرنا بالکل بے کار ہے.. راٹما
سوائے اسد کی تعریفوں کے اور کچھ نہیں بولے گی اور اسد کی تعریفیں

سنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہو رہا... ایک کام کرتا ہوں موضوع بدل لیتا
”ہوں“

جعفر: ”اچھا یہ بتاؤ... تمہاری بھی تو کوئی خواہش ہوگی.. یا صرف شادی
”کرنا ہی تمہاری خواہش ہے“

رائما: ”شادی کرنا تو ہر لڑکی کا ارمان ہوتا ہے.. ایک اچھا محبت کرنے والا
شوہر مل جائے تو زندگی بھت حسین لگنے لگتی ہے... پر.. ہاں میری بھی
خواہشات ہیں.. میں چاہتی ہوں کہ اسد شادی کے بعد مجھے پڑھنے کی
”اجازت دے... تاکہ میں پڑھ لکھ کر کچھ بن سکوں“

جعفر: ”تمہیں لگتا ہے کہ وہ تمہیں اجازت دے گا آگے پڑھنے کی؟“

رائمّا: ”ہاں... مجھے لگتا ہے.. کیونکہ جو خود پڑھا لکھا ہے وہ پڑھائی کی
“ اہمیت کو سمجھتا ہوگا... اس بات کا یقین ہے مجھے

“ جعفر گاڑی سگنل پر رکتے ہوئے: ”اگر اس نے نہ پڑھنے دیا تو

رائمّا: ”اللہ نہ کرے... ایسا تو مت کھو... مامی کی کوئی بیٹی نہیں ہے.. وہ
مجھے اپنی بیٹی مانتی ہیں اور ہمارے ننیال میں لڑکیوں کو پڑھنے کی پوری
“ پوری اجازت ہے

جعفر سگنل گرین ہوتے دیکھ گاڑی چلاتے ہوئے: ”میں خوبصورت
“ ہوں.. ہے ناں

“ رائمّا: ”سچ بولوں یا جھوٹ؟

،،جعفر منہ بناتے ہوئے ذرا سوچ کر: ”چلو.. جھوٹ ہی بول دو

راہمّا جعفر کو غور سے دیکھتے ہوئے دل میں: ”خوبصورت؟؟؟... ہاں
میں نے تو کبھی نوٹس کیا ہی نہیں کے جعفر کیسا دیکھتا

ھے... ہُم... ہاں.. یہ تو واقعی ہیڈ سَم ھے.. ٹول ھے.. بالکل جینٹل
مین لگتا ھے... ٹھیک کھڑی تھیں میری دوستیں.. یہ تو بالکل ہیر و جیسا
دیکھتا ھے... لیکن میں اس بندر کی تعریف کیوں کروں...“ پھر ایک
،،گھری ساس لیتے لیتے ہوئے: ”ہُم

،،جعفر: ”اب بولو بھی

،،راہمّا: ”بس ٹھیک ٹھاک ہو

جعفر مسکراتے ہوئے: ”بس... ٹھیک ٹھاک.. چلو چلے گا... میں پڑھا لکھا
ہوں.. اسد تو پڑھ رہا ہے... دادا کا سایہ کھلاتا ہوں پورے آفس میں

“رائما: ”تو یہ سب تم مجھے کیوں بتا رہے ہو

جعفر رائما کو دیکھ کر بڑے پیار سے: ”اگر میں تم سے کھوں کے میں
تمہاری ساری خواہشات پوری کر سکتا ہوں... بھلے ہی اس کے لیے مجھے
سب سے لڑنا ہی کیوں نہ پڑے... تو کیا تم مجھ سے شادی کر لو گی؟؟؟“
جعفر یہ سوال پورے دل سے پوچھ رہا تھا.. رائما اس بات پر حیرت کے
... مارے جعفر کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگتی ہے

جعفر اس کے چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگا لیتا ہے کہ اس کا جواب کیا ہے.. پھر اپنے دل میں: ”لگتا ہے سوال کچھ زیادہ ہی پرسنل ہو گیا“ یہ سوچ مسکرا نے لگتا ہے....: ”یار... میں تو مزاق کر رہا تھا... تم بھی ناں“ وہ صرف اپنی ہچکچاہٹ مٹانے کے لیے آسا کھتا ہے تا کہ رانما سے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھنا بند کرے.. رانما بالکل خاموش ہو جاتی ہے... اور واپس کھڑکی سے باہر دیکھنے لگتی ہے

جعفر اپنے دل میں: ”لگتا ہے رانما کو برا لگ گیا... یار دیکھو ذرا... جعفر تیرے ساتھ تو وہ مزاق میں بھی شادی نہیں کرنا چاہتی... اصل زندگی میں تو بھت دور کی بات ہے... جا... بیٹا.. جس دریا میں تو کودا ہے اس کا “کنارا تجھ سے بھت دور ہے

دونوں ائیرپورٹ پہنچ جاتے ہیں... ائیرپورٹ کے اندر بھت رش ہوتا
ھے لوگوں کا... رائنمارش دیکھ گھبرا جاتی ھے... وہ جعفر سے: ”یہاں اتنا
“رش کیوں ہو ہو رہا ھے؟

جعفر: ”پاکستان کی کرکٹ ٹیم آئی ھے اس لیے... ان کے فین ان کی
ایک جھلک دیکھنے کے لیے آئے تھے اور کوشش کر رہے ہیں کہ
کسی طرح انھیں دیکھ لیں... میرا بھی دل چاہ رہا ھے ایسا موقع بار بار
“نہیں ملتا

“رائنما: ”اگر ہم ان کو دیکھنے کے لیے روکے تو کھیں دیر نہ ہو جائے

جعفر اپنے ہاتھ کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی میں ٹائم دیکھتے
“ہوئے: ”ہاں... چلو

جعفر آگے آگے چل رہا ہوتا ہے اور رانما اس کے پیچھے پیچھے... لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے رانما پیچھے رہ جاتی ہے.. اور جعفر تھوڑا آگے نکل آتا ہے..... وہ پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے تو رانما کو نہ پا کر فکر مند ہوتا ہے... وہ پریشان نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے.. اتنے میں کوئی پیچھے سے اس کے کندے پر ہاتھ رکھتا ہے.. جعفر فوراً پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے.. اسے یہ دیکھ کر سکون ملتا ہے کہ وہ کندے پر ہاتھ رکھنے والا اور کوئی نہیں رانما ہے... جعفر رانما کو دیکھ سکھ کی ساس لیتا ہے...: ”تم نے تو میری جان“

”ہی نیکال دی تھی

رانما: ”وہ رش اتنا تھا اس لیے“، جعفر رانما کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے... رانما کا پھلی بار کسی نے ہاتھ پکڑا تھا... وہ حیرت سے جعفر کو دیکھتی ہے... جعفر ہاتھ پکڑ کر چلنے لگتا ہے آگے آگے... رانما صرف اس کے ہاتھ میں اپنا

ہاتھ دیکھ پیچھے پیچھے چل رہی تھی... جعفر اپنے دل میں: ”کاش یہ ہاتھ
ہمیشہ میرے ہاتھ میں رہے“ پھر مسکراتا ہے

جعفر کو رانما کی مامی اور ماما نظر آ جاتے ہیں... رانما جعفر سے: ”روک
“کیوں گے... چلو

“جعفر: ”تم جاؤ

“رانما: ”تم بھی چلو ناں

“جعفر: ”نہیں تم جاؤ... میں باہر گاڑی میں تمہارا انتظار کروں گا

“رانما: ”میں جاؤں

جعفر: ”ہاں جاؤ“ وہ اجازت تو دے رہا تھا پر رانما کا ہاتھ نہیں چھوڑ رہا
تھا... رانما اپنی آنکھوں کے اشارے سے نیچھے کی طرف دیکھتی ہے..

ہاتھ کی جانب.. جعفر اسے اشارہ کرتا دیکھ نیچھے دیکھتا ہے پر اسے
”اسے سمجھ نہیں آتا کہ رانما اس سے کیا کر رہی ہے.... جعفر: ”کیا؟
”رانما پھر سے استفسار کرتی ہے: ”میں جاؤں؟

”جعفر جھنجھلا کر: ”کھ تو رہا ہوں جاؤ

”رانما بڑے پیار سے مسکراتے ہوئے: ”ہاتھ چھوڑو گے تو جاؤں گی ناں
جعفر یہ سنتے ہی ہاتھ چھوڑ دیتا ہے.. رانما اس کی اس حرکت پر مسکرا نے
لگتی ہے.. اور خوشی خوشی جعفر سے دور اور اپنی منزل کی طرف قدم
... بڑھانے لگتی ہے

جعفر رانما کو خود سے دور جاتا دیکھ ادا اس ہو جاتا ہے... اپنے دل میں: ”رانما
”کو تو اس کی منزل مل چکی ہے... جعفر

رائنما اپنی مامی سے جا کر ملتی ہے۔۔ مامی بتاتی ہیں کہ فلائٹ لینڈ ہو چکی
ہے۔۔۔ رائنما بے صبری نگاہوں سے اس دروازے کو دیکھنے لگتی ہے جس
سے اسد آئے گا۔۔۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ اور دل میں گھبراہٹ
ہورہی ہے۔۔ کیفیت کا عالم تو یہ ہے کہ نظریں دروازے پر ٹپکی
ہیں۔۔۔۔۔ اور دل میں ہل چل سی مچی ہے۔۔۔ عالم بے چینی میں وہ اپنے
آپ سے کہتی ہے: ”اسد کو بچپن سے دیکھا ہے۔۔۔ پر آج دیکھنے کی بے
چینی اور بے صبری کچھ اورہی ہے۔۔۔۔۔ ویسے تو تم کتنی بار آئے میرے
گھر۔۔۔ اور میں تمہارے گھر۔۔۔ پر آج اس دل کی کیفیت کچھ اورہی
ہے۔۔۔۔۔ یہ نظریں تو بے تابی سے تمہارا ہی رستہ دیکھ رہی ہیں۔۔۔ سمجھ
ہی نہیں آیا کہ تم کب میری زندگی میں ایک روشن چراغ کی طرح بن
گے۔“

پھر ان نظروں کی بے قراری کو قرار آتا ہے اور اسد رائما کی آنکھوں کو نظر آجاتا ہے.... اسد کی ایک جھلک دیکھتے ہی رائما کا دل زور زور سے دھڑکنے لگتا ہے.... وہ مارے حیا اپنی نظریں جھکا لیتی ہے... اسد بھی سب سے پہلے رائما کو ہی دیکھتا ہے... پر اسد کے دیکھنے میں اور رائما کے دیکھنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔

پر اسد کے دیکھنے میں اور رائما کے دیکھنے میں بہت فرق ہوتا ہے... اس کی نظروں میں نہ کوئی محبت ہوتی ہے اور نہ بے تابی.. بلکہ وہ تو رائما کو دیکھ کر بھی اندیکھا کر دیتا ہے اور سب سے پہلے خوشی خوشی آکر اپنی ماں سے ملتا ہے پھر اپنی والد سے.. رائما چپ چاپ نیچے نظریں کر کے کھڑی رہتی ہے.. وہ انتظار میں تھی کہ اسد اس سے بھی کچھ کہے.. پر اسد رائما کو دیکھنے کے باوجود بھی سلام تک نہیں کرتا

جب وہ لوگ ایئر پورٹ سے باہر آتے ہیں تو رائنما اپنی مامی سے: ”اچھا
”مامی میں چلتی ہوں

”مامی: ”ایسے کیسے.. ہمارے ساتھ گھر چلو

رائنما نظریں جھکائے: ”مامی بتایا تو تھا دادی نے کھاھے کے جب تک وہ
”آئے تھوے تھیں میں آپ کے گھر نہیں آسکتی

مامی: ”آپ کا گھر.. یہ کیا کھرھی ہو... وہ تمہارا بھی گھرھے.. ویسے اپنی
دادی کو میری طرف سے شکریہ کھنا کے انھوں نے میرے کھنے پر تمہیں
”یہاں بھیجا

”رائما: ”جی مامی... میں جاؤں

”مامی: ”روکو

”پھر وہ اسد سے کھتی ہیں کے جاؤ رائما کو گاڑی تک چھوڑ کر آؤ

”اسد: ”جی امی

وہ اور رائما ایک ساتھ چلتے ہیں... رائما کے دل کو ایک آس ہوتی
ہے... کے شاید اب اسد کوئی بات کرے... پر اسد اچانک سے اپنی چلنے
کی اسپیٹ بڑھا دیتا ہے.. اور آگے آگے چلنے لگتا ہے اور کچھ نہیں
بولتا... جعفر کار کے باہر کھڑا انتظار کر رہا ہوتا ہے.. وہ اسد اور رائما کو
ایک ساتھ آتا دیکھ دل میں سوچتا ہے: ”یہ میرے دل کو اتنا برا کیوں لگ
رہا ہے رائما کا اسد کے ساتھ ہونا.... جب منگیترا اسد کی ہے تو قدم سے
”قدم ملا کر بھی تو اسد کے ساتھ چلے گی

اسد آکر جعفر سے ہاتھ ملاتا ہے.. رائنما چپ چاپ کھڑی رہتی ہے.. اسد
تھوڑی دیر جعفر سے باتیں کرنے کے بعد چلا جاتا ہے.. رائنما سے جاتا
دیکھنے لگتی ہے حسرت بھری نظروں سے... پر وہ بے خبر تھی کہ جعفر
اسے اسد کو دیکھتے ہوئے دیکھنے لگتا ہے... جسکے اس کی نگاہوں کی حسرت
رائنما کی نگاہوں کی حسرت سے کھیں زیادہ تھی

آخر کار جعفر سے برداشت نہیں ہوتا رائنما کا اسد کو دیکھتے رہنا وہ چڑ کر کہتا
ہے: ”چلیں... یا اسد کو بھی دیکھتے رہو گی“، رائنما جعفر کو کوئی جواب نہیں
... دیتی اور جا کر کار میں بیٹھ جاتی ہے

”جعفر اور رائنما واپس آنے لگتے ہیں.. جعفر:“ اور کیا ہوا؟
رائنما اس کی سوال کو سننے کے باوجود کوئی جواب نہیں دیتی

جعفر: ”کچھ ہوا ہے کیا؟“ وہ محسوس کر چکا تھا کہ رائنما کے چہرے پر اب وہ چمک نہیں ہے جو جاتے وقت تھی.. اس کے چہرے کی خوبصورت سی ... مسکراہٹ بھی غائب تھی

”رائنما پھر کوئی جواب نہیں دیتی.. جعفر: ”بولو... ناں

مگر رائنما اپنی خاموشی نہیں توڑتی... آخر کار جعفر چڑتے ہوئے بولتا ہے: ”تمہارا ڈرائیور نہیں ہوں میں.. جو تم مجھ سے کوئی بات نہیں کر رہی ہو... اگر ایسا رویہ رکھو گی تو آئندہ کبھی تمہیں کھیں جانا ہو گا تو اپنے سے کھنا.. کیونکہ میں تو اب تمہاری مدد نہیں کرنے والا...“ وہ b.b غصے میں ڈرائف کرتے ہوئے: ”ایک تو میڈم کا ڈرائیور بنو... اوپر سے“ میڈم کے نخرے بھی سہو

رائنما منہ بسور کر: ”کوئی نخرے نہیں کر رہی میں... بس دل نہیں چاہ
رہا میرا بات کرنے کا.. اور تم میرے کزن ہو... تو اتنا تو تمہیں سہنا پڑے
گا“

”جعفر اپنے دل میں: ”چلو شکر.. کچھ بولی تو

جعفر: ”کزن ہوں.. ہونے والا شوہر نہیں جو سہنا پڑے گا

رائنما یہ بات سن کر غصے سے: ”تم.. پھر سے شروع ہو گے... تم ایسی
عجیب سی باتیں کرتے ہو اس لیے میرا دل نہیں چاہتا تم سے بات کرنے
کا“

جعفر: ”تو پھر کیسی باتیں کروں.. خود بتادو.. ویسے بھی اگر میں پوچھوں گا
”کے تم اداس سی کیوں لگ رہی ہو.. تو کون سا تم مجھے بتادو گی

”راہنما: ”اگر تم پوچھتے اور ہمدرد بن کر پوچھتے تو میں ضرور بتا دیتی
جعفر: ”تو پھر ٹھیک ہے“ کھ کر کار روک دیتا ہے

”راہنما: ”کار کیوں روک دی؟

جعفر راہنما کی طرف دیکھ کر بڑی ہمدردی سے پوچھتا ہے: ”کیا ہوا
”ہے؟“ تم اداس کیوں ہو؟

”راہنما: ”پتا نہیں

”جعفر: ”اب یہ کیسا جواب ہے... پتا نہیں

”راہما داس لہجے میں: ”واقعی سچ کھڑی ہوں... مجھے نہیں پتا

جعفر: ”چلو کوئی بات نہیں.. میں تمہیں گول گپے کھلاتا ہوں.. وہ بھی
”چٹ پٹے والے... کھا کے تم ساری اداسی بھول جاؤ گی

”راہما: ”نہیں گھر چلتے ہیں

جعفر راہما کی ایک نہیں سنتا اور کار جا کر گول گپے والے کے ٹھیلے پر روکتا
ہے.. گاڑی سے اتر کر دو پلیٹیں بنواتا ہے... اور گاڑی میں آکر بیٹھتا ہوا
ایک پلیٹ راہما کے ہاتھ میں دیتا ہے... راہما پلیٹ پکڑ لیتی ہے.. دونوں
ایک ساتھ پھلا گول گپے کو منہ میں رکھتے ہیں اور دونوں کوھی ایک ساتھ

زبردست مرچیں لگ جاتیں ہیں.... جعفر فوراً پانی کی بوتل اٹھا کر منہ لگا کر پی لیتا ہے... رائیما کو بھی بہت مرچیں لگ رہی ہوتی ہیں اس لیے وہ... جعفر کے منہ سے لگی پانی کی بوتل چھین لیتی ہے

.. اور بغیر کچھ سوچے سمجھے اس بوتل کو منہ سے لگا لیتی ہے

،،جعفر: ”ارے.. یہ میرا جھوٹا پانی ہے

رائیما کو اس وقت بہت مرچیں لگ رہی ہوتی ہیں اس لیے وہ جعفر کی بات کا جواب تک نہیں دیتی اور جعفر کے لبوں سے لگی پانی کی بوتل کو اپنے لبوں سے لگائے رکھتی ہے... جعفر رائیما کو چھیڑتے ہوئے کہنے لگتا ہے

،،: ”چلو پی لو.... پیار بڑھ جائے گا ہمارا

یہ سنتے ہی رائما بوتل فوراً منہ سے ہٹا کر جعفر کو غصے والی نگاہوں سے
دیکھنے لگتی ہے

جعفر مسکرا کر: ”جھوٹ نہیں بول رہا.. سب یہی کہتے ہیں.. جھوٹا پینے
”سے پیار بڑھتا ہے

رائما خفگی سے بولتی ہے: ”تمہیں ہو کیا گیا ہے جعفر؟ اتنی عجیب عجیب
”باتیں کیوں کرنے لگے ہو

جعفر: ”کون سی عجیب بات کی میں نے... سب یہی کہتے ہیں

”رائما: ”تمہیں کچھ چاہیے کیا؟

”جعفر اپنے دل میں: ”بھی تو سمجھ نہیں آرہا کے کیا چاہتا ہوں

رامنا کو محسوس ہوتا ہے کے جعفر کچھ بول رہا ہے.. رامنا فوراً پوچھتی ہے
”کیا کھاتم نے؟“

جعفر اپنے دل میں: ”لو... انھیں تو میرے دل کی آواز بھی سنائی دیتی
ہے“ پھر مسکرائے کر رامنا کی جانب دیکھتے ہوئے: ”نہیں کچھ نہیں

رامنا یہ بات اپنی ڈائری میں لکھتی ہے کے: ”جعفر کی نہ صرف نگاہوں
میں بلکہ باتوں میں بھی بہت فرق آگیا ہے... پتا نہیں وہ ہر وقت عجیب
عجیب باتیں کیوں کرتا رہتا ہے.. جعفر نے آج مجھے حیران کر دیا... اسے

کیسے پتا چلا کے میں بھت اداس ہوں.. میں نے تو اسے نہیں بتایا... پر ہاں
ہوں میں اداس.. وہ بھی اسد کی وجہ سے

ایسا لگ رہا تھا

کے اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑھ رہا تھا میرے وہاں ہونے یا نہ ہونے
سے.. میں اتنا تیار ہوئی اور اس نے ایک بار بھی میری طرف نہیں دیکھا۔

کچھ دنوں بعد پری رانما کی الماری میں دو بٹاڈ ہونڈر ہی تھی... اسے دو بٹا تو
نہیں ملتا اپنا مگر حیدر کے دیے تحفے اور چٹیں مل جاتیں ہیں... پھلے تو پری
کے دل میں خیال آتا ہے کہ وہ چٹیں پڑھ لے.. پر پھر اسے خیال آتا ہے
کہ: ”نہیں کسی کے پر سنل خط پڑھنا ٹھیک نہیں“ یہ سوچ کر وہ چٹیں تو
... دھیں رکھ دیتی ہے پر تحفے نیکال کر دیکھنے لگتی ہے

اسے پھلاتحفہ کھولتے ہی پازیب ملتی ہیں.. اسے پازیب بھت خوبصورت
لگتی ہیں وہ فوراً انھیں نیکال کر اپنے پاؤں میں پھن لیتی ہے

پری رانما کے پاس آکر بچن میں کھڑی ہوتی ہے تو رانما کو چھن چھن کی آواز
سنائی دیتی ہے.. رانما دھر دھر دیکھنے لگتی ہے کہ یہ پازیب کی آواز کہاں
.. سے آرہی ہے

”پری رانما سے: ”یہ دیکھو
”رانما: ”کیا دیکھوں؟

پری اپنی شلوار کا پائپہ اوپر کرتے ہوئے: ”میری پائل... کتنی خوبصورت
” ہے

”راٹما حیران ہو کر: ”تمہیں یہ کھاں سے ملی

”پری خوش ہو کر: ”تمہاری الماری سے

”راٹما: ”اتار واسے

”پری: ”مجھے یہ بھت اچھی لگ رہی ہے میں نہیں اتار رہی

”راٹما: ”میں نے کھاناں اتار دو

پری ضد پر اتر آتی ہے کہ وہ اب اس پائل کو نہیں اتارے گی... راٹما بار بار

اصرار کر رہی تھی کہ وہ اس پازیب کو اتار دے.. اتنے میں پری اپنی والدہ

کے پاس بھاگ کر چلی جاتی ہے اور بچوں کی طرح ان سے سفارش کرواتی

..ہے

رائمنا اپنی ماں کو منع کرتی ہے۔ مگر اس کی والدہ کہتی ہیں: ”دے دو... چھوٹی بھن ہے تمہاری... اسے اچھی لگ رہی ہے... تمہیں میں
“دوسری دلا دوں گی

رائمنا چاہتے ہوئے سبھی وہ پازیب پری سے واپس نہیں لے پاتی... ”یہ تو
حیدر کی دی ہوئی پائل تھی.. مجھے انھیں حیدر کو واپس کرنا تھا.. پر پری تو
....“ انھیں اپنے پاؤں سے اتارنے کو ہی تیار نہیں ہے۔

“رائمنا کی امی اپنے شوہر سے: ”جعفر اچھا لڑکا ہے ناں
خالد صاحب: ”ہاں اس میں تو کوئی شک کی بات نہیں ہے.. بڑا ہی پیارا
اور نیک بچا ہے... اور محنتی بھی اتنا ہے کہ اپنی محنت و ایمانداری سے اس
نے سب کا دل جیت لیا ہے خاص طور پر ابو کا.. ابو کا دل ہر کوئی نہیں
“جیت سکتا.. مگر جعفر نے ان کا دل اپنی محنت و لگن سے جیت لیا ہے

رائنما کی والدہ: ”سچ پوچھو تو جب ابانے اسے بلایا تھا یہاں... سزا کے طور پر
تو مجھے لگا تھا کہ ابایہ کیا کر رہے ہیں.. سانپ کو دودھ پلا رہے
ہیں.. ارے جس کے باپ نے دھوکا کیا... بلکہ جس لڑکے نے خود دھوکا
دیا... اسے اپنے آفس میں کیوں رکھ رہے ہیں... پر اب یقین ہو گیا ہے
“ابانے ہیرے کو پرکھ لیا تھا... اور ہیرے کی قدر جو ہری مہی جانتا ہے

خالد صاحب: ”ابو ایسے مہی پاکستان کے امیر ترین آدمیوں میں نہیں آتے
“

رائنما کی والدہ: ”ہاں.. یہ ٹھیک کھ رہے ہیں آپ... پر میرے دل میں
“اب جعفر کو دیکھ دیکھ کر ایک خواہش اٹھنے لگی ہے

”خالد صاحب: ”وہ کیا؟

رائما کی والدہ: ”روشنی اپنے گھر خوش آباد ہے.. اللہ کے کرم سے رائما کا رشتہ بھی اتنے اچھے گھر میں ہو گیا ہے... اب پری رہ گئی ہے... جعفر اور پری کی جوڑی بھی اچھی رہے گی... بس بھابھی مانگ لیں پری کا رشتہ... مانا بھابھی ذرا تیز مزاج کی ہیں پر آخر کب تک کریں گی ظلم و ستم... اب تو ان کا رویہ کافی حد تک ٹھیک ہو گیا ہے اپنی بڑی بھو کے ساتھ بھی... ویسے بھی ابا تو جعفر کو اب لاہور بھیجنے کے حق میں ہیں ہی نہیں... وہ اسے اپنے پاس کراچی میں ہی رکھیں گے

خالد صاحب نفی میں گردن ہلاتے ہوئے: ”کچھڑی پکانا بند کرو... بھابھی تم سے کتنا جلتی ہیں یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے.. وہ مانگ ہی نہ لیں پری کا رشتہ...“ یہ سنتے ہی وہ برا سہ منہ بنا کر

کھتی ہیں: ”یہ تو ٹھیک ہے... پر جوڑے تو آسمانوں پر بنتے ہیں“ ان کی آنکھیں چمکی تھیں یہ کہتے ہوئے... ان کے اس ریکشن پر خالد صاحب: ”یعنی آپ چاہتی ہیں کہ بس بھابھی رشتہ لے کر آجائیں اس پر وہ مسکراتے ہوئے: ”ہیرا لڑکا ہے... اتنی سی عمر میں اتنا کامیاب ہے... گھر کا بچہ ہے... ہو جائے تو اس سے اچھی کیا بات ہے.. پر مجھے بھی بھابھی سے کوئی امید نہیں ہے

ایک سال بعد اسد اپنے گھر آیا ہوا تھا... اسد اور اس کے والدین ناشتہ کی میز پر ناشتہ کرنے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے.. پھر ان باتوں میں رائما کا ذکر نیکلتا ہے... اسد کی ماں: ”تم جب یہاں نہیں ہوتے تب“ رائما میرا بیٹیوں کی طرح خیال کرتی ہے

اسد منہ بسور کر بڑے دل خراش لہجے میں بولتا ہے: ”وہ آپ کا خیال کرتی
ہے... خدمت کرتی ہے آپ لوگوں کی اسی لیے میں نے اس سے منگنی
رکھ رکھی ہے... ورنہ اس کا اور میرا کوئی جوڑ ہے بھلا... اگر آپ مجھے اپنا
“واستہ نہ دیتیں تو یہ منگنی کب کی ٹوٹ چکی ہوتی

اسد کی ماں بڑے پیار و محبت سے بولتی ہیں: ”تم اس کے رنگ کی وجہ
سے ایسا بول رہے ہو... پر تم نہیں جانتے اس ایک سال میں وہ میرے
“لیے میری بیٹی سے بھی بڑھ کر بن چکی ہے

اسد جھنجھلا کر بے زاری کا اظہار کرتے ہوئے: ”جانتا ہوں... پر اب سیلرز
دوبارہ شروع مت کیجیے گا... اس کی تعریفیں کرنا... آپ کو پتا ہے میں نے
کسی کو نہیں بتایا کہ میری منگنی ہوئی وی ہے... ورنہ دیکھنے کی ضد
“کرتے.. میں رائما کو ان سے نہیں ملوا سکتا

اسد کی ماں: ”بیٹا انسان اپنی صورت سے نہیں سیرت سے جانا جاتا
ہے.. وہ سیرت کی بھت پیاری بچی ہے... میرے دل سے تو ہر وقت اس
کے لیے دعا ہی نیکلتی ہے

اسد: ”امی آپ بھی کھاں کتابی باتیں لے کر بیٹھ گئیں... اب لوگ صرف
صورت دیکھتے ہیں اور جس طرح کی رائما کی صورت ہے اس سے تو
”ہمارے گھر کے نوکر بھی شادی نہ کریں

اسد کا یہ آخری جملہ اسد کی والدہ کو بھت ناگوار گزرتا ہے: ”تم صرف
صورت پر مر رہے ہو.. پر ایک وقت آتا ہے جب انسان کو خوبصورتی کی
نہیں خوبسیرتی کی ضرورت پڑتی ہے... جوانی تو انسان ہر جگہ گزار لیتا ہے

پریہ بوڑھا پا... صرف ایک اچھا مسفر مانگتا ہے... جو اس وقت تمہارا
ساتھ دے سکے... پریہ نیک سیرت بیویاں ہر کسی کو نہیں ملتیں

اسد: ”امی آپ دیکھیے گا جب ہماری شادی ہوگی ناں تو لوگ کھ رہے ہوں
گے کے سلماء کو پوری دنیا میں بھی ایک لڑکی ملتی تھی اپنے اکلوتے بیٹے کے
... لیے“ کھ کر ناشتے کی ٹیبل سے اٹھ کر چلا جاتا ہے

اسد کی ماں پریشان ہوتے ہوئے اپنی شوہر سے: ”مجھے اس کے ارادے
اچھے نہیں لگ رہے... اس کی باتیں بتا رہی ہیں کہ یہ رانما کو خوش
نہیں رکھے گا... یا اللہ... سب اچھا کر دے

رانما کی خدمت محبت اور خلوص نے سلماء بیگم کا دل جیت لیا تھا انہیں
... بہت دوکھ ہوا تھا اسد کی باتیں سن۔

رائما نھاء کر نیکلتی ھے... سونے کے لیے اپنے بستر پر لیٹ ھی رہی ھوتی
ھے کے اسے پیاس کا احساس ستاتا ھے.. وہ اپنے کمرے میں رکھا جگ
دیکھتی ھے وہ بھی روزانہ کی طرح خالی ھوتا ھے.. رائما کو آج شدت سے
روشنی کی یاد ستاتی ھے جو ہمیشہ کمرے کے پانی کا جگ بھر کر رکھتی
”... تھی...“ ”اُو.. نو... پانی پینے کے لیے کچن میں جانا ھوگا.. ارے یار
اس کے بال گیلے ھوتے ھیں اس لیے وہ انھیں بغیر باندھے ھی کچن میں
.. اپنے نائٹ ڈیریس میں پھنچ جاتی ھے پانی پینے

کچن میں وہ گلاس بھرتی ھے پانی سے.. پھر کرسی پر پینے کے لیے سبٹھتی
ھے.. ابھی ایک ھی گٹہ گلے سے اتارتی ھی ھے کے جعفر وہاں آ جاتا
ھے... رائما اپنا دو بٹاتک کمرے میں چھوڑ آئی تھی کیونکے اس کی نظر میں تو

آدھی رات ہو چکی تھی اور اس کے گھر کے شیڈ ویل کے مطابق تو سب سو
... چکے تھے... وہ جعفر کو دیکھ بھوکھلائی تھی

دوسری طرف جعفر وہ رانما کو پھلی بار کھلے بالوں میں دیکھ رہا تھا... اُس
کے بال گیلے معلوم ہو رہے تھے اور اس کا چہرہ نکھرہ نکھرہ.. اوپر سے اس
کا ڈھیلا ڈھلا سا نائٹ ڈیریس.. دو بیٹانہ ہونے کی وجہ سے اس کے چہرے
پر جو شر مساری جھلک رہی تھی وہ اسے بہت بھر رہی تھی.. وہ اسے اس
طرح دیکھ مسکرانے لگا... آج اُس کا دل اجازت ہی نہیں دے رہا تھا کہ
.... اس پر سے نظر ہٹالے

رانما اپنی ہچکچاہٹ کی وجہ سے دو تین منٹ تو صرف خاموش رہتی
ہے... لیکن جب اسے مسکراتا دیکھتی ہے تو غصے سے بولتی ہے: ”تم
“سو تے نہیں ہو کیا؟ اتنی رات کو یہاں کیا کر رہے ہو؟

پھر کرسی سے اٹھتے ہوئے منہ ہی منہ بڑبڑاتی ہے: ”جنوں کی طرح
پوری رات جاگتا ہے شاید“ وہ انھیں جانتی کے جعفر اس کا منہ ہی منہ بڑ
.. بڑا ناسن چکا ہے

جعفر کی نگاہ رانما کے ہونٹوں پر پڑتی ہے... جو پانی پینے کے سبب گیلے
تھے۔ انھیں دیکھ جعفر کو بھی پیاس کا احساس ہوا... مگر وہ پیاس رانما کے
بچے ہوئے پانی کی تھی... کیونکہ وہ پانی رانما کے خوبصورت ہونٹوں سے
مس ہوا تھا... رانما پانی کا گلاس ساتھ لے کر جانے لگتی ہے... تو جعفر
... راستہ روک لیتا ہے.. اس کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے

”رانما سے اپنا راستہ روکتے ہوئے دیکھ: ”کیا؟“
جعفر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے: ”مجھے پانی پینا ہے

رائما کو جعفر کی نگاہوں میں کشش محسوس ہوتی ہے۔۔ اس کی نگاہوں سے
آج رومانس ٹپک رہا تھا۔۔۔ رائما اسے خود کے وجود کو اس طرح تکنے کے
سبب نروس ہو جاتی ہے۔۔۔ ”میں لادیتی ہوں۔۔ تمہیں“ وہ کھ کر اس کے
لیے دوسرے گلاس میں پانی لینے کی نیت سے پلٹی تھی۔۔۔ ابھی وہ ایک قدم
”۔۔ ہی آگے بڑھاتی ہے۔۔ کے جعفر پیچھے سے کھتا ہے: ”مجھے نہیں پینا

رائما یہ سن پلٹتی ہے جعفر کی جانب۔۔ وہ سہمے سہمے لہجے سے: ”پرا بھی تو تم
”نے کھا کے تمہیں پانی پینا ہے

جعفر اس کے قریب آ کر اس کے ہاتھ سے اس کا پیا ہوا پانی کا گلاس لیتے
”ہوئے: ”یہ پینا چاہتا ہوں میں

”۔۔ رائما: ”پر یہ تو میرا جھوٹا ہے

..جعفر: ”تبھی تو چاہیے،“ کھ کر سارا پانی ایک سانس میں پی جاتا ہے

رائما: ”اس حرکت کا کیا مطلب ہے؟“ وہ الجھی نگاہوں سے اس سے
استفسار کر رہی تھی

وہ گلاس میز پر رکھ اسے دیکھ مسکرا کر اس کے سیدھے کان کی جانب جھکتا
ہے.. وہ سہمی تھی اس لیے ہلکا سا پیچھے ہونے کی کوشش کرتی ہے
: ”بال باندھ لو... کھیں یہ جن مزید عاشق نہ ہو جائے.. اور یہ جان لو
... میں نے آج جان لیا ہے کے مجھے کیا چاہیے..“ کھ کر مسکراتا ہوا چلا جاتا
ہے..

’رائما خود سے: ”یہ کیا کھ کر گیا ابھی.. میں سمجھی نہیں... اسے ہو کیا گیا
“ہے...؟؟؟“

پھر خالی پانی کے گلاس کو دیکھنے لگتی ہے... ”سکون سے پانی بھی پینے نہیں
دیا

عریج خوشی خوشی رانما کے پاس آ کر کھتی ہے: ”تم نے جس لڑکی کا فوٹو
حیدر کو بھیجا تھا... اسے وہ لڑکی پسند آگئی ہے.. اور وہ اس سے شادی کرنے
... کے لیے تیار ہے

”رانما خوش ہو کر: ”حیدر نے خود کھا آپ سے

”عریج: ”ہاں... پر یہ تو بتاؤ... کے کس کا فوٹو بھیجا تھا تم نے

”رانما مسکراتے ہوئے: ”پری کا

”عرتج حیرت سے: ”کیا؟ تم نے پری کی تصویر بھیجی تھی حیدر کو

رامنا: ”جی بھا بھی.. مجھے لگتا ہے حیدر کے لیے پری سے اچھی اور کوئی لڑکی
ہو ہی نہیں سکتی.. پری بھت زندہ دل لڑکی ہے... آپ دیکھیے گا وہ حیدر کو
”مجبور کر دے گی خوش رہنے کے لیے“

عرتج خوش ہو کر: ”تم ٹھیک کھ رہی ہو... پری تو بھت اچھی رہے گی
”حیدر کے لیے.. میرے دماغ میں یہ خیال کبھی کیوں نہیں آیا

رامنا: ”کیونکے آپ نے میرے نظریے سے کبھی دیکھا ہی نہیں... حیدر
کے ماں باپ کا انتقال حادثاتی طور پر ہوا.. دونوں کے ایک ساتھ دنیا سے
چلے جانے کی وجہ سے حیدر بھت اکیلا ہو گیا.. پھر اس کی بھن یعنی آپ کی
مل گے اور ایاں بھی.. مگر حیدر.. وہ b.b بھی شادی ہوگی... آپ کو تو

بیچارہ تو تنہا رہ گیا... وہ اپنا درد و غم کسے بیان کرتا... اس لیے وہ اسے اکیلے
ہی برداشت کرتا رہا... جو انسان خود تکلیفوں سے گزرتا ہے.. اسے
... دوسرے کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے

بس ابھی وجہ ہے کہ حیدر کو میری تکلیف کا
احساس ہونے لگا... کھیں ناں کھیں وہ اسی ڈور کی وجہ سے مجھ سے منسلک
ہوا ہے... پر میں چاہتی ہوں وہ دوبار اپنی زندگی کو خوشیوں کی طرف
”لے جائے“

”عرتیج: ”تو پھر میں آج ہی امی سے حیدر کے لیے پری کا رشتہ مانگتی ہوں

عرتیج حیدر کے لیے پری کا ہاتھ مانگتی ہے... کیونکہ لڑکے کے بارے
میں جو ادھلے سے ہی ساری معلومات رکھتا ہے.. اس لیے وہ راضی ہو جاتا
ہے.. اور باقی سب بڑے بھی اس رشتے کے لیے ہاں کر دیتے ہیں

پھر کچھ دنوں بعد حیدر اور پری کی منگنی بڑے پیمانے پر ہوتی ہے... جس میں تمام عزیزوں اقارب کو دعوت دی جاتی ہے... حیدر منگنی سے ایک... رات پہلے ہی کراچی پہنچ جاتا ہے.. اور ہوٹل میں ٹھہرتا ہے

منگنی والے دن راما کی امی: ”ارے بھئی یہاں تو تم نے پھول لگائے تھے
“، نہیں

راما اپنی والدہ کے پاس آکر: ”امی میں یہاں سجاوٹ دیکھتی ہوں.. آپ
“پاپا کو فون کر کے یاد دلا دیں کہ میٹھائی کتنے کلو کی لانی ہے

پری اسی وقت آکر اپنی امی سے: ”امی دیکھیں“ یہ کھ کرا نہیں دو
“سینڈیلیں دیکھا کر: ”میں یہ والی پھنوں یا یہ والی... بولیں

“امی: ”دونوں ہی اچھی ہیں... جو دل چاہے پھن لو

“جعفر وہاں آکر: ”چاچی آپ کو دادی بلارہی ہیں

چاچی: ”جعفر بیٹا تم نے سب کو فون کر کے کھ دیناں کے ہم گھر سے 8 بجے نکل جائیں گے.. اس لیے وقت کا خیال رکھیں... بھئی لڑکوں والوں کی طرف سے تو صرف جواد اور عرتج ہی ہیں وہ تو تیار ہو کر وقت پر پہنچ جائیں گے.. کھیں ہمیں دیر نہ ہو جائے۔“

“جعفر: ”آپ فکر نہ کریں... میں نے سب سے بول دیا ہے
پری اور رائما کی امی کے جانے کے بعد جعفر رائما کے پاس آکر مسکراتے
“ہوئے: ”تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

”رائما: ”کام کر رہی ہوں.. اور کیا

“جعفر ایک قدم رائما کی جانب بڑھاتے ہوئے: ”کیا کام کر رہی ہو تم؟

رائما جعفر کے قریب آ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی ہے: ”تمہیں
“نظر نہیں آ رہا... سجاوٹ کروارہی ہوں

جعفر صرف اسے چھیڑنے کے لیے: ”بھت بڑا کام کر رہی ہیں آپ تو
.. میڈم“ رائما اور جعفر بھت قریب قریب کھڑے ہوتے ہیں.. کے
اچانک سے اوپر سے ایک پھولوں کی مالا رائما اور جعفر کے گلے پر آ کر گرتی
ہے... دونوں ہی اس سے چوک کر اوپر کی جانب دیکھتے ہیں... اوپر جو
آدمی پھول کی مالا سجاوٹ کے لیے استعمال کر رہا تھا وہ اس سے غلطی سے
... گرتی تھی

جعفر رائما سے مسکراتے ہوئے: ”دیکھ لو... تم اور میں ایک ہی ڈوری
”سے بند گئے تھیں

رائما: ”کوئی نہیں.. وہ غلطی سے گرتی ہے.. اور ہم کوئی ایک ڈوری سے
”نہیں بندھے وے

جعفر رائما کے اور نزدیک آ کر آنکھوں میں رومانس لیے: ”یہ تو آپ کو لگتا
”ہے.. ورنہ یہ پھول تمہارے ساتھ مجھے ہی کیوں چنتے؟

رائما اس کی آنکھوں کے رومانس اور اس کی نزدیکی کے سبب جو اس کی گرم
سانسیں رائما کے گالوں کو چھو رہی تھیں ان سے نروس ہو گئی تھی... وہ
دیکھے سے کہتی ہے: ”یہ غلطی سے ہوا ہے.. خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی
”ضرورت نہیں ہے

،،جعفر: ”آپ کچھ بھی کھو... سچ تو یہی ہے

رائما کو اس کا اپنے اس قدر نزدیک آکر باتیں کرنا اچھا نہیں لگتا.. اگلے ہی لمحے وہ غصے والی نگاہ سے دیکھتے ہوئے: ”اچھا..“ کہہ کر ایک قدم پیچھے لیتی ہے: ”تو پھر تم اس مالا کی ڈوری کو پکڑے رہو... میں جارہی ہوں،“ کہہ کر اس مالا کو اپنے گلے سے اتار کر چلی جاتی ہے... اسی وقت کنول وہاں آکر ،،: ”تم یہ مالا پھنے کیوں کھڑے ہو؟

جعفر: ”وہ... اوپر سے گر گئی تھی،“ کہہ کر جانے لگتا ہے... کنول پیچھے سے ،،: ”ارے مالا کھاں لے جا رہے ہو... اسے تو اتار جاؤ

جعفر: ”اُو.. معاف کرنا“ کھ کر وہ مالا کنول کے ہاتھ میں پکڑا کر چلا جاتا
ہے...

حیدر جب ہول میں داخل ہوتا ہے... تو اس کی ساری سالیاں اس پر پھول
برساتی ہیں... جن میں سے ایک رائنما بھی ہوتی ہے.. حیدر رائنما کو پھلی
نظر دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے.. رائنما نے بھی آج پھلی بار اسے دیکھا
تھا.. ابھی وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ ہی رہے ہوتے ہیں.. کے
جعفر رائنما کے بالکل برابر میں آکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اسے چھیڑتے ہوئے
”کھتا ہے: ”تھوڑے پھول ہم پر بھی ڈال دو
رائنما جعفر کے کان میں ہلکے سے کہتی ہے: ”پھلے اس قابل تو بنو“ کھ کر
پھولوں کی پلیٹ جعفر کے ہاتھ میں پکڑا کر چلی جاتی ہے

حیدر جعفر کو ہی رائنما کا منگیتر سمجھتا ہے.. اسے برا لگتا ہے.. وہ نظریں
جھکالیتا ہے.. اور وہاں سے گزر جاتا ہے

پھر انگوٹھی پہنانے کی رسم ہوتی ہے.. پھلے حیدر پری کو انگوٹھی پہناتا ہے
... پھر پری حیدر کو

... پھر تھوڑی دیر بعد سارے لڑکوں اور لڑکیوں کا مقابلہ ہوتا ہے

لڑکوں کی ٹیم میں جعفر اسد جواد عامر واصف غلام طہ اور عبداللہ ہوتے
ہیں

اور لڑکیوں کی ٹیم میں رائنما روشنی منہاج کنول امیماء عرتچ اور امرین ہوتی
ہیں

ماہ رخ دونوں ٹیموں کے بیچ کا ممبر ہوتا ہے... پری سب سے کہتی ہے
کے: ”منگنی میری ہے اس لیے گیم بھی میری مرضی کا ہوگا... پھلا گیم یہ
ہے کے لڑکوں کی ٹیم میں سے ایک لڑکا آئے گا اس کی آنکھوں پر پٹی
باندھی جائے گی.. پھر لڑکیوں کی ٹیم میں سے کوئی سی بھی ایک لڑکی آکر
اس لڑکے کے سامنے کھڑی ہو جائے گی.. پھر لڑکی اپنے دونوں ہاتھ
آگے کرے گی.. اس لڑکے کو صرف ہاتھ پکڑ کر بتانا ہے کے وہ لڑکی کون
.. ہے.. چلو.. چلو... شروع کرتے ہیں
اور لڑکوں کی ٹیم میں سے سب سے پھلے آئے گے

“b.b

جواد مسکراء کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہے اور اسٹیج کے بیچ میں آ کر کھڑا
ہو جاتا ہے۔۔ پری پٹی باندھتی ہے۔۔ جواد: ”ارے ارے۔۔ کچھ نظر نہیں
”آ رہا

”پری: ”یہی تو گیم ہے کے آپ عریج بھا بھی کو کتنا پہچانتے ہو

سب لڑکیاں آپس میں مشورہ کر کے منہاج کو بھیجتی ہیں

جواد ہاتھ پکڑ کر: ”یار۔۔ یہ ہی بتادو کے لڑکی دیکھتی کیسی ہے“ پیچھے سے
”واصف کی آواز آتی ہے: ”ہر نی جیسی چال والی

پری واصف کو گھور کر آنکھیں دیکھاتے ہوئے: ”چپ رہو۔۔ چیٹنگ مت
”کرو

جواد: ”ہر نی جیسی چال تو... تو... تو روشنی کی ہے“ سب لڑکیاں خوب شور مچاتی ہیں.. جواد جب پٹی اتارتا ہے تو منہاج کو دیکھ کر: ”ارے.. تم بھی تو ہر نی جیسی چال والی ہو

“.. پری: ”لڑکوں کا گول انڈا اور لڑکیوں کا ایک نمبر

ماہ رخ: ”اب میں بتاتا ہوں کے کون آئے گا.. اب آرہے ہیں اسد بھائی“ اسد بھی بیچ میں آکر کھڑا ہو جاتا ہے.. اسد اپنے دل میں: ”ضرور راما کو بھیجیں گے یہ لوگ“ پری اس کی آنکھوں پر پٹی باندھتی ہے.. لڑکیاں اس بار روشنی کو بھیجتی ہیں... روشنی کا ہاتھ پکڑتے ہی اسد بغیر کچھ سوچے بول دیتا ہے: ”راما“ پھر لڑکیاں خوب شور مچانے لگتی ہیں... اسد پٹی

اتار کر دیکھتا ہے تو روشنی مسکرا کر اسے کہتی ہے: ”اتنی آسانی سے ہاتھ
نہیں دیں گے تمہیں رانما کا“، کھ کر اپنی ٹیم میں جا کر بیٹھ جاتی ہے

پری: ”چلیں جی... لڑکیوں کے ہو گے دو نمبر... اور لڑکوں کے ہیں
زیر و“ پری پھر ذرا سوچ کر: ”چلو اب ہم بلا تے ہیں لڑکوں کی ٹیم میں
سے جعفر بھائی کو

پھر جعفر آ کر بیچ میں کھڑا ہو جاتا ہے... عامر پیچھے سے: ”یار جیت کر
آنا... لڑکوں کی عزت کا سوال ہے“..... واصف بھی حوصلہ افزائی
کرتے ہوئے: ”ہاں... جعفر بھائی ان لڑکیوں کو دیکھا دو ہم کسی سے کم
نہیں“ اس پر کنول جواب دیتی ہے: ”جاؤ... جاؤ... ہم سے تم لوگ
.....“ جیت نہیں سکتے

جعفر کی آنکھوں پر پٹی باندھی جاتی ہے.. اس بار اُمیما رانما سے کہتی
... ”ہے:“ جاؤ

”رانما:“ میں نہیں جا رہی.. کسی اور کو بھیج دو

”اُمیما:“ جاؤ.. تم جاؤ

پری بھی آنکھوں سے اشارہ کرتی ہے.. رانما جا کر جعفر کے سامنے کھڑی
ہو جاتی ہے... رانما کا کھڑا ہونا ہوتا ہے.. کے جعفر کو اس کی مہک سے
محسوس ہو جاتا ہے کے رانما آتی ہے.... جعفر کے ہونٹوں کو جمبش ہوتی
ہے اور رانما اس کے ہونٹوں کو ہلتا ہوا دیکھ پڑھ لیتی ہے کے وہ بول رہا
”ہے:“ رانما

رانما اپنے دل میں: ”اسے کیسے پتا چلا کے میں آئی ہوں... ابھی تو اس نے
میرا ہاتھ بھی نہیں پکڑا ہے“ رانما اپنا ہاتھ آگے بڑھاتی ہے... اور جعفر
اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے... ہلکے سے: ”کیا وقت آیا ہے... ہمارے تو

نصیب ہی کھل گے تھیں... آج آپ خود ہمیں اپنا ہاتھ پکڑنے کی
”اجازت دے رہی ہیں

”پری: ”یہ جعفر بھائی کیا کر رہے ہیں؟

”جعفر ہاتھ پکڑے ہوئے: ”محسوس کر رہا ہوں کہ کون ہے

”پری: ”جلدی کریں... سارا وقت آپ ہی لیں گے کیا؟

”جعفر: ”سوچ رہا ہوں

رانا اپنے دل میں: ”جھوٹا.. جانتا ہے کہ میں ہوں... بس ہاتھ پکڑ کر

”کھڑا ہے... پتا نہیں سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو

”جعفر مسکراتے ہوئے: ”رانا... رانا... یہ

”واصف: ”او... جیت گے.. جیت گے

لڑکوں کی ٹیم میں اس بار بھت شور مچتا ہے.... جعفر پٹی اتار کر رامنا کو
مسکراتے ہوئے دیکھتا ہے... ماہ رخ گیتار لے کر آتا ہے اور جعفر کو پکڑا
،،کر کہتا ہے: ”یہ ہے آپ کے جیتنے کا انعام

،،پری: ”چلیں جعفر بھائی.. کوئی اچھا سہ گانا سنائیں

جعفر: ”مجھے گانا نہیں آتا.. مگر گیتار اچھا بجالیتا ہوں“ سب خوب اصرار
کرتے ہیں.. تو وہ گیتار بجانا شروع کرتا ہے.. گیتار کی دھن پورے
ماحول پر چھا جاتی ہے... رامنا جعفر کے سامنے بیٹھی ہوتی ہے.. جو ادا ٹھ
کر آتا ہے اور عریج کے آگے ہاتھ بڑھاتا ہے.. عریج مسکراتے ہوئے
... ہاتھ میں ہاتھ دے دیتی ہے

.. حیدر پری کو دیکھتا رہتا ہے کے وہ کتنی خوش مزاج لڑکی ہے

”کنول رائنما سے: ”رائنما تم گانا گاؤ

”رائنما: ”نہیں میں نہیں

کنول: ”کبھی تو کسی بات کے لیے ہاں کیا کرو.. چلو جعفر کے برابر میں

”جا کر بیٹھو.. وہ گیتار بجا رہا ہے تم گانا گاؤ.. جاؤ

رائنما اٹھ کر جاتی ہے اور جعفر کے برابر میں بیٹھ جاتی ہے.. جعفر رائنما کو

اپنے برابر میں بیٹھا دیکھ خوش ہوتا ہے.. اس کی خوشی اس کے چہرے پر

نمایا ہوتی ہے.. واصف اٹھ کر جاتا ہے اور امرین سے ڈانس کرنے کی

.. پوچھتا ہے... امرین ہاں کر دیتی ہے

” واصف رائنما سے: ”رائنما کوئی اچھا سہ گانا سنا دو

.. جعفر گیتار بجاتا ہے اور رائنما گانا گانا شروع کرتی ہے

”رائنما جعفر کو دیکھتے ہوئے

کہتے ہیں خدا نے اس جہاں میں سبھی کے لیے
کسی ناں کسی کو بے بنایا ہر کسی کے لیے

جعفر مسکرا کر رانما کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگتا

ہے کے وہ اور رانما ڈانس کر رہے ہیں.. اور وہاں کوئی نہیں ہے.. رانما
نے جعفر کے کندھے پر اپنا سیدھا ہاتھ رکھا ہے اور جعفر نے اپنا سیدھا
.. ہاتھ رانما کی کمر پر اور الٹا ہاتھ دونوں نے ایک دوسرے کا پکڑا ہوا ہے

پہلے تھیں سیاہ راتیں آیا تو صبح لے کے
خاما خاسی زندگی میں جینے کی وجہ لے کے
کھویا تھا سمندروں میں تنہا سفینا میرا
ساحلوں پہ لایا ہے تو جانے کس طرح لے کے
کچھ تو ہے تجھ سے رابطہ

کیسے ہم جانے ہمیں کیا پتا

پھر جعفر رانما کی شہادت کی انگلی سے

پکڑ کر اسے پورے ہول میں گول گول گھوماتا ہے... رانما اپنا لٹا ہوا تھ اپنی
کمر کے پیچھے باندھ لیتی ہے اور جعفر اپنا لٹا ہوا تھ اپنی کمر کے
... پیچھے... دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی ہے

مہربانی جاتے جاتے مجھ پہ کر گیا

گزر تاسہ لمحہ ایک دامن بھر گیا

تیرا نظار ملا.. روشن ستار ملا

نقدیر کا جیسے کوئی اشار ملا

روٹھی ہوئی خواہشوں میں تھوڑی سی صلح لے کے

آیا تھا خاموشیوں میں باتوں کی وجہ لے کے
کھویا تھا سمندروں میں تنہا سفینا میرا
ساحلوں پہ لایا ہے تو جانے کس طرح لے کے

رائما خاموش ہو جاتی ہے اور اس کے خاموش ہوتے ہی خوب تالیاں بجنے
لگتی ہیں.. جعفران تالیوں کی گونج کے سبب اپنی تصوراتی دنیا سی باہر آتا
ہے.. اسدیہ سب دیکھ رہا ہوتا ہے

جب سب کھانا کھا رہے ہوتے ہیں تو اسد رائما کے پاس آتا ہے.. اور دل
جلے انداز میں کہتا ہے: ”جعفر فوراً تمہیں پہچان گیا“ رائما یہ سنتے ہی اسد
کو دیکھنے لگتی ہے: ”بہت پسند ہے لگتا ہے تمہیں.. تبھی پوری محفل میں
تم ساتھ ساتھ رہے ہو“ کہنے کے بعد وہاں سے چلا جاتا ہے.. رائما کا یہ
.. سن کر خون کھول جاتا ہے.. اسے جعفر پر بہت غصہ آ رہا ہوتا ہے

پری اور جعفر ایک ساتھ کھانا کھا رہے ہوتے ہیں... جعفر پری

سے: ”اسپینی گھوڑا بھت غصے والا نکلے گا.. دیکھ لینا

پری جعفر کی بات سن اسے گھور کر دیکھتے ہوئے: ”تم حیدر کو اسپینی گھوڑا کھ

رہے ہو؟

جعفر: ”اسپین کا ہے تو اسپینی ہی تو ہو گا... پاکستانی کوئی ہو جائے گا“ کھ کر

... ہسنے لگتا ہے

پری چڑتے ہوئے: ”کوئی نہیں... اسے اسپینی گھوڑا مت کھو... ورنہ

جعفر پری کو بڑی بڑی آنکھیں دیکھا کر: ”ورنہ کیا

پری ناراض ہوتے ہوئے: ”ورنہ میں تم سے بات نہیں کرو گی

جعفر: ”اچھا ناراض کیوں ہوتی ہو.. اب میں اسے کبھی بھی اسپینی گھوڑا

نہیں کھو گا

پری ناراضگی والی نظروں سے: ”پھر سے“ کھ کر منہ بسور کروہاں سے
اٹھ کر روشنی کے پاس چلی جاتی ہے

رات کو سب گھر واپس آ جاتے ہیں.. رات نما اپنے کمرے میں ادا اس ہو کر
ڈائری لکھ رہی ہوتی ہے: ”اسد کی بھی سمجھ نہیں آتی.. وہ تو کبھی بھی
میری طرف دیکھتا تک نہیں ہے.. اور آج اچانک اسے جلن ہونے لگی
.. وہ بھی کس سے... جعفر سے.. یہ مرد ذات ہی عجیب ہے... جس چیز
کو ایک بار ان کے نام کر دیا جائے اس کا کسی دوسرے کے ساتھ بات کرنا
بھی انہیں گوارا نہیں رہتا اور خود چاہے کسی کے ساتھ بھی ہنس بول
لیں... اگر ایک طرح سے دیکھا جائے تو مجھے آج ایک بات تو پتا چلی کے
.. اسے فرق پڑتا ہے جب میں کسی سے بات کرتی ہوں

جب نئی نئی میری منگنی ہوئی

تھی تو کتنے خواب تھے میری آنکھوں میں.. پر اس نے وہ سارے توڑ دیے

آنکھوں میں غرور

ایسے بیٹھے رہے حضور... جیسے جانتے نہیں.. پوری محفل میں وہ کنول کے
اور منہاج کے ساتھ رہا.. میں نے تو کچھ نہیں کھا.. شاید اس لیے کیونکہ
مجھے اس سے کوئی امید ہی نہیں ہے.. اسد کی نگاہوں میں مجھے وہی
.. حقارت نظر آتی ہے جو پھلے نظر آتی تھی

پر چلو.. کوئی بات نہیں.. آج کم سے کم کوئی میرے رشتے کے
لیے پریشان تو نہیں ہے... ورنہ امی اور پاپادونوں کتنے پریشان تھے اوپر
سے دادی کا طنز وہ بھی تو اس روکھی سوکھی منگنی کے بعد خاموش ہو گیا
ہے.. تمام عزیزوں اقارب کے سوالات بھی بند ہو گئے تھیں.. اس لیے
... مجھے یہ رشتہ منظور ہے

اب کوئی مجھ سے یہ سوال نہیں کرتا کہ تمہارا رشتہ آیا؟.... جس
سے مجھے تکلیف ہو.. ایک انسان کی حقارت و طنز ہزاروں لوگوں کی

حقارت و طنزیہ لہجے سے بھترھیں... مجھے اسد کی یہ بے روکھی بھی قبول
ہے..

.... پر جعفر

اسے کیا ہو گیا ہے.. ہر وقت عجیب عجیب سی باتیں کرتا رہتا ہے... اسے
”پوری دنیا میں فلرٹ کرنے کے لیے صرف میں ہی ملی ہوں کیا؟؟؟؟؟“

کنول کمرے میں داخل ہوتی ہے وہ رانما کو ڈائری لکھتا ہوا دیکھ کھتی
ہے: ”تم یہاں ڈائری لکھ رہی ہو... اور وہاں نیچھے دادی تمہیں کب
”سے بلارہی ہیں.. تم نے ان کی دوائیاں کھاں رکھی ہیں

رانما یہ سنتے ہی پریشان ہو کر: ”اللہ.. دادی تو مجھے بھت ڈانٹنے والی ہیں“
کھ کر کنول کے ساتھ چل پڑتی ہے... دوائی دادی کو دے کر جب رانما

واپس آرہی ہوتی ہے... تو اس کا گزر جعفر کے کمرے کے آگے سے ہوتا
ہے.... اسے آوازیں آتی ہیں... ان آوازوں میں اسے اپنا نام محسوس
ہوتا ہے.. جیسے اس کے متعلق کوئی بات چل رہی ہو.. وہ جعفر کے
... دروازے پر چپک کر کان دیوار سے لگا کر باتیں سننے لگتی ہے

اندر.. جعفر اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹا ہوا ہوتا ہے.. وہ اپنی ماں سے
کہتا ہے: ”اگر ماما میں آپ سے کھوں کے مجھے کوئی لڑکی پسند آگئی ہے تو
“آپ کیا کھیں گی؟

ماما: ”میں پوچھوں گی کہ وہ لڑکی دیکھتی کیسی ہے... ہماری ذات کی ہے
“یا کسی اور.. ہم جتنی امیر ہے یا نہیں اور بھت سارے سوال

جعفر: ”اور اگر میں کھوں کے لڑکی بلکل رائنما کی طرح دیکھتی ہے.. امیر
،، بھی ہماری طرح ہے.. ہماری ذات کی ہے تو

مما: ”جعفر... یہ کیا کھ رہے ہو تم“ ان کے لہجے سے ہی معلوم ہو رہا تھا
... کے وہ شوکٹ ہوئی تھیں

جعفر فوراً اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر بولتا ہے: ”سچ کہ
،، رہا ہوں میں

امی ڈانٹتے ہوئے: ”جعفر بچوں والی باتیں مت کرو.. وہ لڑکی جس کے
بارے میں تم کھ رہے ہو اگر وہ رائنما ہی ہے تو تمہیں پتا ہونا چاہیے کہ
،، اس کی منگنی ہو چکی ہے اور تمہاری پسند کو کیا ہو گیا ہے؟؟؟؟

،،جعفر الجھ کر: ”پسند کو کیا ہو گیا ہے مطلب؟؟“

مما: ”مطلب یہ کہ.. وہ کالی ہے اور تم کتنے گورے.. دودھ کی طرح.. اس کا اور تمہارا کوئی جوڑ نہیں بنتا.. اور پھر مجھے تو سمجھ نہیں آرہا کہ تمہاری پسند تو اتنی اچھی ہو کر تھی اسے کیا ہو گیا ہے.. رانما“ ان کے لہجے میں حقارت تھی: ”رانما پسند آئی ہے تمہیں... اگر تم کہتے کہ ”پری پسند آئی ہے تو میں شاید مان بھی جاتی.. پر رانما

،،.. جعفر: ”پر ممما.. رانما بھت اچھی لڑکی ہے

مما: ”جعفر تم پاگل ہو گے تھو... تم لاڈ لے ہو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم بچوں کی طرح کچھ بھی مانگو گے اور ہم تمہیں دلا دیں گے.. اب تم

،، بڑے ہو گے تھو

جعفر اپنی ماں سے بڑے جذباتی انداز سے بولتا ہے: ”مگر امی.. مجھے وہ
“واقعی اچھی لگتی ہے

جعفر کی ماں ہاتھ چھوڑاتے ہوئے: ”آج تم پر یہ محبت کا بخار چڑ رہا ہے
... کل کو شادی ہو جائے گی.. اور یہ بخار بھی اتر جائے گا پھر جب تم اپنے
دوستوں کی اور اپنے سارے کزنوں کی خوبصورت خوبصورت بیویاں دیکھو
گے تو تمہیں شرم آئے گی اپنی کوئل جیسی بیوی کو سب سے ملواتے
ہوئے... اور ویسے بھی ہم بحث کر رہی کیوں رہے ہیں.. اس کی منگنی
ہو چکی ہے... سمجھتے.. اب میں امید کرتی ہوں کہ تم دوبار اس بات کا ذکر
“اپنی زبان پر نہیں لاؤ گے

جعفر اپنی ماں سے: ”اسد بھی تو کتنا خوبصورت ہے پر اس کی ماں نے تو
کردی منگنی رانما سے... کیا اسد کی ماں اپنے بیٹے سے محبت نہیں کرتی
.. دراصل بات یہ ہے کہ“ اس سے پہلے جعفر کچھ بولے اس کی ماں بات
بیچ میں کانٹتے ہوئے: ”یہ بات تو تم چھوڑھی دو... سب جانتے ہیں کہ
اسد اور رانما کی منگنی کے پیچھے وجہ کیا ہے.. اس کی بیمار ماں... اس کی ماں
نے تو اپنی خدمت کروانے کے لیے رانما کو پسند کیا ہے... اور یہ بات سب
جانتے ہیں... کل ہم واپس جا رہے ہیں اس لیے یہ بات یہاں ختم
کردو... اب اس بات کا ذکر دوبارہ نہیں کرنا“ یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر
جانے لگتی ہیں.. رانما بالکل دیوار سے لگ جاتی ہے... اس کی تائی وہاں
... سے چلی جاتی ہیں

رانما کو بھت غصہ آتا ہے.. وہ اپنے دل میں: ”اس کی وجہ سے پہلے اسد
ناراض ہوا.. اب تائی امی بھی... تائی امی تو یہ بات دادی کو ضرور بتائیں گی

کے جعفر ایسا کھ رہا تھا اور وہ بھی خوب مرچی مصالحہ لگا کر... یہ شخص آخر
چاہتا کیا ہے.. مجھے اب اس سے خود بات کرنی چاہیے، یہ سوچ کر وہ
کمرے میں داخل ہو جاتی ہے.. جعفر اپنے بیڈ پر اپنا کوٹ اتار کر رکھتا ہے
اور جیسے ہی پیچھے مڑتا ہے.. رانما غصے سے آکر اس کا کالر پکڑ لیتی
ہے... جعفر اچانک سے رانما کو اپنا کالر پکڑتا دیکھ حیران ہو کر پوچھتا
ہے: ”کیا ہوا؟؟؟؟“

رانما کی آواز بھری بھری معلوم ہوتی ہے وہ غصے سے بولتی ہے.. وہ اس کی
آنکھوں میں جھانکتے ہوئے: ”یہ تو تم بتاؤ.... بات کیا ہے؟؟؟“ آخر کیا
”مسئلہ ہے تمہارے ساتھ

”جعفر رانما کو غصے میں دیکھ بڑی نرمی سے کہتا ہے: ”میرا کالر چھوڑو

“رائما: ”نہیں.. پھلے میرے سوال کا جواب دو

جعفر دوسری طرف منہ کرتے ہوئے: ”یار کوئی آجائے گا... دروازہ بھی
“کھلا ہے چھوڑو کالر

“رائما: ”میں نے کھا جواب دو

جعفر رائما کو بڑے پیار سے دیکھتے ہوئے: ”دیکھو تم اس وقت بہت غصے
“میں ہو.. ہم صبح بات کریں گے.. ٹھیک ہے... اب میرا کالر چھوڑ دو

رائما پر جعفر کی کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا وہ اسی غصے میں دوبار ابولتی
ہے: ”آخر تم چاہتے کیا ہو؟؟؟ کیا بیگاڑا ہے میں نے تمہارا... کبھی کہتے
ہو کے اچھا ہے محبت بڑھ جائے گی... کبھی کہتے ہو کے ہم ایک ڈوری
سے بندھے ہیں.. کبھی صرف میری آہٹ سے پہچان جاتے ہو کے میں

آئی ہوں... اور اب تم نے تائی امی سے کھ دیا کے تمہیں مجھ جیسی لڑکی
سے شادی کرنی ہے... تم مجھے صاف صاف کھو تم کیا چاہتے
”ہو... بولو... اب چپ کیوں کھڑے ہو؟؟؟؟“

جعفر رائما کے دونوں ہاتھ جس سے وہ کالر پکڑی ہوئی ہوتی ہے... ان پر
اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھلیاں رکھ کر بڑی محبت سے رائما کو دیکھنے لگتا
ہے... اس کی آنکھوں کی الفت رائما کو اپنی طرف کینچھتی ہے... اس
ایک لمحے میں رائما جعفر کی آنکھوں میں وہ محبت و عزت اپنے لیے دیکھتی
ہے جو اس نے اس سے پہلے کبھی کسی کی آنکھوں میں نہیں دیکھی... اسے
ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جعفر کی آنکھوں سے الفت و محبت کا دریا نیکل رہا
ہے جو رائما کی آنکھوں سے ہوتے ہوئے اس کے دل میں اتر رہا
ہے.. جعفر کی آنکھیں اس کے پورے وجود کو جھنجھوڑ رہی ہیں.. جعفر
کچھ بولتا نہیں ہے پھر بھی رائما کو سب کچھ پتا چل جاتا ہے کہ وہ یہ سب

کچھ کیوں کر رہا ہے... رائنما کی آنکھوں سے آنسوؤں بھنے لگتے
ہیں... جعفر کی آنکھوں میں بھی آنسوؤں آ جاتے ہیں... وہ اس کی
آنکھوں کی محبت میں محو ہو کر رہ گئی تھی... وہ دونوں ایک دوسرے کی
ہی کھوے ہوئے تھے جس کے اتنے میں روشنی کمرے کے آنکھوں میں
سامنے سے گزر رہی ہوتی ہے... اس کی نظر پڑتی ہے اور وہ دیکھتی ہے
کے رائنما جعفر کا کالر پکڑے کھڑی رہتی ہے کے شاید اب یہ دونوں میں
سے کوئی کچھ بولے.. پر وہ دونوں اس قدر کھوے ہوئے تھے کہ
.... انھیں روشنی کی موجودگی کا علم تک نہیں ہوتا

روشنی پریشان ہو کر کمرے میں آتی ہے اور زور سے بولتی ہے: ”یہ کیا کر
رہے ہو تم دونوں

بس یہ کھنا ہوتا ہے کے رائنما اپنے حواس میں لوٹتی ہے... وہ پیچھے مڑ کر
روشنی کو دیکھتی ہے.. روشنی کی آنکھیں اس سے سوال کر رہی ہوتی ہیں

کے وہ جعفر کے کمرے میں کیا کر رہی ہے... رائنما بغیر کچھ بولے فوراً
... وہاں سے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے بھاگ جاتی ہے

روشنی جعفر کو دیکھتی ہے تو وہ اوپر دیکھنے لگتا ہے اور اپنے پورے منہ پر
ہاتھ پھیر لیتا ہے.. روشنی جعفر کو بھی روتا دیکھ پریشان ہو کر بولتی ہے
:”تم اور رائنما کیوں رہے ہو؟“

جعفر: ”نہیں وہ“ جعفر کا دماغ اس وقت کام ہی نہیں کر رہا ہوتا... اسے
سمجھ ہی نہیں آتا کہ وہ روشنی کو کیا جواب دے

”روشنی: ”نہیں.. وہ... اس کا کیا مطلب ہے؟“

جعفر روشنی کے سوالوں سے بچنے کے لیے اپنا کوٹ اٹھاتا ہے اور بغیر کچھ
بولے کمرے سے باہر چلا چلا جاتا ہے

روشنی اپنے آپ سے: ”آخر یہ چل کیا رہا ہے... یہ دونوں روکیوں
رہے تھے... ضرور اس جعفر نے کچھ کیا ہو گا... پر سب تو کہتے ہیں کہ
یہ بدل گیا ہے... اگر یہ بدل گیا ہے.. تو پھر رائما کے رونے کی وجہ کیا
ہے“

رائما اپنے کمرے میں آکر اپنے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیتی
ہے.. رائما اپنی ڈائری اٹھا کر زمین پر بیٹھ کر ہی لکھتی ہے: ”جعفر نے تائی
امی کو کیوں بولا؟ آخر کیوں؟؟ وہ چپ بھی تو رہ سکتا ہے... تائی امی کبھی
بھی میرے لیے تھیں نہیں کریں گی... اور آخر کریں بھی کیوں.. انھیں

کون سہ کوئی بیماری لاحق ہے.. جس میں انھیں میری ضرورت
ہے... مجھے ڈر تو اس بات کا ہے کہ وہ دادی کو ضرور بتائیں گی
اور دادی یہ سن کر کیسار یکٹ کریں گی مجھے

نہیں پتا... ویسے کیا جعفر پاگل ہو گیا ہے کیا؟؟؟؟؟؟؟ جو اس کو مجھ جیسی
لڑکی بقول اس کی ماں کے کوئل جیسی لڑکی سے محبت ہو گی... اسے
محبت ہوئی چلو پھر ٹھیک ہے.. یہ مجھے اس کی آنکھوں میں دیکھ.. کیا ہو رہا
تھا.. جیسے اس کی آنکھوں سے مجھ پر نشہ چڑ رہا ہو... وہ مجھے اپنی محبت کے
سحر میں جکڑ رہا تھا... ایسا تو پھلے کبھی نہیں ہوا... اور آگے کبھی ہوگا بھی
... نہیں... کیونکہ مجھے یاد رکھنا چاہیے کہ میں اسد کی امانت ہوں

پر جعفر کا دل

مجھ پر آیا ہے دماغ نہیں... پر سنا ہے محبت تو دماغ پر غالب آ جاتی ہے... پر
تائی امی صحیح کھرھی تھیں کہ اسے پوری دنیا میں ہی ملی تھی محبت
کرنے کے لیے

میں تو پھلے ہی

اس سے دور رہتی تھی.. اب اور دور رہوں گی... کھیں اس کے قریب
جانے سے مجھے بھی اس سے محبت نہ ہو جائے... اللہ نہ کرے... جب
محبت نہیں ہے... تو اس زندگی میں اتنے غم لاحق ہیں... اگر ہوئی تو
شاید میں تو تڑپ تڑپ کر ہی دم توڑ دوں گی.. اب میں جعفر سے کوئی بات
،، نہیں کروں گی

دوسری طرف جعفر کارلے کر نیکتا ہے... وہ کلنٹن جا کر کار روک دیتا
ہے... اور وہاں سمندر پر جا کر کنارے پر کھڑا ہو جاتا ہے.. تھوڑی دیر
تک اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہوتا... اس کی آنکھوں کے آگے رائیما کا چہرہ
... گھوم رہا ہوتا ہے... پھر اسے اپنی ماں کی باتیں یاد آتی ہیں

پھر جعفر اپنے آپ سے کہنے لگتا ہے: ”اگر سوچ سمجھ کر کرتا تو رانما تم سے
کبھی پیار نہ کرتا... پر میں کیا کروں اس دل پر میرا زور نہیں چلتا... مجھے تو
خود خبر نہیں ہوئی... کے کب تم میری آنکھوں کے راستے میرے دل
.... میں اتر گئیں

مجھے تمہارے کردار سے

محبت ہے... مجھے تمہاری عادت سے محبت ہے... مجھے تمہاری مسکراہٹ
سے محبت ہے.. مجھے تمہاری ایک ایک چیز سے محبت ہے... اور میں خود
نہیں جانتا کیوں... اگر میں جانتا تو تمہارے سوالوں کا میرے پاس کوئی
جواب ہوتا.. پر جن سوالوں کے جوابات میرے پاس نہیں ہیں تمہیں وہ
.... کیسے دوں

بس میں تو اتنا جانتا ہوں کہ جب سے تمہاری منگنی

ہوئی ہے اس رات سے مجھے کبھی چین کی نیند نہیں آئی.... جب جب تم
اپنے ہونے والے سسرال جاتی ہو تب تب میرا دل جلتا ہے... جب کوئی

تمہارا نام اس اسد کے ساتھ ملاتا ہے.. تب میرا دل کرتا ہے کہ اسے مار
دوں یا خود مر جاؤں

امی کہتی ہیں تم کالی ہو.. پر مجھے تو تمہارے اس رنگ میں
بھی کوئی برائی نظر نہیں آتی... اور آئے سبھی کیوں... کالا رنگ کوئی عیب
تو نہیں.. میرے لیے تو تم اس سمندر سے اٹھنے والی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی
طرح ہو... جس کا صرف ایک جھوکا پورے جسم کو تازگی بخشتا ہے... اسی
طرح تمہارا صرف ایک دیدار میرے دل کو سکون دے دیتا ہے
اور مجھے نہیں لگتا کہ وہ دن کبھی بھی آئے گا جب مجھے راتوں کو کسی
”سے ملواتے ہوئے شرم محسوس ہوگی

دوسرے دن جعفر آفس جا رہا ہوتا ہے... جعفر پری سے کہتا ہے: ”میں
جا رہا ہوں... امی ابوجب جا رہے ہوں تو مجھے فون کر دے ناں.. میں
... آ جاؤں گا“ پری اثبات میں سر ہلا دیتی ہے

جعفر اپنے والدین کو لاہور واپسی پر ایئر پورٹ تک چھوڑنے جاتا
ھے.. جعفر کی ماں جاتے وقت: ”اپنا خیال رکھنا.. اور میری بات پر ضرور
غور کرنا... تمہیں سمجھ میں آئے گا کہ میں کتنا ٹھیک کھڑی تھی

جعفر: ”آپ بھی میرے جذبات نہیں سمجھ رہیں... رائتا بھی نہیں
سمجھ رہی... آپ دونوں میری زندگی میں بہت اہمیت کی حامل
ہیں... میں نہ اسے چھوڑو گا نہ آپ کو

جعفر کی والدہ: ”تم پاگل ہو گے ہو.. بے وقوفوں والی باتیں کر رہے
ہو... ایک بار تم آئینہ دیکھو.. پھر اسے اپنے ساتھ کھڑا کر کے آئینے میں
دیکھو.. تمہیں سمجھ خود آجائے گا کہ میں تمہیں کیا سمجھا رہی ہوں

جعفر تھوڑا سوچ کر: ”ٹھیک ہے.. میں کروں گا... پھر آپ کے مطابق مجھے عقل آجائے گی... پھر میں جو بھی فیصلہ کروں گا کیا آپ اس میں میرا ”ساتھ دیں گی؟؟“

جعفر کی ماں بڑے پیار سے اس کے گالوں پر اپنا سیدھے ہاتھ کی ہتیلی سے ”پیار کرتے ہوئے نکھتی ہیں: ”ہاں... دوں گی ساتھ

جعفر کی والدہ اپنے دل میں: ”جب تم آئینے میں اس کا اور اپنا عکس دیکھو گے تو تمہیں عقل خود بہ خود آجائے گی.. کے تم کتنے خوبصورت“ ہو... اور وہ کوئلے کی طرح کالی

جعفر مسکراتے ہوئے انہیں الوداع کرتا ہے.. گھر آکر دیکھتا ہے کے راما اور پری تیار ہوئے کھڑے ہیں

جعفر: ”کھیں جارہی ہو تم دونوں؟ رات کو کوئی جواب نہیں دیتی
پری: ”میں آپ کا ہی انتظار کر رہی تھی جعفر بھائی،“ جعفر (بھائی) کا لفظ
سن کر ہی سمجھ جاتا ہے کہ پری کو اس سے کوئی کام ہے: ”کوئی کام ہے
”مجھ سے؟؟“

پری بڑے احترام سے: ”جی جعفر بھائی وہ ہمیں جیولری شوپ پر جانا تھا
”ابھی... پلیز ہمیں لے چلیں صرف 10 منٹ کا کام ہے

جعفر پری کی ناک زور سے پکڑتے ہوئے: ”تم جب مجھے اتنا مکھن لگا رہی
ہو تو اتنا تو کرنا پڑے گا،“ کھ کر اپنی کار کا آگے کا دروازہ کھولتا ہے... پری
... خود سے پیچھے کا دروازہ کھولتی ہے

جعفر: ”آگے بیٹھ جاؤ.. میرے ساتھ

پری: ”نہیں.. میں صرف اپنے حیدر کے ساتھ بیٹھو گی فرنٹ سیٹ پر

جعفر پری کو چھیڑتے ہوئے: ”اُو.. اسپینی گھوڑے کے ساتھ“، کھ کر
مسکراتا ہے

”پری منہ پھولا کر: ”اسپینی گھوڑا مت کھواسے

جعفر مسکراتے ہوئے: ”چلو بیٹھو.. دیر ہو رہی ہے مجھے“، پھر جعفر رانما
کے بارے میں سوچنے لگتا ہے: ”پتا نہیں میڈم میرے ساتھ بیٹھے گی یا
نہیں.. نہیں بیٹھی تو خود ہاتھ پکڑ کر بیٹھالوں گا.. ویسے بھی اس رات کے
بعد سے جب بھی میں آتا ہوں مجھے دیکھ کر بھاگ جاتی ہے.. جیسے میں
انسان نہیں جن ہوں... آخر کب تک بھاگنے کا ارادہ ہے میڈم کا مجھ
سے.. کیا ہاتھ پکڑ کر بیٹھنا ٹھیک ہو گا.. کھیں زبردستی تو نہیں کر رہا میں
رانما کے ساتھ.... تو پھر میں کیا کروں؟؟؟... مجھے انتظار کرنا چاہیے کہ
رانما خود سے میری جانب ایک قدم بڑھائے.. صرف ایک قدم بڑھا دو
میری جانب... باقی میں خود دیکھ لوں گا“، ابھی وہ دروازہ پکڑے کھڑا ہوتا

ہے کے رائنما آکر چپ چاپ آگے والی سیٹ پر بیٹھ جاتی ہے۔ جعفر یہ دیکھ
بہت خوش ہوتا ہے۔۔۔ اس کا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے
پر پڑتی ہے۔۔۔ جو دروازہ بند کرنے لگتا ہے کے اس کی نظر رائنما کے دوپٹے
باہر لٹک رہا تھا۔۔۔ جعفر نیچے جھکتا ہے۔۔۔ رائنما چانک جعفر کو نیچے جھکتے
ہوئے دیکھ غور سے دیکھنے لگتی ہے۔۔۔ جعفر دو بیٹا اٹھاتا ہے۔۔۔ اور رائنما کے
ہاتھ میں دیتا ہے۔۔۔ رائنما اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہے۔۔۔ تو اس کی
آنکھوں میں اسے اپنے لیے عزت نظر آتی ہے۔۔۔ رائنما فوراً اپنی نظریں
جھکا لیتی ہے۔۔۔ جعفر دروازہ بند کر کے کار میں آکر بیٹھتا ہے۔۔۔ پورے
راستے جعفر اور پری باتیں کرتے رہتے ہیں۔۔۔ اور رائنما ان دونوں کی
۔۔۔ بحث (تو تو میں میں) سن مسکرا رہی ہوتی ہے

جیولری شوپ پر پہنچ کر رائنما اور پری دونوں جیولری وغیرہ دیکھنے لگتی
ہیں۔۔۔ جعفر بھی ایسے ہی وقت گزاری کی نیت سے ادھر ادھر دیکھ رہا

ہوتا ہے... رانما کو ایک بہت خوبصورت انگوٹھی پسند آتی ہے... وہ
جیولری شوپ والے سے کہتی ہے: ”اسے دیکھائیں“، وہ انگوٹھی نیکال کر
... دیکھاتا ہے اور رانما سے اس انگوٹھی کی تعریفیں کرنے لگتا ہے

رانما کو وہ انگوٹھی بہت پسند آتی ہے... جب وہ اس کی قیمت پوچھتی
ہے... تو وہ بتاتا ہے کہ: ”دو لاکھ“، رانما اس کی قیمت سن انگوٹھی واپس
.... رکھ دیتی ہے... اور دوسری دیکھنے لگتی ہے

”پری رانما کے پاس آکر: ”یہ دیکھو... یہ اچھا لگ رہا ہے ناں نیکلس
“رانما: ”ہاں.. اچھا لگ رہا ہے

”پری: ”تو پھر ٹھیک ہے.. میں یہ لے لیتی ہوں
.... رانما: ”ہاں.. لے لو“، کھ کر مسکراتی ہے

“.. پری: ”چلو.. جعفر بھائی

جعفر: ”تم دونوں چلو.. میں آتا ہوں“ ان دونوں کے کہنے کے بعد جعفر وہ انگوٹھی جو رانما کو بھت پسند آئی تھی.. خرید لیتا ہے.. اور مسکراتے ہوئے اسے اپنی جیب میں ڈال کر جیولری شوپ سے باہر آ جاتا ہے۔

جعفر کو اس کی ماں کی بات یاد آتی ہے آئینے والی... جعفر رانما کے کمرے میں جاتا ہے.. رانما عشاء کی نماز پڑھ رہی ہوتی ہے.. وہ سفید رنگ کا دوپٹا اڑے نماز پڑھ رہی تھی... جعفر اسے نماز پڑھتا دیکھ جانے لگتا

ہے... کے اسی وقت رانما قیام میں کھڑی ہو جاتی ہے... قیام میں کھڑے ہوتے ہی اس کا عکس آئینے میں نظر آنے لگتا ہے... جعفر رانما کا عکس

آئینے میں دیکھ کرے میں آ جاتا ہے... رانما نماز میں مشغول ہوتی ہے... اسے کمرے میں جعفر کی موجودگی کا ذرا سہ بھی احساس نہیں

... ہوتا

جعفر خود بھی آئینے کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے... اب آئینے میں دونوں کا
... عکس نظر آنے لگتا ہے

جعفر اپنی ماں کی بات یاد کرتا ہے... (کے تم دونوں میں کتنا فرق ہے)...
جعفر اپنے آپ سے: ”واقعی رائیما اور مجھ میں تو بھت فرق ہے... وہ تو روز
نماز پڑھتی ہے.. اور میں... دن میں ایک بار بھی نہیں.... اس کی نماز
میں کتنا خشوع و خضوع ہے... وہ کتنی عاجزی سے اللہ کے حضور سجدہ کر
رہی ہے... وہ اتنی نماز میں مشغول ہے کہ اسے میرے یہاں ہونے کی
بھی خبر نہیں... اس کا چہرہ کتنا نورانی ہے... اس کے دو بٹے کی طرح اس
کا دل بھی صاف ہے... وہ تو کوئی خوبصورتی و نورانیت کا مجسمہ لگ رہی
ہے“

پھر اپنے آپ کو دیکھ

: ”میرا تو صرف چہرہ ہی خوبصورت ہے.. جو لوگوں کو نظر آتا ہے پر

اصل خوبصورتی تو وہ ہوتی ہے جو رانما کے پاس ہے... رانما کا دل

... خوبصورت ہے... وہ مڑ کر رانما کے چہرے کو تکتے لگتا ہے

چاند کی ہلکی ہلکی سی روشنی رانما کے چہرے پر پڑھ رہی تھی... رانما جنت

کی حور جیسی معلوم ہو رہی تھی... رانما سجدے میں جاتی ہے تو جعفر اس

... کی جانماز کے برابر میں بیٹھ جاتا ہے

رانما سجدے سے اللہ اکبر کہتی اٹھتی ہے تو جعفر اسے دیوانوں کی طرح
دیکھ رہا تھا.. اور سوچنے لگتا ہے: ”تمہارا یہ روپ اس قدر حسین ہے کہ

میرے دل میں گھر کر رہا ہے.. میرے دل کی گھرائیوں میں اتر رہی ہو

تم... میں آج تک سیراب کے پیچھے بھاگ رہا تھا.. پر آج تمہارا یہ روپ

دیکھ کر مجھے لگتا ہے تم وہی ہو... جس کے ساتھ میں اپنی پوری زندگی
گزارنا چاہتا ہوں... پر..... کیا تم میرے ساتھ زندگی گزارنا چاہو
گی؟؟؟؟؟“ یہ خیال آتے ہی جعفر اٹھ کر چلا جاتا ہے

رائما سلام پھیر کر دیکھتی ہے کہ جعفر جا رہا ہے پھر سوچتی ہے: ”جعفر
کیوں آیا تھا

حیدر اپنے کمرے میں بیٹھا پائل ایک ہاتھ میں پکڑے سوچوں میں گم ہوتا
ہے: ”تم بالکل ویسی ہی تھیں جیسا میں نے تمہارا تصور بنایا تھا... پر میری
بد نصیبی دیکھو.. میں تمہیں دیکھ کر نظریں جھکانے پر مجبور تھا.. تم جیسا کھو
گی میں ویسا ہی کروں گا.. کیونکہ میرے لیے صرف تمہاری خوشی اہمیت
رکھتی ہے... اگر رائما تمہاری خوشی اسی میں ہے تو میں بھی اس حالت
”میں خوش رہنا سیکھ لوں گا

حیدر کے اصرار پر عرتیج سب گھر کے بڑوں سے بات کرتی ہے۔۔ اور یہ
فیصلہ سب کی رضامندی سے ہوتا ہے کہ پری اور حیدر کی شادی ایک
مہینے کے بعد 28 تاریخ کو کر دی جائے۔۔ اس فیصلے پر پری کی خوشی کا
... ٹھیکانا نہیں رہتا۔

اسد کنول کو فون کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اس سے ملنا چاہتا ہے۔۔ جب
کنول اس کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچتی ہے تو اسد اس کا وہاں کھڑا
... انتظار کر رہا ہوتا ہے

کنول: ”تم نے مجھے ملنے کیوں بلایا ہے؟ اب ہمارے بیچ سب ختم
... ہو چکا ہے“

اسد کنول کا ہاتھ پکڑ کر: ”مجھے پتا ہے تم ناراض ہو مجھ سے... پر
”یار... میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کے میں مجبور ہوں

کنول اپنا ہاتھ اسد سے چھوڑاتے ہوئے: ”تم مجھے سمجھتے کیا ہو؟
بولو... ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں میں... سمجھے... میں یہاں تمہاری جھوٹی
باتیں سننے نہیں آئی.. صرف تمہاری کچھ یادیں ہیں میرے پاس وہ واپس
”تمہارے منہ پر مارنے آئی ہوں

اسد بڑے نرم انداز سے: ”دیکھو تمہارا غصہ کرنا.. میرے ساتھ اس
طرح بات کرنا سب جائز ہے.. میں ہوں اس قابل.. پر ایک بار صرف
”اک بار میری بات سن لو... پھر جو تمہارا فیصلہ ہوگا مجھے منظور ہوگا

کنول ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آیسے بولتی ہے جیسے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا
کے اب اسد کچھ بھی بولے: ”ہاں بولو.. ذرا جلدی کرو... ہر بار کی
“طرح جھوٹ بول کر آنا پڑا ہے تم سے ملنے

اسد کی آنکھوں میں آنسوؤں آجاتے ہیں وہ بڑی محبت سے کہتا ہے کنول کو
دیکھ کر: ”کنول میں سچ کہتا ہوں یار.. رانما سے میری منگنی صرف میری
امی کی وجہ سے ہوئی ہے... مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے... تمہاری
قسم کھا کر کہتا ہوں.. میں نے صرف تم سے اور صرف تم سے محبت کی
ہے.. کنول اگر تم مجھ سے ناراض رہو گی... مجھ سے بات نہیں کرو گی تو
“میں مرجاؤں گا یار

کنول اسد کو نفرت سے دیکھتے ہوئے بولتی ہے: ”تم کتنے جھوٹے
ہو... اگر تمہیں میری جدائی میں مرنا ہی ہوتا تو تم کب کے مر چکے

ہوتے... ابھی تک زندہ میرے سامنے کھڑے نہ ہوتے... تمہاری کسی
بات کا مجھے کوئی یقین نہیں ہے... سمجھے... اتنے سالوں سے تمہاری محبت
خاموش کیوں تھی ذرا بتانے کا کش کرو گے... جب سے تمہاری اور رانما
کی منگنی کی بات ہوئی تب میں نے دو ہفتوں تک تمہیں کتنے ایس ایم ایس
کیے فون کیے... ہر طرح سے تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر تم نے
کوئی جواب نہیں دیا... اب اچانک پری کی منگنی میں تمہیں یاد آ رہا ہے
”.. کے تمہاری کوئی کنول نام کی محبت بھی تھی

اسد اپنے دل میں: ”پھنس گیا... اب کیا کھوں... اس وقت مجھے امی نے
صرف اتنا بتایا تھا کہ انھوں نے میری منگنی پھوپھو کے گھر کی ہے.. پر یہ
نہیں بتایا تھا کہ کس سے کی ہے.. مجھے تو لگتا تھا میری منگنی پری سے ہوئی
ہے.. اس لیے ستمہیں چھوڑ دیا.. پر بعد میں امی سے ایک دن باتوں ہی
باتوں میں پتا چلا کہ میری منگنی پری سے نہیں رانما سے ہوئی ہے.. اس

وقت میرے پاؤں کے نیچھے سے جیسے کسی نے زمین نیکال لی ہو... پر پھر
وہاں میری اتنی گل فرینڈز بن گئیں کہ تم کبھی یاد ہی نہیں آئیں... اب
”جب کراچی آیا اور تم سے منگنی میں ملا تو یاد آیا کہ تم بھی ہو

کنول چڑتے ہوئے: ”کھاں کھوگے؟؟؟ سوچ رہے ہوگے کہ اب کیا
”بھانا بناؤں..ھے ناں

اسد: ”یار تمہیں کیوں لگتاھے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں... دیکھو
ابھی پورے تین سال باقی ہیں رانما اور میری شادی میں... ابھی تو صرف
منگنی ہوئیھے شادی نہیں... تین سالوں میں تم خود دیکھنا کہ میں یہ
”منگنی توڑ دوں گا... مجھے صرف تم پسند ہو

کنول کو تھوڑا یقین آنے لگتا ہے اسد کی باتوں پر....: ”اگر تمہیں منگنی توڑنی ہی ہے... تو ابھی توڑ دو... تین سال گزرنے کا انتظار کیوں کر رہے ہو؟“

اسد: ”تمہیں تو پتا ہے میری امی بیمار ہیں.. دل کی مریض ہیں کوئی کام نہیں کر سکتیں.. تین سالوں تک رانما کو ان کی خدمت کرنے دو... ویسے بھی میں کون سا یہاں ہوں... جب میں پڑھ کر آؤں گا... تو رانما سے منگنی توڑ کر تم سے کر لوں گا“

یہ کہنے کے بعد اسد اپنی آنکھوں میں جھوٹی آنسوؤں لے آتا ہے اور کہتا ہے: ”تم میرا یقین کرو یا نہ کرو... میں صرف تم سے اور صرف تم سے...“

...ہی شادی کروں گا

کنول کو اس کی جھوٹی اور فریبی باتوں پر یقین آ جاتا ہے: ”تم سچ کھ رہے ہو
“ناں؟

“اسد: ”میں تم سے جھوٹ بول سکتا ہوں

کچھ دنوں بعد جعفر اور دادا ایک ساتھ گھر آتے ہیں... دادا گھر آ کر سب
کو جعفر کی ایک ڈیل جو اتنے دنوں سے انھیں ہو پارھی تھی اس کے بارے
میں بتاتے ہیں: ”آج جعفر نے میرا سر فکر سے اونچا کر دیا.. وہ ڈیل جس
کے لیے اتنی ساری کمپنیاں لڑ رہی تھیں جس کے لیے جو اد نے بھی
کوشش کی.. مگر ناکام ہوا.. وہ ڈیل جعفر نے اپنی قابلیت سے اپنے نام
کر لی... اربوں کی ڈیل ہے... اس ڈیل کے بعد ہماری کمپنی آسمانوں کی
“بلندیوں تک پہنچ جائے گی

سب جعفر کی کامیابی پر بھت خوش ہوتے ہیں.. رانما کی خوشی کا تو ٹھیکانا
ھی نہیں ہوتا یہ تعریفیں دادا کے منہ سے سن.... دادی جعفر کی بلائیں
لیتے ہوئے بولتی ہیں: ”نظر نہ لگے میرے پوتے کو کسی کی“ پھر رانما
”سے کھتی ہیں: ”جاؤ.. پانی لاؤ

رانما دادی کے کھنے پر گلاس لاتی ہے.. دادی سر پر دو بٹا اوڑھ پانی کا گلاس
لے کر جعفر کی نظر اتارنے لگتی ہیں.. جعفر مسکراتے ہوئے: ”مجھے کس
”کی نظر لگے گی.. میری بھولی دادی
رانما کی امی پیار سے: ”ارے اتار لینے دو... پتا نہیں چلتا کب کس کی بری
”نظر لگ جائے

عرتچ ہستے ہوئے بولتی ہے: ”ویسے بھی میں نے آج تک دادی کو سوائی
”ایان کے کسی کی نظر اتارتے نہیں دیکھا

پری: ”آپ سب ایسے ہی باتیں کرتے رہیں گے یا کوئی منہ بھی میٹھا
کروائے گا“، رانما مسکراتے ہوئے: ”میں ابھی لاتی ہوں“، کھ کر چلی جاتی
ہے..

دادی کے نظر اتارنے کے بعد جواد خوش ہو کر جعفر کے گلے لگتا ہے.. اور
کہتا ہے: ”تم میرے لیے میرے چھوٹے بھائی سے بڑھ کر ہو... اللہ
، تمہیں اور زیادہ کامیا بیاں عطا کرے

رانما میٹھائی لا کر اپنے ہاتھ سے پھلے دادا کو کھلاتی ہے... اس کی خوشی اس
کے چہرے سے جھلک رہی ہوتی ہے... جعفر رانما کو اس قدر خوش دیکھ
بہت خوش ہوتا ہے... رانما سب کو اپنے ہاتھ سے میٹھائی کھلا رہی ہوتی
ہے.. جعفر انتظار کر رہا ہوتا ہے کہ اس کی باری کب آئے گی جب رانما

اسے اپنے ہاتھ سے میٹھائی کھلائے گی.. پر وہ بھی غور کر رہا ہوتا ہے کہ
رائما تقریباً سب کو کھلا چکی ہے سوائے اس کے.. آخر کار وہ بول اٹھتا
ہے: ”مجھے بھی گلاب جامن بھت پسند ہے... مجھے بھی کھلا دیں میڈم“
وہ رائما کو دیکھتے ہوئے بولتا ہے جو اس کے برابر میں بیٹھے ایاں تک کو میٹھائی
... کھلا کر اسے نظر انداز کر وہاں سے کچن کی جانے کی نیت سے مڑی تھی

رائما اس کی بات سن پیچھے مڑ کر پورا میٹھائی کا ڈبا اس کے سامنے میز پر رکھ کر
چلی جاتی ہے... جعفر جل جاتا ہے رائما کے اس رویے پر

تھوڑی دیر بعد رائما کچن میں کھڑی ہوتی ہے پری اس کے برابر میں کھڑی
کھانا پکانا سیکھ رہی ہوتی ہے.. جعفر کچن میں آتا ہے اور پری سے کہتا ہے
“: ”رائما سے کھو.. میرے لیے چائے بنا دے

رائمہ سنے ہی پری سے: ”جعفر سے کھو.. خود کھے... ابھی اتنا کامیاب
،، نہیں ہوا کہ ہم غریبوں سے بات کرنا چھوڑ دے

،، پری مسکراتے ہوئے جعفر سے: ”سن تو لیا ہوگا آپ نے

جعفر پری کو مخاطب کر کے کہتا ہے: ”ان سے کھ دو... اتنے دنوں سے
میں تو ان سے بات کر رہا ہوں یہ ہی ہم غریبوں کی طرف نظر عنایت
،، نہیں فرماتیں

رائمہ پری سے مخاطب ہو کر: ”اگر چاہے بنوانی ہے تو خود کھے ورنہ میں
،، نہیں بناؤ گی.. بول دوا نہیں

پری جعفر کی جانب متوجہ ہو کر: ”سن لیا آپ نے میڈم کیا کھرھی
“ہیں.. اب اگر آپ کو چاہے چاہیے تو خود بولیں

جعفر ناراض ہوتے ہوئے: ”چھوڑ دو.. بول دو ان سے نہیں چاہیے
“چاہے

رائما خفگی سے جعفر کو گھور کر دیکھتے ہوئے پری سے کہتی ہے: ”ان سے
کھواپنی اکڑاپنی جیب میں رکھیں... چاہے سٹھیں اپنی تونہ پیسے.. ویسے بھی
“سر میں درد میرے نہیں ہوتا

پری اس سے پھلے جعفر تک رائما کی کھی ہوئی بات پچھائے... جعفر رائما کو
.. غصے سے دیکھتے ہوئے پاؤں پٹک کر وہاں سے چلا جاتا ہے

رائما چائے پکاتی ہے... اور پری کے ہاتھ جعفر کے لیے بھیجتی ہے... اور
اسے منع کرتی ہے کہ وہ جعفر کو نہ بتائے کہ یہ چائے کس نے بنائی
ہے... پری رائما سے تو کچھ نہیں کہتی.. پر دل میں بولتی ہے: ”لو یہ بات
بھی کوئی چھپانے والی ہے.. وہ تو صرف اس چائے کا رنگ دیکھ کر ہی سمجھ
”جائے گا کہ یہ تم نے بنائی ہے

پری جعفر کو چائے دیتے ہوئے: ”سر میں درد ہو جاتا ہے.. پر پھر بھی اکڑ
”دیکھا کر آگے آسے

جعفر چائے کا کپ مسکراتے ہوئے لیتا ہے اور کہتا ہے: ”کیونکہ مجھے پتا
”تھا کہ وہ چائے ضرور بنا کر بھیجے گی

”پری مسکراتے ہوئے: ”بڑا یقین ہے اس پر

... جعفر: ”وہ تو ہے“ پری خوب ہسنے لگتی ہے۔

پری کی مہندی کا دن آتا ہے سب مہمان آئے تھوئے تھوتے
ہیں... ساری لڑکیاں اپنے ہاتھوں کو مہندی سے سجا رہی ہوتی
ہیں.. جبکہ رانما ادھر ادھر سارے کام کرتی پھر رہی ہوتی ہے... رانما کی
امی: ”تم بھی مہندی لگوا لو... روشنی کی بار پر بھی تم نے نہیں لگوائی
... تھی.. اب تو لگوا لو

رانما بڑی بے رخی سے بولتی ہے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے: ”مہندی تو
لگوانا چاہتی ہوں... پر پھر دل میں خواہش اٹھتی ہے کہ میرے ہاتھوں
میں بھی مہندی اتنی ہی حسین لگے... جتنی ان سب لڑکیوں کے ہاتھوں
میں لگتی ہے... اور جب ایسا نہیں ہوتا تو دل دوکھتا ہے“ پھر رانما اپنے

ہاتھوں کو دیکھ کر طنزیہ مسکراہٹ سے کہتی ہے: ”یاد ہے جب میں نے
بچپن میں مہندی لگوائی تھی تو دادی نے کیا کھا تھا... کھا تھا تیرے ہاتھوں
پر تو مہندی نظر بھی نہیں آرہی... کنول کے ہاتھوں پر تو قیامت ڈاھ
رہی ہے.. اور یہ سن کر چاچی کتنا ہنس رہی تھیں.... ایسا لگتا ہے جیسے
آج بھی ان کی ہسی میرے کانوں میں گونج رہی ہو،“ کھ کر جانے لگتی
... ہے... جعفریہ ساری باتیں سن لیتا ہے

رائما پری کے برابر میں بیٹھی پری کی مہندی بڑے حسرت بھری نگاہوں
سے دیکھنے لگتی ہے... جعفر رائما کے بالکل برابر میں آکر بیٹھ جاتا
ہے... رائما جعفر کو اپنے برابر میں بیٹھتا ہوا دیکھ فوراً کھڑی ہو جاتی
ہے... وہ ایک قدم چلتی ہے کے اس کا ہاتھ پیچھے سے جعفر پکڑ لیتا
”ہے... رائما ہاتھ پکڑنے پر چوکتی ہے.. وہ مڑ کر: ”ہاتھ چھوڑو
“ جعفر بہت پیار سے: ”مہندی لگوا لو

رامنا جعفر کو یہ بات سن حیرت سے دیکھتی ہے.. پر اس کے لہجے کی مٹھاس
کے سبب وہ غصہ بھی نہیں کر پاتی.. وہ صرف اپنا ہاتھ چھوڑانے کی
،،کوشش کرتے ہوئے: ”ہاتھ چھوڑو.. مجھے نہیں لگوانی

جعفر کھڑا ہو کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے: ”کیوں نہیں
،، لگوانی؟؟؟

رامنا اپنا ہاتھ چھوڑانے کی کوشش کرتی ہے مگر جعفر اپنی گرفت اور
مضبوط کر لیتا ہے.. جب رامنا دیکھتی ہے کہ سب انہیں ہی دیکھ رہے
ہیں... تو وہ اپنے لہجے کو سخت کر لیتی ہے: ”کیا بد تمیزی ہے؟؟؟ سب
،، دیکھ رہے ہیں چھوڑو ہاتھ

جعفر اس کا ہاتھ اپنی جانب کھینچ کر: ”دیکھ رہے ہیں تو دیکھنے دو... تم
مہندی لگواؤ... بیٹھو“ رانما اس کے کھینچنے کے سبب اس کے قریب آ جاتی
ہے مگر اب بھی دونوں میں ایک قدم کا فاصلہ ہوتا ہے.. رانما جو اب جعفر کو
غصے سے گھور کر دیکھتی ہے

ان دونوں کی بحث دیکھ پھوپھو: ”رانما جب جعفر اتنی ضد کر رہا ہے.. تو
... لگواؤ مہندی

رانما: ”مجھے مہندی اچھی نہیں لگتی.. پھوپھو.. آپ ہی سمجھائیں
“اسے.. مجھ سے ضد نہ کرے

جعفر یہ سنتے ہی رانما کا ہاتھ خود چھوڑ دیتا ہے.. رانما وہاں سے چلی جاتی
ہے.. جعفر اپنے دل میں: ”آج تو میں یہ حق نہیں رکھتا کہ تمہارا ہاتھ

پکڑ کر زبردستی مہندی لگایا لگوا سکوں... پر ایک دن آئے گا رانما... تم
دیکھنا.. جب میں سب کے سامنے تمہارا ہاتھ پکڑ کر مہندی لگواؤں
،،گا.. دیکھ لے ناں تم

رانما اپنے کمرے میں جا کر رونے لگتی ہے: ”کیوں کر رہے ہو؟؟؟...
جعفر... آخر کیوں میری زندگی سے کھیل رہے ہو؟؟؟.. کیوں میری اتنی
فکر کرتے ہو؟؟؟ کیوں تمہارے نزدیک میری ہر چیز کی اتنی اہمیت
،، ہے؟؟؟

جعفر اور پری چھت پر کھڑے رات کی تاریکی میں باتیں کر رہے ہوتے
ہیں.. پری بات تو کیا کر رہی ہوتی ہے اصل میں جعفر کا مزاق اڑا رہی
... ہوتی ہے

پری ہستے ہوئے: ”تم کب تک اس طرح کرتے رہو گے؟؟؟ وہ بھت
ضدی ہو چکی ہے.. تمہارے ہاتھ پکڑ لینے سے تمہیں کیا لگا تھا کہ وہ
،، مہندی لگوا لے گی

جعفر پری سے چڑتے ہوئے: ”اب ہسنا بند کرو...“ پھر پر امید
ہو کر: ”تم دیکھنا ایک دن وہ ضرور مہندی لگوا لے گی... وہ بھی صرف
میرے لیے،“ پری یہ سن اور زور سے ہسنے لگتی ہے
پری: ”تم اسے کیوں نہیں کھ دیتے کہ کتنی محبت کرتے ہو اس
سے... کب تک اس طرح چپ رہو گے.. ابھی تو میں ہوں جو تمہارا
ساتھ دیتی ہوں.. مگر اب تو میری بھی شادی ہو رہی ہے... جعفر مجھے ڈر
ہے.. ڈر ہے کہیں تم چپ رہے یہ سوچ کر کہ وہ خود بولے.. اور اس
،، نے بھی کچھ نہ بولا اسی انتظار میں تو

جعفریہ سن اداس ہو کر بولتا ہے: ”یار جب بولنا.. براھی بولنا.. کبھی تو
... اچھا بول لیا کرو... مجھے یقین ہے میری محبت کا اثر اس پر ضرور ہوگا
.... مگر دھیرے دھیرے

اس کے سر چڑھ بولے گی میری محبت
مگر دھیرے دھیرے

میں بس اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں.. جب وہ خود آ کر مجھ سے کھے کے
وہ اس منگنی کو توڑ دینا چاہتی ہے... وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے جانتا
ہوں میں... کیونکہ

کون کہتا ہے محبت کی زبان ہوتی ہے
محبت تو وہ ہے جو آنکھوں سے بیان ہوتی ہے
“اور اس کی محبت کی گواہی ہر روز اس کی آنکھیں مجھے دیتی ہیں

”پری: ”تم تو

،،جعفر: ”کیا تم تو؟؟؟

پری: ”وہ کبھی نہیں بولے گی لکھ لو میری بات... کھیں ایسا نہ ہو کے تم انتظار کرتے ہی رہ جاؤ... اور اسد بھائی آکر اسے ڈولی میں بیٹھا کر لے

،،بھی جائیں

جعفر کو یہ سن غصہ آجاتا ہے: ”ایسا کبھی بھی نہیں ہونے دوں گا میں... جب تک میں خاموش ہوں تب تک ہے یہ منگنی... جس دن رانما نے آکر کھ دیا ناں.... اس دن میں کسی کی پرواہ نہیں کروں گا... اور توڑ دوں گا یہ نام کی منگنی.. اپنی رانما اپنے نام کر لوں گا.. وہ صرف میری

،،ہے

پری: ”اللہ کا شکر ہے مجھے کبھی کسی سے محبت نہیں ہوئی... کتنا مشکل ہوتا ہے یہ محبت کرنا.. اُف“

جعفر مسکراتے ہوئے: ”محبت تو اک جذبہ ہے... کسی کو اپنے آپ سے زیادہ چاہنے کا.. کسی کی لیے کچھ کرنے کا.. کسی کی خاطر اپنی جان تک دے دینے کا... اور اس کی خاطر کسی کی جان تک لے لینے کا... محبت تو بھت حسین ہوتی ہے... بس یہی بات تو رائما کو سمجھانی ہے“ کھ کر مسکراتے ہوئے جانے لگتا ہے

”پری پیچھے سے: ”کھاں جارہے ہو؟؟ مسکراتے ہوئے“

”جعفر: ”آکر بتاؤں گا

رامنما صحن سے اپنے کمرے کی جانب جارہی ہوتی ہے کہ اچانک اسے اپنا
ہاتھ انجانائی گرفت میں محسوس ہوتا ہے۔۔ اس سے پھلے وہ دیکھے کہ اس کا
ہاتھ کس نے پکڑا ہے وہ شخص اسے اپنی جانب زور سے کھینچتا ہے۔۔ رامنما
چاہ کر بھی خود کو سمجھاں نہیں پاتی اور اس شخص کی جانب کھینچی چلی جاتی
ہے۔۔ وہ گھبراگی ستھی اس ہونے والے اچانک حملے سے۔۔ وہ اپنی آنکھیں
بند کر لیتی ہے۔۔ یہ سب صرف دو تین لمحوں میں ہوتا ہے۔۔ آگے ہی
لمحے وہ جب آنکھیں کھلتی ہے تو وہ اپنے سامنے جعفر کو دیکھ سکون کا سانس
لیتی ہے۔۔ لیکن پھر اسے محسوس ہوتا ہے کہ جعفر کے یوں اچانک کھینچنے
... کے سبب وہ آکر اس کے سینے سے لگی ہے

رامنما دوسرے ہی لمحے اس کی نزدیکی کو محسوس کر نروس ہو جاتی
ہے۔۔۔ جعفر اسے دیوانوں کی طرح دیکھ رہا ہوتا ہے۔۔۔ رامنما اس کی

نزدیکی کے زیادہ اس کی آنکھوں سے نروس ہوتی ہے.. وہ فوراً پیچھے ہٹ کر
.. کھڑی ہوتی ہے... جعفر صرف اسے مسکراء مسکراء کر دیکھ رہا ہوتا ہے

رامنا تھوڑی دیر خاموش رہتی ہے سہم کر.. مگر پھر وہ جعفر کو دیکھ کر
:”یہ کیا بد تمیزی تھی؟؟“ وہ اپنے اندر ہمت جمع کر کے بولی تھی

جعفر: ”صرف ایک سوال...“ یہ کھ کر اس کے چہرے کے نزدیک
جھکتے ہوئے... رامنا: ”کیا؟؟؟“ تھوڑا سا پیچھے کی جانب گرتے ہوئے
جعفر: ”چلو گی یا اٹھا کر لے جاؤں؟؟؟“

رامنا اس کی بات پر الجھی تھی اسے سمجھ نہیں آیا تھا کہ جعفر کیا کر رہا
ہے... ”کیا مطلب؟؟“

جعفر: ”کار میں خود جا کر بیٹھو گی یا اٹھا کر لے جاؤں؟؟؟“
رامنا: ”پر کیوں؟“

“..جعفر: ”جتنا پوچھا ہے اس کا جواب دو فقط

رائما: ”کھاں لے کے جاؤ گے اتنی رات میں؟؟؟“ وہ پریشان ہو کر

پوچھتی ہے

جعفر اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے: ”اٹھا کر لے جاؤں.. شاید

“یہی جواب ہے تمہارا

وہ اس قدر بھرم سے کہتا ہے کہ رائما گھبرا جاتی ہے

رائی گھبراتے ہوئے: ”جعفر یہ کیا بد تمیزی ہے... کچھ تو بتاؤ.. کھاں لے

کے جاؤ گے اتنی رات میں... بلکہ ایک کام کرتے ہیں ہم صبح بات کریں

گے.. ابھی تمہارا بیھیویر بھی تھوڑا عجیب لگ رہا ہے“ اس دفعہ رائما کا

لہجہ کافی دیکھتا تھا

to be con...

جعفر اس کی جانب گھور کر دیکھتے ہوئے: ”تم بولتی بھت ہو.... میرے پاس ٹائم نہیں ہے.. چلو..“ کھ کر مڑ کر جانے لگتا ہے.. وہ دو قدم چلنے کے بعد جب وہ مڑتا ہے تو دیکھتا ہے رانما بھی بھی وہیں کھڑی اسے ہی الجھی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے... جعفر شرارت سے اسے دیکھ کر، مسکراتے ہوئے: ”کیا واقعی چاہتی ہو کے تمہیں اٹھا کر لے جاؤں؟؟؟“ رانما بھوکھلا کر: ”نہیں

جعفر: ”تو چلو پھر

رانما جیسے ہی جعفر کو آگے جاتا ہوا دیکھتی ہے اس کے پیچھے جانے کے بجائے دبے پاؤں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھتی ہے.. ابھی وہ ایک قدم ہی بڑھاتی ہے کہ جعفر تیزی سے آکر اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے... ”چلو.. میڈم“ کھ کر مسکراتے ہوئے اسے کھینچتے ہوئے لے جاتا

ھے.. اسے اپنے ساتھ کار میں بیٹھاتا ھے زبردستی.. رائنما منع کرتی ھے
... لیکن وہ اس کی نہ کو خاطر میں نہیں لاتا

رائنما غصے کے مارے پورے راستے شیشے سے باہر کی جانب دیکھتی رہتی
”.. ھے... جعفر: ”غصہ کیوں ہو رہی ھے؟؟“

رائنما کوئی جواب نہیں دیتی.. مگر جعفر کو برا نہیں لگتا.. کیونکہ وہ اس کی
ناراضگی کی وجہ جانتا ھے.. پھر وہ کار ایک بڑے مشہور پارلر کے سامنے
”روکتا ھے.. رائنما حیرت سے: ”تم پارلر کیوں لائے ھے؟؟“

رائنما الجھی تھی.. اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ جعفر اسے پارلر کیوں لایا
ھے.. جعفر مسکراتے ہوئے اسے تنگ کرنے کی نیت سے اس کی جانب
بڑھنے لگتا ھے... رائنما اسے اپنے نزدیک آتا دیکھ پیچھے شیشے سے جا لگتی
”.. ھے: ”کیا؟؟“

جعفر اس کے قریب آکر ثرات سے: ”کھیں تم یہ تو نہیں سوچ رہیں
“کے میں تمہیں بھاگا کر شادی کرنے لایا ہوں؟؟“

رامنا کو یہ سن ہسی آجاتی ہے... وہ جعفر کے شولڈر پر ہلکے سے ہاتھ
“... مارتے ہوئے ”کچھ بھی

جعفر اس کو ہستے ہوئے دیکھ سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے.. اسے دیکھ براسہ
منہ بنا کر کہتا ہے: ”اس میں ہسنے والی کیا بات ہے؟؟ کیا میں تم سے
“بھاگ کر شادی نہیں کر سکتا؟؟“

رامنا: ”میں تمہیں جانتی ہوں... میں سمجھ گئی ہوں تم مجھے یہاں مہندی
“.. لگوانے لائے ہو

جعفر: ”ہاں..“ یہ کھ کر اس کے ہاتھ میں کر بیڈٹ کارڈ پکڑا دیتا ہے
“: ”اس سے پیمنٹ کر دے ناں

رائما: ”میں نے منع کر دیا تھا پھر یہ سب...“ اب وہ جعفر کی آنکھوں میں
... دیکھتے ہوئے: ”مجھے واقعی شوق نہیں ہے

جعفر: ”میرے لیے لگوا لو... مجھے اچھا لگے گا.. کیونکہ مجھے بہت شوق
ہے کے تمہارے ہاتھوں میں مہندی لگے دیکھنے کا

رائما: ”کیا میری پسند نہ پسند کی کوئی اہمیت نہیں ہے تمہارے نزدیک“
وہ نہایت سنجیدگی سے پوچھتی ہے

جعفر بڑی محبت سے: ”ہے.. مگر صرف تب.. جب واقعی ایسا ہوتا... مجھے
پتا ہے تمہارے نہ مہندی لگوانے کی وجہ... اس لیے مجھ سے جھوٹ نہ
بولو.. پلیز... تم ہمیشہ انہیں ہی کیوں اہمیت دیتی ہو.. جن کی نظر میں

تمہاری کوئی اہمیت نہیں... انہیں کیوں اہمیت نہیں دیتیں... جن کی
نظر میں تم بہت خاص ہو.. جنہیں فرق پڑتا ہے تمہاری پسند نہ پسند
”..سے.. چاچی کو بہت خوشی ہوگی اگر تم مہندی لگواؤ گی

“رائما یہ سنتے ہی: ”تم نے میری اور امی کی باتیں سنی ہیں؟؟؟
..جعفر اثبات میں سر ہلاتا ہے

رائما بہت شرمندہ سی ہو جاتی ہے جعفر سے.. یہ جان کر کے اس نے
ساری باتیں سن لیں تھیں جو اس نے اپنی امی سے کھی تھیں... جعفر اس کا
..ایک دم نظریں جھکا لینا اور خاموش ہو جانا محسوس کر لیتا ہے

جعفر بہت پیار سے اسے دیکھتے ہوئے: ”تم چپ بلکل اچھی نہیں
لگتیں...“ جیسے ہی وہ کہتا ہے رائما اس کی طرف پیار بھری نظر سے
دیکھتی ہے.. جعفر مسکراتے ہوئے: ”ایسے مت دیکھا کرو.. مجھے کچھ ہوتا

ھے،“ رانما اس پر مسکراء کر فوراً دوسرى جانب شيشے سے باہر ديكھنے لگتى
ھے

“.. جعفر: ”اب جاؤ

رانما: ”مجھے گھر جانا ھے.. سب فكر كر رھے ھوں گے.. ميں كيا كھوں گى
“، گھر جا كر

“جعفر: ”تم مھندى لگوانے جاؤ پھلے... گھر والوں كى فكر مت كرو

“رانما: ”ميں نھيں لگوانا چاھتى

“جعفر: ”بھت ضدى ھو تم

“رانما: ”اور تم جوا بھى كر رھے ھو اسے كيا كھتے ھيں؟

“جعفر مسكراتے ھوئے: ”ايك ضدى لڑكى كو منانے كى كوشش

رانما: ”تم بھى ضد ھى كر رھے ھو“، وہ خفگى سے كھتى ھے

“جعفر: ”تم سے سيكھ رھا ھوں

رائنما منہ بسور کر: ”تم مجھ سے زیادہ ضدی ہو... یہ بات سب جانتے
“ہیں

جعفر یہ سن مسکراتے ہوئے اس کے قریب آکر: ”جب پتا ہے میں زیادہ
“.. ضدی ہوں.. تو ہار مان لو ناں

رائنما تھوڑا پیچھے کی جانب جھکتے ہوئے: ”میں انھیں لگواؤ گی... گھر واپس
چلو“ اس کا سر شیشے سے لگا ہوا تھا.. مگر بھرم سے کھتی ہے

جعفر کو اب غصہ آنے لگتا ہے کیونکہ راینما مان کر ہی انھیں دے رہی
تھی...: ”ٹھیک ہے... تم مت لگواؤ.. میں ہی پاگل تھا جو ضد کر رہا
تھا.. اصل میں ہر وہ شخص پاگل ہے جو تم سے محبت کرتا ہے.. اور
تمہاری خوشی کو اہمیت دیتا ہے... ایک مہندی تو ہے... بس.. پتا ہے
تمہاری پروہلم کیا ہے.. تم صرف اور صرف انھیں کے بارے میں سوچتی
ہو جو تمہیں کمتری کی جانب بھارتے ہیں.. تم چاچی ایاں پر ریشنی چاچا

جواد عرتچ بھا بھی اور مجھے ذرا سی بھی اھمیت نہیں دیتیں جو تم سے محبت
کرتے ہیں

سب پیار کرنے والوں کے ناموں میں جعفر نے اپنا نام بھی لیا تھا... یہ
بات رانما کے دل کو لگی تھی... وہ اسے حقاء بقاء ہو کر دیکھ رہی
تھی... جعفر کے چھرے پر اب غصہ و خفگی تھی... جبکہ وہ اسے
زبردستی لایا تھا تو وہ کتنا خوش تھا.. اس کے چھرے پر شرارت تھی.. اور
لبوں پر مسکراہٹ.. جواب غائب ہو چکی تھی

رانما اپنے دل میں: ”مجھے کیوں برا لگ رہا ہے.. کیوں میں چاہتی ہوں
کے وہ ویسے ہی مسکراے جیسے پورے راستے مسکراتے ہوئے آیا
تھا.. کیوں مجھے فرق پڑھ رہا ہے اس کے مر جھائے ہوئے چھرے
سے؟؟؟؟؟ آخر کیوں؟؟؟“

جعفر کار سے اتر کر رانما کی سائٹ کا دروازہ کھول کر کہتا ہے: ”بنگ ہوئی
“وی ہے تمہاری یہاں... پیسے بھر کر آ جاؤ.. پھر واپس چلتے ہیں

رانما کار سے باہر نکل کر: ”میں تو مہندی نہیں لگوا رہی.. پھر پیسے
“کیسے؟؟

جعفر: ”بنگ کے.. تم لگواؤ یا نہ لگواؤ... پیسے بھریں جائیں گے.. اب
“جلدی جاؤ.. دیر ہو گی تھے پھلے سے ہی بھت

رانما اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جانے لگتی ہے.. وہ جاتے ہوئے صرف
... جعفر کا خفگی بھرا چہرہ دیکھتی ہے

.. رانما اندر آ کر: ”میں کیا کروں؟؟“ پھر اسے جعفر کی باتیں یاد آتی ہیں

جعفر 1 گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوتا ہے۔۔ وہ اس کی تاخیر کا سبب جانتا ہے۔۔ اس لیے مسکرا نے لگتا ہے۔۔ ”ایک گھنٹا ہو گیا۔۔ اب آنے والی ہوگی۔۔ باہر کھڑا ہو جاتا ہوں“ یہ سوچ کر وہ باہر کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگتا ہے۔۔

پھر تھوڑی دیر بعد رانما اور اس کے ساتھ ایک لڑکی جو رانما کا دو بیٹا سمجھاں رہی ہوتی ہے تاکہ وہ اس کی گیلی مہندی سے ٹچ نہ ہو جائے۔۔۔ جعفر کے پاس آتی ہیں۔۔ جعفر رانما کے ہاتھ میں مہندی دیکھ بہت خوش ہوتا ہے۔۔ وہ لڑکی جعفر کے پاس رانما کو چھوڑ چلی جاتی ہے۔۔۔

”جعفر مسکراتے ہوئے“ دیکھاؤ

رانما اس کے آگے اپنے ہاتھ کر دیتی ہے۔۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں ”مہندی لگی ہوئی تھی۔۔ جعفر: ”بہت پیاری لگ رہی ہے

رائما اس کے تعریفی الفاظ سن مسکرا نے لگتی ہے.. وہ رائما کو کار میں بیٹھاتا ہے.. خود کار میں بیٹھ کر پھلے رائما کی سیڈ بیلٹ باندھتا ہے پھر اپنی... اس کا چہرہ کھل اٹھتا تھا... وہ کار چلاتے ہوئے سبھی بار بار صرف رائما کی مہندی دیکھ رہا تھا اور مسکرا رہا تھا.. رائما یہ جانتے ہوئے بھی انجان بن باہر کی جانب دیکھ رہی تھی

،،جعفر: ”شکریہ

رائما: ”تمہارے لیے سٹھیں لگوائی.. میرے دادا کے پیسوں کی خاطر لگوائی ہے.. پیسے ویسٹ کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا“ وہ اتر کر بولتی ہے... یہ سن جعفر کو ہسی آ جاتی ہے.. اور وہ مسکراتے ہوئے رائما کے بالوں پر سھلاتا ہے..

،،جعفر: ”کچھ کھاؤ گی؟

”راٹما پریشان ہوتے ہوئے: ”نہیں.. بس اب گھر چلو

،،جعفر: ”پریشان مت ہو.. کچھ کھاتے ہیں پھر گھر چلیں گے

راٹما: ”گھر میں سب پریشان ہو رہے ہوں گے.. مجھے کمرے میں نہ پا کر

،،راٹما جب یہ کھ رہی ہوتی ہے تو جعفر دیکھتا ہے کہ ایک آوارا لٹ ہے

جو راٹما کو تنگ کر رہی ہے وہ اسے مہندی لگے ہونے کی وجہ سے ہٹا بھی

نہیں پار رہی.. جعفر مسکراتے ہوئے: ”میں کر دیتا ہوں“، کھ کر وہ کار

.. سائٹ میں لگاتا ہے

راٹما اسے کار روکتا ہوا دیکھ: ”نہیں اس کی ضرورت نہیں... میں خود بیچ

،،کر لوں گی

جعفر: ”میں کر دیتا ہوں.. تمہاری آنکھ میں جارہے ہیں بال“، یہ کھ کر

راٹما کے قریب آتا ہے.. اسے راٹما کے نزدیک آتے ہی مھک آنے لگتی

ہے.. جس کا وہ دیوانا ہے.. وہ مسکراتے ہوئے راٹما کے سر سے پھلے پھلے

دوبٹاھٹاتاھے.. رانما کو اس کی اس قدر نزدیکی سے شرم آنے لگتیھے.. وہ
اپنی نظریں جھکا لیتیھے.. جعفر اس کے بالوں میں لگا کیچر کھولتاھے.. تو
سارے بال رانما کے کھل جاتےھیں.. جعفر بڑی محبت سے اس کے
سارے بالوں کو کیچر کر دیتاھے.. رانما اس کی اس قدر قربت کے سبب
سانس تک لینا بھول جاتیھے.. یہ پھلی بار تھا کہ اس نے کسی کو اجازت
دی تھی اپنے بالوں کو چھونے کی.. اسے یقین تھا جعفر پر.. بھی سبب تھا کہ
وہ اس سے اپنے بال سیٹ کروا رہی تھی... رانما کے آگے کے بال جو
چھوٹے تھے جو کیچر میں نہیں آرھے تھے انھیں اپنے ہاتھوں سے بڑے
پیار سے اس کے کان کے پیچھے کرتاھے.. رانما کو اس کی گرم گرم
سانسیں اپنے گالوں کو سھلاتی ہوئی محسوس ہوتیھیں.. جن کی وجہ سے وہ
اور زیادہ نروس ہو جاتیھے.. جعفر مسکراتے ہوئے: ”چلیں“ وہ رانما
کے بال سیٹ کر کے واپس کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہتاھے

..جب دونوں گھر پہنچے تھیں تو رانما اپنی امی کو دیکھ گھبرا جاتی ہے
”امی: ”مان گے جعفر تمہیں

“جعفر: ”کھا تھاناں چاچی.. میں لگوا کر ہی لاؤ گا.. آپ دو کھی نہ ہوں
.. رانما کو یہ سن بھت اچھا لگتا ہے... وہ مسکراتی ہے

رانما اپنے کمرے میں جانے لگتی ہے جعفر پیچھے آکر کہتا ہے: ”تم ہسی
”کیوں تھیں جب میں نے بھاگ کر شادی کی بات کی تھی
“.. رانما پیچھے مڑ کر: ”ھلکے بولو.. کوئی سن لے گا

“.. جعفر: ”تو سن لے.. میں ڈرتا نہیں ہوں کسی سے

رانما مسکراتے ہوئے: ”دیھی وجہ ہے کے میں ہسی تھی... تمہاری بات

سن کر.. تم کب سے ڈرنے لگ گے جو بھاگ کر شادی کرو گے“ کھ کر

اپنے کمرے میں چلی جاتی ہے.. جعفر رانما کا جواب سن مسکراتے ہوئے

چلا جاتا ہے

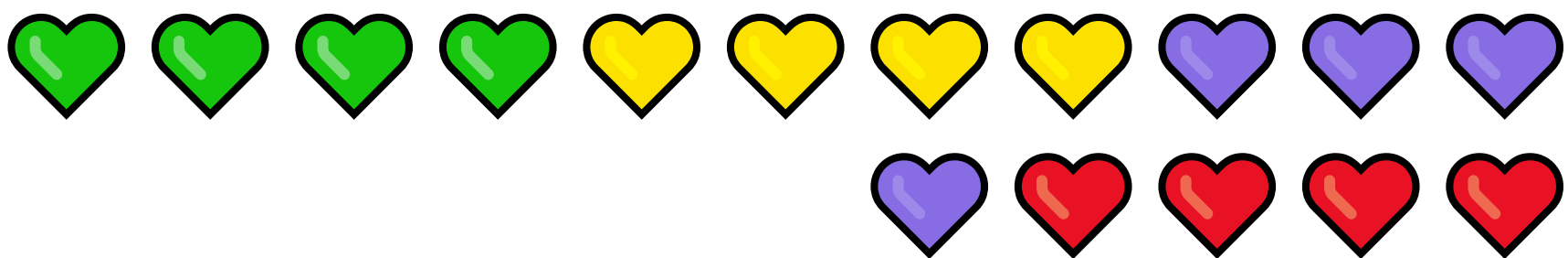
رائمنا اپنی ڈائری میں: ”مجھے بھت اچھا لگ رہا تھا جب جعفر میرے ہاتھ پر لگی مہندی چوری چوری نظروں سے دیکھ رہا تھا... وہ واقعی بھت اچھا ہے... میں نے جھوٹ کھا اس سے کہ پیسوں کی خاطر میں نے مہندی لگوائی.. بات دراصل یہ ہے کہ میں اس کا اداس چہرہ دیکھ خود اداس ہو گئی تھی.. پتا نہیں کیوں لیکن جب وہ میری مہندی دیکھ کر خوش ہوا تو میں اس سے زیادہ خوش ہوئی... اس کے چہرے پر جو خوشی تھی وہ میں ”الفاظوں میں بیان نہیں کر سکتی

روشنی کی شادی کی طرح پری کی شادی کے لیے سبھی سب لڑکیاں ایک جیسی لال رنگ کی کلیوں والی فراک لاتی ہیں.. بارات کے لیے... جس پر گولڈن رنگ کا کام ہوا ہوتا ہے.. رائمنا کو ہر بار کی طرح ہلکے رنگ کا

سوٹ لا کر دیا جاتا ہے سب سے الگ.. رانما کی بڑی امی یعنی عامر کی والدہ
“:” رانما دیکھوں تمہارے لیے میں نے یہ پسند کیا.. اچھا لگے گا تم پر
رانما بے دلی سے: ”جی بڑی امی“ کھ کر وہ دونوں سوٹ اٹھا کر اپنے کمرے
میں لا کر بیڈ پر پھینک دیتی ہے.. اور پھر خود ان کے برابر میں بیٹھی سوچنے
لگتی ہے: ”آخر لوگ ہی کیوں فیصلہ کرتے ہیں کے مجھے کیا پہنا چاہیے
اور کیا نہیں.. میرا بھی تو دل ہے... میں بھی اپنے لیے کچھ پسند کرنے کا
حق رکھتی ہوں.. پر نہیں ہر بار ان سب کی پسند کا پھنو... خود تو اتنے ڈاک
ڈاک رنگ پسند کرتی ہیں اور سب بالکل ایک جیسا تیار ہوتی ہیں اور
... میرے لیے سب الگ

کپڑے الگ.. رنگ الگ... ان سب کا بس چلے تو مجھے
خاندان سے بھی الگ کر دیں.. گورا تو جو بھی پہنے اچھا لگتا ہے وہ رنگ
ڈاک ہو یا ہلکا.. اور کالا جو بھی پہنے برا ہی لگتا ہے... پھر مجھے وہ کیوں

نہیں پھنے دیتے جو میرا دل چاہتا ہے... کیا میں انسان نہیں ہوں.. میں
،اپنی پسند کا ایک سوٹ تک نہیں پھن سکتی... کتنی نا انصافی ہے یہ



بارات والے دن رانما پری سے کھتی ہے.. ہم ساتھ چلیں گے
پارلر.. رانما خانے چلی جاتی ہے... اپنے کپڑے نکال کر.. جب وہ پری سی
ٹاول منگاتی ہے تو پری ٹاول دے کر کمرے سے باہر جانے لگتی ہے یہ کھ
،کر: ”جلدی آ جاؤ.. میں تمہارا نیچھے انتظار کر رہی ہوں

رائمٹا دل باندھ کر غسل خانے سے نیکلتی ہے۔۔ بیڈ پر کپڑے پڑے
ہوتے ہیں۔۔ پری کی باہر سے آواز آتی ہے: ”چلو جلدی کرو۔۔۔ کتنی دیر
لگاؤ گی

رائمٹا: ”بس آرہی ہوں“ کھ کر بیڈ پر رکھے کپڑے جلدی جلدی پھن کر
دو بٹاسر پر اوڑھ کر باہر آ جاتی ہے۔۔ وہ جلد بازی میں پرس بھول جاتی
ہے۔۔۔ کمرے سے باہر آتے ہی اسے یاد آتا ہے۔۔ وہ دوبار کمرے میں
جاتی ہے پرس اٹھانے۔۔ پھر بھاگتی ہوئی نیچے آ جاتی ہے۔۔ اسے پری پورے
گھر میں کھیں نظر نہیں آرہی ہوتی۔۔ رائمٹا کے سامنے اس کی دادی اور عامر
کی امی بیٹھ کر جھیز کے کپڑوں کی پیکنگ کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ رائمٹا کی چاچی
۔۔ سارا سامان ایک جگہ باندھ رہی ہوتی ہیں

”رائمٹا چاچی کے پاس آ کر: ”چاچی آپ نے پری کو دیکھا ہے؟

چاچی نظریں اٹھا کر رانما کو دیکھنے لگتی ہیں... عامر کی امی کی نظر بھی رانما پر
“پڑتی ہے.. وہ فوراً بولتی ہیں: ”رانما تم نے کس کا جوڑا پھن لیا ہے؟؟“

رانما یہ سنتے ہی اپنے جوڑے کی طرف نظر کرتی ہے.. وہ خود حیران رہ
جاتی ہے کہ وہ لال رنگ کی کلیوں والی فراک جس پر گولڈن رنگ کا کام
ہے وہ زیب تن کی ہوئی ہے.. رانما اپنے آپ سے: ”یہ سوٹ میں نے
کیسے پھن لیا.. میں نے تو اپنے کپڑے بیڈ پر رکھے تھے.. یہ سوٹ وہاں
کھاں سے آگیا.. اور میں بے وقوف لڑکی اسے بے خیالی میں پھن آئی.. پر
“یہ میرے کمرے میں آیا کھاں سے؟؟؟“

“رانما کی بڑی امی: ”تم نے کس کا جوڑا پھن رکھا ہے؟؟؟“

رائما: ”وہ بڑی امی“ ابھی رائما کچھ بولے اس سے پھلے رائما کی بڑی
امی: ”تم نے یہ سوٹ پھنا ہی کیوں؟ تمہیں پتا نہیں ہے کیا... تمہارے
“رنگ پر بلکل اچھا نہیں لگ رہا یہ

رائما کو برا لگتا ہے پھر بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے: ”جی بڑی امی“ کھ
کر واپس جانے لگتی ہے... اسی وقت اُمیما آکر براسہ منہ بنا کر کھتی ہے
: ”رائما پھنے سے پھلے ایک بار سوچ تو لیتی.. کتنا عجیب لگ رہا ہے یہ تم
“پر... اسد بھی آئے گا بارات میں

رائما چپ چاپ یہ سن کر جانے لگتی ہے تو دادی بولتی ہیں: ”یہ تو ہے ہی
“ڈھید.. کبھی جواب ہی نہیں دیتی

رائمناہ سنے کے باوجود چپ ہو کر وہاں سے جانے لگتی ہے۔۔ رائمناہ خود کو
ملامت کرتے ہوئے: ”میں نے یہ سوٹ پہنا ہی کیوں؟؟؟ آج کے دن
بھی بے عزتی کروالی اپنی“ ابھی وہ یہ سوچ کر ایک قدم ہی آگے بڑھاتی
ہے کہ جعفر اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔۔ رائمناہ جعفر کی طرف دیکھنے لگتی
ہے۔۔۔ وہ آنکھوں میں آنکھوں میں کہتی ہے: ”چھوڑ دو میرا ہاتھ“ جعفر
نفی میں گردن ہلاتے ہوئے: ”میں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ چلو“ کہہ کر امیما
... کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے

”جعفر امیما سے: ”تم نے کیا کھا رائمناہ کو؟؟؟؟“

امیما ہچکچاتے ہوئے: ”میں نے تو بس بھی کھا کے پھنے سے پھلے سوچ لیتی
... بس

جعفر غصے سے: ”اگر تم اپنی مرضی سے کپڑے پھنتی ہو۔۔ تو رائمناہ کیوں
”نہیں پھن سکتی

“عامر کی امی: ”ٹھیک تو کھا اس نے

جعفر: ”کچھ ٹھیک نہیں کھا اس نے.. رائنما بھی ان سب کی طرح

ھے... جب یہ سب اپنی مرضی اور اپنی پسند سے کپڑے لاتی ہیں... تو

رائنما کیوں نہیں... یہ بھی اسی گھر کی لڑکی ھے.. اس کا بھی دل چاہتا

ھے کے اپنی مرضی کے کپڑے پہنے... اپنی مرضی کے رنگ اڑے.. پر

آپ لوگ اس پر اپنی مرضی تھوپنے میں لگے رہتے ہیں“..... رائنما

.. جعفر کو دیکھنے لگتی ھے حیرت سے

عامر کی امی: ”ہم کوئی اس کے دشمن نہیں ہیں... اس کے کپڑے خود

پسند کر کے لائی ہوں میں.. وہ بھی بازار کا سب سے مہنگا اور خوبصورت

“جوڑا

جعفر: ”تو پھر سب کے لیے سبھی وہی لانا تھا.. صرف رائنما کے لیے

“کیوں؟؟؟؟

عامر کی امی: ”کیونکے اس کا رنگ سب سے الگ ہے... اس لیے اس کے
“کپڑے بھی الگ لاتے ہیں ہم.. فکر کرتے ہیں اس کی
جعفر: ”مت کریں اس کی فکر... وہ اپنا اچھا برا خود سوچ سکتی ہے.. اگر
امیما پر روشنی کنول منہاج اپنے عقل و شعور رکھتی ہیں.. تو راما بھی
رکھتی ہے.. یہ بات ہم اس پر ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے کہ وہ کس رنگ
کے اور کس طرح کے کپڑے پہنا چاہتی ہے... اور بچی بات اسد کی.. کے
وہ وہاں موجود ہوگا... تو میں بتا دوں... دیکھنے والے کے نظریے پر بات
ہوتی ہے.. اگر اسد کو راما پسند ہے تو اسے ہر حال میں راما پسند رہے
گی.. اور اگر نہیں پسند تو کسی بھی کپڑے میں اور کسی حال میں بھی پسند
“نہیں آئے گی

جعفر کی زوردار آواز سن اس کی والدہ وہاں آ جاتی ہیں.. وہ جعفر سے مخاطب ہو کر: ”تم کیوں رائمنا کے لیے آتنا بول رہے ہو؟؟؟ اگر اسے اپنے کپڑوں سے کوئی پرو بلم ہوتی تو وہ خود کھ دیتی... ابھی بھی دیکھو کیسے منہ “.. میں دھی جما کر کھڑی تھی

رائمنا کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگتے ہیں.. اسے احساس ہوتا ہے کہ جعفر وہ پھلا شخص ہے جو اس کی خاطر سب سے لڑ رہا ہے... جو اس کی خاموشی کی زبان بن رہا ہے.. جو اس کے جذبات و خواہشات کو نہ صرف سمجھتا ہے بلکہ ان کا احترام بھی کرتا ہے... آج رائمنا کی نظر میں جعفر کے لیے عزت و احترام اور بھی بڑھ گیا... اس کی نظریں صرف جعفر کے چہرے پر تھیں کہ وہ کس طرح سب سے اکیلا صرف اس کے لیے لڑ رہا ہے

جعفر: ”امی وہ بیچاری تو ویسے بھی کچھ نہیں بولتی... تو آج کیا بولے گی“
پھر وہ اپنی دادی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: ”دادی رانما ٹھید اور ضدی
نہیں ہے... اور نہ ہی بد تمیز ہے... تبھی وہ آپ کی ہر بات چپ چاپ
سن لیتی ہے... اور اُف تک نہیں کرتی... عزت کرتی ہے وہ آپ
... کی.. آپ کا مرتبہ اس کی نظر میں بہت بلند ہے

جعفر کی ماں: ”تم اپنی دادی سے زبان چلا رہے ہو... صرف اس رانما کے
لیے“

جعفر: ”امی میں زبان نہیں چلا رہا... صرف سچ بیان کر رہا ہوں

عامر کی امی اپنے سر پر ہاتھ زور سے مارتے ہوئے: ”اللہ توبہ... اللہ
توبہ... یہ لڑکی تو کتنی بھولی بھالی سی لگتی ہے.. پر دیکھو ذرا کتنی چالاک
ہے... بیٹے کو ماں سے لڑوار ہی ہے

دادی غصے میں آ جاتی ہیں وہ اتنی دیر سے اپنا غصہ ضبط کر رہی ہوتی
ہیں... پر اب ان سے اور ضبط نہیں ہو رہا ہوتا... وہ غصے سے جعفر سے
کھتی ہیں: ”جعفر تم اپنی ماں سے زبان لڑا رہے ہو۔ سچ تو کھ رہے ہیں یہ
سب.... کیا غلط کھا.. امیما نے یا اس کی ماں نے.. رائنما کالی ہے اور میری
باقی ساری پوتیاں گوری ہیں اس لیے وہ جو چاہے اور جیسا چاہے کپڑا پھن
کر پھر سکتی ہیں کیونکہ وہ جو کپڑا پھنتی ہیں اس میں وہ اور حسین لگتی
ہیں... مگر رائنما کے ساتھ ایسا نہیں ہے.. اس لیے ہم اسے ہلکے رنگ
پھناتے ہیں سمجھے... اگر یہ ایسے لال رنگ پھنے گی تو نظر بھی نہیں آے
“گی اور رنگ کالا لگے گا اس کا

جعفر: ”یہ تو اپنے اپنے نظریے کی بات ہے... رنگوں کا ہماری زندگی میں
اتنا عمل دخل نہیں ہے جتنا اپنی پسند کا ہے... اگر کسی کو کالا رنگ پسند

ھے تو اس کے لیے جوبات کالے رنگ میں ھے وہ سفید میں نہیں اور بچی
بات رائما کے لال رنگ پھنے کی تو میں آپ کی معلومات میں اضافہ کرنا
چاہتا ہوں کے رائما جو رنگ پھنے اس میں بھت حسین لگے گی بس نظر
،،ھونی چاہیے دیکھنے کے لیے

رائما کی ماں بھی جعفر اور باقی سب کی آوازیں سن کر وہاں آجاتی ہیں وہ
جعفر کی ساری باتیں سن لیتی ہیں اور دل ہی دل میں جعفر کو دعائیں دے
رہی ہوتی ہیں

جعفر: ”رائما کے لیے یہ جوڑا میں لایا تھا کیونکہ میرے نزدیک رائما میری
،،اور کمزوروں کی طرح ھے

جعفر کی ماں بھت غصے سے جعفر کو دیکھتے ہوئے بولتی ہیں: ”جعفر رانما کا ہاتھ چھوڑو“ جعفر ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سٹفنی میں گردن ہلاتا ہے

جعفر: ”میں رانما کو پار لے کر جا رہا ہوں اب ہول میں ملاقات ہوگی“
کھ کر رانما کا ہاتھ پکڑے ہی باہر کی طرف سب کے سامنے جانے لگتا ہے.. رانما کی آنکھوں سے آنسوؤں بھے جا رہے ہوتے ہیں... رانما کی ماں دادی چاچی بڑی امی اور تائی امی سب دیکھتے رہ جاتے ہیں اور جعفر سب کی نظروں کے سامنے سے رانما کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے جاتا ہے

رانما جب کار کے پاس آتی ہے تو اسے پری کار کا دروازہ پکڑے نظر آتی ہے.. رانما بھاگتے ہوئے آتی ہے اور پری کے گلے لگ جاتی ہے... وہ پری

سے گلے لگ کر زور زور سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے.. پری ساری
.. باتیں سمجھ جاتی ہے.. اور اپنے ساتھ کار میں بیٹھا لیتی ہے

جعفر کار چلاتا ہے... وہ اپنی کار کا شیشہ رائنما کے چہرے پر سیٹ کر لیتا
ہے.. اور رائنما کو روتا ہوا دیکھتا رہتا ہے.. جعفر پار لے پہنچ کر ان دونوں کو
وہاں چھوڑ دیتا ہے.. رائنما پار لے میں بھی مسلسل روئے جا رہی ہوتی
ہے.. پری اسے چپ کرواتی ہے اور پار لے والی سے کہتی ہے: ”آج ان کو
ایسا تیار کرو کہ سب کی نظریں دو لہن پر نہیں... دو لہن کی بھن پر
ہو.. یہ ہر وقت آنکھوں میں کا جل لگا کر رکھتی ہیں اسے ہٹا دو“ اور رائنما
”سے مخاطب ہو کر: ”آج تم دو بٹا نہیں اوڑو گی.. سمجھیں

”راٹما احتجاج کرتے ہوئے: ”پر میں نے کبھی دو بٹاسر سے نہیں اتارا

”پری: ”تو آج اتار لو... بس میں نے کھ دیا ناں

پار لروالی: ”آپ فکر نہ کریں.. ہمارا پار لرواچی کا سب سے مشہور پار لروا
ہے... ہم انسان کو بدل دیتے ہیں.. آپ دیکھیے گا... آپ اپنی بھن کو
”خود نہیں پہچان سکیں گی

پری مسکراتے ہوئے: ”میں تو ان کی آنکھوں کو بغیر کا جل کے اور سر کو
بغیر دو بٹے کے دیکھا ہی نہیں... میرے لیے تو بھی تبدیلی بھت بڑی
”بات ہوگی

پری کو دوسری طرف لے جایا جاتا ہے۔۔ اور رائنما کو دوسری طرف۔۔ رائنما
کا چہرہ پھلے تو خوب دھولا جاتا ہے۔۔ پھر آئی برو بنائی جاتی ہے۔۔ پھر
چہرے پر بیس بنایا جاتا ہے۔۔ بیس بنتے ہی رائنما کا کالا رنگ غائب ہو جاتا
ہے۔۔ پھر اس کے پورے چہرے پر لال رنگ کا میک اپ کیا جاتا
ہے۔۔ اس کے بال کھول دیے جاتے ہیں جو پوری کمر کو چھپا دیتے ہیں
اتنے گھنے اور سیاہ بال ہوتے ہیں کہ رائنما کا چہرہ صرف کھول لینے سے
ہی بدلا بدلا لگتا ہے۔۔ اس کی آڑی مانگ نیکالی جاتی ہے۔۔ ماتھے پر بندیا
سجائی جاتی ہے۔۔ کانوں میں جھمکے۔۔ ہاتھوں میں چوڑیاں اور پاؤں میں
پایل۔۔

تین گھنٹے بعد جب جعفر رائنما اور پری کو لینے آتا ہے تو پھلے پار لڑ سے رائنما
باہر آتی ہے۔۔ جعفر کار کے پاس کھڑا ہوتا ہے اسے ایک دم پایل کی چھنک
سنائی دیتی ہے وہ پیچھے مڑتا ہے تو اس کے سامنے ایک نہایت ہی حسین و

جمیل لڑکی نظریں نیچے جھکائے کھڑی ہوتی ہے.. رانما کا نقشہ تو شروع سے
ہی بھت حسین تھا بس اس کا رنگ ان سب چیزوں پر غالب آ گیا تھا
..... آج جب رنگ پر نقشہ غالب آیا تو اس سے زیادہ حسین لڑکی جعفر
نے پوری زندگی میں نہیں دیکھی... وہ یہ سوچنے لگتا ہے.. جعفر کی
نظریں رانما کے چہرے کا طواف کر رہی ہوتی ہیں.. رانما کو دیکھ جعفر پر
مستی سی طاری ہو رہی تھی.. وہ صرف کھڑا... مسکراتے ہوئے رانما کو دیکھ
.. رہا تھا

رانما جعفر سے: ”ابھی پری کو وقت لگے گا“ یہ کہنے کے بعد وہ نظریں اٹھا
کر جعفر کو دیکھتی ہے... جعفر اسے ہی دیوانوں کی طرح تک رہا ہوتا
ہے.. رانما اسے خود کے وجود کو تکتا ہوا دیکھ فوراً اپنی نظریں نیچے کر لیتی
ہے.. اور کہتی ہے: ”آدھا گھنٹہ اور لگے گا ابھی

جعفر مسکراتے ہوئے: ”تم ایسے ہی کھڑی رہو.. آدھا گھنٹہ تو یوں ہی گزر جائے گا“..... رانما کو اس کی بات سن شرم آنے لگتی ہے... وہ کہتی ہے: ”میں پار لر میں بیٹھ جاتی ہوں... پری کے ساتھ آ جاؤں گی“ وہ یہ کہہ کر ابھی ایک قدم ہی چلتی ہے کہ اس کا دو بٹا اس کی سینڈل میں آ جاتا ہے.. اور وہ گرنے لگتی ہے.. جعفر فوراً اسے اپنی باہوں میں سمجھا لیتا ہے.. جعفر محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگتا ہے.. رانما بھی اسی کو دیکھ رہی ہوتی ہے

”... جعفر: ”اس بار تم نے آنکھیں نہیں بند کئیں
رانما جعفر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کھوئے کھوئے انداز میں کہتی ہے: ”کیونکہ مجھے پتا تھا کہ تم مجھے گرنے نہیں دو گے

جعفر مسکراتے ہوئے: ”سچ؟؟؟“ رائما اس کے مسکراتے ہی حواس میں
لوٹتی ہے.. وہ گھبرا کر اٹھنے کی کوشش کرتی ہے... تو جعفر اسے سیدھا
... کھڑا کر دیتا ہے

جعفر رائما کا دو بیٹا زمین پر لٹکا ہوا دیکھ کھتا ہے: ”دو بیٹا اس طرح نہیں
... پھنتے

“رائما: ”تو پھر

جعفر: ”لاؤ دیکھاؤ“..... جعفر کے یہ کہتے ہی رائما اپنا دو بیٹا قس کے پکڑ
لیتی ہے.. جعفر یہ دیکھ مسکراتا ہے: ”ڈرو مت... صرف سیٹ کر رہا
“ہوں... تاکہ گروناں... اتنا تو یقین کر سکتی ہو مجھ پر
رائما یہ سنتے ہی اپنے دو بیٹے پر اپنی پکڑ ڈھیلی چھوڑ دیتی

ہے... جعفر: ”بھت آسان ہے.. پھلے اپنا دو بیٹا سیدھے ہاتھ میں لو...“

پھر کمر کے پیچھے لے کر جاؤ... اور اب الٹے ہاتھ سے لٹکائو... ٹھیک
ہے“

جعفر جیسا کہتا ہے رانما ویسا ویسا کرتی ہے... جعفر: ”اب دونوں طرف
... سے تھوڑا تھوڑا چھوڑ دو“ رانما ویسا ہی کرتی ہے

دوسری طرف جعفر کی ماں اپنے شوہر سے: ”تم دیکھتے کس طرح ہاتھ
پکڑے کھڑا تھا اس کا... ایک بار بھی اس نے کسی کی پرواہ نہیں کی... کے
کوئی کیا کھے گا... مجھے لگتا تھا کہ جعفر ابا کے پاس آکر بدل گیا ہے پھلے جیسا
نہیں رہا... کتنا تمیز دار اور فرمانبردار ہو گیا ہے... پر آج اس نے بتا دیا مجھے
کہ وہ نہیں بدلا... وہ اتنا ہی ضدی مزاج ہے جتنا پھلے تھا... اتنا سمجھایا
اسے کہ اس لڑکی کی منگنی ہو چکی ہے... پر وہ ہے کہ اس کے پیچھے سب
”سے لڑ رہا ہے“

جعفر کے والد: ”میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ اس بارے میں کوئی بات مت کیا کرو... جو ان خون ہے جوش تو مارے گا.... اگر تم زیادہ کرو گی تو اپنے بیٹے سے ہی ہاتھ دھو بیٹھو گی

جعفر کی ماں: ”تو آپ کیا چاہتے ہیں چپ چاپ بیٹھ کر تماشہ دیکھوں
؟؟؟“

جعفر کے ابو اپنی گھڑی پھنتے ہوئے: ”ہاں.. میرا تو بھی مشورہ ہے کہ خاموشی سے تماشہ دیکھو... وہ بہت ذہین ہے... اپنا اچھا برا سمجھ سکتا ہے.. اس لیے آسے اس کے حال پر چھوڑ دو

جعفر کی والدہ اپنے بال بناتے ہوئے: ”تو کیا اس رائیما کو اپنی بھو بنالوں؟“

والد: ”ہاں... اگر ہمارا بیٹا بھی چاہتا ہے تو مجھے اس میں کوئی مسئلہ
نہیں... اب وہ اپنا ایک نام رکھتا ہے... اس کی قابلیت کا طوطا بولتا ہے
پورے زمانے میں... اتنی چھوٹی عمر میں اتنا بڑا رتبہ ہر کوئی نہیں
پاسکتا... اگر جعفر نے ایک بار بھی ابا سے بات کی ناں رانما کے لیے تو
تم دیکھ لے ناں... ابارانما کی منگنی اسد سے توڑ کر جعفر سے کروادیں
گے... کیونکہ یہ بات سب جانتے ہیں کہ ابا اس لڑکے سے کبھی نہیں
بیگاڑے گے جو ان کے کے بزنس کو چار چاند لگا رہا ہے... اب یہ بات
سب جانتے ہیں کہ ابا صرف جعفر کو اپنا سایہ مانتے ہیں... ابا نے آج
تک اپنے بیٹوں کو اس قابل نہیں سمجھا کہ ان سے کوئی بھی فیصلہ مشورہ
کر کے کریں... پر جعفر سے کرتے ہیں... اس سے اندازہ لگاؤ کہ جعفر
کیا اہمیت رکھتا ہے ابا کی نظر میں... اور جعفر یہ بات جانتا ہے... اس
”لیے وہ سب سے لڑکر رانما کا ہاتھ پکڑ کر سب کے سامنے لے گیا

ہول کے اندر سارے مہمان آچکے ہوتے ہیں... جواد جعفر کو فون کرتا ہے: ”کھاں ہو سب آچکے ہیں... بس دو لہن ہی غائب ہے

جعفر: ”یار میں خود انتظار کر رہا ہوں... پارلر کے باہر کھڑا... ہر تھوڑی دیر بعد رانما آکر کھڑی ہے پر تیار ہے... بس آرہی ہے... اور یہ سنتے سنتے مجھے پندرہ منٹ گزر چکے ہیں.. یہ لو آگئیں“ دو لہن دو لہن صاحبہ... چلو میں آتا ہوں لے کر

جواد: ”ہاں جلدی آؤ

جعفر تھکے ہوئے چہرے سے: ”تم لڑکیاں بھی ناں... ویٹ کرا کر ا کے مار دیتی ہو... چلو بیٹھو کار میں“... رانما اور پی پیچھے بیٹھتے ہیں... جعفر

کو اس بار شیشے میں رائنما کے بجائے پری نظر آرہی ہوتی ہے تو پری کہتی ہے: ”وہ اس بار میں غلط جگہ پر بیٹھ گئی.. تم شیشہ دوسری طرف کرلو“
..... رائنما پری کو کوئی مارتی ہے... جعفر ہسنے لگتا ہے

”پری: ”ویسے اچھی تو لگ رہی ہوں ناں
”رائنما: ”فکر نہ کرو... بہت پیاری لگ رہی ہو
”جعفر: ”ہاں... بہت پیاری لگ رہی ہو
”پری چھیڑتے ہوئے: ”تم یہ مجھے کھڑے ہو یا کسی اور کو

راستے میں آکر جعفر کا روک دیتا ہے... پری کا رخ سے اترتی ہے... سامنے
عامر اور واصف کھڑے ہوتے ہیں... ڈولی وہیں رکھی ہوتی ہے
پھولوں سے سجھی... اور چار ڈولی اٹھانے والے کھڑے ہوتے ہیں ان
سے آگے بڑے بڑے ڈھول گلے میں لٹکائے آدمی کھڑے ہوتے
... ہیں

“عامر جعفر سے: ”کب سے ویٹ کر رہے ہیں

جعفر: ”یار... پار لروالی نے دیر کرادی... چلو ساری تیاریاں پوری ہیں
“ناں

“عامر: ”تم فکر مت کرو

“عامر پری کی طرف دیکھتے ہوئے: ”چلو پری آؤ... بیٹھو ڈولی میں

“واصف اس پر پری سے کہتا ہے: ”تم نے کھانا کھایا ہے؟؟؟

رانا اور پری واصل کے اس سوال پر حیرت سے پوچھتی ہیں: ”تم ایسا

“کیوں پوچھ رہے ہو

“واصف: ”پہلے بتاؤ کھایا ہے یا نہیں

پری: ”گھر سے نکلنے سے پہلے چاچی نے تھوڑا سا کھانا کھلایا تھا... پر کیوں

“پوچھ رہے ہو

واصف سر پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے: ”اللہ... یعنی دو کلو وزن اور
”بڑھ گیا ہوگا“

جعفر رائے اور عامریہ سن کر ہسنے لگتے ہیں... پری غصے سے واصف کو
”دیکھتے ہوئے: ”واصف کے بچے... اگر یہ شرارہ نہ پھنسا ہوتا تو بتاتی تھے
واصف اس پر اور زیادہ پری کو چھیڑتے ہوئے: ”یار.. اللہ بھلا کرے اس
شخص کا... جس نے بھن کی ڈولی بھائی اٹھائے یہ رسم بنائی ہے... ہو سکتا
ہے اس کی بھن دو بلی تیلی ہو“..... وہ اس قدر سنجیدگی سے بول رہا تھا
جیسے واقعی پری بھت موٹی وزن دار لڑکی ہے.. پری اس پر ناراض ہو جاتی
ہے... اور کہتی ہے: ”ٹھیک ہے... میں نہیں جا رہی ڈولی میں“ پھر مڑ
کر جعفر سے کہتی ہے: ”چلو کار میں ہی چلتے ہیں...“ اتنے میں واصف
بھاگتا ہوا آتا ہے اور پری کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے پیار سے
اپنی چھوٹی بھن سمجھتے سمجھتے ہوئے کہتا ہے: ”ارے یگی.. میں تو مزاق کر

کر رہا تھا... اتنا سہ مزاق بھی نہیں سمجھتی... کیا میرا حق نہیں بنتا اپنی
”چھوٹی بھن سے آخری بار مزاق کرنے کا

”عامر اس پر کہتا ہے: ”آخری بار کیوں؟؟؟“

واصف بڑے پیار سے: ”اتنی دور جو جا رہی ہے ہم سب سے“... یہ
... سن پری کی آنکھیں نم ہو جاتی ہیں

جعفر پری کو مسکراتا ہوا الوداع کرنا چاہتا ہے اس لیے کہتا ہے: ”کوئی
نہیں.. اتنی دور بھی نہیں جا رہی.. اسپین ہی تو جا رہی ہے بس... اسپین
گھوڑے کے ساتھ“ بس یہ کھنا ہوتا ہے کہ پری جعفر کو روتے ہوئے
... دیکھنے لگتی ہے: ”مت کرو ناں“ کہہ کر مسکراتی ہے

جعفر پری کی ناک پیار سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے: ”چلو.. اب بیٹھو دیر ہو
“رہی ہے

واصف پری کا ہاتھ پکڑتے ہوئے: ”چلو میں بیٹھاتا ہوں تمہیں“ پری
ہاں میں سر ہلاتی ہے

رائما بھی پری کے پیچھے پیچھے جانے لگتی ہے... جعفر آواز دیتا ہے: ”تم
“کہاں جا رہی ہو؟؟؟

“رائما: ”وہ پری کے ساتھ

“جعفر: ”تم بھی کیا ڈولی اٹھانے والی ہو؟؟؟

“رائما: ”نہیں.. تو

“جعفر: ”تو پھر کیوں جا رہی ہو... چلو کار میں بیٹھو

“رائما: ”اچھا

،،جعفر عامر سے: ”آرام سے لے کر آؤ... میں پھنچتا ہوں ٹھیک ہے
“عامر: ”ٹھیک ہے.. تم پھنچو

جعفر کار میں آکر بیٹھتا ہے اور کار چلاتے ہوئے ڈولی سے پھلے آگے والے
... ڈھول والوں کو ہٹاتے ہوئے نیکل آتا ہے

راہِ مابِ کل خاموش بیٹھی ہوتی ہے... اس کے اندر اتنی صمت تک نہیں
ہوتی کے وہ جعفر کا شکریہ ادا کر سکے.. اس لیے وہ خود کو تیار کر رہی ہوتی
ہے اندر سے کے وہ کھ سکے.. وہ اپنی دونوں ہتھلیاں ایک دوسرے سے
مسل رہی ہوتی ہے

،،جعفر: ”سردی لگ رہی ہے کیا؟؟؟ اے سی بند کردوں؟؟؟

”رائما: ”نہیں تو

،،جعفر: ”تو پھر ہتیلیاں کیوں مسل رہی ہو؟؟؟

”رائما: ”وہ... وہ

جعفر: ”جعفر میں تمہیں شکریہ کھنا چاہتی ہوں... یہی کھنا چاہتی ہو

،،ناں... مجھے

.. رائما بڑا بھولا سہ چہرہ بنا کر گردن اثبات میں ہلاتی ہے

جعفر: ”شکریہ کھنے کی ضرورت نہیں ہے.. یہ میں نے تمہارے لیے

،،نہیں کیا

” رائما حیرت سے پوچھتی ہے: ”تو پھر کس کے لیے کیا؟؟؟

جعفر رائما کو پیار بھری نظر سے دیکھتے ہوئے: ”اپنے لیے.. کیونکہ

،،تمہاری خوشی میں ہی میری خوشی ہے

رائما نہایت رنجیدہ ہو کر کہتی ہے: ”تم اس طرح کی باتیں مت کیا کرو... ڈر لگتا ہے مجھے... سنگنی ہو چکی ہے میری اسد سے... تمہاری یہ باتیں لا حاصل ہیں“

جعفر: ”یہ باتیں لا حاصل ہیں یا نہیں... اس بات کا فیصلہ کیوں ناں ہم“ قسمت پر ہی چھوڑ دیں

رائما: ”میں تمہارے ہی بھلے کی بات کر رہی ہوں... بعد میں دو کھ ہو گا“ تمہیں

.. جعفر: ”تمہیں میرے دو کھ سے کیا لینا؟؟؟؟؟... وہ میرا دو کھ ہے رائما کو اس کی بات دل پر چبیتی ہے.. وہ بہت دو کھی ہو کر: ”کیسی احمقوں والی باتیں کر رہے ہو... مجھے کیوں فرق نہیں پڑے گا... تمہارا دو کھ جتنا“ تمہیں تکلیف میں مبتلا کرے گا اتنا مجھے بھی کرے گا

جعفر: ”شکر ہے خدا کا.. تم نے مانا تو صحیح کے تمہیں میرے دو کھ و تکلیف“ کا احساس ہے

رائما: ”مت لگاؤ ایسی لگن جو بعد میں تمہیں سب کے بیچ میں بھی تنہا
کر دے“

جعفر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے: ”شاید میں چاہتا ہوں سب کے بیچ
”تنہا ہو جانا“

رائما یہ سن خاموش ہو جاتی ہے.. اسے سمجھ نہیں آتا کہ وہ جعفر کو کس
طرح سمجھائے۔

وہاں ہول میں حیدر بارات لے کر آ جاتا ہے.. تھوڑی سی دیر بعد پری کی
ڈولی بھی آ جاتی ہے... پری ڈولی میں آسمانوں سے اتری کوئی شہزادی
معلوم ہوتی ہے.. ہر ایک کی نظر پری پر ٹکی ہوتی ہے... پری کی ڈولی
ہول میں رکھی جاتی ہے.. حیدر کے برابر میں.. حیدر ہاتھ بڑھاتا ہے تو
ڈولی میں سے پری اس کا ہاتھ تھام لیتی ہے اور اس کا ہاتھ تھام کر ڈولی

سے باہر آتی ہے... ویڈیو بن رہی ہوتی ہے.. حیدر پری کا ہاتھ پکڑ کر
.. اسے اسٹیج پر لے کر جاتا ہے

رانا اپنی مامی کے پاس جاتی ہے

”مامی: ”بھت پیاری لگ رہی ہو

اسد بھی برابر میں کھڑا ہوتا ہے.. مامی اچانک سے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیتی

ہیں.. جیسے انھیں دل میں درد اٹھا ہے... رانا اور اسد دونوں تھک جاتے

ہیں.. رانا ان کا سیدھا ہاتھ اور اسد الٹا ہاتھ تھام لیتا ہے... مامی صوفے

پر بیٹھ جاتی ہیں... رانا گھبرا کر: ”امی.. امی کیا ہوا؟؟ میں پانی لے کر آتی

ہوں“ کھ کر پانی لینے کے لیے مڑتی ہے.. اسد بھی گھبراتے ہوئے کہتا

ہے: ”امی... امی آپ تو بالکل ٹھیک تھیں... اچانک سے کیا ہو گیا آپ

،، کو

مائی رانما کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں۔۔ رانما مڑ کر مائی کو دیکھتی ہے۔۔ اسد بھی حیران نظروں سے دیکھنے لگتا ہے۔۔ مائی مسکراتے ہوئے: ”ارے مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔ دیکھو ذرا تم دونوں اپنی شکلیں۔۔ بارہ بج رہے ہیں تم دونوں کے چھروں پر

“رانما سکون کا سانس لیتے ہوئے: ”مائی آپ نے تو جان ہی نیکال دی تھی

“مائی: ”مائی نہیں امی کھو۔۔۔ جیسے ابھی گھبراہٹ میں کھ رہی تھیں

“اسد ناراض ہوتے ہوئے: ”کیا مزاق ہے امی

اسد کی والدہ: ”میں تو صرف ایسے ہی دیکھ رہی تھی کہ تم دونوں کیسے

“ریکٹ کرو گے

“اسد: ”امی۔۔۔ آپ بھی ناں

“رانما: ”لگتا ہے مجھے عامر بولا رہا ہے۔۔ میں ابھی آتی ہوں

اسد رانما کو جاتا دیکھنے لگتا ہے.. رانما مڑ کر ابھی ایک قدم آگے بڑھاتی ہے
تو اسد کا ہاتھ جس میں اس نے گھڑی پھنی ہوئی ہوتی ہے وہ رانما کے
دو بٹے میں پھنس جاتی ہے... رانما آگے آگے اور اسد پیچھے پیچھے چلنے لگتا
ہے.. رانما ابھی چار قدم ہی آگے بڑھاتی ہے کہ اسے اپنے پیچھے کسی کی
موجودگی کا احساس ہوتا ہے... وہ پیچھے مڑتی ہے تو اسد کھڑا ہوتا
ہے... رانما اسد کو دیکھ حیران ہو جاتی ہے... اسے خوش فہمی ہوتی ہے
کہ شاید اسد اس سے کوئی بات کرنے آیا ہے... مگر اسد کی نظریں اس
کے دو بٹے پر ہوتی ہیں... وہ اپنا ہاتھ اٹھاتا ہے تو رانما کو نظر آتا ہے کہ
... اسد کی گھڑی اس کے دو بٹے میں الجھ گئی ہے

“اسد: ”نیکا لو اسے

رانما یہ سن فوراً اسے الگ کرنے میں لگ جاتی ہے... اسد ایسا ظاہر کر رہا
ہوتا ہے جیسے اس کے لیے آگ اک لمحہ گزارنا بھاری پڑھ رہا ہے... رانما
نیکا لتی جاتی ہے اور دل ہی دل میں کہتی ہے: ”تم ایسے کیوں ہو؟؟؟“

تمہاری آنکھیں اس قدر ظلم پرستی کیوں کرتی ہیں؟؟؟ کیوں تم مجھے اس طرح دیکھتے ہو جیسے سزا ہوں میں تمہارے لیے.... کیوں آخر تمہاری نظریں حقارت بھری ہوتی ہیں... کیوں یہ دل تڑپ رہا ہے کے ایک بار ہی صحیح پر تم مجھے نظر بھر کے دیکھو... جیسے اور لڑکے اپنی منگیترا کو دیکھتے ہیں...“ رانما جب نظر اٹھاتی ہے تو اسدا سٹیج کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے...

“رانما: ”نیکال دیا

اسدیہ سنتے ہی دیکھتا ہے اپنی گھڑی کی جانب.. پھر بغیر کچھ کھے روشنی کے پاس چلا جاتا ہے... رانما وہیں کھڑی اسد کو حسرت بھری نگاہ سے تک رہی ہوتی ہے... پھر وہ دیکھتی ہے کے اسد کنول کے پاس گیا ہے اور وہ کنول کے کانوں میں کچھ سرگوشی کر رہا ہے.. جس پر وہ دونوں خوب... ہس رہے ہیں

”واصف رانما کو اسد کو دیکھتا ہوا دیکھ بولتا ہے: ”تم منگنی توڑ دو رانما

”وہ حیرت سے واصف کا چہرہ تکتی ہے: ”کیا؟؟؟“

واصف: ”سب کو نظر آتا ہے.. کے وہ کنول میں انٹرس لیتا ہے تم میں

نہیں... ہر وقت دل جلانے سے اچھا ہے ایک بار ہی رولو... ویسے بھی

کوئی ہے جو تم میں انٹرسڈیٹ ہے.. اور تم یہ بات جانتی ہو.. تو پھر کیوں

ٹھیک فیصلہ نہیں کر رہیں.. میں تمہیں بھائی بن کر مشورہ دے رہا

ہوں... جعفر واقعی بہت محبت کرتا ہے تم سے... قدر کرتا ہے تمہاری

اور عزت بھی... تمہارے لیے سب سے لڑھ رہا ہے وہ بھی اکیلے... میں

”... نے دیکھا تھا گھر میں کیا ہوا تھا..... تبھی کھ رہا ہوں

رانما یہ سن سمجھ نہیں پاتی کے کیا جواب دے.. وہ اپنی آنکھیں جھکا لیتی

... ہے

واصف: ”فیصلہ تمہارا ہے رانما..“ پھر وہ بات کا موضوع یکدم تبدیل

”کرتے ہوئے: ”جو تا چھپائی کی تیاری کی تم نے؟؟؟“

“رائما: ”جوتے تو اس نے پھن رکھے ہیں... میں کیا کروں؟؟؟
واصف: ”وہ تو اسپینی گھوڑا ہے... شاید اسے پتانہ ہو کے جوتا چھپائی بھی
کوئی رسم ہوتی ہے.. چلو میرے ساتھ“ رائما و واصف کے پیچھے چل پڑتی
ہے...

واصف رائما کو اسٹیج کے پاس روک دیتا ہے... اور خود جا کر حیدر کے
کے برابر میں بیٹھ جاتا ہے... جو اد رائما کو اسٹیج کے پاس کھڑا دیکھ پوچھتا
ہے....: ”تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟“

“رائما: ”جوتا چھپائی کی تیاری

“جواد: ”جوتے تو حیدر نے پھن رکھے ہیں... کیسے اترواؤ گی
“واصف کھ کر گیا ہے کے وہ لے کر آئے گا... b.b رائما: ”پتا نہیں
جواد: ”کیسے اتار لائے گا“ وہ طنز کرتے ہوئے: ”کیا تم حیدر کو احمق سمجھتی
ہو... جو واصف جا کر کھے گا جوتے اتار دو اور وہ اتار دے گا“ ابھی وہ کھ کر

چپھی ہوتا ہے کے واصف جوتے لیے آس کے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا
ہے...

“راہما خوش ہو کر: ”کیسے اتر وائے... تم نے
واصف فکرانہ انداز میں: ”میں تو کھا تھا کے وہ اسپینی گھوڑا ہے پاکستانی رسم
ورواج کو کیا جانے... میں نے اس سے کھا کے تمہارے جوتے چاہیے
... ہمارے یہاں رسم ہے کے لڑکی والے دولہے کے جوتے اتار لیتے ہیں
اور نکاح کے بعد واپس کرتے ہیں...“ اس بات کو سنتے ہی راہما
خوب ہسنے لگتی ہے... جواد حیرت سے: ”تو کیا وہ مان گیا؟؟؟ کے ایسی
“کوئی رسم ہے

واصف: ”اور نہیں تو کیا... دیکھ لو... جوتے میرے ہاتھ میں ہیں“
جواد یہ سن کر ہسنے لگتا ہے

جعفر وہاں آتا ہے تو تینوں کو ہستا ہوا دیکھ ہسنے کی وجہ پوچھتا ہے... پھر
واصف ہستے ہستے پوری بات اسے بتاتا ہے... یہ سن جعفر بھی ہسنے لگتا
ہے...

جواد واصف سے: ”چلو واصف حیدر کی باتوں پر بعد میں ہس لیں گے پھلے
“مہمانوں کو دیکھ لیتے ہیں
“b.b... واصف: ”چلیں

جعفر ان کے جانے کے بعد: ”ہستے ہوئے اچھی لگتی ہو“ رانما یہ سنتے ہی
ہسنا بند کر دیتی ہے

جعفر: ”میرے ساتھ ویڈیو بنوانے چلو گی؟؟
“رانما: ”اگر نہ کھو گی تو نہیں بنواو گے؟؟

جعفر مسکراتے ہوئے: ”تم سیدھی بات کا سیدھا جواب نہیں دے سکتیں
”کیا؟؟“

”... رانما اتر کر: ”نہیں

جعفر: ”ہم.. ہن.. تو.. ہاں نہیں بنواؤ گا... پر پھر تمہیں میرے ساتھ
”تصویریں کینچھوانی پڑیں گی... فیصلہ تمہارا ہے

رانما اپنے دل میں: ”تم نے آج جو میرے لیے کیا ہے اس کی وجہ سے میں
تمہاری احسان مند ہوں.. تم پھلے ہو جس کے لیے میری خواہشات کوئی
” حیثیت کی حامل ہیں... ویڈیو تو بنوا ہی سکتی ہوں

رانما: ”ہم.. ہم“ وہ جواب دے اس سے پھلے جعفر اس کا ہاتھ خود تھام
لیتا ہے اور مسکرتے ہوئے کہتا ہے: ”اتنا سوچ رہی ہو.. پکڑ لو میرا

ہاتھ... زندگی بھر کے لیے“ اس کے نزدیک آکر کان میں ہلکے سے کہتا
”... ہے: ”کبھی نہیں چھوڑو گا.. چاہے تو آزما کے دیکھ لو

رائمناہ سن مسکراتی ہے.. اسد دور کھڑا ان دونوں کو مسکراتا ہوا دیکھ رہا تھا...

“رائمنا: ”اب چلو.. یا ہاتھ پکڑے کھڑے رہو گے
جعفر مسکراتے ہوئے دل میں: ”مجھ سے ہاتھ نہیں چھڑو یا رائمنا“
.. اسے حیرت بھی تھی اور خوشی بھی

رائمنا جا کر پری کے برابر میں بیٹھتی ہے سیدھے ہاتھ پر اور جعفر حیدر کے
برابر میں اٹے ہاتھ پر... یہ اسد دیکھ جل رہا ہوتا ہے: ”اس جعفر کو رائمنا
“کے ساتھ ویڈیو بنوانے کا بھت شوق آ رہا ہے

دوسرے دن چوتی کے لیے حیدر اور پری گھر آتے ہیں... رسمیں شروع
... کی جاتی ہیں... حیدر اور پری کو آمنے سامنے بیٹھایا جاتا ہے

جعفر کی امی: ”چلو بھئی.. جن لوگوں کو حیدر کی ٹیم میں جانا ہے وہ ابھی
“چلے جائیں.. بعد میں موقع نہیں ملے گا

حیدر رانما کو اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھ سب کے سامنے بولتا ہے: ”آپ
“میری ٹیم میں آ جاؤ

“رانما حیران ہو کر: ”میں آؤں؟؟؟

حیدر اثبات میں سر ہلاتا ہے... رانما اپنی امی کی طرف دیکھتی ہے تو اس
کی ماں آنکھوں کے اشارے سے ہاں کر دیتی ہے.. وہ جا کر حیدر کے پیچھے
.. کھڑی ہو جاتی ہے

جواد: ”یار میں نے ساری رسمیں حیدر کی طرف سے ادا کی ہیں... اب
میں اپنی بھن کی طرف ہوں“ کھ کر پری کے پیچھے آ جاتا ہے

جعفر: ”میں سوچ رہا ہوں... پری کی ٹیم ہر بار ہار جاتی ہے اس لیے
اس بار میں حیدر کی ٹیم میں چلا جاتا ہوں“ کھ کر رائما کے برابر میں جا کر
.... کھڑا ہو جاتا ہے

اسد اپنے دل میں: ”مجھے پتا تھا... یہ رائما کے پیچھے حیدر کی ٹیم میں چلا
جائے گا... کبھی کبھار تو لگتا ہے میں نہیں یہ رائما کا منگیترا ہے“ وہ دل ہی
دل کڑ رہا ہوتا ہے

عرتیج: ”میں تو اپنے بھائی کے ساتھ ہوں“ کھ کر حیدر کے برابر میں
صوفے پر جگہ خالی ہوتی ہے وہاں بیٹھ جاتی ہے

واصف پری کو دیکھ کر کہتا ہے: ”یہ تو خود حیدر کی ہے تو میں اس کی ٹیم میں جا کر کیا کروں گا... ویسے بھی سب جانتے ہیں کہ جیت تو حیدر کی ہونی ہے“ یہ سن کر پری شرماتے لگتی ہے

روشنی: ”میں تو اپنی بھن کے ساتھ ہوں“ کہہ کر مسکراتی ہے

اسد: ”میں پری کو اپنی چھوٹی بھن مانتا ہوں اس لیے میں پری کے ساتھ ہوں“

”کنول فوراً بولتی ہے: ”میں بھی اس پر رائے طعنیہ مسکراتی ہے

”عامر: ”میں پری کے ساتھ ہوں

”امرین: ”میں بھی پری کے ساتھ ہوں

ماہ رُخ: ”میں تو اس ٹیم میں ہوں جس میں رانما ہے“ کھ کر رانما کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے.. اس پر رانما سب کے سامنے منہ بسور کر: ”کتنی بار“ کھا ہے رانما مت کھا کرو

ایان: ”میں ماموں کی ٹیم میں ہوں“ اس پر پری کھتی ہے: ”ایان آپ“ پھوپھو کی ٹیم میں نہیں ہو؟؟؟
ایان: ”نہیں میں ماموں کی ٹیم میں ہوں“ کھ کر حیدر کی گود میں بیٹھ جاتا ہے

”رانما کی امی: ”اگر تمہاری ٹیمز بن گئی ہوں تو رسمیں شروع کریں

دادی آکر سامنے والے صوفے پر بیٹھی ہیں اور پھر کہتی ہیں: ”یہ جو دودھ رکھا ہے اس میں انگوٹھی ڈالی گئی ہے... تم دونوں کو اپنا ایک ایک ہاتھ ڈالنا ہے اور انگوٹھی ڈھونڈنی ہے... جس کو ملے گی راج اسی کا چلے گا

“اس پر کنول کہتی ہے: ”پری تمہیں یہ انگوٹھی ڈھونڈنی ہی پڑے گی

واصف حیدر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے: ”انگوٹھی تو حیدر نیکالے گا
“دیکھ لینا تم

“عامر کی امی: ”پری بیٹا عمر بھر کا سوال ہے... انگوٹھی تجھے ہی نیکالنی ہے

“منہاج آکر کہتی ہے: ”چلو ایک ساتھ اپنے ہاتھ دودھ میں ڈالو

پری اور حیدر دودھ میں اپنا ایک ایک ہاتھ ڈالتے ہیں... منہاج: ”اب شروع کرو“ حیدر اور پری انگوٹھی ڈھونڈنے لگتے ہیں... پری کی ٹیم والے زور زور سے پری کا اور حیدر کی ٹیم والے حیدر کا نام لے رہے ہوتے ہیں... تھوڑی دیر بعد حیدر دودھ سے ہاتھ نیکالتا ہے اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی ہوتی ہے... اس پر واصف خوش ہو کر کہتا ہے: ”ہمارا شیر جیت گیا“

”دادی: ”اب یہ انگوٹھی پری کو پہنادو حیدر پری کا ہاتھ پکڑ کر اسے انگوٹھی پہناتا ہے

اُمیما واصف سے: ”اتنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے ابھی اور رسمیں“ باقی ہیں

”جعفر: ”وہ بھی ہم جیت لیں گے

دادی: ”دوسری رسم ہے کے تم دونوں کے ہاتھوں میں جو کنگنا ہے اسے
”ایک ہاتھ سے کھولنا ہے جو کم وقت میں کھولے گا وہ جیت جائے گا“

جعفر: ”دادی یہ کھیں کے حیدر جیت جائے گا“ اسد اس پر جواب دیتے
ہوئے: ”کیوں؟ پری بھی جیت سکتی ہے... فیصلہ رسم کے بعد کریں گے
”کون جیتے گا“

جعفر کی ماں: ”ارے بحث کیوں کر رہے ہو... ابھی جواب مل جائے گا“

پہلے حیدر کو موقع ملتا ہے... حیدر تین منٹ میں کھولتا ہے... پر حیدر کا
کنگنا پری صرف ایک منٹ میں ہی کھول لیتی ہے... پری کے کھولتے ہی
... پری کی ٹیم خوب شور مچاتی ہے

دادی: ”چلو.. ایک رسم حیدر نے جیتی اور ایک رسم پری نے اپنے نام
کر لی“ اس پر واصف کہتا ہے: ”کوئی بات نہیں ایک گیم اور
”ہو جائے... جو ٹیم جیتے گی وہ ہی سکندر کھلائے گی.. منظور ہے
عامر: ”ہاں منظور ہے کیونکہ سکندر تو ہم ہیں ہی“ یہ سن کر پری کی
... ٹیم والے سب ہسنے لگتے ہیں

جعفر اسد کو دیکھ کر: ”وہ تو دیکھ لیں گے کون سکندر ہے اور کون ہمارا ہوا
بندر“ اسدیہ سن طنزیہ مسکراتا ہے

واصف: ”انتا کثری کھلتے ہیں... الفاظ والا.. جو ٹیم الفاظ والا گانا نہیں گاہ
”پائی وہ ہمارا جائے گی

اُمیما: ”تو پھر واصف تم ہارنے کے لیے تیار ہو جاؤ... کیونکہ جیتنے تو ہم
،،ھی والے ہیں

،، واصف: ”تو پھر ٹھیک ہے پھلا الفاظ ہم تمہیں دیں گے
،،کنول: ”دو.. ہم تیار ہیں

واصف رائما کے کان میں کچھ بولتا ہے اور پھر دونوں مشورہ کر کے الفاظ
دیتے ہیں: ”قاضی“ یہ سنتے ہی پری کی ٹیم والے گانے سوچنے لگتے
.. ہیں

پھر اسد گاتا ہے

اک ٹوٹا ہوا اتار انہ جانے کس پہ آئے گا
ہے اپنا دل تو آوار انہ جانے کس پہ آئے گا

یہ گاہ کروہ کنول کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہتا
ھے

زمانہ دیکھا سارا ھے سب کا سہارا

یہ دل ھی ہمارا ہوانہ کسی کا

سفر میں ھے یہ بنجارانہ جانے کس پہ آئے گا

ھے اپنا دل تو آوارانہ جانے کس پہ آئے گا

یہ گاہ کروہ اپنی منگیتر کو گھور سے دیکھتے ہوئے سب کے سامنے گاتا ھے

ہوا کبھی راضی تو ملا نہیں قاضی

جہاں پہ لگی بازی وہیں پہ ہمارا

زمانے بھر کا ناکارانہ جانے کس پہ آئے گا

ھے اپنا دل تو آوارانہ جانے کس پہ آئے گا

وہ چپ ہوتا ہے تو سب تالیاں بجاتے ہیں... دادی زمین پر چاندنی بجھواتی
... ہیں اور کھتی ہیں سب بیٹھ کر کھیلو

“اسد: ”اب ہم دیں گے الفاظ... اور الفاظ ہے (چنچل)

یہ سن کر حیدر کی پوری ٹیم گانا سوچنے لگتی ہے.. واصف گانا گاتا ہے
میری سامنے والی ٹیم میں
اک چاند کا ٹکڑا بیٹھا ہے
مگر افسوس ہے کہ وہ ہم سے
کچھ اکھڑا اکھڑا رہتا ہے
واصف امرین کو مسکراتے ہوئے

دیکھنے لگتا ہے... امرین شرماتے ہوئے اپنی آنکھیں جھکا لیتی ہے

جس روز سے دیکھا ہے اس کو

ہم شمع جلانا بھول گے۔

اب آٹھ پھر ان آنکھوں میں

وہ چنچل مھکڑا رہتا ہے

میرے سامنے والی ٹیم میں

اک چاند کا ٹکڑا بیٹھا ہے

سب واصف کے گانا ختم کرتے ہی خوب تالیاں بجانے لگتے ہیں

“... واصف: ”(نازک).. نازک سے گانا گاؤ

“کنول اس پر: ”یہ تو بچوں والا ہے... میں ابھی سنا دیتی ہوں

: پھر کنول گاتی ہے

کو کو کوری ناں کو کو کوری ناں

میرے خیالوں پہ چھائی ہے

اک صورت مت والی سی

نازک سی شرمیلی سی

معصوم سی بھولی بھالی سی

رہتی ہے وہ دور کھیں

اتنا پتا معلوم نہیں

پری کی ٹیم والے سب تالیاں بجا کر

ایک آواز ہو کر گاتے ہیں

کو کو کوری ناں کو کو کوری ناں

:جواد کنول کو دیکھ گاتا ہے

جھیل سی گھری آنکھیں جس کی

پھول سہ جس کا چہرہ

کالی زلفیں ناگن بن کر دیتی ہیں جس پہ پھرا

کو کو کوری ناں کو کو کوری ناں

ہو سکتا ہے کل خود مجھ کو

وقت وہاں لے جائے

میں گھبراؤں دیکھ کے اس کو

وہ مجھ سے شرمائے

پوچھوں گادلبر میں نے شاید

دیکھا ہے تم کو کھیں

کنول b.b.. واصف اس پر عریج کو چھیڑتے ہوئے: ”دیکھیں بھابھی

“کے لیے کیسے کیسے گانے گاہے رہے ہیں

جواد واصف کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے: ”واصف کے بچے آگ لگا رہا ہے
ہم دونوں کے بیچ.... عرتج اس کی باتوں میں مت آنا“ عرتج مسکرا نے
لگتی ہے

،کنول: ”اب میں الفاظ دوں گی.. (چھوڑ)

،اس پر عرتج الجھ کر: ”کیا چھوڑ؟؟“

،کنول: ”الفاظ ہے... گانا گائیں

سب سوچنے لگتے ہیں... رائما گانا گاتی ہے اور جعفر کو چوری چوری
نظروں سے دیکھتی رہتی ہے

اکیلے نہ جانا ہمیں چھوڑ کر تم
تمہارے بنا ہم بھلا کیا جیے گے

اکیلے نہ جانا

رائما: ”مجھے بس اتنا ہی آتا ہے“ کھ کر مسکراتی ہے.. جعفر رائما کے کان
”میں آہستگی سے: ”بے فکر ہو جاؤ... کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گا
رائما یہ سن جعفر کے ہاتھ پر زور سے ہاتھ مارتی ہے.. جعفر مسکرا نے لگتا
ہے ..

جعفر: ”اب الفاظ ہم دیں گے... اور الفاظ ہے (تنگ گلی)“ سب پری
کی ٹیم سوچنے لگتی ہے... واصف جعفر اور عریج گنتی گنے لگتے ہیں اور پری
کی ٹیم ہار جاتی ہے... حیدر کی ٹیم جیت جاتی ہے... سب بہت خوش
... ہوتے ہیں

رائما چھت پر سے واپس نیچے آرہی ہوتی ہے... کے دوسرے فلور پر
کھڑے ہو کر وہ سارے لڑکوں کو جو نیچے چاندنی پر بیٹھے ہوئے تھیں دیکھتی
ہے... ان میں سب سے زیادہ خوبصورت اسے جعفر ہی لگتا ہے... جعفر
کسی بات پر مسکرا رہا ہوتا ہے... رائما کچھ لمحوں کے لیے سستھم سی جاتی ہے
اسے مسکراتا ہوا دیکھ... وہ بہت حسین شہزادہ لگ رہا تھا... رائما اپنے دل
میں: ”یہ تو بہت خوبصورت ہے.. اور اس کا دل اور بھی زیادہ...“ جعفر
کو محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے جیسے ہی وہ اپنی نظر اوپر
اٹھاتا ہے اسے اوپر رائما اس کے وجود کو تنکتی ہوئی نظر آتی ہے.. وہ رائما کو
دیکھ آنکھ مارتا ہے... رائما اسے آنکھ مارتا ہوا دیکھ بھوکھلا کر پیچھے مڑ جاتی ہے
..... جعفر مسکرا نے لگتا ہے

جعفر شام میں چائے پی رہا ہوتا ہے گارڈن میں بیٹھ کر.. کے اسے پھر
محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہو... اس بار وہ بغیر دیکھے جانتا

ہے کے کون ہو سکتا ہے اسے چھپ چھپ کر دیکھنے والا... وہ مسکرا نے
 لگتا ہے.... جعفر ایسے اداکاری کرتا ہے جیسے اسے فون آیا ہو موبائل
 پر... وہ بات کرتے کرتے اٹھ کر چلا جاتا ہے... رائنما تھوڑی دیر تک
 چھپ کر پلر کے پیچھے سے اسے جاتا ہوا دیکھتی ہے...: ”کہاں چلا گیا؟؟؟
 چائے یوں چھوڑ کر“ وہ وہیں کھڑی کھڑی بولتی ہے... کے اچانک اس
 کے قریب کوئی پیچھے سے آکر اس کے کان کے پاس آکر آہستہ سے کہتا
 ہے: ”مجھے ڈھونڈ رہی ہو؟؟؟؟“ کہہ کر مسکراتا ہوا پیچھے ہٹ کر کھڑا
 ”ہو جاتا ہے... رائنما گھبرا کر پیچھے مڑتی ہے...: ”تم.. یہاں
 جعفر مسکراتے ہوئے: ”چھپ چھپ کر کیوں دیکھ رہی ہو“ کہہ کر اس
 کے قریب آکر ایک ہاتھ پلر پر رکھ کر اس کے بھت نزدیک آکر کہتا
 ہے: ”سامنے سے دیکھو.. قریب سے دیکھو.... شاید میں تمہیں پسند
 آ جاؤں“ کہہ کر مسکراتا ہے

رائما اس کی قربت کے سبب اپنے تن من کو پیگھلتا ہوا محسوس کر رہی تھی... اس کے پرفیوم کی خشبو اسے اپنے اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی اور اس کی آنکھوں کی تپیش جو چہرے پر پڑ رہی تھی وہ ساسوں کو تھما رہی تھی... وہ جعفر کو دیکھنے لگتی ہے وہ واقعی قریب سے تو اور زیادہ سراپاے حسن لگ رہا تھا.. رائما لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بڑی ہمت جمع کر کے بولتی ہے: ”میں تو بس گزر رہی تھی یہاں سے... تمہیں تھوڑی دیکھ رہی تھی.. بہت خوش فہمی ہونے لگی ہے تمہیں آج کل...“ اس نے ... نظریں چوراتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا

جعفر مسکراتے ہوئے: ”جھوٹ بولنا اچھی بات نہیں ہوتی... اور اگر جھوٹ بولنا ہی ہے تو کم از کم آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولو... نظریں “کیوں چورارہی ہو

رائما: ”مجھے... جانا ہے...“ وہ اس قربت کی وجہ سے رائما بول تک نہیں
... پارھی ہوتی

جعفر: ”ہم... ایک بات بولوں... مجھے بھت اچھا لگا کہ تم مجھے چھپ
چھپ کر دیکھ رہی ہو آج کل... کم از کم اب تم میرے بارے میں سوچنے
تو لگی ہو... لیکن.. چھپ چھپ مت دیکھا کرو.. پتا نہیں کبھی میں کس
حال میں ہوں اور کبھی کس حال میں... تمہیں پسند نہ آیا تو.. میں یہ خطرہ
مول نہیں لینا چاہتا.. اس لیے جب بھی دیکھنے کا ارادہ ہو.. مجھے بتا
.. دینا.. میں تیار ہو کر تمہارے سامنے آکر بیٹھ جاؤں گا

”... رائما یہ سن مسکرا نے لگتی ہے...: ”تم واقعی پاگل ہو
جعفر فکرانہ انداز میں اس کے چہرے کی جانب جھکتے ہوئے: ”صرف
، تمہارے لیے“

رائما بالکل پلر چپکی ہوتی ہے اسے ڈر لگتا ہے کہ کوئی انہیں دیکھ نہ لے
اوپر سے جعفر کی نزدیکی... ایسا لگ رہا تھا ساسیں تھم سی رہی ہو...
:”مجھے جانے دو... مجھے بھت کام بھی کرنے ہیں“ وہ ہلکے سے بولی
تھی... جعفر: ”پتا ہے مجھے.. ہر وقت کام ہی کرتی رہتی ہو تم... مجھے
،، بالکل اچھا نہیں لگتا... تم کھو تو میں تمہارے لیے دو تین نوکر رکھ دوں
،،.. رائما: ”نہیں... اس کی ضرورت نہیں

،، جعفر: ”میں نے سوچ لیا ہے

،، رائما: ”ہم

،، جعفر: ”کیا ہم؟؟؟؟؟ پوچھو گی نہیں کیا سوچا ہے

،، رائما جعفر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آتر اکر: ”میں کیوں پوچھوں
جعفر پلر سے ہاتھ ہٹا کر دونوں ہاتھوں کو فولٹ کر کے: ”کیونکہ میں
،، چاہتا ہوں کہ تم پوچھو

رائما: ”اگر تم بتانا چاہتے ہو تو خود بتا دو۔۔ میں کیوں انٹرس لینے لگی کے تم کیا سوچتے ہو“

جعفر نفی میں گردن ہلاتے ہوئے: ”حدھے تم سے... کبھی بھی سیدھی بات کا سیدھا جواب نہیں دیتیں...“ پھر خفگی سے بولتا ہے: ”مجھے بھی اب بتانے میں اب کوئی انٹرس نہیں ہے.. ہم“ کھ کر خفگی سے وہاں سے... جانے لگتا ہے... رائما مسکرا نے لگتی ہے

رائما: ”بھی سوچ رہے تھے ناں کے شادی کے بعد مجھے کوئی کام نہیں کرنے دو گے“ اس کے کہتے ہی جعفر حیران ہو کر پیچھے مڑ کر رائما کو دیکھنے لگتا ہے: ”تمہیں کیسے پتا چلا؟؟“

رائما اس کے قریب خود چل کر آتی ہے اور بڑے پیار سے کہتی ہے: ”اب تم یہ سوچو کے مجھے کیسے پتا چلا کے تم کیا سوچ رہے تھے.. ہم....“ کھ کر

اس کے سامنے اسی کی طرح ہاتھ فولٹ کرتی ہے ذرا اتر کر.. پھر مسکراتی
.... ہے

رائما اپنے دل میں: ”میں تمہیں تم سے زیادہ جاننے لگی ہوں جعفر عرف
“میرے مداری کے بندر

... کچھ دنوں بعد رائما کالج سے آرہی ہوتی ہے

“جعفر ادا اس ہو کر: ”میں کل جا رہا ہوں

“رائما مسکراتے ہوئے: ”اچھا

“جعفر جتاتے ہوئے: ”تین مہینوں کے لیے

“رائما: ”مجھے کیوں بتا رہے ہو؟؟؟

“جعفر: ”تمہیں نہیں بتاؤں تو پھر کیسے بتاؤں؟؟؟

“کو ان سب کو b.b رائما: ”بتائی امی کو داد ادا دی کو چچا چچی کو
ا ا ا ا ا

جعفر اسے احساس دلاتے ہوئے: ”میں واقعی جا رہا ہوں.. مزاق نہیں
کر رہا“

رامنا جعفر کا اتنا بھونہ سہ چہرہ دیکھ کر: ”تو اتنا روتا ہوا چہرہ کیوں بنا رہے
ہو؟“

جعفر خفگی سے: ”تمہیں میرے جانے کی خبر سن کر کوئی فرق نہیں پڑھ
رہا“

”رامنا سنگ دل بن کر: ”نہیں... کوئی فرق نہیں پڑھ رہا
جعفر رامنا کو خفگی سے گھورتے ہوئے: ”تمہیں کبھی فرق پڑے گا بھی یا
نہیں.... سمجھ نہیں آتا“

رامنا اس کی بات کو سن کر بھی ان سنی کر شیشے سے باہر کی جانب دیکھتے
ہوئے اپنے دل میں: ”کیوں مجھے احساس دلاتے رہتے ہو... انسان ہوں
میں کوئی پتھر نہیں.... مجھے پتا ہے تم کیوں بار بار مجھے بتا رہے ہو

جعفر اپنی ماں سے کہتا ہے کہ وہ اس کی اور رائمما کی منگنی کی بات دادا سے
کریں۔۔۔ جعفر کی ماں جعفر کو جھوٹا دلا سہ دیتی ہے اور کہتی ہے: ”ابھی
تو۔۔۔ تم جا رہے ہو۔۔۔ جب تین مہینے بعد تم آؤں گے تو تمہاری ماں کا
وعدہ ہے تم سے۔۔۔ کے تمہاری رائمما سے منگنی خود کرواؤں
گی۔۔۔ تمہارے دادا تو فوراً راضی ہو جائیں گے۔۔۔ تم فکر مت کرو

جعفر رائمما کے کمرے میں جاتا ہے تو وہاں کوئی موجود نہیں ہوتا۔۔۔ اسے
رائمما کی الماری کھولی ہوئی نظر آتی ہے۔۔۔ جعفر الماری بند کرنے کی نیت
سے جاتا ہے الماری کے پاس۔۔۔ الماری کا دروازہ بند کرنے لگتا ہے تو رائمما
کے کپڑے نیچے گر جاتے ہیں۔۔۔ جعفر انہیں اٹھاتا ہے تو ان میں اسے
ایک کیسٹ ملتی ہے

جعفر: ”رانا تو گانے نہیں سنتی... پھر یہ کیسٹ کیسی؟؟؟ شاید میری
ہوگی اور غلطی سے رانا کے کپڑوں میں آگئی ہوگی“ وہ یہ سوچ کر کیسٹ
... اپنی پینٹ کی جیب میں ڈالتا ہے... اور الماری بند کر کے چلا جاتا ہے

رانا جھولے پر بیٹھ کر اپنی سوچوں میں گم ہوتی ہے... جعفر کل جا رہا ہے
یہ سوچ کر ہی اس کا دل تڑپ رہا تھا... وہ اپنے دل میں: ”مجھے کیوں اتنا
دو کھ ہے اس کے کل جانے کا... کیا واقعی مجھے اس سے محبت ہوگی ہے
... نہیں.. ایسا تو کچھ نہیں ہے.. بس اس کے جانے سے پورا گھر سن سان
ہو جائے گا میں اکیلی ہو جاؤ گی... اس لیے آداس ہوں... پر وہ کون سا
پورے دن میرے ساتھ رہتا ہے.. جو مجھے فرق پڑے گا اس کے جانے
سے.. ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے میرا کچھ کھو گیا ہے.. جیسے کچھ چھوٹ رہا
ہے.. ایسا لگ رہا ہے مانو میں خود سے ہی بھاگ رہی ہوں اپنی فیلیگیس
سے بھاگ رہی ہوں...“ ابھی وہ ان سوچوں میں گم سم ہوتی ہے کہ

اچانک جعفر آکر اس کا ہاتھ پکڑا سے کھینچتا ہوا اپنے کمرے میں لے جاتا
ھے.. پھر اسے کمرے میں لے جاتے ہی غصے سے کیسٹ دیکھا کر پوچھتا
ھے: ”یہ کیا ہے؟؟؟“ جعفر کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں.. مانو
خون اتر آیا ہو.. آج سے پھلے رائے نے اسے اس قدر غصے میں کبھی ان میں
... نہیں دیکھا تھا

”رائے پریشان و حیران ہوتے ہوئے: ”یہ تمہیں کہاں سی ملی؟؟“
جعفر چیختے ہوئے: ”تمہیں اس کی فکر ہے کہ مجھے یہ کہاں سے ملی.. اس
کی نہیں کے مجھے کیسا لگا اسے سن کر... میرے دل پر کیا بتی ہوگی

جعفر رائے کا بازو زور سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے: ”میں نے اس دن تم
سے پوچھا تھا.. تم نے جھوٹ بولا مجھ سے... تمہیں پتا تھا کہ حیدر تمہیں
”اس طرح کیوں دیکھ رہا تھا

رائنما سہم گی سستی اس کے یوں چیخنے کے سبب... اس کا ذہن کام ہی نہیں
کر رہا تھا... وہ بڑی ہمت جمع کر کے بولی: ”میں... میں...“ اگلے ہی لمحے
رائنما کی نظر باہر دروازے پر پڑی: ”جعفر کوئی آجائے گا... پلیز ہلکے
بولو... کسی نے سن لیا تو بھت برا ہو گا.. میں تمہیں...“ وہ ابھی بول ہی
رہی ہوتی ہے کہ جعفر غصے سے دھاڑتے ہوئے: ”تمہیں ابھی بھی
... سب کی فکر ہے.. مجھ سے جو جھوٹ کھا اس کی نہیں

رائنما سے سمجھانے کی کوشش کرتی ہے: ”جیسا تم سمجھ رہے ہو.. ویسا کچھ
... نہیں ہے... میرے اور حیدر کے درمیان کبھی کچھ نہیں تھا

جعفر رائنما کو اپنی جانب زور سے کینچھتا ہے رائنما بے جان گڑیا کی مانند اس
کے سینے سے آ لگتی ہے وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کھتا

ھے: ”میں نے کب کھا کے تمہارے اور حیدر کے بیچ کچھ تھا.. میں تو بس اتنا جاننا چاہتا ہوں کہ تم نے مجھ سے جھوٹ کیوں کھا... کیا مجھے تم نے کبھی اپنا دوست بننے کے قابل بھی نہیں سمجھا؟؟؟“ وہ اگلے ہی لمحے بہت ... اداس اور غمزدہ ہو گیا تھا

رائما اس کے سینے سے دور ہٹنے کی کوشش کرتی ہے.. رائما کو جعفر سے .. زیادہ گھر والوں کی فکر ہوتی ہے کہ کھیں کوئی آنہ جائے

جعفر کا غم و غصہ رائما کو شرمندہ کر گیا تھا... وہ تھوڑا سا جعفر سے .. دور ہٹتے ہوئے: ”دیکھو دروازہ کھلا ہے... کوئی آنہ جائے.. ویسے بھی میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے کہ مجھے تمہارے سامنے یا کسی اور کے سامنے ... جواب دہ ہونا پڑے... اس لیے پلیز مجھے جانے دو

، جعفر: ”تو پھر اس دن جھوٹ کیوں کھا؟؟؟“

رائما جھنجھلاتے ہوئے صرف اس اسے ٹالنے کے لیے: ”تم ہو کون؟؟“
کیوں بتاتی میں تمہیں... تمہیں کس نے حق دیا مجھ سے یوں سوال کرنے کا.. اس دن بھی میرے کمرے میں بغیر میری اجازت کے آگے تھے تم...
تم ہوتے کون ہو مجھ سے یوں سوالات کرنے والے... اپنی لیمیڈ میں رہو
سمجھے.... اب چھوڑو میرا ہاتھ... اور آئندہ میرے معاملات میں دخل
دینے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں..“ کھ کر اس کا ہاتھ جس سے وہ رائما
کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اپنے دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر ہٹاتی ہے.. اور مڑ کر
.... جانے لگتی ہے

جعفر کو اس کے یہ الفاظ دل پر لگے تھے.. وہ پیچھے سے: ”جاتے جاتے
میڈم مجھے میری لیمیڈ بتاتی جائیں.. اور ہاں یہ کیسٹ بھی لے جائیں..“
.. وہ طنزیہ کھ رہا تھا

رامنا چھ مڑتی ہے کیسٹ واپس لینے کے لیے جعفر کے ہاتھوں سے.. وہ
اپنا ہاتھ آگے کرتا ہے کیسٹ والا.. رامنا اس کے ہاتھ سے کیسٹ لینے
لگتی ہے تو جعفر اس لمحے طنزیہ مسکراتا ہے اور رامنا کا ہاتھ پکڑ لیتا
ہے... رامنا اس سے اپنا ہاتھ پکڑتے دیکھ اس کے چہرے کی جانب
دیکھتی ہے

“جعفر: ”پھلے میری لیمیڈ بتائیں میڈم
رامنا گھبراتے ہوئے: ”وہ“ ابھی وہ ایک لفظ ہی کہتی ہے کے جعفر اس کا
ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیتا ہے اور آگے ہی لمحے رامنا خود کو اس کے سینے سے لگا
پاتی ہے

“رامنا گھبرا کر: ”یہ کیا کر رہے ہو؟؟؟“

جعفر: ”کیوں میری لیمیڈ میں تمہارا ہاتھ پکڑنا شامل نہیں.. اُو.. اچھا
اچھا.. سوری“ کہہ کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے اور خود سے ایک قدم پیچھے
ھٹ کر کھڑا ہو جاتا ہے.. اس کا یوں ہاتھ تھام کر ہاتھ چھوڑ دینا رانما کے
دل کو لگ گیا تھا.. رانما کو وہ لمحہ یاد آتا ہے جب وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر سب
سے اکیلے اس کی خاطر لڑا تھا.. اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مہندی لگوانے لے
گیا تھا.. جعفر کے اس طرح ہاتھ تھام کر چھوڑ دینا رانما کی آنکھوں میں
.... آنسوؤں لے آیا تھا

جعفر: ”یہ رہی آپ کی کیسٹ.. میں جارہا ہوں.. اور آئندہ جیسا آپ
نے کھا.. میں خیال رکھوں گا..“ کہہ کر کیسٹ اس کے سامنے میز پر رکھ
... کر اسے کمرے میں اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہے

رات کو جعفر جب اپنے کمرے میں آتا ہے تو رانما کو اپنے بیڈ پر سوتا ہوا دیکھ
 حیران ہوتا ہے...: ”رانما اپنے کمرے میں نہیں گی...“ پھر چلتا ہوا آتا
 ہے اور اسے کنبل اڑاتا ہے.. اس کے چہرے پر جھک کر... اسے دیکھتے
 ہوئے کہتا ہے...: ”حد ہے رانما تم سے... مجھ سے کھڑی ہو کے لیمیڈ
 میں رہو.. اور خود میرے کمرے میں سو رہی ہو... ایک تو میں خود سے
 پریشان ہوں کے میں تمہاری طرح سنگ دل کیوں نہیں.. کتنی آسانی سے
 تم نے پوچھ لیا کے میں ہوتا کون ہو تم سے سوال کرنے والا... کیا میرا اتنا
 ”... بھی حق نہیں کے تم پر غصہ کر سکوں.. تم سے کچھ پوچھ سکوں
 رانما کچی پکی نیند میں ہوتی ہے... جعفر کی ساری باتیں وہ سن پار ہی ہوتی
 ہے.. اس سے پھلے جعفر کچھ مزید کہے وہ آنکھیں کھولتی ہے.. جیسے ہی وہ
 .. آنکھیں کھولتی ہے جعفر چوک کر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے
 “ جعفر: ”تم جاگ رہی تھیں؟؟“

رامنا کوئی جواب نہیں دیتی اور اٹھ کر جانے لگتی ہے پھر ایک دو قدم چلنے کے بعد واپس مڑتی ہے اور جعفر کے قریب آ کر: ”سوری“ آنکھیں جھکا کر کھتی ہے.. رامنا کو واقعی احساس تھا کہ اس کے سخت الفاظ جعفر کو بہت برے لگیں ہیں.. اور اس بات پر بہت نادم تھیں... جعفر رامنا کے منہ سے سوری جیسا لفظ سن حیران ہو جاتا ہے

جعفر پھر سے تصدیق کے لیے اس نے ٹھیک سنا ہے یا نہیں بولتا ہے: ”کیا کھاتم نے؟؟؟“

... رامنا بہت ہلکے سے کھتی ہے: ”سوری“ جعفر کے چہرہ کھل اٹھتا ہے

رامنا: ”مجھے تمہیں اسی دن بتا دینا چاہیے تھا.. پر میں سچ کھ رہی ہوں... مجھے حیدر کی فلیگس کا معلوم نہیں تھا... مجھے تو اسد سے منگنی کے

بعد عرتیج بھابھی نے بتایا تھا اس بارے میں... تو میں نے یہ کیسٹ سنی

.. میں..“ وہ بتا رہی تھی ہوتی ہے کہ جعفر اس کی بات کاٹتے

ہوئے: ”ضرورت نہیں ہے تمہیں مجھے صفائی دینے کی.. میں صرف اس لیے غصہ تھا کہ تم نے مجھے اس دن سچ کیوں نہیں بتایا... جھوٹ کیوں کھا... تم مجھ پر اعتبار کر سکتی ہو... میں تمہاری عزت کا محافظ بننا “.. چاہتا ہوں

.... رانما کے دل میں اتر گیا تھا جعفر کا آخری جملہ

“رانما: ”مجھے اب جانا چاہیے.. ویسے بھی کافی رات ہو چکی ہے
“وہ جانے لگتی ہے تو جعفر کیسٹ میز سے اٹھا کر: ”یہ لے جاؤ
“رانما: ”میں نے قبول کیا

“جعفر الجھ کر: ”کیا؟؟

رانما: ”تم نے ہی تو کھا کے تم محافظ بننا چاہتے ہو.. تو میں نے کھا میں نے قبول کیا“ کہ کروہاں سے چلی جاتی ہے.. جعفر مسکرا کر کیسٹ اٹھا
.. کر سمبھال کر رکھ لیتا ہے

آخر کار وہ دن آجاتا ہے... جب جعفر تین مہینے کے لیے کام کے سلسلے میں
جانا ہوتا ہے... اتنے دنوں سے جعفر رائما کو احساس دلانے کی کوشش کر
... رہا تھا پر رائما سخت میر بنی اس کے سامنے کھڑی رہی

جعفر جب اپنا سامان پیک کر کے مڑتا ہے تو رائما کھڑی ہوتی ہے
،،جعفر: ”میں جا رہا ہوں

رائما کی آواز میں آج ادا سی ظاہر ہوتی ہے: ”جاؤ... میں روک رہی ہوں
،،کیا؟

،،جعفر مسکراتے ہوئے: ”چاہو تو روک لو

رائما ادا اس ہو کر: ”روکنے کے لیے حق ہونا چاہیے... جو میرا نہیں ہے تم
،،پر

جعفر اس کے قریب آکر بڑے پیار سے اس کے چہرے کی جانب جھکتے
ہوئے: ”یہ تو نظریے کی بات ہے... اگر میرے نظریے سے دیکھو تو
“جتنا حق میں نے اپنی زندگی میں تمہیں دے رکھا ہے اتنا کسی کو نہیں دیا
رانا اس بار پیچھے نہیں ہٹتی... بس اس کا چہرہ پیار سے تکتی رہتی
ہے....

پھر رانا منہ بسور کر منہ ہی منہ بڑبڑاتی ہے لیکن جعفر سن لیتا ہے: ”تم
... تو مجھے یاد بھی نہیں کرو گے وہاں

“جعفر مسکراتے ہوئے: ”تم چاہتی ہو میں تمہیں یاد کروں؟؟؟
رانا سٹپٹا کر اسے دیکھتے ہوئے: ”میں نے ایسا کب کھا“ اور نظریں چورا
لیتی ہے... جعفر اس کا ہاتھ پکڑ کر: ”مجھے تمہیں کچھ دینا تھا... کیا تم میرا
“تحفہ قبول کرو گی؟؟“

”راہما حیران ہو کر: ”کیسا تحفہ؟؟؟“

جعفر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے اور ایک لال رنگ کا بکس نیکالتا ہے
.. راہما تجسس سے اس بکس کی جانب دیکھتی ہے.. جعفر راہما کے سامنے
اسے کھلتا ہے... اس بکس میں بہت خوبصورت انگوٹھی ہوتی ہے.. راہما
اسے دیکھتے ہی بے ساختہ کھاٹھتی ہے: ”یہ تو وہی انگوٹھی ہے جو میں نے
”پسند کی تھی

جعفر مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتا ہے.. پھر بڑے پیار سے پوچھتا
”ہے: ”میں پھنادوں؟؟“

”راہما حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟ تم جانتے ہو تم کیا کر رہے ہو؟
جعفر: ”میں تم سے پوچھ ہی کیوں رہا ہوں“، کھ کر اس کے ہاتھ جو پکڑا
ہوا تھا... جس میں راہما منگنی کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اسے اتارنے لگتا
ہے.. راہما ہلکا سا احتجاج کرتی ہے.. پر جعفر اسے خاٹے میں نہ ناللاتے

ہوئے آسے اتار دیتا ہے.. اور وہ انگوٹھی بیڈ پر رکھ کر اپنی والی پھنانے لگتا ہے..

رامنا اس سے اپنا ہاتھ چھوڑاتے ہوئے: ”تم میرے ساتھ زبردستی کر رہے ہو“

جعفر دوبارہ ہاتھ اور مضبوطی سے پکڑتے ہوئے: ”نہیں.. میں وہی کر رہا ہوں.. جو ہم دونوں چاہتے ہیں.. یہ بات مجھے خود کل تمہاری آنکھوں کی سرخی نے کھی ہے.. جتنا کل میں تڑپا تھا تمہاری باتوں سے اتنا تم خود بھی تڑپی تھیں.... ورنہ روتے روتے میرے کمرے میں کیوں سو گئی تھیں.. ابھی بھی تمہاری آنکھیں بیان کر رہی ہیں مجھے کے رات سے سوئی تک نہیں ہو تم....“ کھ کر اسے اپنی انگوٹھی پھناتے ہوئے کہتا ہے

: ”تم نے کل قبول کیا ہے مجھے اپنے محافظ کے طور پر.. اور ایسا ایک لڑکی“ کب کرتی ہے پتا ہے؟

رائنما اس کی باتوں اور اس کی آنکھوں سے بھنے والی محبت میں اس قدر کھو جاتی ہے کہ اب وہ ہلکا سا احتجاج جو وہ کر رہی تھی روک دیتی ہے۔

”رائنما جان کر بھی انجان بتے ہوئے۔“ انھیں

جعفر مسکراتے ہوئے اس کے بالوں کو جو چہرے پر آرہے ہوتے ہیں انھیں کان کے پیچھے کرتے ہوئے: ”جب وہ اسے اپنے دل سے قبول کرتی ہے۔۔۔ اور

جعفر ابھی بول رہا ہوتا ہے کہ راینما اس کی بات کاٹ کر: ”مجھے یاد آ۔۔۔ میں یہاں کیوں آئی تھی

جعفر سمجھ جاتا ہے کہ راینما موضوع بدلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تو وہ مسکرا کر: ”اچھی کوشش ہے موضوع بدلنے کی

رائمنا اس سے اپنا ہاتھ چھوڑانے کی کوشش کرتی ہے: ”اچھا ہاتھ تو چھوڑو

“میرا... کیا ہاتھ بھی اپنے ساتھ لے جانے کا ارادہ ہے

“جعفر ایک گھرنی ساں بھرتے ہوئے: ”کاش میں لے جاسکتا

“رائمنا آنکھیں دیکھاتے ہوئے: ”اب چھوڑو

“جعفر مسکراتے ہوئے: ”پہلے پیار سے بولو

رائمنا منہ بسور کر: ”تم سے اور پیار سے.. ہم...“ کھ کر دوسری طرف

.. منہ کر لیتی ہے

“جعفر: ”اچھا کیا کھنے آئی تھیں؟؟

“رائمنا: ”وہاں جا کر اپنے کھانے پینے کا خیال رکھنا.. بس یہی کھنے آئی تھی

“جعفر: ”جھوٹ

رائمنا اپنی آنکھیں جعفر سے چورا رہی ہوتی ہے

جعفر: ”تم یہاں مجھے دیکھنے آئی ہو... جھوٹ بول نہیں سکتی تو کوشش
کیوں کر رہی ہو

”راہما: ”ہم

جعفر: ”ہم... کیا؟؟

”راہما: ”چلو.. نیچے سب انتظار کر رہے ہیں

جعفر راہما کی آنکھوں میں دیکھتا ہے.. وہ منہ سے تو کچھ نہیں بول رہی
ہوتی... پر اس کی آنکھیں بھت کرب میں معلوم ہوتی ہیں... اس کا حال
دل اس کی آنکھوں سے ہی عیاں ہو رہا ہوتا ہے.. ایسا لگ رہا تھا جیسے
بس وہ ابھی رو دے گی.. اس کی آنکھیں بھت زیادہ رونے کے سبب سرخ
اور سو جی سو جی تھیں... جعفر مزید اس سے بحث نہیں کرتا... کیونکہ وہ
.. جانتا ہے کہ اگر وہ زیادہ اسے تنگ کرے گا تو وہ رونے لگے گی

جعفر بڑے پیار سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے.. اور جو منگنی کی انگوٹھی
اتارنی تھی وہ بیڈ سے اٹھا کر اس کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہتا ہے: ”
چاہو تو واپس پھن لو... تمہاری مرضی.. میں فورس نہیں کروں گا... اور
نہیں برامانوں گا.. میں جانتا ہوں تم سب کے سامنے نہیں پھن سکتی
“.. اسے

جعفر بیڈ کی جانب مڑ کر اپنا بیگ اٹھاتا ہے... تو رانما محبت بھری نگاہ سے
اسے دیکھنے لگتی ہے... جعفر جانے لگتا ہے تو رانما بھی اس کے پیچھے پیچھے
آنے لگتی ہے... اب جب وہ جعفر کو اپنے سے دور جاتا دیکھتی ہے تو
... دروازے سے ٹیک لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے

آج رانما کا حال دل جواتنے دنوں سے اس نے خود سے بھی چھپا رکھا تھا
سب باہر آجاتا ہے... جعفر کی محبت آج آنکھوں سے بھر رہی ہوتی
ہے...

رانما اپنے آپ سے: ”ابھی تو میں تم سے جو داع ہونا شروع ہوئی
ہوں... اور یہ پاگل دل تمہارے لیے ابھی سے تڑپ رہا ہے... اسے تو
اس جو داعی کی عادت ڈالنی ہے... اسے تو تمہاری دوری کو ہس کے سھنا
ہے...“ پھر اپنے ہاتھ میں اس کی پھنائی انگوٹھی کو چومتے ہوئے سگھتی
ہے: ”میں اسے کبھی نہیں اتارو گی.. شکریہ اتنے خوبصورت تحفے کے
لیے... آج مجھے بھت اچھا لگا تمہارا مجھ پر حق جما کر انگوٹھی پھنا دینا.. کل
رات جب تم نے میرا ہاتھ تھام کر چھوڑا... مجھے ایسا لگا تھا میری ساسیں
رک گئی تھوں... میں بس تمہارے جانے کے بعد اپنے ہاتھوں کو دیکھ دیکھ
کر روتی رہی... کے تم نے چھوڑا کیوں؟؟؟ میں نے واقعی کچھ بھت غلط

ہی کیا ہو گا یا کھا ہو گا جو تم نے ناراض ہو کر میرا ہاتھ چھوڑ دیا... ورنہ تم
کبھی نہیں چھوڑتے... میں روتے روتے سو گئی تھی... میں سنگ دل نہیں
... ہوں... بس میں ڈرتی ہوں

جعفر اپنی ماں کے گلے لگ کر انہیں ان کا وعدہ یاد دلاتا ہے... باقی سب
سے الوداع لیتا ہے... ایان جعفر کی گود میں چڑ جاتا ہے.. جعفر اسے پیار
... کرتا ہے.. پھر اسے اپنی دادی کی گود میں دیتا ہے

جعفر کے لیے جواد کار کا دروازہ کھولتا ہے... جعفر کار کے پاس آ کر پیچھے مڑ
کر ایک بار اس امید سے دیکھتا ہے کہ شاید رانما آجائے... پر اسے رانما
نظر نہیں آتی.. وہ کار میں بیٹھنے لگتا ہے.. اسے محسوس ہوتا ہے کہ رانما
آئی ہے... وہ فوراً دھڑا دھڑا دیکھنے لگتا ہے.. پر اسے رانما نظر نہیں
آتی.. پھر وہ نظر اٹھا کر چھت پر دیکھتا ہے.. اور یہ دیکھ مسکرا نے لگتا ہے

کے رائما چھت پر کھڑی اسے ہاتھ ہلا کر الوداع کر رہی ہے... جعفر
مسکرا نے لگتا ہے... جو اد برابر میں کھڑا ہوتا ہے... اس لیے جعفر صرف
رائما کو دیکھ کر آنکھ مارتا ہے.. رائما صرف اسے دیکھانے کے لیے
مسکرا نے کی اداکاری کرتی ہے... اور آنکھوں میں آنکھوں میں بولتی
”نے دیکھ لیا تو b.b... ہے: ”تم پھر شروع ہو گے“

جعفر آنکھوں کے اشارے سے کہتا ہے: ”مسکراتی رہنا میرے جانے
”کے بعد بھی... اور کال کرنا.. اگر یاد آئے تو
رائما نفی میں گردن ہلاتی ہے: ”میں کال نہیں کروں گی..“ وہ
مسکراتے ہوئے کار میں بیٹھ جاتا ہے

رائما کا دل بھت اداس ورنجیدہ رہتا ہے... کسی کام میں دل ہی نہیں لگ
رہا ہوتا... جعفر کے کمرے کے سامنے سے بھی گزر ہو جائے تو آنکھوں

میں آنسوؤں بھر آتے... وہ اپنی مامی یعنی ہونے والی سسرال فون کرتی ہے
..... اور انہیں کہتی ہے کہ وہ وہاں آنا چاہتی ہے

“مامی فون بند کرتی ہیں تو اسد: ”کس کا فون تھا؟

“اسد کی والدہ: ”راہمہ کا

“اسد تجسس سے: ”کیا کھرھی تھی؟

والدہ: ”وہ آرہی ہے یہ بتانے کے لیے فون کیا تھا.. تاکہ میں اسے لینے

“ڈرائیور بھیج دوں

“اسد: ”تو آپ نے اسے بتایا انہیں کے میں آیا ہوا ہوں

اسد کی والدہ شرارت سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے: ”نہیں.. میں تو خود

اسے بلانے کے لیے بھانا تلاش کر رہی تھی... اور دیکھو.. بھانا بنا کر بلانے

“کی ضرورت ہی نہیں پڑی.. وہ خود ہی آرہی ہے

“... اسد: ”امی

والدہ: ”کیا.... امی؟؟؟... اب جاؤ تیار ہو جاؤ.. تمہاری منگیترا آرہی ہے“

اسد منہ بسور کر: ”تیار؟؟؟... اور اس کے لیے،“ کھ کر وہاں سے چلا جاتا ہے

رائما پورے ہفتے کے لیے رہنے آتی ہے.. جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوتی ہے... اس کی مامی بھت خوش ہو کر اسے گلے سے لگا لیتی ہیں

رائما ان کو آج روز معمول کے دنوں کے مقابلے بھت زیادہ خوش پاتی ہے.. وہ ابھی اس خوشی کا سبب پوچھنے ہی والی ہوتی ہے کہ اسد سیڑھیوں سے چبختے ہوئے آتا ہے: ”امی میری ٹیشٹ کھاں رکھی ہے“ آپ نے

رائما اسد کو دیکھ کر حیران و پریشان ہوتی ہے.. جبکہ اسد اسے دیکھ کر بھی آن
... دیکھا کر دیتا ہے

رائما اپنی مامی سے مخاطب ہو کر بڑے پریشان ہو کر: ”مامی.. آپ نے مجھے
”بتایا کیوں نہیں؟“

مامی: ”بتاتی تو تم منع نہ کر دیتیں... اب آگے آگے تو ایک ہفتہ پورا رک کر
جاؤ گی... اور میں اس بارے میں کوئی بات نہیں سنو گی..“ کھ کر بغیر
... رائما کی بات سنیں ہی چلی جاتی ہیں

رائما ایک بار اسد کی جانب دیکھتی ہے... جو سیڑھیوں پر کھڑا برے برے
منہ بنا کر بے زاری کا اظہار کر رہا تھا... مگر اس بار رائما کو ذرا سہ بھی برا
نہیں لگتا.. وہ بھی منہ بسور کر بے زاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا سامان
... اٹھا کر گیسٹ روم کی جانب بڑھ جاتی ہے

اسد حیران ہو کر: ”کیا یہ مجھے دیکھ کر اتنا برا منہ بنا کر گئی ہے؟؟... مجھے
،، کیا

رائما کو اسد کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑھ رہا تھا... وہ بیڈ
پر لیٹ کر آنکھیں بند کرتی ہے تو جعفر کا چہرہ اس کی آنکھوں میں گھومنے
لگتا ہے... اس کے ساتھ گزارا ایک ایک لمحہ کسی فلم کی طرح آنکھوں
کے آگے بار بار آرہا ہوتا ہے.. رائما اپنے آپ سے: ”مجھے پتا تھا بھول
جائے گا وہاں جا کر مجھے... حد ہی ہو گئی ہے یہ تو... ایک ہفتہ ہونے کو
آرہا ہے.. اور اس نے ایک کال تک نہیں کی...“ رائما اپنے سر پر ہاتھ
مارتے ہوئے: ”کتنا مس کر رہی ہو تم اسے.. پاگل جو ہو تم... وہ تو وہاں
کام میں مصروف ہو گا... اسے تو میرا ایک بار خیال تک نہیں آیا ہو گا.. اور
،، میں ہوں کے ایک لمحے کے لیے سبھی اسے نہیں بھول پارہی

رائما اپنا فون اٹھا کر: ”کیا میں فون کر لوں اسے... نہیں.. وہ سمجھے گا میں اسے بہت مس کر رہی ہوں.. وہ جب تک نہیں کرے گا میں بھی نہیں... کروں گی“ کھ کر فون واپس بیڈ پر پھینک دیتی ہے بے دلی سے

سب کھانا کھا رہے ہوتے ہیں کہ اسد کی نگاہ رائما کی انگوٹھی پر پڑتی ہے... وہ رائما کو غصے سے گھورتا ہے مگر رائما اس قدر جعفر کے خیالوں میں گم ہوتی ہے.. کہ اسے اسد کی غصے بھری نگاہ کی تپش جو اس کے چہرے پر پڑھ رہی ہوتی ہے... محسوس ہی نہیں ہوتی... لیکن.... اسد محسوس کر لیتا ہے کہ رائما کھوئی کھوئی سی بیٹھی ہے... اسد کو بہت غصہ آتا ہے.... مگر اپنے والدین کے سامنے وہ ضبط کر لیتا ہے

رائمات میں کچن میں پانی پینے جاتی ہے.... فرتج میں آئس کریم دیکھ وہ
بہت خوش ہوتی ہے اور وہی کھڑی آئس کریم نیکال کر کھانے لگتی
ہے... ایک دم کچن کی لائٹ اُون ہو جاتی ہے.... رائم لائٹ اُون ہونے
کے سبب چوک کر پیچھے مڑ کر دیکھتی ہے.... اسے اپنے سامنے اسد کھڑا
... نظر آتا ہے

اسد: ”اتنی سردی میں آئس کریم کھا رہی ہو... مرنے کا ارادہ ہے
”کیا؟؟“

رائم کو ایسا لگتا ہے جیسے اسد نے اسے چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا ہو.... وہ
بوکھلا کر بچی ہوئی آئس کریم کا ڈبہ واپس فرتج میں رکھ تیزی سے اس کے
... پاس سے گزر کر جانے لگتی ہے

اسد اسے بغیر جواب دیے تیزی سے جاتا دیکھ اس کا راستہ روک لیتا
ھے.. وہ اتنی پھرتی سے آگے آکر کھڑا ہوتا ھے کے رائنما اس کے اچانک
سامنے آجانے کے سبب ٹکراتے ٹکراتے بچتی ھے.... وہ وہی کھڑے
ہو کر اسد کو نظر اٹھا کر دیکھتی ھے.. اسد اسے دیکھ مسکراتا ھے... رائنما اس
کے مسکرانے کے سبب الجھ جاتی ھے.. وہ خود سے: ”یہ مجھے دیکھ کر مسکرا
“کیوں رہا ھے

اسد ایک قدم اس کی جانب بڑھاتا ھے تو وہ بغیر مڑے پیچھے ایک قدم لیتی
ھے... اسد جیسے جیسے قدم اس کی جانب بڑھاتا ھے رائنما اتنے ہی قدم
پیچھے لیتی ھے.. یہاں تک کے وہ اب دیوار سے جا کر چپک جاتی ھے.. اب
... اس کے مزید پیچھے جانے کی جگہ ختم ہوگی سستی

اسد رانما کے بھت نزدیک آکر اس کے چہرے کی جانب جھکتا ہے... سرد
موسم میں اس کی گرم گرم ساسیں اسد کے گالوں کو چھو رہی ہوتی ہیں
.. وہ گرم ساسیں اسے اپنی جانب بڑی شدت سے راغب کرتی
ہیں..... وہ اپنا ہاتھ رانما کے ہونٹوں کی جانب بڑھاتا ہے.. رانا گھبرا
جاتی ہے اسد کی اس قدر نزدیکی کی وجہ سے... بس وہ رانما کے ہونٹوں کو
چھونے ہی والا ہوتا ہے.. کے رانما جھنجھلا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اس
کے سینے پر زور سے مار کر اسے اپنے سے دور دھکیلتی ہے... اسد کو رانما کا
یہ دھکا دینا بھت ناگوار گزرتا ہے... اس کے تن بدن میں آگ سی لگ
.. جاتی ہے.. مارے غصے کے

رانما تیزی سے اسے ہٹا کر جانے لگتی ہے... تو اسد پیچھے سے مضبوطی سے
.. اس کا بازو پکڑ لیتا ہے

”.. رانما اس سے اپنا بازو چھوڑاتے ہوئے: ”چھوڑو

اسد اس بار غصے سے اسے کھینچ کر واپس دیوار سے لگا دیتا ہے.. رانما اس کی طاقت کے آگے خود کو بے بس پاتی ہے. اسد دیوار پر ہاتھ رکھ کر اس کا .. راستہ روک لیتا ہے

اس بار وہ غصے سے دھاڑتے ہوئے: ”میں تمہارا منگیترا ہوں... میں تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا... اور وہ جعفر سب کے سامنے تمہارا ہاتھ ... پکڑ سکتا ہے

رانما اس کے غصے کے سبب سہم جاتی ہے.. وہ نیچے نظریں کر کے رونے .. لگتی ہے

اسد: ”تم نے اس کے کھنے پر مہندی لگوائی... اور وہ بھی اسی کے ساتھ
... جا کر... ہر وقت ہر محفل میں وہ اور تم ایک ساتھ ہوتے ہو

رانا کپکپاتی آواز میں: ”مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی.. مجھے جانے
دو“ کھ کر دوسری طرف سے جانے کی کوشش کرتی ہے اسد وہاں بھی
”ہاتھ رکھ کر: ”انگو ٹھی کھاں ہے تمہاری؟؟؟“

.. رانا اس سوال پر اس کے چہرے کی جانب دیکھتی ہے
اسد اس کے چہرے کے قریب آ کر آنکھوں میں جھانکتے ہوئے: ”میں
نے پوچھا منگنی کی انگو ٹھی کھاں ہے؟؟؟... تم نے منگنی کی انگو ٹھی کی جگہ
”یہ دوسری انگو ٹھی کیوں پھن رکھی ہے؟“

”... رانا بڑی ہمت جمع کر کے: ”کیونکہ مجھے وہ پسند نہیں تھی

اسدیہ سن کردونوں ہاتھ خود ہٹا لیتا ہے... رانما اس کے ہاتھوں کے
.. ہٹتے ہی آنسو صاف کر کے جانے لگتی ہے

“اسد پیچھے سے: ”انگو ٹھی پسند نہیں یا انگو ٹھی دینے والا؟؟؟
رانمایہ سوال سننے کے باوجود آن سنی کر کے چلی جاتی ہے.. اسد غصے میں
... زور سے اپنا ہاتھ دیوار پر موکا بنا کر مارتا ہے

رانما کمرے میں جا کر کمر اندر سے لوک کر لیتی ہے.. پھر وہ رونے لگتی ہے
.. اچانک اس کی نگاہ آئینہ پر پڑتی ہے... تو اسے اپنے ہونٹوں پر لگی آنس
... کریم نظر آتی ہے... رانما فوراً اسے صاف کرتی ہے

رامنما خود سے: ”وہ میرے ہونٹوں پر لگی آنس کریم دیکھ کر مسکرایا تھا... وہ تو صرف آنس کریم صاف کر رہا تھا... اور میں ناجانے کیا سمجھی... او... نو... ایک بات تو عجیب ہے اسے کیسے پتا مہندی کے بارے میں.. ضرور کنول نے بتایا ہو گا... اور کون بتا سکتا ہے اسد کو... آج تو ایسے باتیں کر رہا تھا اسد جیسے اسے میری بھت فکر ہو... مجھے کبھی ٹھیک طرح دیکھتا تک نہیں ہے اور آج اچانک اسے اپنی منگنی کی دی ہوئی انگوٹھی یاد آگئی۔“

دوسرے دن اسد ناشتے کے ٹیبل پر رامنما کو نہ پا کر: ”رامنما کھاں ہے؟؟؟“ اسے ناشتہ نہیں کرنا

”اسد کی والدہ: ”وہ تو صبح ہی چلی گئی۔“

”اسد حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟“

”والدہ: ”ہاں... وہ کالج جائے گی... پھر وہی سے اپنے گھر چلی جائے گی

“اسد: ”پر وہ تو ایک ہفتے کے لیے آئی تھی... اور ایک دن میں ہی چلی گئی۔
والدہ مسکراتے ہوئے: ”اگر تم چاہو... تو اپنے ساتھ لے آؤ اسے کالج کی
“واپسی پر... ورنہ وہ تو مجھ سے کھ کر گئی تھی کے واپس گھر چلی جائے گی
اسد منہ پھولا کر: ”میں کیوں جاؤں اسے لینے.... اچھا ہے چلی گئی،“ کھ کر
... چڑ کر بغیر ناشتہ کیے تھی اٹھ کر چلا جاتا ہے
اسد کی والدہ یہ سن مسکراتی ہیں

اسد اپنے کمرے میں جا کر: ”تم نے جو کل کیا... وہ میں بھولوں گا
نہیں... اور نہ تمہیں بھولنے دوں گا رات نما... اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ
میں کیا چیز ہوں... وہ جعفر ہاتھ پکڑ کر سب کے سامنے کھڑا ہو سکتا
ہے... اور میں تمہیں ٹچ بھی نہیں کر کر سکتا.. انگوٹھی پسند نہیں آئی
“... تمہیں... میں جانتا ہوں یہ اچانک انگوٹھی کیسے ناپسند ہو گئی۔

جعفر کے جانے کے کچھ دنوں بعد ھی رائما کی تائی یعنی جعفر کی ماں رائما کو
تنگ کرنے لگتی ہیں.. بات بے بات سب کے سامنے رائما کو ذلیل کرتی
... ہیں... ایک دن رائما کو بھی غصہ آجاتا ہے

رائما: ”تائی امی یہ کپڑے پھلے سے ھی استری تھے... آپ کے کھنے پر میں
“نے دوبارہ کر دیا.. اب آپ کیوں ڈانٹ رہی ہیں مجھے سمجھ نہیں آرہا

تائی امی: ”تمہاری بڑی زبان نیکل آئی ہے... تم نے ھی اس دن جعفر کو
کھا ہوگا... تبھی میرا بیٹا مجھ سے لڑائی کر کے گیا تھا... ورنہ میرا بیٹا تو منہ
میں زبان ھی نہیں رکھتا.. تمہاری تو منگنی ہو چکی ہے پھر بھی میرے بیٹے
“کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑگی ہو

یہ بات رائنما کی ماں کو بھت ناگوار گزرتی ہے... وہ پڑے سخت لہجے میں
کھتی تھیں: ”بھابھی زبان سمجھال کر بات کریں... رائنما نے جعفر سے
کچھ نہیں کھاتھا... اور جعفر رائنما کو اپنی بھن جیسا مانتا ہے.. اس لیے اس
دن سب کے مخالف ہو کر رائنما کا ساتھ دے رہا تھا... آپ ان دونوں
کے رشتے کو غلط نام نہ دو

تائی امی: ”تمھاری بیٹی تمھاری آنکھوں میں دھول چھو کر رہی
ہے... منگنی تو اس نے اسد سے کر رکھی ہے ہمیں دیکھانے کے لیے.. پر
اپنی ساری خواہشات میرے بیٹے سے پوری کرواتی ہے... پوچھو اس سے
”کیا یہ جعفر کو اپنا بھائی مانتی ہے؟؟“

رائنما یہ سن نظر جھکا لیتی ہے... کیونکہ اس کے دل میں جعفر کے لیے جو
... محبت ہے وہ بھائیوں جیسی نہیں ہے

رائنما کی ماں: ”پوچھتے وہ ہیں جنہیں اپنی بیٹی پر یقین نہیں ہوتا... مجھے اپنی
”بیٹی پر پورا یقین ہے

رات کو رائنما صحن میں ٹیل رہی ہوتی ہے کے اس کی تائی امی آ جاتی
ہیں... رائنما انہیں دیکھ کر جانے لگتی ہے.. وہ پیچھے سے اس کے کندھے
”پر ہاتھ رکھ کر کہتی ہیں: ”مجھے سب نظر آتا ہے

”رائنما اس پر بڑا بھولا سہ چہرہ بنا کر کہتی ہے: ”کیا نظر آتا ہے؟؟

”تائی: ”تم نے جعفر کو اپنی جھوٹی محبت میں پھنسا رکھا ہے

رائنما: ”آپ یہ کیا بول رہی ہیں.. میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے.. آپ
”مجھ پر الزام لگا رہی ہیں وہ بھی بے بنیاد

تائی امی: ”میرے سمجھ نہیں آتا.. میرے بیٹے نے تم میں کیا دیکھا... نہ
رنگ ہے نہ شکل و صورت... میری بڑی بھو کو تو تم نے دیکھا ہے ناں...
کتنی حسین و جمیل ہے.. اور میں تمہیں بتا دوں میں اپنی چھوٹی بھو بھی
”بہت خوبصورت لاؤں گی

.. رائنما سر جھکا کر کہتی ہے: ”جی“ کھ کر اپنے کمرے میں آ جاتی ہے

رائنما ڈائری نیکال کر بیٹھ جاتی ہے: ”تائی امی کبھی بھی میری اور جعفر کی
شادی نہیں ہونے دیں گی... ایک وقت کو شاید وہ اپنے پرانے جھگڑے
بھول بھی جاتیں پر میرا رنگ.. میرا رنگ کبھی بھی تائی امی کو قبول نہیں

ہوگا.. وہ ٹھیک کھتی ہیں نہ جانے جعفر کو مجھ میں کیا نظر آیا... یہ سب
جعفر کی وجہ سے ہی ہو رہا ہے.. نہ وہ مجھ سے محبت کرتا.. اور نہ اس کی
”محبت مجھے اس سے محبت کرنے پر مجبور کرتی

رائما کی تائی نے اپنے دل میں ٹھان لی تھی کہ وہ کسی بھی طرح کر کے جعفر
کے لوٹنے سے پہلے رائما کو اس کے گھر کا کر دیں گی... اس لیے وہ رائما کی
دادی سے کھتی ہیں کہ رائما کی ساس تو بیمار ہے... دل کی مریض ہے خدا
نہ خاستہ اگر مرورگی تو کیا اسد رائما سے شادی کرے گا... کیونکہ ابھی تو
وہ صرف اپنی ماں کی وجہ سے شادی کرنے کے لیے راضی ہے... یہ بات
... رائما کی دادی کو بالکل ٹھیک لگتی ہے

وہ رائما کی ماں سے کھتی ہیں کہ اپنے بھائی سے بولو کہ اسد اور رائما کا
... نکاح کروادیں... اور اپنی امانت اپنے گھر لے جائیں

رائنما کی ماں بھت سمجھانے کی کوشش کرتی ہے کہ اسدا بھی ڈاکڑی کی
پڑھائی کر رہا ہے... جب وہ تین سال بعد آئے گا تو شادی دھوم دھام
سے کر لیں گے... پردادی نہیں مانتیں اور کہتی ہیں: ”تمہاری بھابھی
اپنی بیماری کی وجہ سے راینما کو اپنی بھوبنارھی ہیں... کل کو اگر وہ ٹھیک ہو
جاتی ہے یا مر جاتی ہے تو اس کا بیٹا راینما سے شادی کرے گا یہ ضمانت کون
دے گا... اور اگر اس نے منگنی توڑ دی تو تین سال بعد راینما سے شادی کون
کرے گا... ایک تو اس کا رنگ پھر بڑھتی ہوئی عمر... نہیں... اسدا اور
”راینما کا نکاح جلد سے جلد کروایا جائے۔“

راینما کی ماں راینما سے پوچھتی ہیں... راینما خاموش رہتی ہے تو اس کی ماں
... اس کی خاموشی کو اس کی ہاں سمجھ لیتی ہے

دوسری جانب اسد جانے کی تیاری کر رہا ہوتا ہے... کپڑے پیک کرتے
وقت اس کے دماغ و دل بار بار اسے رائیما کی یاد دلا رہے ہوتے ہیں...
اسے بار بار رائیما کا خود کو اس سے دور کرنا یاد آتا ہے... اس کا اس کی منگنی کی
انگوٹھی اتار دینا یاد آ رہا ہوتا ہے.. وہ غصے میں کپڑے جو پیک کر کے رکھے
ہوتے ہیں انھیں نیکال کر سارے زمین پر پھینک دیتا ہے.. وہ خود سے
ہم کلام ہوتا ہے: ”منگنی کی ڈور تمھیں باندھ نہ سکی... انگوٹھی پسند نہیں
ہے تمھیں میری.. ٹھیک ہے.. تم نے اتار دی میں نے برداشت کر لیا..
لیکن اس بار ایسی ڈوری سے باندھوں گا کہ کتنی بھی کوشش کر لو اس سے
آزاد نہیں ہو پاؤ گی...“ یہ سوچنے کے بعد وہ اپنی ماں کے پاس جا کر
”مجھے نکاح کرنا ہے“

اسد کی ماں پانی پی رہی ہوتی ہے یہ سن کر شوکت کے مارے ان کے گلے
.. میں پانی اٹک جاتا ہے.. اور انھیں دھانس لگتی ہے

اسد کے والد: ”تم کیا کھ رہے ہو؟؟؟“ وہ بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے
پوچھتے ہیں

”اسد: ”یہی کے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں

”والد: ”تم واقعی رانما سے نکاح کرنا چاہتے ہو؟؟؟

”اسد: ”جی.. وہ واپس جانے سے پھلے

والدہ خود کو سمجھالتے ہوئے: ”کیا میں واقعی ٹھیک سن رہی ہوں؟“ وہ

اسد کے والد کو دیکھ حیرت سے پوچھ رہی تھیں... اسد کے والد اثبات

میں سر ہلاتے ہیں

اسد: ”میں سچ میں نکاح کر کے جانا چاہتا ہوں اس بار.... مجھے رانما سے

”.. نکاح کرنا ہے

یہ سن کر اس کے والدین بھت خوش ہوتے ہیں.. اور فوراً راضی

ہو جاتے ہیں

اسد کے والد بھت مسرت بھرے لہجے میں کہتے ہیں: ”میں آج ہی بات کرتا ہوں.. میں تمہیں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں تمہارے اس فیصلے سے..“ یہ کھ کر وہ اٹھ کر اسد سے گلے ملتے ہیں

اسد کی ماں: ”تم کھو تو رخصتی بھی...“ اسد کی ماں بول ہی رہی ہوتی ہیں کے اسد بات کاٹتے ہوئے.. منہ بسور کر ”ہر گز نہیں.. میں پھلے اپنی پڑھائی مکمل کرنا چاہتا ہوں.. امی آپ کا تو بس نہ چلے مجھے کل ہی گھوڑی پر بیٹھا دیں

”.. یہ سن کر اسد کی ماں ہستے ہوئے: ”اچھا.. ٹھیک ہے... جیسا تم چاہو اسد: ”اور ہاں رانما کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے.. کے نکاح کروانے کے لیے میں نے آپ سے کھا ہے.. ورنہ خامہ خاہ سر پر چڑھ جائے گی

یہ سن اس کی والدہ مسکراء کر: ”ٹھیک ہے.. میں کھ دوں گی میری
“... خواہش ہے.. بس

“اسد مغرویت سے: ”اسے کبھی بھی نہیں بتایے گا

“والدہ مسکراتے ہوئے: ”ہم

“.. پھر اسد مسکراتے ہوئے آن کے گلے لگتا ہے: ”شکریہ

“.. اسد کی والدہ: ”مجھے تو میرے کانوں پر یقین ہی نہیں آرہا ہے اسد

اسد: ”جب میں آپ کے سامنے قبول ہے بولوں گا تو آجائے گا...“ ایک

انجانی سی خوشی اسد بھی نکاح کے نام پر اپنے دل میں محسوس کر رہا تھا...

اچانک سے رائما کا وہ آئس کریم والا چہرہ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے

.. گھومتا دیکھائی دینے لگا ہے

ایک ہفتے بعد نکاح طے کر دیا جاتا ہے... رائما دل ہی دل رو رہی ہوتی

ہے.. اسے سمجھ نہیں آتا کہ آخر وہ کیا کرے کہ یہ نکاح رک جائے...

وہ یہ سوچتی ہے کہ یہ نکاح جس طرح اس کے لیے مجبوری ہے اسی
طرح اسد کے لیے سبھی ہے.. وہ دعائیں کرنے لگتی ہے کہ بس کھیں سے
... جعفر آجائے اور یہ معاملہ رک جائے

پھر وہ دن بھی آجاتا ہے جب رائما اور اسد کا نکاح ہونا ہوتا ہے... رائما اپنے
کمرے میں بیٹھی اداس ورنجیدہ موبائل میں جعفر کے نمبر کو تک رہی ہوتی
ہے.. آخر کار ہمت کر کے فون ملا دیتی ہے

جعفر کام میں مصروف ہوتا ہے.. اس کے سامنے فائلوں کا ڈھیر لگا ہوتا
ہے... اس کی سیکرٹری آکر: ”سر آپ کی کار آگئی ہے“

جعفر: ”ہم“، کھ کر اپنا موبائل جیب سے نیکالتا ہے.. رائما کا نام اس نے

سیف کیا ہوتا ہے اپنے موبائل میں.. وہ رائما کا فون دیکھ lifeline

خوشی سے اچھل پڑتا ہے.. فوراً ایک لمبی ضائع کیے بغیر کال ریسو کرتا

ہے...

جعفر: ”شکر ہے خدا کا... تمہیں میری یاد تو آئی..“ پھر آنکھوں کے اشارے سے سیکرٹری کو جانے کے لیے لے لیتا ہے

رائما اس کی آواز سن پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے موبائل کے اسپیکر پر ہاتھ رکھ کر

جعفر: ”میں نے سوچ لیا تھا رائما.. کچھ بھی ہو جائے میں تمہیں کال نہیں کروں گا... جب تک تم مجھے نہیں کرو گی.. میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم مجھے یاد کرتی بھی ہو یا نہیں

رائما اس کی یہ بات سن بڑی مشکل سے اپنے آنسوؤں کو صاف کر کے اسے اپنے نکاح کا بتانے لگتی ہے.. کی اچانک جعفر کی ماں کی باتیں اس کے ... ذہن میں گھومنے لگتی ہیں

رائما اپنے آپ سے: ”یہ میں کیا کر رہی ہوں؟؟؟ یہ نکاح سب گھر والوں کی مرضی سے ہو رہا ہے... اور پھر میں جعفر کو کیا بتاؤں اور کیا بولوں کے کیوں فون کیا ہے میں نے اسے... تائی امی کی بات یاد ہے ناں رائما... وہ جعفر کے لیے خوبصورت سی لڑکی لائیں گی تمہاری جیسی... بد صورت نہیں“ یہ سوچ کر رائما خاموش رہتی ہے

“.... جعفر: ”ہیلو... ہیلو... کچھ بولو تو صحیح.. یا میں ہی بولتا رہوں گا“ رائما: ”بھت یاد کرتی ہوں تمہیں.... کب آؤ گے؟؟؟“ جعفر: ”ہاے... آخر کار میرے کانوں کو وہ سننے کو مل گیا... جو سننے کے لیے میرے کان کب سے ترس رہے تھے“ رائما: ”بتاؤ ناں کب آؤ گے؟؟“ جعفر مسکراتے ہوئے: ”تم رورہی ہو کیا؟؟؟“

رائمّا: ”نہیں تو“ وہ آنسوؤں صاف کر کے بولی تھی.. لیکن اس کی آواز اس قدر بھری بھری معلوم ہو رہی تھی کہ جعفر سمجھ گیا تھا کہ وہ رو رہی ہے

جعفر: ”جلدی آنے کی کوشش کروں گا... تم رومت
رائمّا: ”بہت خوش فہمی ہے تمہیں تو.. میں تمہارے لیے کیوں روں
گی؟؟؟“

جعفر: ”ہم.. ٹھیک کھا.. تو پھر یاد کیوں کر رہی ہو میڈم؟؟“
”... رائمّا: ”وہ تو

ابھی رائمّا بول رہی رہی ہوتی ہے کہ اسے جعفر کی سیکرٹری کی آواز آتی
”... ہے: ”سر... میٹینگ میں آپ کا انتظار ہو رہا ہے

جعفر: ”اچھا.. میں بعد میں بات کرتا ہوں.. ٹھیک ہے... اور رونا مت

رائمنا یہ سنتے ہی کے وہ کال کاٹنے والا بے اختیار کھ اٹھتی ہے: ”تھوڑی دیر
رک جاؤ... پھر کبھی ضد نہیں کروں گی بات کرنے کی.. بس آج تھوڑا
”سہ اپنا قیمتی وقت دے دو... پھر کال کر کے کبھی تنگ نہیں کروں گی
جعفریہ سن: ”کیا ہو گیا ہے رائمنا؟؟؟... کچھ ہوا ہے کیا؟؟؟... اب تم مجھے
”پریشان کر رہی ہو.. سب خیریت تو ہے

رائمنا اس کے سوالات سن کر فوراً فون بند کر دیتی ہے یہ کھ کر: ”نہیں
”تو.. اچھا چلو تمہیں دیر ہو رہی ہے

جعفریہ: ”رائمنا“ وہ کچھ بولے اس سے پھلے ہی رائمنا فون کاٹ دیتی ہے

جعفریہ میٹنگ میں جاتے ہوئے راستے میں: ”ضرور کچھ ہوا ہے... پر
کیا.. جواد سے فون کر کے پوچھتا ہوں“ وہ جواد کو بھت کال کرتا ہے پر جواد
فون نہیں اٹھاتا.. اب جعفریہ پریشان ہونے لگتا ہے... وہ ڈرائیور سے: ”کار
”... آئر پورٹ کی جانب موڑو

”ڈرائیور: ”سر... آپ کی میٹنگ؟؟“

جعفر: ”کینسل کروادو“ وہ اپنے دل میں: ”خدا کرے سب ٹھیک ہو.. پتا
...“ نہیں میرا دل اتنا کیوں گھبرا رہا ہے

رائما اور اسد کا نکاح ہو جاتا ہے... سب گلے مل کر مبارکباد دے رہے
ہوتے ہیں... اسد رائما کو دیکھتا ہے... رائما ایسے اس کے برابر میں بیٹھی
ہوتی ہے جیسے ایک زندہ لاش بیٹھی ہو.. ایسا لگ رہا تھا اسے دیکھ مانو اس
میں کوئی جذبات ہی نہیں ہیں... سب اس سے گلے مل رہے تھے پر وہ تو
جیسے بے جان گڑیا بنی ہوئی تھی... اس کا چہرہ اس قدر رنجیدہ لگ رہا
.. تھا... اور اس کی آنکھیں سرخ انگارے کی طرح لال

سب نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ اس نکاح سے خوش نہیں ہے... اسد کو
... رائما کا یہ رویہ بھت برا اور ناگوار گزرتا ہے

“اسد کے والد گھر واپسی پر: ”سچ بتاؤ اسد کیا تم نے رائنما سے کچھ کھا تھا؟؟“
“اسد غصے سے: ”نہیں

کافی رات ہو جاتی ہے جعفر کو گھر پہنچتے پہنچتے... جب وہ گھر میں داخل ہوتا
ہے تو کافی رات ہونے کے سبب سب سو چکے ہوتے ہیں.. صرف رائنما
“کی والدہ جاگ رہی ہوتی ہیں.. وہ جعفر کو دیکھ خوش ہو کر: ”تم آگے~
“.... جعفر: ”جی چاچی

چاچی: ”کافی دیر کر دی آنے میں تم نے.. اگر عصر کے بعد آ جاتے تو تم
“بھی شریک ہو جاتے

جعفر الجھ کر: ”شریک ہو جاتا؟؟ مطلب... کوئی تقریب ہوئی ہے کیا گھر
“میں؟

چاچی خوش ہو کر: ”تمہیں نہیں پتا... عجیب بات ہے... بھابھی نے تو مجھ سے کھاتھا کے انھوں نے تمہیں بتا دیا ہے...“ ابھی وہ بول ہی رہی ہوتی ہیں کہ ان کی نظر رائیما پر پڑتی ہے.. رائیما صوفے پر گم سم سی بیٹھی ہے ... ہوتی ہے

”رائیما کی ماں: ”تم یہاں اکیلے بیٹھ کر کیا کر رہی ہو؟؟ دیکھو جعفر آیا ہے بس یہ الفاظ رائیما کی سماعت سے ٹکراتے ہیں کہ جعفر آیا ہے وہ فوراً پلٹ کر دیکھتی ہے.. اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگتے ہیں... جعفر اسے مسکرائے کر دیکھتا ہے.. لیکن اگلے ہی لمحے جعفر دیکھتا ہے رائیما کی آنکھیں.. جو سرخ انگارے کی طرح لال ہو رہی ہیں.. وہ فکر مند ہوتا ہے

رائنما کی امی: ”تم رو کیوں رہی ہو؟؟ تمہیں آج بھی وداع ہو کر گھر سے
نہیں جانا جو رو رہی ہو.. اب یہاں آؤ... میٹھائی لے کر آؤ.. مجھے جعفر کو
... خوش خبری سنانی ہے

”رائنما آنسوؤں صاف کر کے: ”امی اسے آرام کرنے دیں.. کل بتا دیجیے گا
جعفر الجھ رہا تھا.. ساتھ ساتھ اب اس کا تجسس بھی بڑھ رہا تھا کہ آخر ہوا
”کیا ہے...: ”کیسی خوش خبری چاچی؟

چاچی: ”رائنما تم سے کھا ہے میٹھائی لے کر آؤ.. یہ خبر سن کر اس کی ساری
”تھکن اتر جائے گی.. جلدی جاؤ

”.. جعفر: ”ہوا کیا ہے چاچی کچھ تو بتائیں

چاچی: ”ارے صبر کرو ابھی بتاتی ہوں.. اتنی خوشی کی خبر بغیر منہ میٹھا
کیے بغیر میں نہیں بتانا چاہتی.. مجھے پتا ہے تم سن کر خوشی سے پاگل ہونے
والے ہو.. کیونکہ میں نے دیکھا ہے تم رائما کی خوشی میں بھت خوش
”ہوتے ہو“

.. رائمانہ چاہتے ہوئے سبھی میٹھائی لاتی ہے

چاچی جعفر کو اپنے ہاتھ سے میٹھائی کھلاتی ہیں.. جعفر تھوڑی کھانے کے
”بعد بچی ہوئی میٹھائی ہاتھ میں پکڑ کر: ”اب تو بتادیں چاچی

رائما کی ماں جس وقت خوش ہو کر بتانے لگتی ہے اس لمحے رائما کو لگتا ہے
کے اس کی روح نیکل جائے گی جسم سے... اس قدر اذیت ناک ہوتا ہی وہ

لمحہ اس کے لیے۔۔ اس لمحے کی افیت ناقابلے بیاں ہوتی ہے رانما کے لیے۔۔

رانما کی ماں: ”رانما کے نکاح کی خوشی میں ہے یہ میٹھائی“ یہ سننے کے بعد
.. جعفر کے ہاتھ سے گلاب جامن بچی ہوئی گر جاتی ہے
رانما کی ماں: ”لگتا ہے تمہارے چاچا بلار ہے ہیں“ کھ کر وہاں سے تیز
قدم بڑھاتی ہوئی چلی جاتی ہے

جعفر پر نکاح کی خبر سن سکتہ سہ طاری ہو جاتا ہے۔۔ جعفر کی آنکھوں میں
.. آنسو آ جاتے ہیں۔۔ رانما بالکل جعفر کے سامنے کھڑی ہوتی ہے

رانما اپنے آپ سے: ”میں نے تو یہ زہر پی لیا۔۔ اب تمہاری باری ہے“
یہ سوچ کر چپ چاپ وہاں سے جانے لگتی ہے۔۔ جیسے ہی وہ ایک قدم مڑ

کر چلتی ہے.. جعفر اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے.. رانما اپنا ہاتھ چھوڑانے کی
،،کوشش کرتے ہوئے کھتی ہے: جعفر کوئی آجائے گا... ہاتھ چھوڑو میرا
جعفر کی آنکھوں میں خون اتر اٹھا تھا.. وہ غصے سے چیختے ہوئے: ”یہ کیسے
“ہوا؟؟؟

رانما ہاتھ چھوڑاتے کی کوشش کرتی ہے... پھر انجان بننے کی اداکاری
کرتے ہوئے: ”کیا کیسے ہوا؟؟؟

جعفر: ”تم جانتی ہو میں کیا کر رہا ہوں.. کیوں کیا تم نے میرے ساتھ
“... کیوں؟؟؟

رانما روتے ہوئے ہاتھ چھوڑانے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے: ”میں
نے کچھ نہیں کیا.. سب کی مرضی سے ہوا ہے میرا نکاح... اب چھوڑو
“میرا ہاتھ

جعفر اس قدر غم و غصہ کی کیفیت میں ہوتا ہے کہ وہ بھول جاتا ہے کہ وہ بیچ صحن میں کھڑا ہے۔۔ جہاں کوئی بھی آ سکتا ہے۔۔ اس بار وہ رانما کا ہاتھ جو وہ پکڑا ہوا ہے اس پر اپنی پکڑ اور مضبوط کر کے اسے اپنی جانب .. کھینچتا ہے۔۔ رانما گلے ہی لمحے اس کے سینے سے آ کر لگتی ہے جعفر: ”تمہاری شادی تو تین سال بعد ہونی تھی پھر میرے جاتے ہی تین ہفتوں میں کیسے ہو گی۔۔۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔۔ میری بربادی کا تماشہ خاموش تماشا بن کر دیکھتی رہیں۔۔۔ کیوں رانما کیوں؟؟“ وہ اب اس کے دونوں بازوؤں کو جھنجھوڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا

رانما جعفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی ہے: ”میں بے قصور ہوں۔۔۔ تمہاری امی نے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ میں خاموش تماشا بن گئی۔۔۔“ رانما اپنے بازوؤں سے اس کے دونوں ہاتھوں کو جھٹک کر اس کے سینے پر اپنی انگلی رکھ کر بڑی رنجیدہ ہو کر کہتی ہے: ”تمہارا کیا“ پھر

اپنی انگلی اپنی جانب موڑ کر: ”میں اپنی بربادی کا ماتم بھی خاموش کھڑی
دیکھتی رہی... داد ادا دی نے جو فیصلہ کیا وہ سر جھکا کر تسلیم کر لیا

رائما کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑٹی لگ جاتی ہے.. اس کی آنکھوں کے
آنسوؤں رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے ہوتے.. وہ کہتی ہے: ”تمہیں
بتانے کے لیے فون اٹھانے کی ہمت کر لی تھی میں نے.. پر تمہاری امی کا یہ
کھنا یاد آگیا... کے وہ تمہارے لیے خوبصورت سی لڑکی لائیں گی.. جب یہ
بات یاد آئی تو میری ہمت جواب دے گی... لیکن میں چاہتی تھی کے
تمہیں اپنے دل کی بات کھوں... اس لیے تم سے کھا.. کے یاد کر رہی
ہوں تمہیں.. واپس آ جاؤ

رائما اپنے آنسوؤں صاف کرتی ہے اور کہتی ہے: ”میں نے کھا تھا تم سے“
کھ کر اس کا ہاتھ بڑے پیار سے پکڑتی ہے.. وہ جانتی ہے جعفر کا دل ٹوٹا

ھے وہ بھت تکلیف میں ھے اس کی درد اور ٹوٹا ہوا دل رائنما کی کرب میں
مزید اضافہ کر رہے تھے.. وہ رائنما کی باتیں سن رہا تھا خاموشی سے...
لیکن اس کا چہرہ بالکل مرجھا گیا تھا....: ”میں نے کھا تھا... مت کرو
“.. جعفر.. بھت تکلیف ہوگی تمھیں

جعفر غصے سے اس کا ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ سے ہٹا کر: ”تمھیں کیا
فرق پڑتا ھے... تمھیں تو بھت پسند تھا تمھارا منگیترا... میں ھی پاگل تھا جو
تمھاری آنکھوں میں اپنے لیے محبت تلاش کرتا رہا... ویسے بھی میں کیوں
تم سے کوئی شکوہ کروں.. تم نے مجھ سے کبھی محبت کی ہوتی تو تمھیں خبر
ہوتی کے مجھے کس قدر تکلیف ہو رہی ھے اس لمحے... میں نے تمھیں
کبھی بتایا نہیں... پر آج بتاتا ہوں... مجھے تم سے کب محبت ہوئی.. یاد ھے
مجھ پر بخار شریف تشریف لائے تھے.. وہ رات میری زندگی کی سب سے
حسین رات ھے.. جب پوری رات تم میری فکر کرتی رہیں... میری

پٹیاں بدلتیں رہیں.. تب میرے دل میں اتر گئیں سختیں تم... پرپتا ہے
میں تو اپنے دل کی بدلتی ہوئی کیفیت کو ابھی ٹھیک طرح سمجھا بھی نہیں تھا
کے اگلے ہی دن تمہاری منگنی کی خبر آگئی... بتاؤ... تم خود بتاؤ... اس میں
میری کیا غلطی؟؟؟
پر شاید تمہارے

نزدیک میری غلطی ہے.. میری غلطی ہے میں پاگل دیوانوں کی طرح
تمہارے پیچھے پڑا رہا.. تمہیں چاہتا رہا.. تمہاری پرواہ کرتا رہا... پر
.. تمہیں اس سے کیا

اگلے ہی لمحے اس نے اپنی آنکھوں سے بھنے والے آنسوؤں صاف کیے اور
ناکام مسکرا نے کی کوشش کرنے لگا.. پھر رانما کی جانب ایک ہاتھ
بڑھاتے ہوئے: ”سوری... میں تو اپنے غم میں اتنا مصروف ہو گیا کہ

... آپ کو مبارکباد دینا بھول گیا.. میڈم.. سو سوری.. مبارک ہو آپ کو
“

رائما کے دل پر لگتے ہیں یہ الفاظ... اس کا دل غم کے مارے پھٹ کر زمین
پر گر جائے گا اسے ایسا لگتا ہے... وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر: ”تم ایسا
“ کیسے بول سکتے ہو؟؟؟ کیسے؟؟؟

“.. جعفر طنزیہ کہتا ہے: ”کیوں کچھ غلط کھا میں نے
رائما: ”سب واقعی تمہاری غلطی ہے... اچھی خاصی زندگی تھی میری..
اس بے رنگ زندگی میں رنگ بھرنے کی کیا ضرورت تھی تمہیں؟؟
... صرف تمہاری وجہ سے خواب دیکھنے لگی تھی میں... آئینے میں خود کو
دیکھ کر مسکرا نے لگی تھی میں... اچھا لگتا تھا یہ سوچ کر کے کوئی ہے جیسے
میری فکر ہے.. جو میرے لیے سوچتا ہے... میری خاطر لوگوں سے لڑ
... تک جاتا ہے

پر کیا ہوا؟؟؟... وہی جو مجھے لگتا

”تھا کہ ہوگا

راہِ نما جعفر کے سینے پر زور زور ہاتھ مار کر کھتی تھی: ”سب ختم کر دیا تم نے... پھلے اس بے رنگ زندگی میں جی رہی تھی پر اب... جب تم نے

اس رنگ بھری دنیا سے تعارف کروا دیا تو واپس کیسے جیوں گی بولو... کیسے... سب چھین لیا تم نے مجھ سے... سب... اب تو خوش ہو

.. ناں تم... یہ تھے وہ ڈوری جس سے بندھے ہوئے تھیں

تمہیں لگتا ہے مجھے فرق

نہیں پڑھ رہا... تمہیں پتا ہے سب سے زیادہ تکلیف مجھے کب ہوئی... جب میں فون ہاتھ میں لیے تھوئی تھی لیکن صمت نہ کر سکی تمہیں بتانے کی... تمہیں بتانے کی کے تم میرے لیے کیا ہو... میں بھت ساری باتیں کرنا چاہتی تھی تم سے... تمہیں بتانا چاہتی تھی کے کتنا یاد کرتی ہوں

تمہیں ہر لمحہ.... کھنا چاہتی تھی کے جعفر جلدی آ جاؤ... پلیز جلدی
“... آ جاؤ... رو کو ادویہ نکاح... پر میں ہمت نہیں کر پائی

جعفر رائیما کی باتیں سن ٹوٹ جاتا ہے... اسے لگتا ہے اس کا دل غم کے
مارے پھٹ جائے گا... رائیما کا اظہارے محبت اس طرح ہو گا یہ تو خوابوں
... میں بھی کبھی نہ گزرا تھا

جعفر طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”اتنا انتظار کیا تھا اس لمحے کا میں نے.. پر
... دیکھو.. آج وہ دن آیا... تو بھی کس طرح... ایک احسان کرو مجھ پر
میری

یادوں سے نیکل جاؤ.. جن میں صرف تم بستی ہو... میرے خوابوں سے
نیکل جاؤ... جن میں صرف تمہارا پھرا ہے... میری عارضوں سے نیکل
جاؤ.. جو تم سے شروع ہو کر تم پر ہی ختم ہوتی ہیں.. میری باتوں سے
نیکل جاؤ... میری بات میں صرف تمہارا ذکر ہوتا ہے... سب سے بڑھ

کر،“ کھ کر رانما کی جانب ہاتھ بڑھا کر اس کا سیدھا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھ کر التجائی انداز میں کہتا ہے: ”اس دل سے نیکل جاؤ.. رانما... جو....“ صرف تمہارے لیے ڈھڑکتا ہے.. نیکل جاؤ

رانما روتے ہوئے اپنا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کرتی ہے.. مگر جعفر ہٹانے نہیں دے رہا ہوتا.. اس سے اب جعفر کا ٹوٹ کر اس قدر بیکھر جانا دیکھا .. نہیں جا رہا ہوتا

جعفر بڑی محبت سے رانما کی آنکھوں میں دیکھ کر کہتا ہے: ”تمہیں مجھ پر ترس نہیں آیا.. جب تم نے میرا حق اسد کو دیا... سچ بتاؤ.. کیا ترس نہیں آیا تمہیں؟؟؟“

رائما: ”بس کر دو.. پلیز.. بس کر دو“ وہ اب روتے ہوئے نڈھال ہو کر
وہیں نیچے بیٹھنے لگی.. تو جعفر نے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا بلکہ خود بھی اس
... کے ساتھ بیٹھ گیا

رائما بس روتی رہی اس کے سامنے..... جعفر اسے اس قدر روتا دیکھ..
محسوس کرتا ہے کہ رائما بھی اتنی ہی تکلیف و کرب سے گزر رہی ہے
جتنا وہ گزر رہا ہے.. وہ مزید اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہتے نہیں دیکھ
سکتا تھا اس لیے وہ اس کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے.. رائما وہاں سے اٹھ کر اپنے
کمرے کی جانب روتی ہوئی چلی جاتی ہے.. جعفر تھوڑی دیر تک وہیں بیٹھ
کر روتا ہے اپنی بربادی پر.. اسے ایسا لگتا ہے جیسے اس کے پاؤں کے نیچے
سے زمین اور سر پر سے آسمان چھین لیا گیا ہو.. وہ اس حال میں سر پر زور
سے ہاتھ مارتا ہے... اسے یقین ہی نہیں آ رہا ہوتا کہ اسے تباہ کرنے
... والی اور کوئی نہیں خود اس کی ماں ہے

جعفر اپنے آپ سے: ”تم تو مجھ سے شکوہ کر سکتی ہو... پر میں کس سے
کروں... مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا گیا.. اور چھیننے والے بھی اپنے ہی
“... نیکے... میں کیا کروں؟؟؟ یا خدا

پھر وہ روتے ہوئے اپنے آپ سے کہتا ہے: ”امی آپ نے میرے ساتھ
“اچھا نہیں کیا... ختم کر دیا آپ نے سب کچھ

جعفر فون نکال کر لاہور کی فلائیٹ بک کرواتا ہے... اور وہاں سے رات
.. میں ہی چلا جاتا ہے

رامنا کے نکاح کی خبر جب روشنی کو ملتی ہے تو وہ پری کو بھی فون کر کے
.. بتا دیتی ہے

پری شوکٹ کے مارے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتی ہے.. اسے سب سے
پہلے جعفر کا خیال آتا ہے.. وہ جعفر کو فون کرتی ہے... مگر جعفر فون
نہیں اٹھاتا.. پھر وہ غصے میں رائما کو کرتی ہے: ”تم نے اچھا نہیں کیا رائما
“میرے بھائی کے ساتھ

“رائما: ”تم کیا کر رہی ہو مجھے سمجھ نہیں آ رہا

پری: ”جعفر میرا بھائی ہے رائما... تم نے میرے بھائی کا دل توڑا
ہے.. اچھا نہیں کیا تم نے... تم تو محبت کی ترسی ہوئی تھیں رائما.. پھر تم
نے میرے بھائی کی محبت کی قدر کیوں نہیں کی... تم جانتی بھی ہو... کتنی
“محبت کرتا ہے وہ تم سے.. تم نے نکاح کیسے کر لیا؟؟؟ کیسے؟؟
رائما روتے ہوئے: ”میں تمہارے بھائی کے قابل نہیں تھی... پری..“
... کھ کر فون کاٹ دیتی ہے

پری اور روشنی کچھ دونوں بعد ایک ساتھ گھر آتی ہیں... دونوں کی زبان
پر ایک ہی شکوہ ہوتا ہے کہ آخر ایسی کون سی قیامت آگئی تھی جو رانما کا
نکاح کروادیا گیا اور اس کی اپنی دونوں بھنوں تک کو بتایا نہیں گیا... رانما
.. روتے ہوئے روشنی کے گلے لگ جاتی ہے

پری: ”بولیں امی.. ملک سے باہر کی سستی میں.. دنیا سے نہیں چلی گی سستی
“.. جو آپ نے رانما کے نکاح کی خبر تک دینا مناسب نہ سمجھا

رانما کی ماں اپنی دونوں بیٹیوں کو سمجھاتی ہے کہ رانما کی دادی نے ضد پکڑ
لی تھی کہ ابھی نکاح کر دیا جائے اور بعد میں دھوم دھام سے سب رشتے
داروں کو بتا کر رخصتی کر لی جائے گی... اور پھر بھابھی (اسد کی ماں) بھی

ضد کرنے لگیں کے اسد کے جانے سے پہلے وہ نکاح کروانا چاہتی ہیں

...

روشنے شکوہ کرتے ہوئے: ”امی ہم کوئی رشتہ دار نہیں تھے سگی بھینس
ہیں ہم رائما کی... آپ کچھ بھی بولیں... پر آپ کا فیصلہ غلط تھا... یہ
“بات آپ کو مانی پڑے گی

دوسری طرف جعفر اپنی ماں سی جا کر پوچھتا ہے کہ انھوں نے رائما کا نکاح
اسد سے کیوں کروایا... یہ جانتے ہوئے سبھی کے وہ رائما کو پسند کرتا ہے

جعفر کی ماں انجان اور بھولی بن کر: ”تم سے کس نے کھا کے میں نے
کروایا ہے نکاح... نکاح تو تمھاری دادی نے کروایا ہے... اور خود اس کے

ماں باپ کی مرضی سے ہوا ہے... بھلا میری کیا مجال کے میں رائنما کے
”معاملات میں ٹانگ اڑاسکوں

جعفر: ”امی آپ غلط بیانی کر رہی ہیں... مجھے خود رائنما نے بتایا ہے کہ
”آپ نے کروایا ہے اس کا نکاح

جعفر کی ماں: ”اللہ... اللہ... دیکھو ذرا کتنی تیز ہے وہ لڑکی... ارے اس
کی ماں کا فیصلہ تھا.. میں کون ہوتی ہوں اس کی زندگی میں دخل اندازی
کرنے والی... اور حیرت تو مجھے اس بات پر ہے کہ میرا خود کا بیٹا اُس لڑکی
کی خاطر مجھ سے کھ رہا ہے کہ میں نے اس کی خوشیوں کا خون کیا ہے...
... کوئی ماں اپنے بیٹے کا برا چاہے گی کیا؟؟؟ جو میں چاہوں... بولو

اسے کرنی ہی نہیں تھی تم سے شادی... اس

لیے ستمیں جھوٹے بھانے بنا کر ٹال رہی ہے... اور تم خوب نیکلے اپنی ہی

ماں پر شک کر رہے ہو،“ کھنے کے بعد جھوٹے آنسوؤں بھانے لگتی
ہے... جعفر الجھ جاتا ہے.. وہ اپنی ماں کو چپ کروانے لگتا ہے

کے پیپر ہوتے ہیں... اور b.com کچھ مہینوں بعد رانما کے بی کام
گریٹ میں A آتا ہے... رانما ہر بار کی طرح clear رزلٹ بھی
پاس ہوتی ہے.. رانما اپنے دادا سے اجازت مانگتی ہے آگے پڑھنے کی... تو
دادا یہ کھ دیتے ہیں کے میری طرف سے اجازت ہے اور اپنے سسرال
... والوں سے بھی اجازت لے کر فارم بھرنا

رانما کی ماں: ”اسد کو فون کرو اور اس سے بھی اجازت لو... پھر یونیورسٹی
“میں داخلینا

... رانما اثبات میں سر ہلاتی ہے

رائما اسد کو فون کرتی ہے

”اسد: ”ہیلو

”رائما: ”السلام علیکم

اسد رائما کی آواز سن کر دل میں: ”اُو.. تو یہ رائما کا نمبر ہے..“ پھر کہتا

”ہے: ”وعلیکم السلام

پہلے تو رائما تھوڑی دیر خاموش رہتی ہے.. پھر ہچکچاتے ہوئے بولتی
ہے: ”مجھے آپ کی اجازت چاہیے سستی... مجھے یونیورسٹی میں داخلہ لینا
”ہے

.. اسد انتظار کرتا ہے شاید وہ کچھ اور بھی بولے پر وہ کچھ نہیں کہتی
”اسد: ”کچھ اور کھنا ہے؟؟

”رائما: ”نہیں

اسد پھر بڑی بے رخی سے کہتا ہے: ”پلیز رائما... مجھ سے اس طرح کے سوالات مت کرو... اور نہ کرنا آگے... یہ تمہاری زندگی ہے اگر پڑھنا چاہتی ہو تو پڑھو... جتنا چاہے اتنا پڑھو... اور اگر پڑھنا نہیں ہے تو مت پڑھو... اب ایسے سوالات کے لیے فون مت کرنا

رائما: ”ٹھیک ہے“ کھ کر فون بند کر دیتی ہے

وہ اپنی ڈائری میں لکھتی ہے: ”جس پر میری زندگی کا مینار تعمیر کیا گیا ہے وہ تو صرف ایک مجبوری ہے... جیسے سب نکاح کا نام دیتے ہیں.. اسد کے لیے تو وہ کوئی معینہ ہی نہیں رکھتا.. وہ آج بھی اسی بے رخی سے بولتا ہے... جیسے پھلے بولتا تھا... ایسی بات نہیں کہ اسے پیار سے بات کرنی نہیں آتی.. سب ایسے ہی اس کے بھولے پن کے ڈنکے نہیں بجاتے رہتے.. پر اس میں میرے لیے کوئی حصہ نہیں... مجھے محبت ملی... عزت

ملی مگر اسد سے نہیں... اسد ہمسفر ہے میرا... پر میری زندگی کے سفر میں
... وہ کوئی حصہ نہیں لیتا نہ لینا چاہتا ہے

میں نے بھی سوچ لیا ہے کہ اسد کے بارے میں اب نہ کوئی امید
رکھوں گی نہ کوئی حق سمجھو گی... بس وہ میرے لیے میرا سر نیم ہے
..... (رائما اسد رافع خاں)۔

کے پیپر ہوتے ہیں... اور b.com کچھ مہینوں بعد رائما کے بی کام
گریٹ میں A آتا ہے... رائما ہر بار کی طرح clear رزلٹ بھی
پاس ہوتی ہے.. رائما اپنے دادا سے اجازت مانگتی ہے آگے پڑھنے کی... تو
دادا یہ کھدیتے ہیں کہ میری طرف سے اجازت ہے اور اپنے سسرال
... والوں سے بھی اجازت لے کر فارم بھرنا

رائنما کی ماں: ”اسد کو فون کرو اور اس سے بھی اجازت لو... پھر یونیورسٹی
میں داخلینا

...رائنما اثبات میں سرھلاتی ہے

رائنما اسد کو فون کرتی ہے

”اسد: ”ھیلو

”رائنما: ”السلام علیکم

اسد راینما کی آواز سن کر دل میں: ”اُو.. تو یہ راینما کا نمبر ہے..“ پھر کھتا

”ہے: ”وعلیکم اسلام

پھلے تور راینما تھوڑی دیر خاموش رھتی ہے.. پھر ھچکچاتے ھوے بولتی

ہے: ”مجھے آپ کی اجازت چاہیے ستھی... مجھے یونیورسٹی میں داخلینا

”ہے

..اسد انتظار کرتا ہے شاید وہ کچھ اور بھی بولے پر وہ کچھ نہیں کہتی

“اسد: ”کچھ اور کھنا ہے؟؟“

“رامنا: ”نہیں

اسد پھر بڑی بے رخی سے کہتا ہے: ”پلیز رامنا... مجھ سے اس طرح کے

سوالات مت کرو... اور نہ کرنا آگے... یہ تمہاری زندگی ہے اگر پڑھنا

چاہتی ہو تو پڑھو... جتنا چاہے اتنا پڑھو... اور اگر پڑھنا نہیں ہے تو مت

“پڑھو... اب ایسے سوالات کے لیے فون مت کرنا

رامنا: ”ٹھیک ہے“ کھ کر فون بند کر دیتی ہے

وہ اپنی ڈائری میں لکھتی ہے: ”جس پر میری زندگی کا مینار تعمیر کیا گیا ہے وہ

تو صرف ایک مجبوری ہے... جیسے سب نکاح کا نام دیتے ہیں.. اسد کے

لیے تو وہ کوئی معینہ ہی نہیں رکھتا.. وہ آج بھی اسی بے رخی سے بولتا

ھے... جیسے پھلے بولتا تھا... ایسی بات نہیں کے اسے پیار سے بات کرنی
نہیں آتی.. سب ایسے ہی اس کے بھولے پن کے ڈنکے نہیں بجاتے
رہتے.. پر اس میں میرے لیے کوئی حصہ نہیں... مجھے محبت ملی... عزت
ملی مگر اسد سے نہیں... اسد ہمسفر ھے میرا... پر میری زندگی کے سفر میں
... وہ کوئی حصہ نہیں لیتا نہ لینا چاہتا ھے

میں نے بھی سوچ لیا ھے کے اسد کے بارے میں اب نہ کوئی امید
رکھوں گی نہ کوئی حق سمجھو گی... بس وہ میرے لیے میرا سر نیم ھے
..... (رامنا اسد رافع خاں)۔

دادا جعفر کو فون کرتے ھیں اور وجہ پوچھتے ھیں کے وہ کیوں لاہور جا کر
بیٹھ گیا ھے کراچی کیوں نہیں آتا.. یہاں بزنس میں اس کی ضرورت ھے
.. اس پر جعفر کہتا ھے: ”دادا میں کراچی نہیں آنا چاہتا... میں پاپا کا بزنس
جوائنٹ کرنے کی سوچ لی ھے... انھیں بھی میری ضرورت ھے.. آخر

کب تک فروخ بھائی اکیلے پاپا کا سہارا بنے رہیں گے... انھیں اپنے
”چھوٹے بیٹے کی بھی ضرورت ہے

دادا کے بھت اصرار کے باوجود جعفر اپنے فیصلے پر قائم رہتا ہے کہ
کچھ بھی ہو جائے اب وہ کراچی نہیں آئے گا... دادا شام کے وقت اپنی
کرسی پر بیٹھے سوچ رہے ہوتے ہیں کہ دادی آجاتی ہیں... وہ دادا کو
سوچوں میں کھویا دیکھ پوچھتی ہیں: ”کیا ہوا ہے؟؟ پریشان لگ رہے
”ہو... کچھ ہوا ہے کیا؟؟“

”دادا: ”ہاں پریشان ہوں جعفر کی وجہ سے
دادی حیران ہو کر: ”کیا جعفر کی وجہ سے... کیوں؟؟ وہ تو بھت اچھا بچا
”ہے... اس نے کیا کیا؟؟“

دادا: ”اس نے ضد پکڑ لی ہے وہ لاہور میں ہی رہے گا۔ جسکے میں چاہتا
ہوں وہ میرے ساتھ رہے۔۔۔ میرا بزنس سمجھالے۔۔۔ بھت ذہین بچا
ہے وہ۔۔۔ اس نے جب سے کام شروع کیا ہے بزنس کو چار چاند لگا دیے۔
“ہیں۔۔۔ ہمارا بزنس ترقی پہ ترقی کے مراحل طے کر رہا ہے
دادا می: ”پریشان کیوں ہوتے ہو۔۔۔ لاہور والا بزنس بھی تو آپ کا ہے۔۔۔
“وہ اپنی قابلیت سے لاہور میں موجود ہمارے بزنس کو وسعت دے گا

دادا: ”نہیں میں جعفر کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ صدیق کے ساتھ
تو وہ بچپن سے رہ رہا تھا۔۔۔ تب اس نے کیا سیکھا تھا۔۔۔ چوری
کرنا۔۔۔ مکاری سے کام لینا۔۔۔ دھوکا دینا۔۔۔ میں نے تو اسے سزا کے طور پر
اپنے پاس بلایا تھا۔۔۔ پر جب وہ آیا اور اس نے کام کرنا شروع کیا میں تو حیران
۔۔۔ رہ گیا کہ یہ ہیرا کہاں تھا اب تک

تمہیں پتا ہے سب جعفر کو میرا سایہ کھتے ہیں... پر میں
کسی سے نہیں کہتا... وہ مجھ سے بھی آگے جانے والا ہے... بڑی بڑی
کمپنیاں صرف جعفر کی وجہ سے ہمارے ساتھ کام کر رہی ہیں... مجھے تو
”سمجھ نہیں آ رہا جعفر نے اچانک سے لاہور میں رہنے کی ضد کیوں پکڑ لی

“دادی بھت سوچ کر بولتی ہیں: ”کھیں رائنما کی وجہ سے تو نہیں

دادا الجھ کر: ”کیا رائنما کی وجہ سے... وہ کیوں؟؟؟... جعفر کو رائنما سے کیا
”لینا دینا... وہ رائنما کی وجہ سے کیوں کراچی چھوڑے گا

رائنما اس وقت چائے لے کر کمرے میں آ رہی تھی.. پر یہ باتیں سن کر
... دروازے پر ہی کھڑی ہو جاتی ہے

دادی دادا سے: ”جعفر اس رات آیا تھا گھر.. جس دن رانما کا نکاح ہوا تھا.. پھر اسے رانما کے نکاح کی خبر ملی... تو وہ لاہور چلا گیا.. مجھے تو رانما ہی وجہ لگ رہی ہے جعفر کے جانے کی... میں نے محسوس کیا تھا کہ جعفر رانما کو پسند کرتا تھا... پری کی شادی پر... صرف رانما کی خاطر سب سے لڑ رہا تھا“

دادا حیران ہو کر: ”کیا؟؟ جعفر رانما کو پسند کرتا تھا... یہ بات تم نے مجھے کیوں نہیں بتائی“ وہ یہ سن کر اپنے ماتھے پر سیدھا ہاتھ رکھ لیتے ہیں

دادی: ”آپ کی بڑی بھوہی مجھ سے کھ رہی تھی کہ رانما کی شادی کروادو... تب مجھے لگا تھا کہ ضرور کوئی بات ہے... جو بڑی بھوہی رانما کی اتنی فکر کر رہی ہے.. اب سمجھ آ گیا بھی بات ہوگی.. وہ نہیں چاہتی تھی

کے رائما اس کی بھوبنے... اس لیے رائما کی شادی کے پیچھے پڑی تھی..
”دیکھا نہیں آپ نے نکاح کروا کر دوسرے ہی دن یہاں سے چلی گئی۔“

رائما یہ ساری باتیں دروازے پر کھڑی سن رہی تھی.. دادا اپنے منہ پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے؟ ”یہ بات تمہیں پہلے بتانی چاہیے تھی مجھے... اگر
جعفر رائما کو پسند کرتا تھا.. تو میں رائما کی منگنی اسد سے توڑوا کر جعفر سے
”کروادیتا

یہ سنتے ہی رائما کے ہاتھ سے چائے کے سارے برتن گر جاتے ہیں..
دادا دادی برتن گرنے کی آواز پر چوکتے ہیں.. وہ فوراً پیچھے مڑتے ہیں تو
رائما کو کھڑا پاتے ہیں... رائما کی آنکھوں سے آنسوؤں بھنے لگتے

ہیں... دادا دادی دونوں اسے روتا ہوا دیکھ لیتے ہیں... رائما نیچے بیٹھ

کرجو برتن ٹوٹ گئے تھیں انھیں الگ اٹھاتی ہے اور جو ٹھیک برتن ہیں
.. انھیں الگ اٹھاتی ہے

دادا: ”کاش یہ بات مجھے پھلے پتا چل جاتی... پر اب کیا ہو سکتا ہے.. لیکن
اگر جعفر یہ سب رائیما کی وجہ سے سے چھوڑ رہا ہے تو تم رائیما سے بات
کرو.. اس سے کھو کے کھے جعفر سے کے کراچی آئے.. اور اپنا بزنس
،،سمجھالے... اس طرح اپنی زندگی کو تباہ نہ کرے

“دادی: ”ٹھیک ہے میں بات کروں گی رائیما سے.. پر
“دادا: ”پر کیا؟؟

دادی پریشان ہوتے ہوئے: ”اگر واقعی جو ہم سوچ رہے ہیں وہ سچ ہے
اور جعفر رائیما کی وجہ سے سب چھوڑ چھاڑ کر چلا گیا ہے تو کیا ٹھیک ہوگا

جعفر کا واپس آکر رانما کے سامنے رہنا.. جعفر اپنے آپ کو سمجھانے کی
کوشش کر رہا... اس کا دل ٹوٹا ہے... اور اگر ہم اسے لا کر رانما کے
سامنے کھڑا کر دیں گے تو کیا وہ اپنی قابلیت ذہانت کو اسی طرح آفس میں
”لگا سکے گا جس طرح پھلے... کھیں ایسا نہ ہو وہ اور ٹوٹ جائے۔“

دادا سوچتے ہوئے ”کھ تو تم ٹھیک رہے ہو... تو پھر کیا کریں.. سمجھ نہیں
”آ رہا

دادی: ”رانما کو اس کی سسرال بھیج دیتے ہیں... اس کی ساس تو بیمار
ہے... کھیں گے ہمیں فکر لگی رہتی ہے ہر وقت.. اس لیے رانما کو آپ
کے پاس چھوڑ رہے ہیں.. ویسے بھی اس کا شوہر تو لندن میں ہے... کسی
”کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا

“دادا: ”یہ ٹھیک رہے گا؟

“دادی: ”اس وقت تو بھی ٹھیک ہے.. بعد کی بعد میں سوچیں گے

رائما اپنے کمرے میں روتی ہوئی آتی ہے... ڈائری اٹھا کر زمین پر بیٹھ جاتی ہے... روتی جاتی ہے.. اور لکھتی جاتی ہے...: ”کس کو ظالم کھوں.. کس سے کھوں کے اس کی ظلم گری نے میرا سب کچھ چھین لیا.. میں کیا کھوں سمجھ نہیں آتا... یہ زندگی کیسی عجیب پھیلی ہے.. کتنے دکھ اور تکلیفیں ہیں میرے دامن میں... میں کس سے کھوں کے میری زندگی کو اسد کے ... نام کرنے کی ذمہ دار تم ہو... دادا کھ رہے ہیں کے انھیں پتا ہوتا تو وہ جعفر سے میری منگنی کروادیتے... اب

دل کھ رہا ہے کے کاش کاش صد کڑور کاش انھیں پتا چل جاتا... تو کم از کم مجھے میری محبت تو مل جاتی... پر پھر سوچتی ہوں کے اچھا ہی ہوا جو دادا کو پتا

نہیں چلا... ورنہ صرف گھر میں تماشہ ہوتا... کیونکہ تائی امی نے جو کچھ
... بھی کیا اس کا مقصد صرف مجھے ان کی بھونہ بننے دینا تھا
وہ میرے رنگ کی وجہ سے میری شادی کبھی بھی جعفر سے
نہیں ہونے دیتیں... مجھے یہ دعا کرنی پڑتی.. کہ وہ بھی بیمار ہو جائیں اور
انہیں بھی ایک کام کرنے والی کی ضرورت پڑ جائے... تو میری شادی
.. ہو سکتی تھی

.. دوسرے دن دادی رانما سے جعفر کو فون کرنے کے لیے سگھتی ہیں

“دادی: ”کچھ بھی ہو جائے... جعفر کو کراچی آنے کے لیے راضی کرو

“رانما جعفر کو فون کرتی ہے.. جعفر فون اٹھاتا ہے...: ”ہیلو

“رانما: ”ہمارے یہاں سلام کرتے ہیں ہیلو نہیں

جعفر رائما کی آواز سن کر پھلے تو چوک جاتا ہے... پھر حیران ہوتا ہے کہ
رائما اپنے نمبر کے بجائے گھر کے فون سے بات کر رہی ہے.. اسے عجیب
،، لگتا ہے...: ”اسلام علیکم

رائما کی آواز سے ہی ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ وہ بھت اداس
،، ہے..: ”وعلیکم اسلام

جعفر خاموش ہو جاتا ہے دوسری طرف رائما بھی چپ رہتی ہے.. تھوڑی
،، دیر بعد جعفر کو ہی پھل کرنی پڑتی ہے...: ”کچھ کھنا تھا

،، رائما: ”ہاں.. پر سمجھ نہیں آتا کہ کیسے کھوں

جعفر طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”تمہیں کب سے ضرورت پڑھ گئی... مجھ سے بات کرنے سے پھلے سوچنے کی... تم تو کھتی تھیں کہ تم انسان کی حیثیت دیکھ کر بولتی ہو... تو پھر

رائما کی آنکھیں بھر آتی ہیں یہ سن.. وہ بھری آواز میں کہتی ہے: ”ہاں حیثیت دیکھ کر بات کرتی ہوں میں.. اور تمہاری حیثیت بہت بڑی ہے.. مجھ سے

جعفریہ سن اداس ہو کر کہتا ہے: ”ایسا مت کھو... جعفر کسی بھی معاملے میں رائما کے مقابلے نہیں آنا چاہتا.. کیونکہ تم میری نظر میں بہت بلند مقام رکھتی ہو.. اور میں تمہاری بہت عزت کرتا ہوں

رائما اپنے آنسوؤں صاف کر کے: ”اگر تم واقعی میری عزت کرتے ہو.. تو
سنو.. تمہاری بربادی کا ذمہ دار مجھے ٹھہرایا جا رہا ہے... سب سمجھتے ہیں
کہ تم میری وجہ سے کراچی نہیں آرہے.. سب میرے بارے میں
باتیں بنائیں لگے ہیں.. جتنے منہ اتنی باتیں... صرف تم ہو جو یہاں آکر
... سب کے منہ بند کروا سکتے ہو

میں بے قصور ہوں یہ جانتے ہوں ناں... پھر مجھے کس بات
کی سزا دے رہے ہو... تمہارے یہاں آتے ہی مجھے میری سسرال بھیجنے
کا فیصلہ کر لیا گیا ہے.. اس لیے تم بے فکر ہو جاؤ... تمہارا اور میرا سامنا
نہیں ہوگا... یہ وعدہ کرتی ہوں میں.. جب تک تم نہیں چاہو گے.. جعفر
”سن رہے ہوں ناں تم.. کچھ کھ رہی ہوں میں.. بولو

جعفر: ”سن رہا ہوں.. پر مجھے ڈر لگتا ہے رائما.. میں کیا کروں؟؟؟... پر
اگر میرے وہاں آنے سے تمہارے نزدیک لوگوں کے منہ بند ہو جائیں

گے... تو میں ضرور آؤں گا... میری وجہ سے تمہاری عزت پر کبھی کوئی
”حرف نہیں آئے گا“

رائما: ”میں بھی چاہتی ہوں... کے میری محبت تمہارے پاؤں کی زنجیر
کبھی نہ بنے... تم اسی طرح ترقی کے مراحل طے کرو جیسے کرتے آئے
“ہو“

”جعفر مسکراتے ہوئے: ”تم سے محبت ہوئی... بس یہ ہے میری خطا
رائما: ”اس خطا میں... میں برابر کی شریک ہوں.. کاش میں تمہیں روک
... لیتی... تو آج یہ سب نہیں ہوتا
“جعفر: ”اللہ حافظ

”رائما: ”تو تم کب آرہے ہو... یہ تو بتادو
“جعفر: ”جس دن حکم کرو گی.. اس دن آ جاؤں گا

”رائما: ”کل آ جاؤ

”جعفر: ”ٹھیک ہے.. میں کل آ جاؤں گا

رائما: ”اللہ حفظ“ رائما فون رکھ کر رونے لگتی ہے.. پھر دادی کو بتا دیتی ہے کہ جعفر کل آ رہا ہے.. اب تو دادی کو پورا یقین ہو گیا تھا کہ جعفر رائما کی وجہ سے ہی کراچی اور یہاں کا بزنس چھوڑ کر گیا تھا

دوسرے دن رائما اپنی سسرال جاتی ہے... اور جعفر اسی وقت رائما کے.. میکے آتا ہے

رائما اپنی ساس کو بیڈ پر لیٹا ہوا دیکھ: ”آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں... کے آپ کی اتنی طبعیت خراب ہے.. ماموں نے تو کھا تھا کہ آپ ٹھیک ہیں“

مائی رانما کا ہاتھ پکڑتے ہوئے: ”اواللہ... میری بچی... اس لیے سٹھیں
بتا رہی تھی سٹھیں... کے تم پریشان ہو جاؤ گی... ابھی تو تم نے یونیورسٹی
میں داخلہ لیا ہے... تم پڑھائی میں مصروف ہو گی بھی سوچ رہی تھی
“میں... اس لیے سٹھ منع کر دیا تھا میں نے تمہارے ماموں کو

رانما حق جما کر اپنی مائی کا ہاتھ پکڑ کر بولتی ہے...: ”میں آپ کی بیٹی
ہوں.. اور بیٹی ہونے کے ناطے میرا فرض ہے آپ کا خیال رکھنا.. اور ایسی
“پر اے پر اے والی باتیں مت کیا کریں

“ماموں: ”رانما تم ان کے پاس بیٹھو.. میں اپنا آفس کا کام ختم کر لیتا ہوں
“ماموں رانما کا اتنا سارا سامان دیکھ کر: ”تم یہاں رہنے آئی ہو؟؟؟

رائنما مامی کو دیکھ کر: ”جی ماموں... جب تک مامی کی طبیعت ٹھیک نہیں
”ہو جاتی.. میں بھی رہوں گی

مامی: ”یہ تو بھت اچھی خبر سنائی تم نے... اب تو تم میرے پاس ہی رہو گی
ہمیشہ“ کہہ کر مسکرا نے لگتی ہیں

رائنما: ”مامی ایسا مت کھیں.. مایوسی کی باتیں کرنے سے دل بھی مایوس
”ہو نے لگتا ہے.. اللہ آپ کو جلد سے جلد صحت عطا کرے

مامی مسرت بھرے لہجے سے: ”آمین.. تاکہ میں خوب دھوم دھام سے
اپنی بھو کو گھر لاؤں“ کہہ کر رائنما کا ماتھا چومتی ہیں

صبح کے وقت رائنما بیٹھی کتابوں کا شوکیز صاف کر رہی تھی.. مامی وہیں
صوفے پر بیٹھی رائنما کو بھی تک رہی تھی.. رائنما کا چہرہ مر جھایا ہوا معلوم
.. ہو رہا تھا.. اور اس کی آنکھیں کھوئی کھوئی ہوتی ہیں

“مامی:” رائنما

“رائنما:” جی مامی

“مامی:” دماغ کہاں ہے تمہارا؟؟؟

رائنما دھردھر دیکھتے ہوئے فکر مند لہجے میں: ”ابھی تو بھی رکھا تھا.. پتا

.. نہیں کہاں چلا گیا.. میں لاتی ہوں،“ کھ کر کھڑے ہونے لگتی ہے

رائنما کی مامی زور سے ہستے ہوئے: ”رائنما میں دماغ کھ رہی ہوں.. کہاں

،“ کھوئی کھوئی ہو.. کیا کھ رہی ہو

.. رائنما مامی کو ہستہ ہوا دیکھ سمجھ جاتی ہے کہ وہ مزاق کر رہی تھیں

حیدر کلینک سے گھر آتا ہے تو اسے پورے گھر کی سیٹنگ بدلی ہوئی نظر آتی ہے۔۔ حیدر کو یہ سیٹینگ کرنا بالکل پسند آتا۔۔ پری آکر مسکراتے ہوئے
”پوچھتی ہے: ”کیسا لگا؟؟“

پری کو امید تھی کہ حیدر اس بدلاؤ کو پسند کرے گا اور خوش ہو گا پر ہوتا
بالکل اس کے برعکس ہے۔۔ حیدر ناراض ہوتے ہوئے بولتا ہے: ”اگر
... تمہیں گھر کو نئے انداز سے سجانا تھا تو کم از کم مجھ سے پوچھ تو لیتی
پری حیدر کو ناراض ہوتا ہوا دیکھ بولتی ہے: ”پر میں نے سوچا تھا کہ آپ کو
”دوں گی تو آپ کو اچھا لگے گا surprize سرپرائز“

حیدر ناراض ہو کر کمرے کی جانب بڑھتا ہے تو پری اسے منانے کے لیے
.. پیچھے پیچھے آتی ہے
”پری: ”آپ ناراض کیوں ہو رہے ہو؟؟“

حیدر اسے سمجھاتے ہوئے: ”مجھے یہ سب پسند نہیں ہے.. نہ مجھے بار بار چیزوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پسند ہے.. میری جو چیز گھر میں جس جگہ رکھی ہے اسے وہیں رہنے دو.. یہ گزارش ہے میری تم سے“ کہ کمرے میں چلا جاتا ہے

پری ادا اس ہو کر بیٹھ پر بیٹھتے ہوئے: ”میری چیزیں میرا گھر... یہ کیا کہ رہا ہے حیدر.. یہ گھر تو ہم دونوں کا ہے.. پھر وہ مجھے اس طرح پرایا کیسے کر سکتا ہے“ اسے بھت برا لگتا ہے۔

.. رانما اپنی امی سے فون پر بات کر رہی ہوتی ہے

امی: ”تمھاری بھت یاد آتی ہے... تم جب تک تھیں میں نے کوئی کام
نھیں کیا.. بس آرام کرتی رہی... پر جب سے تم گئی تھو سارے کام مجھ پر
“.. آن پڑے ہیں... اک لمحے کا آرام بھی نصیب نہیں ہوتا

رائما: ”امی تو آپ دادا سے بات کریں.. ان سے کہیں کے ایک نوکرانی رکھ
لیں.. ویسے بھی اب آپ کے کام کرنے کی عمر نہیں ہے.. آرام کی عمر
“ ہے

امی: ”تمہیں پتا ہے تمھارے دادا کبھی بھی نہیں مانیں گے... تو پھر کیا
فائدہ کھ کر... اور تمھاری دادی کے توصاف الفاظ یہ ہوں گے: ”میں
بھویں اس لیے تو نہیں لائی کے وہ آرام کریں اور میں نوکروں کے ہاتھ کا
“ بنا کھاؤں

رائنما: ”نو کر بھی تو انسان ہوتے ہیں.. کیا فرق پڑھ جائے گا اگر ان کے
“ہاتھ کا بنا کھالیں گے... عجیب سوچ ہے داد ادا دی کی

امی: ”ارے بیٹا... پرانے خیالات کے مالک ہیں تمہارے داد ادا دی..
ان کی سوچ ہم بدل نہیں سکتے.. اچھا یہ چھوڑو یہ بتاؤ.. وہاں خوش تو ہو
“ناں

رائنما کے یہ سوال سنتے ہی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں جنہیں صاف
“کرتے ہوئے وہ کہتی ہے: ”جی امی... بہت خوش ہوں

امی: ”اللہ تیرا شکر... اسد سے بات ہوتی ہے تمہاری؟؟

رائنما سوچ میں پڑھ جاتی ہے یہ سوال سن کر.. کے وہ کیا جواب دے
.. کیونکہ اگر سچ بتائے گی تو اس کی ماں فکر مند نہ ہو جائے.. اس لیے وہ
کھتی ہے: ”امی ہوتی تھی پر ابھی کچھ دنوں سے نہیں ہو رہی.. وہ دراصل
”ہوتا ہے disturb اسد کی پڑھائی میں ڈسٹرب

امی کی آواز میں ایک سکون سہ محسوس ہوتا ہے: ”اچھا چلو ٹھیک ہے“ پھر
وہ تھوڑی دیر خاموش ہونے کے بعد بولتی ہیں: ”پتا ہے جعفر نے
”تمہاری جگہ لے لی ہے

”رائنما حیرت سے: ”کیا؟؟ جعفر نے میری جگہ لے لی... کون سی؟؟

”امی مسکراتے ہوئے: ”اس گھر میں اور میرے دل میں

رائنما مسرت بھرے لہجے سے: ”اچھا“.. اس کا دل سکون پاتا ہے
... کیونکہ اتنے دنوں بعد جعفر کی کوئی خبر ملی تھی.. وہ اس لمحے آنکھیں
بند کر لیتی ہے تو اس کی آنکھوں میں چم سے جعفر کا مسکراتا ہوا چہرہ آ جاتا
ہے... اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ جاتی ہے.. وہ مسکراتے
”ہوئے“: ”وہ کیسے؟؟“

امی: ”بس لے لی ہے... اپنا سہ لگنے لگا ہے وہ.. بہت پیارا بچا ہے.. پر
جب سے آیا ہے بہت ادا اس اور رنجیدہ رہتا ہے... کوئی بات نہیں کرتا
پھلے کی طرح.. اور نہ ہی مسکراتا ہے... بس چپ چاپ رہتا ہے... اور
اس کی بھی چپ اور خاموشی تمہاری یاد دلاتی ہے مجھے... وہ منہ سے تو کچھ
نہیں کھ رہا مگر میرا دل کھ رہا ہے کے وہ بہت غمزدہ ہے... اس کے
چہرے پر جو ایک بھولی سی مسکراہٹ تھی وہ غائب ہو گئی ہے... خدا جانے
... کیا ہو گیا ہے اس بچے کو

ابھی دو دن پھلے کی بات ہے.. میرے پاس آیا اور میرے برابر

b.b میں بیٹھ گیا اور کھنے لگا: ”مجھے رائنما کی پری کی ایان کی بھابھی کی اور کی بھت یاد آرہی ہے.. یہ گھران کی یادوں کا بسیرا ہے... ہر کمرے سے ان کی خشبوں آتی ہے مجھے.. ہر لمحہ اس کی مسکراہٹ میری آنکھوں کے سامنے رہتی ہے... کبھی رائنما سے لڑائی کرنا یاد آتا ہے تو کبھی پری کے سر پر ہاتھ پھیرنا

کبھی ایان

کو لڑوا کر ان کا تماشہ b.b کو گود میں لینا یاد آتا ہے تو کبھی بھابھی اور دیکھنا... جب سے یہ سب گئے تھیں یہ گھر مجھے کاٹنے کو دوڑ رہا ہے... مجھے بھت تنہاء محسوس ہو رہا ہے

مجھے یہ گھر اور اس کا سناٹا بالکل اچھا نہیں

کو واپس بلا لیں، یہ سن کر b.b لگ رہا ہے... آپ بھابھی ایان اور رائنما کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑتی لگ جاتی ہے.. اسے لگتا ہے کہ جعفر

کا حال سن کر اس کا دل پھٹ جائے گا... اسے جعفر کی تنہائی کا بھت
شدت سے احساس ہوتا ہے

رائما: ”امی آپ جعفر کا بھت خیال رکھیں... وہ بھت ادا اس ہے.. آپ
کو واپس بلا لیں b.b ایان بھا بھی اور

رائما کو جعفر کی تنہائی احساس ہوتا ہے.. جعفر کی باتیں سن اس کی آنکھوں
... سے آنے والے آنسوؤں رکھی نہیں رہے ہوتے
کی فیملی کو واپس b.b... رائما ”امی آپ جعفر کا بھت خیال رکھا کریں
“ بلا لیں

امی: ”ارے میری جان.. میں رکھتی ہوں.. اور بچی جو اد کی فیملی کی بات تو وہ کون سہ روز روز اسپین جاتے ہیں... ایان کی ضد کرنے پر گے تھیں“.. پر چلو جو اد سے فون پر بات کروں گی تو کھوں گی کے واپس آجائے

رامنا کو جعفر کی فکر ہوتی ہے: ”امی.. وہ آپ سے کھے گا نہیں کیونکہ میں اسے اچھی طرح جانتی ہوں... وہ مجھ سے بھی نہیں کھتا تھا یہ دیکھ کر کے میں کتنے کام کر رہی ہوں.. پر آپ یاد سے جیسے ہی وہ رات کا کھانا کھالے اسے چائے دے دیجیے گا... ورنہ اس کے سر میں درد ہو جاتا ہے... ٹھیک ہے“

امی: ”ٹھیک ہے.. ویسے میں اسے دے دیتی ہوں بنا کر“
رامنا: ”اچھا کرتی ہیں

امی اداس ہو کر: ”ویسے میں نے کتنے خواب سجاے تھے جعفر کے بارے میں“

”راہنما الجھ کر: ”کیا.. جعفر کے بارے میں؟؟“

امی: ”بھی کے جعفر میرا مات بن جاتا تو کتنا اچھا ہوتا... جب وہ یہاں

”رہنے آیا تھا تب تمہاری منگنی اسد سے نہیں ہوئی تھی

”راہنما مسکراتے ہوئے: ”ہاں.. مجھے یاد ہے

امی: ”تب میں نے سوچا تھا کہ وہ اور تم ایک ساتھ کتنے اچھے لگو گے.. پر

”پھر اسد کا رشتہ آگیا

اس پر راہنما: ”امی آپ بھی ناں.. پھلے تو آپ میری جوڑی اسد کے ساتھ

”بناتی رہتی تھیں... پھر اچانک سے جعفر کے پیچھے کب پڑ گئیں آپ

امی اس پر مسکراتے ہوئے: ”بیٹا ماں کا دل ہوتا ہی ایسا ہے.. جہاں اچھا
لڑکا دیکھا وہاں خیال آ جاتا ہے اپنی بیٹی کا.. اور دل سے دعا نیکلتی ہے کہ
اگر لڑکا اچھا ہے تو اس لڑکے سے میری بیٹی کی ہو جائے.. اور اسد سے
جب تمہاری منگنی ہوگی تو میری خواہش تھی کہ جعفر اور پری کی
”ہو جائے“

.....“ یہ سن کر راما مسکرا کر کہتی ہے: ”حد ہے امی آپ سے بھی

راما یونیورسٹی کی تھوئی ہوتی ہے کہ گھر میں رخسانہ جو نوکرانی ہے وہ شور
مچاتی ہے: ”اسد بھائی آگے... اسد بھائی آگے“ یہ سن کر اسد کی ماں جو
بیمار ہیں اپنی بیماری کی حالت میں بھی اٹھ کر باہر آتی ہیں اور اپنے بیٹے کو
دیکھ کر خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتیں... اسے گلے سے لگا لیتی

دینا چاہتا تھا... اس surprize ہیں... اسد بتاتا ہے کہ وہ سرپرائز
.. لیے بغیر بتائے چلا آیا.. اس کے والدین یہ سن بھت خوش ہوتے ہیں

اسد اور اس کے والدین بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ اسد کے
والد کو یاد آتا ہے کہ انھیں رائما کو لینے جانا ہے.. وہ یاد آتے ہی کھڑے
.. ہو جاتے ہیں

“اسد: ”ابو آپ کھیں جارہے ہیں؟؟“

“ابو: ”ہاں... رائما کو لینے

“اسد کی امی: ”آج اسد لینے چلا جائے گا... آپ بیٹھ جائیں

“اسد ہلکا سا احتجاج کرتے ہوئے: ”پر امی

“امی: ”کیا پر... تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔“

اسد اپنے دل میں: ”خوش کس بات پر خوش ہوں.. وہ کون سہ کوئی
شہزادی ہے جو اسے لینے جانے میں خوش ہو“ پھر وہ کار لے کر نیکلتا
ہے..

وہ سوچتا ہے: ”لو امی بھی ناں کھاں پھنسا دیا.. اب میں وہاں جاؤ گا تو وہ
مجھے ایک ایک سے ملوائے گی یہ کھ کر... ان سے ملو... یہ ہیں اسد
میرے شوہر... پھر ایک ایک سے ملنا پڑے گا.. ویسے سب حیران رہ
جائیں گے کہ اس کا شوہر میں ہوں

پھر وہ آئینے میں خود کو دیکھ کر بال بناتا ہے.. ”اس کی ساری دوستیں کھیں
گی تو ضرور کے تمہارا شوہر کتنا خوبصورت ہے.. پھر وہ ایسے ظاہر کرے
گی جیسے ہم دونوں ایک دوسرے سے کتنا پیار کرتے ہیں... چلو میں اس
کے دوستوں کے سامنے اس کی عزت رکھ لوں گا

اسد یونیورسٹی پہنچ جاتا ہے.. رائنما اپنی دوستوں کے گروپ کے ساتھ
یونیورسٹی سے نکل رہی ہوتی ہے... اسد کو دیکھ کر پھلے تو وہ حیران ہو جاتی
ہے.. پھر اس کی جانب خود چلتی ہوئی آتی ہے

.. اسد رائنما کو آتا دیکھ خود بھی اس کی جانب آتا ہے

”رائنما اسد سے مخاطب ہو کر: ”اسلام علیکم

”اسد: ”وعلیکم اسلام

”اسد اپنے دل میں: ”نکاح کے بعد پھلی بار دیکھ رہا ہوں تمہیں

”رائنما کی دوستیں: ”رائنما یہ کون ہے.. تعرف نہیں کراؤ گی ہمارا

”رائنما: ”وہ

اسد اپنے دل میں: ”اب کھے گی.. یہ ھیں اسد میرے شوھر... جن کے بارے میں میں نے تم لوگوں کو بتایا تھا... اس پر کوئی ایک دوست کھے گی“: ”او.. یہ ھیں اسد.. بھت سنا تھا آپ کے بارے میں.. آج دیکھ بھی لیا پھر دوسری کھے گی: ”جتنا تم نے بتایا تھا یہ تو اس سے زیادہ ھیڈ سم اور ھے“، ابھی اسد بھی سوچ رہا handsome and cute کیوٹ
”ھوتا ھے کے رائما کھتی ھے: ”یہ اسد ھے میرا کزن

اسد کے کانوں کی سماعت سے جیسے ھی کزن کا لفظ ٹکراتا ھے وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حیرت سے رائما کو دیکھتا ھے.. اس پر رائما کی ایک سھیلی بولتی ھے: ”اچھا کزن ھے تمھارا.. ویسے اس سے پھلے تم نے کبھی اسد کا ذکر
،،نھیں کیا

رائما: ”وہ کبھی موقع ہی نہیں آیا کہ ایسی بات نکلے کہ جس میں اسد کا
”ذکر ہو

سہیلی: ”اچھا چلو کوئی بات نہیں“ رائما کی ساری دوستیں اسد سے ہاتھ ملا
کر اپنا تعارف کرواتی ہیں... اسد بھی صرف رائما کے کزن کی حیثیت سے
.. ان سب سے ملتا ہے

اسد رائما سے بڑی بے رخی سے: ”چلیں؟؟“ کہہ کر کار میں جا کر بیٹھ جاتا
ہے.. رائما بھی آکر کار میں بیٹھتی ہے... اسد کار چلانا شروع کرتا ہے
.. اسد کار چلاتا جاتا ہے اور پورے راستے بھی سوچتا رہتا ہے کہ: ”رائما
نے صرف مجھے اپنا کزن کہہ کر ملوایا... کم سے کم اپنا منگیترا کہہ کر ہی
ملو لیتی... اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ اس نے کبھی اپنی دوستوں کے
”سامنے میرا ذکر تک نہیں کیا

رائما پورے راستے بھی سوچتے ہوئے آتی ہے کہ: ”یا اللہ.. اسد آگیا ہے
گھر.. اب کیا ہوگا.. دادی نے تو کھا تھا کہ جب تک میں نہ کھوں تم گھر
واپس آنے کی سوچنا بھی مت... تو اب میں کہاں رہوں گی... ایک کام
کروں گی یہاں سے جاتے ہی گھر پہنچ کر امی سے فون پر بات کروں گی.. میں
تو میکے بھی نہیں جاسکتی کیونکہ میں تو جعفر سے وعدہ کر چکی ہوں کہ جب
”تک وہ نہیں چاہے گا... میں اسے اپنی صورت نہیں دیکھاؤں گی

رائما اپنی سوچوں میں اتنا گم ہوتی ہے کہ گھر آنے کے باوجود وہ کار میں ہی
بیٹھی رہتی ہے... اسد کار سے اتر کر رائما کی طرف جاتا ہے اور رائما کی
.. جانب کا دروازہ کھولتا ہے... رائما بالکل گم سم بیٹھی ہوتی ہے
”اسد: ”کار میں بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے کیا؟؟“

”رائما: ”گھر آگیا کیا؟؟“

.. اسد طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”جی گھر آگیا“ رائما فوراً اتر کر چلی جاتی ہے

اندر جاتے ہی مامی اسد کو ٹوکتے ہوئے: ”اسد پھلی بار نکاح کے بعد تم اپنی بیوی کے ساتھ باہر سے آئے ہو... وہ بھی خالی ہاتھ.. کچھ دلا کر لاتے“.. اسے.. جیسے گجرے

اسد اس پر راما کو کھا جانے والی نظروں سے گھور کر کہتا ہے: ”اچھا میں“.. اپنی بیوی کو لینے گیا تھا.. مجھے لگا کزن کو

راما جان کر بھی انجان بننے کی اداکاری کرتی ہے... پھر طنزیہ راما کو دیکھ... کر کہتا ہے: ”کزن..“ کھ کر جلدی سے اوپر کی سیڑھیاں چڑھ جاتا ہے

”راما کو مامی سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگتی ہیں: ”کچھ ہوا ہے کیا؟؟؟“

رائمانہ بسور کر: ”یہ ایسے ہی ہیں... چھوڑیں“ کھ کر وہاں سے
..لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے چلی جاتی ہے

مامی اداس ہو کر: ”میری خواہش تھی کہ اسد رائمانہ جیسا ہو جائے... پر
..یہاں تو الٹا ہوتا جا رہا ہے

اسد صوفے پر بیٹھا کب سے چوری چوری نظروں سے رائمانہ کو دیکھ رہا
تھا... وہ کھانا کھانے بیٹھتی ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ اسد اسے دیکھ
رہا ہے.. وہ پلٹ کر اس کی جانب دیکھتی ہے تو وہ فوراً لیپ ٹائپ پر کام
..کرنے لگتا ہے

رائمانہ کھانا کھاتے وقت رخسانہ سے پوچھتی ہے: ”رخسانہ... مامی کو دوائی
”دے دی تھی؟؟“

رخسانہ کی عادت ہے اپنے ناخنوں کو منہ سے چبانے کی.. وہ منہ میں اپنی
سیدھے ہاتھ کی انگلی ڈالی ہوئی ہوتی ہے.. رائیما غصے سے: ”تم پھر ناخن
چبا رہی ہو.. کتنی بار منع کیا ہے... بیمار ہو جاؤ گی... اتنی بار سمجھایا ہے پر
تمہیں سمجھ نہیں آتا.. نیکالو انگلی منہ سے... گندی... ہر گندی عادت
”پال رکھی ہے تم نے

اسد صوفے پر بیٹھ کر رائیما کو غصہ کرتا دیکھ رہا تھا.. وہ اپنے دل
... میں: ”وہ... وہ... یہ غصہ بھی کرنا جانتی ہے... مجھے تو پتا ہی نہیں تھا
“

رخسانہ: ”میں نے دوائی دے دی تھی ٹائم پر... نہ ایک منٹ پھلے نہ ایک
“ منٹ بعد

”راٹما: ”ٹھیک ہے

پھر راٹما کھانا کھانے لگتی ہے تو وہ محسوس کرتی ہے کہ رخسانہ کی نگاہیں ابھی تک اس کے چہرے پر ٹکی ہیں.. وہ رخسانہ کو دیکھ: ”کیا... کوئی کام ہے؟؟“

رخسانہ: ”براسہ منہ بنا کر: ”آج تو ہم مارکیٹ جانے والے تھے ناں...“ شاپنگ کرنے

”راٹما: ”جانے والے تو تھے پر اب نہیں جائیں گے

رخسانہ: ”ایک تو آپ اتنی مشکل سے رضا مند ہوئی تھیں شاپنگ پر جانے کے لیے... اب اسد بھائی کے آجانے سے آپ کو تو بھانا ہی مل گیا نہ جانے

”کا

رائنما کرسی سے اٹھتے ہوئے؟ ”تم بھی ناں“ کھ کرمائی کے کمرے میں جاتی
ھے اور آن کو سہارا دے کر باہر لا کر صوفے پر اسد کے برابر میں بیٹھاتی
ھے.. بیٹھاتے وقت راینما کا ہاتھ اسد کے ہاتھ سے ہلکا سا مس ہوتا
ھے.. اسد فوراً راینما کی جانب دیکھتا ھے.. لیکن اس کا دیکھنا کھیں اور تھا
اس لیے آسے احساس تک نہیں ہوا کے اس کا ہاتھ اسد کے ہاتھ سے
مس ہوا ھے... وہ بیٹھا کر کچن میں چلی جاتی ھے.. اس بات سے بے خبر
کے اسد جب سے اس کا ہاتھ مس ہوا ھے تب سے اسے ٹکٹکی باندھ کر
دیکھے جا رہا ھے... وہ دل میں: ”یہ تو مجھے دیکھتی بھی نہیں ھے....“
.. عجیب لڑکی ھے

رخسانہ آکرمائی سے راینما کی شکایت کرتے ہوئے: ”بی بی.. جی.. دیکھیں
اتنی مشکل سے آپ نے اور میں نے مل کر انھیں رضا مند کیا تھا شاپنگ پر

جانے کے لیے۔۔ پر اب یہ کھرھی ہیں کے اسد بھائی آئے تھیں اس لیے
”... نہیں جارھی.. لودیکھو ذرا

مامی رانما کی سائٹ لیتے ہوئے: ”ٹھیک تو کھرھی ہے وہ.. اس کا شوهر آیا
”ہوا ہے آج.. وہ کیسے اسے اکیلا چھوڑ کر چلی جائے تمہارے ساتھ

اسد اپنے دل میں یہ بات سن کر کڑتا ہے: ”کون سہ شوهر.. اپنی دوستوں
”سے تو کزن کھ کر ملوایا ہے

رانما رات کو اپنی ماں کو فون کرتی ہے اور اسے بتاتی ہے کے اسد آیا ہوا ہے
یہاں... پورے دس دنوں کے لیے.. آپ دادی سے پوچھیں کے میں گھر
”واپس آ جاؤں

رائنما کی ماں: ”یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے.. میں ابھی جعفر کو بھیج دیتی
“ہوں تمہیں لینے

“ راینما اصرار کرتی ہے: ”نہیں پھلے آپ دادی سے پوچھیں
امی: ”ارے یہ تمہارا گھر ہے.. تمہیں یہاں آنے کے لیے اجازت کی کیا
“ضرورت

“ راینما: ”آپ پوچھ لیں پھر جواب دیں
امی: ”اچھا تم اتنا ضد کر رہی ہو تو میں پوچھ کر آتی ہوں

راینما انتظار کرنے لگتی ہے.. اس کی والدہ دادی کے پاس جاتی ہیں بات
...کرنے

رائما اپنے دل میں: ”آپ کو نہیں پتا امی... دادی نے سختی سے منع کیا ہے
جعفر کے سامنے آنے سے.. اچھی محبت کی میں نے.. گھر سے بھی بے گھر
ہو گئی.. اس سے تو محبت نہ کرتی تو بھی اچھا تھا.. پر میرے اختیار میں کھاں
“.. تھا

امی آکر بڑے غصے سے پھلے توتائی امی کو دو تین گالیاں دیتی ہیں... رائما
اس پر: ”امی غصہ نہ کریں.. کیا ہو گیا ہے گالیاں کیوں دے رہی ہیں
“آپ

اس پر امی تین چار گندی گندی گالیاں تائی کو دیتے ہوئے بولیں: اس نے نہ
جانے کیا کھ دیا ہے تمہاری دادی سے... وہ کھ رہی ہیں وہیں رہو تم..
میں نے ان سے کھاں کے اسد آیا ہوا ہے وہ وہاں کیسے رہ سکتی ہے... تو
کھنے لگیں اس کا نکاح ہو چکا ہے.. آرام سے رہے وہاں... میں تو

تمہارے ابو سے بات کرنے جارہی ہوں.. کے آخر تمہاری دادی عجیب
پاگلوں والی باتیں کیوں کر رہی ہیں... بیٹی ہو تم اس گھر کی.. یہاں نہیں
آؤ گی تو کھانا جاؤ گی... رافع بھائی اور بھابھی کیا سوچیں گے
سب کچھ چھوڑو

خود اسد کیا سوچے گا.. کے رانما گھر کیوں نہیں جارہی... مجھے تو لگ رہا
ہے تمہاری دادی پر بوڑھا پانگالب آرہا ہے... اس لیے آن کی عقل کام
،، نہیں کر رہی

رانما اپنے دل میں: ”اگر پاپا نے دادی سے اس موضوع پر بات کی تو جعفر
اور میری ساری باتیں دادی کھول کھول کر پاپا کو بتا دیں گی.. پھر کیا
ہوگا.. نہیں کچھ بھی ہو جائے مجھے پاپا سے امی کچھ کہیں اس بارے میں
،، اس سے پہلے امی کا غصہ ٹھنڈا کر دینا چاہیے۔“

رائنما سوچنے کے بعد: ”امی کوئی ضرورت نہیں ہے پاپا سے بات کرنے کی... دادی ٹھیک تو کھرھی ہیں میرا نکاح ہو چکا ہے اور پھر مامی کی طبیعت بھی تو خراب ہے.. میں ویسے بھی واپس نہیں آسکتی... چلیں یہ بات ختم کریں

اسد کو پانی کی پیاس لگتی ہے وہ نیند سے اٹھ کر پانی کا جگ اٹھاتا ہے پر جب وہ ... اسے خالی دیکھتا ہے تو اپنے بیڈ سے اٹھ کر وہ نیچے چلا آتا ہے

رائنما لان میں بیٹھ کر آرام سے اپنی ماں سے بات کر رہی ہوتی ہے.. رائنما کی بات سن کر اس کی ماں: ”ارے ایسے کیسے ختم کر دیں.. یہ بات تو میں تمہارے ابو کو بتا کر رہو گی... تمہاری تائی وہاں لاہور میں بیٹھی ہیں اور ان کی حکومت یہاں ہمارے گھر پر چل رہی ہے... میں اس بات کو اتنی آسانی سے ختم ہونے نہیں دو گی

رائما اب جو بات کرنا شروع کرتی ہے.. وہ ساری باتیں اسد سن لیتا ہے...
رائما باتوں میں اتنی مشغول ہوتی ہے کہ اسے پتا بھی نہیں چلتا کہ اسد
وہاں سیڑھیوں پر کھڑا اس کی بات سن رہا ہے

رائما ناراض اور چڑتے ہوئے بولتی ہے: ”امی ساری غلطی تائی کی نہیں
اسد کی ہے“ یہ سنتے ہی اسد کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں
رائما: ”اسے پتا ہے میں یہاں رہ رہی ہوں... مامی کو میری ضرورت ہے
.. پھر کیا ضرورت تھی بغیر بتائے منہ اٹھائے چلے آنے کی... اب اس کی
وجہ سے مجھے پریشانی ہو گئی ہے.. پتا ہے میں نے مامی سے کھا تھا کہ جب
”تک وہ ٹھیک نہیں ہو جائیں میں انہیں چھوڑ کر کھیں نہیں جاؤ گی

امی: ”ایسی کوئی بات نہیں ہے.. تمہارے لیے وہ اپنے ماں باپ سے ملنے
”بھی نہ آئے“

رائما بڑی بے رخی سے کہتی ہے: ”نہ آئے... کون سا اس کے آنے سے
یہاں کسی کو فرق پڑھ رہا ہے... کم از کم مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑھ رہا تھا
کے وہ لندن میں ہی رہتا اور یہاں نہ آتا.. اب جب کے وہ یہاں آگیا ہے
”مجھے سمجھل سمجھل کر رہنا پڑے گا“

اس پر اسد غصے سے لال پیلا ہو جاتا ہے.. اور اپنے دل میں کہنے لگتا
ہے: ”اسے میرے یہاں آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا.. یہ بات تو میں
پہلے ہی جانتا تھا.. پر یہ پھوپھو سے یہ کیوں کھرھی ہے کے اسے مجھ سے
lose سمجھل سمجھل کر رہنا پڑے گا... اسے میں اتنا لوس کر یکڑ
”... لگتا ہوں character“

رائما اپنی باتوں سے اپنی ماں کو تو منالیتی ہے... پر وہ یہ نہیں جانتی کہ اس کی باتیں ساری اسد سن رہا ہے... اسد وہاں سے غصے سے آگ بگولا .. ہو کر اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے

کمرے میں آنے کے بعد اسد سوچنے لگتا ہے: ”آخر یہ لڑکی خود کو سمجھتی کیا ہے... کیا کوئی حور پری ہے یا کوئی شہزادی ہے جو میں اس کے پیچھے“ پڑوں گا... ارے پڑتی تو ہیں.. لڑکیاں... وہ بھی میرے پیچھے

دوسرے دن رائما کی مامی رائما کی یونیورسٹی کی چھٹی کروالیتی ہیں اور رائما سے کھتی ہیں کہ اسد آیا ہے... تم یونیورسٹی مت جاؤ... وہ کیا سوچے گا کے میں صرف کچھ دنوں کے لیے آیا ہوں اور اس میں بھی کوئی نہیں ہے

.. جو میرے ساتھ اپنا وقت گزارے.. تم یہاں رکو.. اور آج سارا اسد کا
من پسند کھانا پکاؤ... اور اسے کھلاؤ... دیکھنا اس کا دل خوش ہو جائے گا

“راہمّا ترے ہوتے منہ سے رخسانہ سے: ”چلو کچن میں چلتے ہیں

مامی بڑے پیار سے اسے سمجھاتے ہوئے: ”بیٹھا مرد کے دل کا راستہ اس
کے پیٹ سے ہو کر گزرتا ہے

“راہمّا: ”جی مامی

راہمّا کچن میں آکر کاموں میں لگ جاتی ہے.. راہمّا پیاز تل رہی ہوتی ہے
کے اس کے ذہن میں اس کی مامی کی بات گھوم رہی ہوتی ہے... پھر وہ
اپنے آپ سے کہتی ہے: ”جھوٹ کہتے ہیں لوگ کے مرد کے دل کا

راستہ اس کے پیٹ سے ہو کر گزرتا ہے.. میرے نزدیک تو مرد کے دل کا

راستہ اس کی آنکھوں سے جوڑا ہے... اور جو اس کی آنکھوں کو بھاتا ہے
... وہی اس کے دل پر راج کرتا ہے

اسد میرا بنایا ہوا کھانا کھا کر کون سا

مجھ سے پیار کرنے لگے گا... مامی بھی ناں بھت فرسودہ خیالات کی مالک
ہیں... میں جانتی ہوں کہ اسے میرے بنائے کھانے میں کوئی انٹرس
نہیں ہوگا... مامی نے میری بے فالتوہ چھٹی کرا دی ہے آج... چلو مامی کا
دل رکھنے کے لیے اتنا تو کرا ہی سکتی ہوں... ویسے بھی ان کی نیت تو اچھی
ہی ہے

اس کے برابر میں رخسانہ اور ک لھسن پیس رہی ہوتی ہے کے اس کی نگاہ
راٹما پر پڑتی ہے تو وہ دیکھتی ہے کے راٹما کسی اور ہی دنیا میں گم ہے اور پیاز
جل رہی ہے.. وہ کہتی ہے: ”راٹما باجی پیاز جل رہی ہے“... راٹما فوراً
... اپنی سوچوں سے نیکل آتی ہے اور پیاز چھولے سے اتارتی ہے

رخسانہ: ”ڈرو مت کھانا اچھا بنے گا... اسد بھائی کو بھی ضرور پسند آئے گا“

رائما: ”ہاں.. بس پسند آجائے سبھی دعا ہے میری بھی... اچھا یہ چھوڑو فریج سے دودھ لے کر آؤ.. کھیر بنانے کے لیے... اور گاجر لاکے یہاں رکھ دو... میں گاجر کا حلوہ بنا کر فریج میں رکھ دوں گی کیونکہ اسد کو ٹھنڈا“
بہت پسند ہے گاجر کا حلوہ

رائما پورا دن محنت کرتی ہے.. اور سارے کھانے اسد کی پسند کے بناتی ہے.. سارے کھانے لا کر رائما خود میز پر سجاتی ہے اور بیٹھ کر اسد کا انتظار کرنے لگتی ہے

اسد رات کو لیٹ گھر آتا ہے.. مامی: ”بیٹا جلدی سے فریش ہو کر آ جاؤ...
اور کھانا کھا لو... آج سارے کھانے تمہاری پسند کے بنیں ہیں... اور
“سب سے اہم بات یہ ہے کہ رانما نے خود اپنے ہاتھ سے بنائے ہیں

اسد کے بالکل سامنے ہی رانما بیٹھی ہوتی ہے وہ رانما کو ایک نظر دیکھتے
ہوئے اپنی ماں سے کہتا ہے: ”امی میں تو کھانا کھا کر آیا ہوں“ کھ کر
.. سیڑیوں سے اوپر اپنے کمرے میں جانے لگتا ہے

اسد کی ماں: ”پر بیٹا... رانما نے بڑے پیار سے بنایا ہے سارا کھانا.. صرف
“تمہارے لیے

اسد: ”امی پلیز... میں کھانا نہیں کھا سکتا... آپ ضد نہ کریں“ کھ کر
تھوڑی دیر وہیں کھڑا رہتا ہے.. رانما کو دیکھتا رہتا ہے
“اسد کی ماں: ”اچھا... ٹھیک ہے... تمہاری مرضی

اسد اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے... رانما ساری باتیں خود اپنے کانوں سے
... سن چکی ہوتی ہے

مامی رانما کے پاس آکر بڑے پیار سے: ”تم کھانا کھا لو... اور میرا پرھیزی
کھانا بھی لے آؤ... اسد تو کھانا کھا کر آیا ہے... ہم دونوں ساتھ کھا لیتے
“ہیں

”رانما مسنون مسکراہٹ کے ساتھ: ”جی مامی

وہ کچن میں جاتی ہے اور مامی کا سالن نیکالتے ہوئے دیگچی سے سوچتی
ہے: ”تو اس نے میرا کھانا کھانا تو دور... دیکھنا تک پسند نہیں کیا.. پورا دن
محنت کرتے کرتے گزر گیا... اور اس نے یہ تک نہیں کھا کے اگر میرے

لے کھانا بنایا تھا تو مجھے بتا دیتے.. میں کھانا کھا کر نہیں آتا... چلو اب تھوڑا
سہ چک لیتا ہوں... آخر اتنی محبت سے جو بنایا ہے یہ کھانا... پر یہ کھنا تو
دور... وہ ظالم ایسے ہی چلا گیا... چھوڑا نما تجھے تو پتا ہی تھا کہ ایسا ہی کچھ
”ہوگا... اب دل دو کھا کر کیا فائدہ

اسد اپنے کمرے میں جا کر اپنا کوٹ اتار کر اپنے بیڈ پر زور سے پھینکتا ہے
... اسے بھی غصہ آرہا ہوتا ہے.. وہ کہتا ہے: ”اگر میرے لیے کھانا
بنارہی تھی تو مجھے فون کر کے بتا نہیں سکتی تھی.. میں کھانا کھا کر نہیں
آتا... اب خود تو امی کی نظر میں مظلوم بن گئی اور مجھے ظالم بنا دیا.. کل
... پھوپھو سے میری شکایت کر رہی تھی اب ضرور امی سے کرے گی
... ویسے ہے کتنے غرور والی

امی سے ہی ہر بات کھلواتی ہے.. خود تو کچھ نہیں
بولتی... کھانا اس نے بنایا تھا... محنت اس نے کر لی تھی... تو کیا تھا اگر اپنی

ناک نیچے کر کے مجھ سے کھ دیتی کے اسد میں نے تمہارے لیے پکایا ہے
”... تھوڑا سہا ہی چک لو... پر نہیں گونگی بن کر بیٹھی رہی

وہ دن آجاتا ہے جب اسد کو واپس جانا ہوتا ہے... ان دس دنوں میں نہ
رائما اسد سے کوئی بات کرتی ہے نہ اسد رائما سے... دونوں بس ایک
دوسرے سے بدگمان ہی رہتے ہیں.. اس وقت اسد اور رائما ایک ساتھ
ہیں کار میں... ایئر پورٹ جا رہے ہیں کیونکہ اسد آج واپس لندن
جا رہا ہے... رائما مامی کے کھنے پر اسد کو چھوڑنے آئی ہے... کار میں
صرف خاموشی چھائی ہوئی ہے.. ایسا لگ رہا ہے کے دو عجیبی بیٹھے ہیں
...

اسد چوری چوری نظروں سے رائما کو دیکھتا ہے... پر رائما کار سے باہر
... کھڑکی سے دیکھ رہی ہوتی ہے

اسد اپنے آپ سے: ”امی بھی ناں.. کیا ضرورت تھی اس نک چڑی کو
میرے ساتھ بھیجنے کی... کون کھے گا کے ہمارا نکاح ہو چکا ہے... اور بیوی
ہے یہ میری... نہ اس کے پاس شکل ہے نہ عقل.. پھر پتا نہیں کس بات
کا غرور کرتی ہے.. اور کچھ کھتی ہی نہیں مجھ سے

رانی اپنی ہی سوچوں میں گم ہوتی ہے.. اسے وہ وقت یاد آرہا ہوتا ہے کے
جب وہ جعفر کے ساتھ اسد کو انسپورٹ لینے جا رہی تھی.. جعفر کا
... خوبصورت سراپا اس کی باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہی ہوتی ہیں

پھر اسے وہ دن یاد آتا ہے جب اسد کار کا دروازہ کھولے کھڑا تھا اور کنول
اس کے ساتھ آگے والی سیٹ پر بیٹھی تھی.. رانی یادوں کے دریا میں ڈوب

رہی تھی.. ایک کے بعد ایک یاد میں وہ گم ہوتی جا رہی تھی... یہاں تک
... کے ائیرپورٹ آ جاتا ہے

اسد کار روکتا ہے.. رائنما کار سے اترتی ہے.. اسد سار اسامان نیکالتا ہے ڈیگی
سے... پھر وہ سار اسامان لے کر ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھتا ہے کے
.. رائنما کار میں دیکھتی ہے کے چابی لگی ہوئی ہے

اسد سوچتا ہے: ”نکاح کے بعد پھلی بار آیا تھا... رائنما نے تو کوئی بات ہی
نہیں کی.. ہو سکتا ہے شاید اب کوئی بات کرے“ ابھی وہ یہ سوچتے
ہوئے چار قدم ہی آگے بڑھتا ہے کے اس کے کان میں کار اسٹارٹ
ہونے کی آواز آتی ہے.. اسد فوراً پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے کے رائنما کار اسٹارٹ
لے رہی ہوتی ہے... اسد اسے حیران reverse کر کے ریورس
.. نظروں دیکھتا رہتا ہے

کارپورس لینے کے بعد رانما کار میں بیٹھے بیٹھے اسے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر
... اشارے سے الوداع کرتی ہے اور کار لے کر چلی جاتی ہے

اسد کو رانما کا اس طرح جانا بھت برا لگتا ہے: ”اُیر پورٹ کے باہر سے
چھوڑ کر چلی گی.. اندر تک نہیں آئی میرے ساتھ... اتنی بھی کیا جلدی
تھی اسے... کون سی اس کی کوئی ٹرین مس ہو رہی ہے... سمجھتی کیا ہے
خود کو..“ کھ کر منہ پھولا کر چلا جاتا ہے۔

رانما اپنی ڈائری میں لکھتی ہے: ”اسد دس دنوں کے لیے یہاں آیا
... ساتھ رہا... پر اس نے ایک بار بھی مجھ سے کوئی بات نہیں کی.. آخر
غور پٹیا جو ہے.. مجھ جیسی لڑکی سے بات کرنے کو اپنی توہین سمجھتا

ھے.. اگر مجبوری نہ ہوتی تو شاید وہ تو میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتا... چلو مجھے کیا.. جو دل میں آئے کرے... میری بھلا سے

دوسری طرف اسد لندن میں اپنے ہاسٹل کے کمرے میں بیٹھا کڑھا ہوتا ہے... اس کے دماغ میں ابھی بھی رائما کی باتیں رائما کا چہرہ رائما کا ایرپورٹ کے باہر ہی اسے چھوڑ کر چلے جانا ہی چل رہا ہوتا ہے.. اس کے دوست کی نظر میں وہ باہر کے نظارے دیکھ رہا ہے مگر وہ تو رائما کے... خیالات میں کھویا ہوا ہوتا ہے

اسد کا دوست جس کا نام جمیل ہے... کہتا ہے: ”کب تک کھڑکی کے پاس کھڑے رہو گے... جب سے پاکستان سے آئے ہو کھڑکی کے ہی ہو گے۔“ ... ہو... ہم سے باتیں کرنے کا تو وقت ہی نہیں ہے جناب کے پاس

اسد کے نکاح کے بارے میں اس کے تمام دوست جانتے ہیں... اسد اس کے پاس آکر بیٹھتا ہے... وہ بسکٹ کھا رہا تھا

اسد: ”اکیلے اکیلے کھاؤ گے کیا؟؟ مجھے بھی دو“ پھر اس سے بسکٹ لے کر... کھانے لگتا ہے

،، جمیل: ”کوئی بات ہے کیا؟؟“

اسی وقت کمرے میں دانش احمد اور فیضان آ جاتے ہیں.. آتے ہی دانش بسکٹ کا ڈبہ اسد کے ہاتھ سے چھین کر کھانا شروع کر دیتا ہے.. اور... سامنے کھڑکی پر چڑ کر بیٹھ جاتا ہے

جمیل اپنی بات جاری رکھتے ہوئے: ”بولو اسد“ اس پر احمد: ”کچھ پریشانی ہے کیا.. مجھ سے بولو.. تمہارا بھائی ٹھیک کر دے گا“ اس پر فیضان غصے

سے: ”اگر کسی نے تیرے پیسے کھالے تھیں تو مجھے بولو.. میں اس کے
،، حلق سے بھی نیکوالوں گا.. بس تم بولو

،، دانش: ”ارے... اس کا چہرہ ہی بتا رہا ہے کہ پریشانی کچھ اور ہے
،، جمیل: ”بھائی بول.. ہو سکتا ہے کہ ہم تیری مدد کر سکیں

اسد ان سب کے بھت اصرار کرنے پر کھتا ہے: ”یار.. سمجھ ہی نہیں آ رہا
،، کے پریشانی ہے کیا... تمہیں کیا بتاؤں

،، جمیل الجھ کر: ”کیا مطلب؟؟

اسد کھڑے ہوتے ہوئے: ”یار میں کراچی گیا تھا اپنے گھر.. اس بار
تمہاری بھابھی بھی وہاں آئی تھی.. پھلے تو میں اسے یونیورسٹی لینے گیا

..وہاں مجھے بہت تعجب ہوا کہ اس کی کوئی بھی دوست میرا نام تک نہیں
..جانتی... اور اس نے بھی وہاں مجھے اپنا کزن کھ کر تعارف کروایا
پھر میرے لیے کھانا

پکایا پر ایک بار بھی مجھ سے خود نہیں کھا کے اسد کھانا کھالو... میں نے
بہت محنت سے بنایا ہے... بس میری امی نے ہی کھا.. جسکے میں چاہتا تھا وہ
بولے.. میں وہاں رہا... وہ صرف کام ہی کرتی رہی... مجھے تو ایسا
لگ رہا تھا کہ رخسانہ کے بدلے کے کام بھی وہی کر رہی ہے
رخسانہ کو اگر تم دیکھ لیتے تو تمہیں

...وہ مالکن اور میری بیوی نوکرانی نظر آتی
سچ میں اتنا برا حال تھا اس کا... بال بکھرے ہوئے... کا جل پھیلا ہوا...
سر پر دوپٹہ... منہ بھی ایسا لگ رہا تھا کہ ایک بار دھور ہی ہے دن میں یا
شاید وہ بھی نہیں... آنکھیں دیکھو تو ایسا لگتا تھا کہ نہ جانے کب سے سوئی
..نہیں ہے... میں نکاح کے بعد پھلی بار گیا تھا

یہ نہیں کے میرے لیے تیار ہوتی.. سبھی

سورتی.... وہ تو ایسا لگ رہا تھا کسی کے سوگ میں آئی ہوئی ہے... اوپر سے
نہ میری طرف دیکھتی تھی نہ بات کرتی ہے... یہاں تک کے میں نے
ایک گلاس پانی مانگا تو بجائے میرے ہاتھ میں دینے کے ٹیبل پر رکھ کر چلی
گی...

امی نے

“اسے مجھے اسیر پورٹ چھوڑنے بھیجا تو باہر سے ہی سولوٹ مار کر چلی گئی۔

جمیل بڑے سنجیدہ انداز میں: ”یہ سن کر تو ایسا لگ رہا ہے کے بھابھی اس
“نکاح سے خوش نہیں ہیں

احمد اپنی رائے دیتے ہوئے: ”برامت ماننا یا ر... پر مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا
“ہے

اس پر دانش کہتا ہے: ”ایسا کچھ نہیں ہے... بھابھی ایک مشرقی لڑکی
ہیں... وہ شر مار ہی ہوں گی اسد سے... اور رہا تیار ہونے کا.. تو ہو سکتا
ہے وہ بیچاری کام کر کر کے اتنا تھک جاتی ہوں کہ انہیں سجنے سونے کا
”موقع ہی نہیں ملتا

فیضان اسد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے: ”اچھا میرے بھائی... ذرا یاد
کر کے بتا کے بھابھی کی جب تجھ سے منگنی ہوئی تھی تب وہ تجھ سے کس
”طرح بات کرتی تھی؟؟

”اس پر اسد: ”یہ تو مجھے نہیں یاد

اس پر احمد بڑی حیرت سے: ”کیا؟؟؟ تمہیں یہ ہی نہیں پتا کہ تمہاری
”منگیتر تم سے کس طرح بات کرتی تھی

اسد: ”یار... واقعی یاد نہیں... کیونکہ میں نے تو کبھی اس میں دلچسپی لی
ھی نہیں.... تم لوگوں کو پتا تو ہے کہ میں تو منگنی بھی توڑ دینا چاہتا
... تھا“

فیضان: ”ارے پھر بھی... کچھ تو بات ہوتی ہوگی... آخر تم دونوں تو کزن
... بھی ہو“

اسد اس پر: ”نہیں... میں اس سے کبھی بات نہیں کرتا تھا.. مجھے وہ اچھی
... نہیں لگتی تھی“

”دانش اس کے الفاظ پکڑتے ہوئے: ”مطلب، اب پسند ہے؟؟؟“

اسد اس بات پر چڑتے ہوئے: ”نہیں... اب تو اور زیادہ ناپسند ہے
مجھے... تم لوگ کچھ بھی بولو... مجھے لگتا ہے وہ نک چڑی ہے

جمیل اس پر گھری سانس بھرتے ہوئے: ”چلو جی... بات ہی ختم
ہوگی... انہیں تو وہ نہ پسند ہے... پھر وہ جو بھی کرے... تمہیں اس سے
کیا؟؟؟... وہ تمہاری ماں کی خدمت تو کر رہی ہے ناں... جس کے لیے
تم نے اس سے شادی کی تھی... بس

دانش اسد سے مخاطب ہو کر: ”اصل میں ناں اسد... تیرا انگو ہرٹ ہوا
ہے... ہر بار تو اسے بھائو نہیں دیتا تھا... اس بار اس نے نہیں دیا

اسد اس پر چڑتے ہوئے: ”سمجھ نہیں آتا... تم لوگ میرے دوست ہو یا
اس کے

فیضان سنجیدگی سے: ”یار بھت چھوٹی سی بات ہے... پھلے تمہیں ان میں
“انٹرس نہیں تھا... اب انہیں تجھ میں نہیں ہے

...پر PTCL.. کچھ ماہ بعد جعفر رائما کو فون کرتا ہے

“رائما آکر فون اٹھاتی ہے.. رائما: ”ہیلو

.. جعفر رائما کی آواز سنتے ہی فون واپس رکھ دیتا ہے

رائما الجھ کر فون دیکھتے ہوئے: ”کاٹ دیا؟؟؟“ یہ کھ کر جانے لگتی ہے

...دوبارہ جعفر فون کرتا ہے.. رائما پھر مڑ کر آتی ہے اور فون اٹھاتی

.. ہے....: ”ہیلو“... جعفر پھر خاموش رہتا ہے

رائما: ”ہیلو“.. جعفر فون کاٹ دیتا ہے.. تھوڑی دیر بعد رائما کھانے کی

ٹیبیل پر کھانا لگا رہی ہوتی ہے کے فون بجتا ہے... رائما کام چھوڑ کر آتی ہے

اور فون اٹھاتی ہے... اس بار وہ بھی بالکل خاموش کھڑی رہتی ہے...
...جعفر بھی کچھ نہیں بولتا

تین چار منٹ بعد رائما: ”جب بات کرنی ہی نہیں ہے تو فون کیوں کر
”رہے ہو؟؟؟“

جعفر سنے کے بعد بھی کوئی جواب نہیں دیتا... رائما فون پٹک کر چلی جاتی
ہے... جعفر آفس میں بیٹھا ہوتا ہے اور سوچتا ہے: ”تم سے کیا کھوں...
کچھ سمجھ نہیں آرہا... تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ پری ایک ہفتے کے لیے
آرہی ہے پیر کو.. اور اس نے مجھ سے کھا ہے کہ وہ مجھ سے اپنی شادی کا
تحفہ لے گی... کیونکہ میں نے اسے اس کی شادی پر وہ تحفہ نہیں دیا تھا جو
اس نے مانگا تھا.. وہ چاہتی تھی کہ میں تمہیں اپنے دل کا حال بتا دوں پر

میں نے کھا نہیں... میں ٹھیک وقت کا انتظار کر رہا تھا... تمہارے بولنے
... کا انتظار کر رہا تھا

پر میری امی نے وہ شاخ ہی

کاٹ دی جس پر الو بیٹھتا ہے... پر اب ان باتوں کا کیا فائدہ... فل حال میں
پری کے لیے پارٹی رکھ رہا ہوں اور تمہیں بلانا چاہتا ہوں... پر سمجھ نہیں
پارہا کے کیسے کھوں.. اگر تم نے مجھ سے پوچھا کے دادی نے اجازت دے
دی تو میں کیا کھوں گا... اور اگر میں نے اسے سچ بتا دیا کے دادی نے اجازت
،، نہیں دی.... پر میں تمہیں بلارہا ہوں... تو کیا تم آؤ گی

رامنا کھانا کھا رہی ہوتی ہے کے فون پھر بجتا ہے... رامنا کھانا چھوڑ کر فون
اٹھانے جاتی ہے... جعفر پھر کچھ نہیں کہتا... رامنا کو غصہ آنے لگتا
ہے.....: ”اگر تمہیں بات نہیں کرنی تو فون بھی مت کرو... اور اگر اب

تم نے فون کیا تو یہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا... سمجھے، کھ کر فون رکھ
... کر آ جاتی ہے

رخسانہ سبزیاں لے کر بازار سے آتی ہے.. اور لا کر پکن میں رکھنے جا رہی
... ہوتی ہے

جعفر: ”اب جو ہو گا بعد میں دیکھیں گے... بس اب جیسے ہی راما فون
اٹھائے گی... میں اس سے کھ دوں گا... سمجھ نہیں آ رہا میں ڈر کیوں رہا
ہوں... آج تک جو لڑکا لاکھوں کروڑوں کی مینٹگ کرنے سے نہیں ڈرا
کرنے سے invite وہ صرف اپنی کزن کو فون کر کے پارٹی میں انواٹ
ڈر رہا ہے... زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا وہ منع کر دے گی بس“ یہ کھ کر فون
ملاتا ہے... اس بار رخسانہ فون اٹھاتی ہے: ”ہیلو جی... کون بات کر رہا
“ ہے؟؟؟

... جعفر رخصانہ کی آواز سنتے ہی فون بند کر دیتا ہے

“رخصانہ: ”لو جی... فون کاٹ دیا

“رائما: ”کس کا فون تھا؟؟؟

“رخصانہ: ”پتا نہیں.. کچھ کھا ہی نہیں... بس فون کاٹ دیا

رائما: ”ہاں یہ جو بھی ہے بار بار فون کر کے کاٹ رہا ہے... بس تنگ

“کر رہا ہے

رخصانہ: ”رائما باجی... اس میں غصہ کرنے والی کیا بات ہے... اب بس

فیصلہ کر لیتے ہیں کہ فون اب کوئی بھی اٹھائے... آپ یا میں.... دیں

“گے صرف گالیاں تاکہ اس کو بھی پتا چلے کہ کس سے پالا پڑا ہے

“رائما اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے: ”ٹھیک ہے آنے دو فون کو

تھوڑی دیر بعد فون پھر بجتا ہے... اس بار رائنما پھلے سے ہی تیار بیٹھی ہوتی ہے... وہ سمجھتی ہے کہ اسی کا فون ہے جو صبح سے تنگ کر رہا ہے.. اس لیے تمبر جو اسکرین پر آرہے ہوتے ہیں وہ بھی نہیں دیکھتی اور فون اٹھاتے ہی شروع ہو جاتی ہے... غصے سے بولتی ہے: ”کمینے کتے سور کی اولاد چوسے ہوئے آم کیلے کے سڑھے ہوئے تھلکے آخر سمجھتا کیا ہے خود کو... ہاں... تیرے گھر میں ماں بھن نہیں ہیں... اگر اب دوبارہ یہاں فون کیا تو ماں قسم تیرے پاؤں توڑ دوں گی... سمجھا... شرافت کا تو زمانہ ہے“

اسد رائنما کے منہ سے اپنے لیے گالیاں سن کر فوراً فون بند کر دیتا ہے...
”اور سوچتا ہے: ”پاگل ہے یہ تو... وہ بھی پوری

رخسانہ خوش ہو کر: ”واہ میری شیرنی... ٹھیک کر دیا تم نے اس کا دماغ
... اب یہاں فون کرنے سے پھلے ہزار بار سوچے گا،“ کھ کر ہسنے لگتی
ہے.. رائنما بھی مسکرا نے لگتی ہے... رائنما کی نظر اچانک سے فون کی
... اسکرین پر پڑتی ہے... تو وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو جاتی ہے

“رخسانہ: ”کیا ہوا؟؟؟... جی

رائنما ڈرتے ہوئے اور گھبرا کر بولتی ہے: ”یہ اسکرین تو آخری نمبر جس
سے فون آیا ہے وہ اسد کا نمبر دیکھا رہی ہے.. یعنی میں نے اسد کو گالیاں
“دیں... یا خدا... یہ مجھ سے کیا ہو گیا

رخسانہ یہ سن کر: ”او... تیری... یہ کیا کر دیا آپ نے... اب تو اسد بھائی
“چھوڑیں گے نہیں

“رائنما ڈرتے ہوئے: ”اللہ.. اب میں کیا کروں

”رخسانہ: ”بی بی... جی... کو بتادو... جی

“رائمنا: ”ہاں... یہ ٹھیک کھاتم نے

وہ جا کر پورا واقعہ اپنی مامی کو بتاتی ہے اس پر اس کی مامی بھی بھت ہستی
ہیں... ان کو ہستا ہوا دیکھ رائمنا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ جاتی
ہے...

رات کو جعفر کا فون آتا ہے... رخسانہ فون اٹھاتی ہے... جعفر اس سے
کہتا ہے کہ اسے رائمنا سے بات کرنی ہے وہ جعفر بول رہا ہے اس کا
...کزن

رخسانہ: ”اچھا میں بولتی ہوں ان سے...“ کھ کر رخسانہ زور سے چیخ کر
”بولتی ہے...“ رائمنا باجی... آپ کے لیے کسی جعفر کا فون آیا ہے

رائمنا اس وقت اپنے بستر پر لیٹی اپنے گھر والوں کو بھی یاد کر رہی ہوتی
ھے... جیسے ہی اس کے کانوں میں جعفر کا فون آیا ھے یہ آواز آتی
ھے... وہ فوراً اٹھ کر بھاگتے ہوئے نیچے آتی ھے

اس کے چہرے پر خوشی بھی خوشی نظر آرہی ہوتی ھے... رخسانہ رائمنا کو
فون پکڑاتے ہوئے دیکھتی ھے کہ رائمنا کی آنکھوں میں نمی ھے اور
... ہونٹوں پر مسکراہٹ.. وہ پکڑا کر جانے لگتی ھے

”رائمنا فون کو کان سے لگا کر: ”ہیلو

، جعفر: ”ہمارے یہاں سلام کرتے ھیں... اسلام و علیکم

راہِ نما جعفر کی آواز سنتے ہی زور زور سے رونا شروع کر دیتی تھی۔۔۔ جعفر
بے تاب ہو جاتا تھے راہِ نما کی رونے کی آواز سن کر: ”کیا ہوا؟؟؟؟؟ سب
“خیریت تو ہے؟؟“

رانا پھر اپنے آپ کو سمجھالتی ہے اور کہتی ہے: ”وعلیکم اسلام... کیسے
 “ہو؟؟؟“

”جعفر: ”تم روکیوں رہی ہو؟؟“

رائنما: ”بس تمھاری آواز سنتے ہی دل بھر آیا... میں تم سے شکوہ نہیں کر رہی... پر مجھے گھر کی اور سب گھر والوں کی بھت یاد آرہی ہے“

جعفر: ”اللہ کا کرم ہے سب گھر والے ٹھیک ہیں... اور میں نے اس لیے“

فون کیا تھا کے پری آرہی تھی پیر کو... پورے ایک ہفتے کے لیے۔

b.b رہنے... میں نے روشنی منہاج کنول پری امیما و اصف عامر اور

سب کو دعوت دی ہے پارٹی کی... وہ بھی میرے نئے گھر میں.. میں نے
،، تمہیں بھی اس کی دعوت دینی تھی

،، رانما: ”سب آرہے ہیں؟؟“

جعفر: ”ہاں سب آرہے ہیں... سب دعوت میں بھی آئیں گے
،، میرے گھر اور دادا کے گھر رہیں گے بھی... تو تم آؤ گی

رانما یہ سن کر بھت خوش ہوتی ہے... اس کے آنسوؤں خوشی کے مارے
روک ہی نہیں رہے ہوتے.... وہ کہتی ہے: ”ضرور میں ضرور آؤں
،، گی

جعفر رانما کا یہ جواب سن کر خوشی سے کہتا ہے تو پھر ٹھیک ہے... پیر
،، والے دن چار بجے تک تیار رہنا میں لینے آؤں گا

”راٹما: ”تم فکر مت کرو... میں آدھا گھنٹہ پھلے ہی تیار ہو کر بیٹھ جاؤ گی

،،جعفر: ”ٹھیک ہے... اپنا خیال رکھنا.. اللہ حافظ

،،راٹما: ”اللہ حافظ

راٹما اپنے کمرے میں جا کر ڈائری میں لکھتی ہے: ”یا اللہ.. یہ کتنا عجیب احساس آج میں نے محسوس کیا... میں کبھی اپنے گھر مہمانوں کے آنے پر خوش نہیں ہوتی تھی.. مجھے تو خالی گھر اچھا لگتا تھا.. مجھے خاموشی سے محبت تھی... پر جب سے یہاں آئی ہوں خالی گھر دیکھ دیکھ کر دل بھاگنے لگا .. ہے.. خاموشی اب اچھی نہیں لگتی

دل چاہتا ہے کہ کھیں سے

میرے سارے کزن آجائیں اور گھر میں وہی شور و غل مچ جائے... دل چاہتا ہے کہ اڑ کر وہاں پہنچ جاؤں... کبھی یہ بات پری کھا کرتی

تھی... آج میں کھرھی ہوں کتنا مزہ آئے گا ناں... پیر آنے میں تو پورے
چار دن ہیں کیسے گزرے گے یہ چار دن... اللہ... مجھے تو یقین نہیں آرہا
کے پورے ایک سال اور دو مہینے اور تین دن بعد میں اپنے گھر والوں کو
،،دیکھوں گی

تین دنوں بعد اسد کا فون آتا ہے.. رانما اٹھاتی ہے: ”ہیلو... اسلام
،،وعلیکم

،،اسد بڑے پیار سے: ”وعلیکم اسلام میم

رانما اسد کی آواز سنتے ہی فوراً فون لے کر مامی کے پاس جاتی ہے.. اسد اپنی
... ماں کی طبیعت پوچھتا ہے.. مامی اسے اس دن کا پورا واقعہ سناتی ہیں

،،اسد: ”اچھا مامی... کیا میں رانما سے بات کر سکتا ہوں؟؟

امی: ”بڑی حیرت سے: ”تمہیں رائنما سے بات کرنی ہے؟؟... اگر میں
نے غلط نہیں سنا تو“ رائنما وہیں کھڑی ہوتی ہے.. اور نفی کے اشارے
میں گردن ہلاتی ہے.. رائنما جانتی ہے کہ وہ اسے ڈانٹنے کے لیے آہی
بات کرنا چاہتا ہے

اسد: ”امی آپ ہی تو ہر وقت کہتی ہیں رائنما سے بات کیا کرو... اب کر
“رہا ہوں تو آپ کروا نہیں رہی ہیں

امی: ”اچھا ٹھیک ہے.. رائنما میرے پاس ہی کھڑی ہے.. لو بات کر لو“
.. کھ کر زبردستی رائنما کو فون پکڑا دیتی ہیں

“رائنما ڈرتے ڈرتے: ”ہیلو

اسد بڑے پیار سے: ”اس دن آپ نے کھا تھا ناں کے تمھاری ماں بھن
نہیں تھیں تو اس کا جواب ہے... بھن تو میری واقعی میں نہیں ہے اور ماں
سے ہی بات کرنے کے لیے فون کیا تھا

“راٹما ڈرتے ہوئے: ”میں جانتی ہوں

اسد بڑے پیار پیار سے بول رہا تھا: ”اور کیا کھا تھا آپ نے میم... میرے
“پاؤں توڑ دیں گی آپ ہے ناں.. شرافت کا تو زمانہ ہی نہ رہا

راٹما گھبراتے ہوئے: ”وہ تو“ ابھی راٹما کچھ بولے اسد زور سے ڈانٹتے
ہوئے کہتا ہے: ”تمھاری تو میں“ ابھی یہ سننا ہی ہوتا ہے کے راٹما فون
..کاٹ دیتی ہے

“مامی: ”کیا کھ رہا تھا؟؟؟

“رخسانہ آکر: ”رانا ماجی چائے پک گئی تھی لے آؤں؟؟“

رانا اپنی مامی کی بات کا جواب دیتے ہوئے: ”پہلے تو پیار پیار سے میری کلاس لے رہے تھے... پھر جیسے ہی انہوں نے ڈانٹنا اسٹارٹ کیا میں نے فون ہی کاٹ دیا“ یہ سنتے ہی رانا کی مامی رخسانہ اور خود رانا خوب ہسنے لگتے ہیں۔

جعفر دادا کے بولانے پر صبح ہی صبح مورنگ پارک میں آیا تھا۔ آتے ہی... اس کی نظر اپنے دادا پر پڑی جو بیچ پر بیٹھے تھے اپنے پاؤں پکڑے

“جعفر پریشان ہو کر: ”آپ ٹھیک تو ہیں؟؟“

اس سے پہلے دادا کچھ بولیں وہ لڑکی بول پڑی جو دادا کے پاس ہی کھڑی تھی... جیسے جعفر نظر انداز کر گیا تھا

لڑکی غصے میں ڈپٹتے ہوئے جعفر کو: ”تو آپ ہیں دادا کے بیگڑے ہوئے“

.. پوتے

،،جعفر اس لڑکی کی بات سن چوک کر اس کی جانب دیکھتا ہے: ”کیا؟؟؟“
لڑکی: ”حدھے آپ سے.. شرم نہیں آتی آپ کو... آپ کے بوڑھے دادا
بیچارے چل پھر نہیں سکتے.. اور آپ ان کا ایک خیال تک نہیں رکھ
پارہے ہیں... دادا نے بتایا مجھے کے انھیں ڈاکڑ نے کھا ہے روز چھل
قدمی کرنے کے لیے... تو کیا آپ اپنے تھوڑے سے قیمتی وقت میں سے
،،اپنے دادا کو وقت نہیں دے سکتے

جعفر حقاء بقاء ہو کر اسے دیکھ رہا تھا.. وہ لڑکی تو نون اسٹوپ ڈانٹے ہی چلی
جارہی تھی.. بغیر اس کی کوئی بات سننے.. لیکن ساتھ ساتھ وہ دادا کو بھی
گھور رہا تھا.. وہ سمجھ گیا تھا کہ اس لڑکی سے دادا نے جھوٹ بولا ہے کہ
..وہ چل پھر نہیں سکتے

دادا جعفر کی نظروں کو پڑھ چکے تھے اس لیے آپنی مسکراہٹ بڑی مشکل سے روک رہے تھے... لیکن وہ لڑکی تو چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی.. آخر کار جعفر بولے اس سے پھلے دادا بولتے ہیں؛ ”ارے“ بیٹی.. چھوڑو.. اب سے یہ روز آ جایا کرے گا.. میرے ساتھ

.. جعفر یہ سن کر مزید دادا کو گھورتا ہے

لڑکی جعفر کو منہ بسور کر کھتی ہے: ”دادا کے بیگڑے ہوئے پوتے.. ایک بات سمجھ لو.. زندگی میں سب تمہاری طرح خوش نصیب نہیں ہوتے.. اس لیے پرواہ کرو اپنے دادا کی“ کھ کر غصے سے وہاں سی چلی جاتی ہے...

لڑکی کے جانے کے بعد جعفر دادا کی جانب دیکھ کر: ”کیا؟؟ ایک لڑکی مجھے“ اتنی باتیں سنا کر چلی گی.. صرف آپ کی وجہ سے

“.... دادا مسکراتے ہوئے: ”آمنہ نام ہے اس کا... بھت پیاری
ابھی دادا بول ہی رہے تھے کہ جعفر بیچ میں بات کاٹتے ہوئے بولتا
ہے: ”آپ کو نہیں لگتا کہ اب آپ کی دوسری شادی کی عمر نہیں
رہی

اس پر دادا جعفر کو گھور کر دیکھتے ہوئے: ”پاگل ہو گئے ہو کیا؟؟؟... میں تو
تمہارے لیے پٹا رہا تھا.. کتنے جھوٹ بولنے پڑے مجھے تمہاری خاطر..
اب چلو... مجھے سہارا دے کے لے چلو،“ کہہ کر اپنا ہاتھ جعفر کی جانب
بڑھاتے ہیں

جعفر: ”حد ہے آپ سے... آپ سے کس نے کھا ہے اس لڑکی کو
میرے لیے پٹائیں... اور وہ جا چکی ہے.. تو اسٹینگ کرنا بند

کریں... چلیں،“ کھ کر پلٹنے ہی لگتا ہے... کے دادا اس کا ہاتھ پکڑ لیتے
.. ہیں

“دادا:” سنا نہیں اس نے کیا کھا ہے تم سے... پرواہ کرو میری

جعفر:” مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے... پلیز... فارس مت
.. کریں

دادا:” ہاتھ تو پکڑ لو.. کم از کم... دادا ہوں تمہارا... بات چلتے چلتے بھی
،، کر سکتے ہیں

دادا کے کھنے پر جعفر ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے کندھے پر ڈال لیتا ہے۔۔
:”مجھے پتا ہے کہ یہ آپ کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ اس لڑکی کی وجہ
... سے

دادا: ”سمجھا کرو۔۔ میں انہیں چاہتا اسے پتا چلے کہ میں نے اس سے
... جھوٹ بولا ہے

جعفر: ”آپ اس کی فکر کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ جب میں آپ سے کھ چکا
... ہوں مجھے انٹرس نہیں ہے

دادا: ”اتنی پیاری بچی ہے۔۔ خوبصورت بھی ہے۔۔۔ رنگ اگر گندمی ہے تو
کیا۔۔۔ پرکشش ہے بہت۔۔۔ مجھے تو پھلی نظر میں اچھی لگی۔۔۔ اس لیے
... تمہیں بلایا یہاں۔۔۔ تاکہ تم بھی دیکھ لو

جعفران کی بات کا جواب نہیں دینا چاہتا تھا اس لیے کہتا ہے: ”جلدی کریں... آپ کی اکٹینگ کی وجہ سے آفس پھنسنے میں دیر ہو جائے گی

آفس جاتے وقت راستے میں آمنہ دادا کو بس اسٹوپ پر کھڑی نظر آتی ہے... وہ اسے اپنی کار میں فارس کر کے بیٹھا لیتے ہیں.. وہ آمنہ کے ہاتھ میں ایک فائل دیکھتے ہیں... انھیں اندازا ہو جاتا ہے کہ آمنہ نوکری کے لیے انٹرویو دینے جا رہی ہے.... وہ باتوں ہی باتوں میں آمنہ سے پوچھتے ہیں.. آمنہ اس کی کمپنی کا نام لیتی ہے تو وہ مسکرا کر لگتے ہیں

”آمنہ: ”آپ مسکرا کیوں رہے ہیں دادا؟؟؟“

ضرور ملے job دادا: ”ایسے ہی... مجھے یقین ہے تمہیں جاب ملے گی...“

”آمنہ حیران ہو کر: ”واقعی.. آپ کو ایسا لگتا ہے دادا

...دادا: ”بلکل“ وہ اثبات میں سرھلاتے ہوئے بولتے ہیں
”آمنہ: ”آپ کو برا تو نہیں لگا؟؟ میں آپ کو دادا بلارہی ہوں
”..دادا مسکراتے ہوئے: ”نہیں.. بلکل نہیں.. مجھے تو اچھا لگا
”...آمنہ: ”اصل میں آپ بلکل میرے دادا جیسے دیکھتے ہیں

آمنہ کو آفس کے باہر چھوڑ کر فون کرتے ہیں.. ”ایک لڑکی ہے
”آمنہ.. میں چاہتا ہوں.. تم اسے سیکڑی کی جاب دو.. وہ بھی جعفر کی
مینجر: ”سر..... لیکن.... سر جعفر اپنی سیکڑی بدلنا نہیں چاہتے.. پھر
”اچانک سے ہم ان کی سیکڑی کیسے بدل سکتے ہیں

دادا: ”جتنا کھا ہے اتنا کرو.. اور جعفر کو بتا دینا... میں نے کھا ہے... وہ ہٹا
”نہیں سکتا

آمنہ کو جاب مل جاتی ہے.. وہ بھت خوشی خوشی دوسرے دن پارک میں
.. دادا کو یہ بات بتاتی ہے

جعفر کو دادا آج بھی فون کر کے زبردستی پارک میں بلاتے ہیں... جعفر
منہ پھولائے چلتا ہوا دادا اور آمنہ کی جانب ہی آ رہا ہوتا ہے... تب
آمنہ کی نظر اس پر پڑتی ہے... جعفر بھت خوبصورت لگ رہا تھا.. جیسے
... کوئی ہیر و ہو... آمنہ بے اختیار اسے آتا ہوا تکتے لگتی ہے

آمنہ اپنے دل میں: ”کتنا خوبصورت ہے.. اور ہیڈ سٹم بھی... یہ دادا کا
،، بگڑا ہوا پوتا

جعفر آتے ہی: ”چلیں.. میں آپ کو لے چلتا ہوں“، کھ کر ان کا ہاتھ
... پکڑتا ہے

دادا: ”ارے... تم ایک کام کیوں نہیں کرتے.. تم آہی گے تھو تو آمنہ
کے ساتھ ایک راؤنڈ ہی لگا کر آ جاؤ... پارک کا.. یہ صحت کے لیے اچھا
“... ہوگا

،،جعفر دادا کو دیکھ کر بے دلی سے: ”دادا
“دادا: ”جاؤ

“.... آمنہ جعفر سے مخاطب ہو کر: ”چلو
،،جعفر صرف دادا کی وجہ سے: ”اچھا چلو

“آمنہ جعفر سے: ”تم دادا کا خیال رکھا کرو
جعفر اسے کھا جانے والی نظروں سے: ”مجھے تمہاری ایڈوائس کی
.... ضرورت نہیں“ کہ کر تیزی سے آگے بڑھ جاتا ہے

”آمنہ: ”کتناروٹھے یہ.. بد تمیز

کانام boss آمنہ آفس پھنچتی ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ اس کے پاس
جعفر ہے.... اسے وہاں دیگر کام کرنے والے بتاتے ہیں... سر جعفر
... انسان نہیں کام کی مشین ہیں

اس کے سامنے ایک خوبصورت سی لڑکی آکر کھتی ہے: ”تم ہو وہ جس نے
... میری جگہ لی ہے

آمنہ ڈرتے ہوئے: ”کیا؟؟؟ تمہاری جگہ.. سچ میں میں نہیں جانتی اس
... بارے میں کچھ بھی

لڑکی جس کا نام رابعہ ہے آمنہ کا ہاتھ پکڑ کر خوش ہوتے ہوئے کہتی
ہے: ”تم... تم ہو وہ... جس نے مجھے بچایا... لیکن اب تمہارا خدا ہی
... حافظ ہے

آمنہ اس کی بات سن کر ڈر جاتی ہے... وہ ابھی اس بات سے ان جان ہے
.. کے جعفر وہی دادا کا بیکڑا ہوا پوتا ہے

دوسری طرف جعفر غصے سے مینجر سے: ”دادا نے میری سیکڑی بدلی... پر
“کیوں؟؟؟

“... مینجر: ”سر.. مجھے نہیں پتا... انھوں نے جو کھا میں نے آپ کو بتا دیا

“اور ہاں بھیجو میری سیکڑی کو... get out.. جعفر: ”گیڈ آؤٹ

... مینجر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چلا جاتا ہے

“جعفر اپنے دل میں: ”آخر دادا کر کیا رہے ہیں؟

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آفس کا گیڈ نوک ہوتا ہے... جعفر

“: ”آ جاؤ

آمنہ اندر آتی ہے تو وہ دروازے پر بھی فریز ہو جاتی ہے.. جعفر بھی اسے
دیکھ چوکتا ہے... لیکن آگے ہی لمحے جعفر کو سمجھ آ جاتا ہے کہ دادا نے
اس کی سیکڑی اچانک سے کیوں بدلی... آمنہ کے ہوش اڑے تھے... دادا
.... کے بیگڑے ہوئے پوتے کو اپنی باس کی جگہ دیکھ

جعفر اس کاریکشن دیکھ سمجھ جاتا ہے وہ بہت شوکت ہوئی ہے...: ”اندر
“آؤ

... آمنہ کی جان اٹک گئی تھی جعفر کو دیکھ... وہ ڈرتی ہوئی اندر آئی
... جعفر: ”بیٹھو“ وہ کرسی کی جانب اشارہ کر کے کہتا ہے
آمنہ ڈرتے ڈرتے: ”تو تم... نہیں آپ... آپ جعفر.. نہیں... سر
“جعفر ہیں؟؟؟

جعفر بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ روکتا ہے اس کو ڈرتا ہوا دیکھ
”جی.. میں ہوں... آپ کا باس.. مس آمنہ

آمنہ منہ ہی منہ بڑبڑاتی ہے: ”مجھے یقین نہیں آرہا... دادا کا بیکڑا ہوا
”.. پوتا... میرا باس ہے

اس کے آہستگی سے کھنے کے باوجود جعفر سن لیتا ہے... لیکن نظر انداز
... کر دیتا ہے

جعفر: ”چلیں تو کام شروع کریں... مس آمنہ
”آمنہ: ”یس... سر

وہ آمنہ کو کام دینے کے بعد: ”میری چھ بچے کی میٹنگ ہے... اس میں تم
“میرے ساتھ چلو گی۔“

“آمنہ: ”جی... سر

“جعفر: ”ٹھیک ہے... اب جاؤ

اس کے جانے کے بعد جعفر: ”آخر ثابت کر رہے ہیں کہ میرے دادا
... ہیں.. بیچاری آمنہ... دادا کے پلین کا حصہ بن گی... دادا بھی ناں
“

جعفر پری کو اسپین سے لے کر آتا ہے... پری گھر آ کر جیسے ہی اپنی ماں کے
b.b گلے لگتی ہے... زور زور سے بچوں کی طرح رونے لگتی ہے... پھر
سے مل کر بھی اس کا بھی حال ہوتا ہے... یہاں تک کہ وہ سب سے گلے
... ایسے ہی ملتی ہے اس کا رونا بند ہی نہیں ہو رہا ہوتا

جعفر: ”اب تو رونا بند کر دو“... پھر وہ پری کو ہسنانے کے لیے کہتا ہے
: ”اچھا بھابھی ایک کام کریں ایک ٹپ لے آئیں.. ویسے بھی کراچی میں
پانی کی بھت قلت ہے... اچھا ہے پری کے رونے سے ہم کراچی والوں کا
بھی کچھ بھلا ہو جائے گا“.... پھر پری کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے: ”رو
... بیٹا اور رو“ پری مسکرا نے لگتی ہے... اور اپنے آنسوؤں صاف کرتی ہے

پھر جعفر کی نظر گھڑی پر پڑتی ہے 3:15 منٹ ہو رہے
تھے....: ”یا خدا... اس ملک میں تو کوئی چیز وقت پر نہیں ہوتی... پھلے
ٹرین لیٹ ہوتی تھیں اب فلائٹ تک وقت پر نہیں آتیں... خدا ہی حافظ
ہے اس ملک کا... راما کو لینے جانا تھا مجھے.. 4 بجے کا کھانا تھا میں نے اس
سے... ایک گھنٹے کا تو صرف سفر ہر ہے.. وہ میرا انتظار کر رہی
“ہو گی.. میں نیکتا ہوں

”جواد: ”تم تھک گے تھو گے.. رانما کو میں لے آتا ہوں

جعفر: ”نہیں.. اس کی ضرورت نہیں.. میں جارہا ہوں“ کھ کر خوشی
... خوشی کار کی چابی اچھالتے ہوئے نیکلتا ہے

رانما اپنا سارا سامان پیک کر کے اور تیار ہو کر بیٹھ جاتی ہے... رانما صوفے
پر بیٹھی ہوتی ہے کے فون بجتا ہے.. وہ فوراً اٹھانے آتی ہے
”اسد“ اسلام علیکم

”رانما: ”و علیکم اسلام.. مامی سورھی ہیں

اسد: ”اچھا... ٹھیک ہے.. میں رات کو فون کر لوں گا“ کھ کر فون کاٹنے
ھی والا ہوتا ہے کے رانما کھتی ہے: ”میں آج اپنے گھر رہنے جا رہی
”ہوں.. ایک ہفتے کے لیے

”اسد: ”کیوں؟؟“

رائمّا کو اس کا وجہ پوچھنا اچھا نہیں لگتا: ”کیونکہ پر ی آر ہی ہے ایک ہفتے کے لیے... اور جعفر نے پارٹی رکھی ہے اپنے نئے گھر میں.. اس لیے“

”اسد: ”تم نے امی سے اجازت لی؟؟“

”رائمّا: ”ہاں.. لے لی ہے

اسد: ”تم تو امی کی بیٹی بنتی ہو.. اور تم انھیں اس حالت میں اکیلے چھوڑ کر... جارہی ہو

”رائمّا: ”میں پورے ایک سال بعد جارہی ہوں

اسد: ”مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا کہ تم کتنے سالوں بعد جا رہی ہو... اگر فرق پڑتا ہے تو صرف اپنی ماں سے... وہ تو تمہاری محبت میں کچھ بول نہیں رہیں ہیں... پر تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں خود خیال رکھنا چاہیے۔“

رائما: ”ایسی بات نہیں ہے.. میں نے ساری دوائیوں کے بارے میں“
”رخسانہ کو سمجھا دیا ہے

اس پر اسد غصہ ہوتے ہوئے سخت لہجے میں بولتا ہے: ”ایک تو تم مجھ سے زبان مت چلاؤ.. اور دوسرا تم میری ماں کو نوکروں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر جا رہی ہو... تم کل پارٹی میں شرکت کر کے ہی لوٹ آنا... ضرورت نہیں ہے ایک ہفتہ روکنے کی... جب میں آ جاؤں گا اپنی پڑھائی پوری کر

کے... تو میں اپنی ماں کا خیال خود ہی رکھ لوں گا... تم پھر جا کر رہتی رہنا
”جتنا تمہیں رہنا ہو

رامنا کو اس کی باتیں سخت دل خراش لگتی ہیں...؛ ”اچھا.. اور کچھ حکم
... سردار“ غصہ کے سبب وہ یہ الفاظ بول کر خاموش ہو جاتی ہے

اس پر اسد کے مرچیں لگ جاتیں ہیں... اور اس کے منہ سے نیکل جاتا
ہے: ”ہاں.. میری ماں کا خیال رکھو... مت بھولو.. کے اسی لیے تم سے
... میں نے شادی کی ہے“ کھ کر فون کاٹ دیتا ہے

رامنا کو اسد کا یہ کھنا بھت برا لگتا ہے.. وہ اپنے دل میں: ”آج تم نے ہماری
شادی کو مجبوری کا سرٹیفکٹ دے کر میرے دل پر ایک ایسا تیر چلایا ہے جو
نظر تو نہیں آ رہا پر اس کی تکلیف سے میری روح تڑپ اٹھی ہے... ٹھیک

کھتے ہیں لوگ کسی کو مارنے کے لیے ضروری نہیں تلوار استعمال کی
جائے۔۔۔ صرف ایک گز کی زبان ہی کافی ہے کسی کو ڈھیر کرنے کے
لیے۔۔۔ اور ٹھیک کیا تم نے جو مجھے یہ بات یاد دلادی کے میں تمہاری ماں
“کی خدمت کے لیے آئی ہوں

رات کے وقت اسد کا فون آتا ہے تو رخسانہ اٹھاتی ہے۔۔۔ اسد اپنی ماں سے
... ان کا حال چال پوچھتا ہے

اسد: ”آپ اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔ اور بے فکر رہیں۔۔۔ میں نے رات نما سے کھ
“دیا ہے وہ کل رات تک واپس آجائے گی

اسد کی ماں حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟.. پر کیوں کھا تم نے اس سے ایسا.. وہ
بیچاری پورے ایک سال بعد جا رہی تھی اپنے میکے اور تم نے اس پر بھی
”پابندی لگا دی

”اسد الجھ کر: ”جا رہی تھی کا مطلب؟؟؟
امی: ”وہ نہیں گی... اس کا کزن آیا تھا اس نے اسے منع کر دیا.. بیٹا تم نے
”ٹھیک نہیں کیا... تم نے ایسا کیوں کیا؟؟؟

اسد: ”وہ... مجھے کیا پتا تھا کہ وہ جانے سے ہی منع کر دے گی... میں
”اسے کل آنے کھا تھا... منع نہیں کیا تھا جانے کے لیے

امی: ”پر ضرورت کیا تھی؟... میں نے خود اسے اجازت دی تھی
... تمہیں پتا ہے کتنا خوش تھی وہ... صبح سے تیاریوں میں لگی ہوئی
،، تھی... تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا

اسد: ”مجھے آپ کی فکر تھی.. وہ آپ کے ساتھ ہوتی ہے تو میرا دل سکون
میں رہتا ہے... لیکن وہ آپ کو نوکروں پر چھوڑ کر جا رہی تھی.. اس لیے
،، میں نے ایسا کھا

اس پر اس کی ماں بڑے پیار سے اسے سمجھاتی ہوئے: ”بیٹا.. اسے تم زیادہ
میری فکر ہے... تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ کتنا خیال رکھتی ہے میرا.. اور
بیٹا ویسے بھی اس پر فرض نہیں ہے میری خدمت کرنا.. میرا خیال
رکھنا.. ہر وقت میری ایک آواز پر دوڑے ہوئے چلے آنا.. پر وہ کرتی

ھے.. اس پر فرض تمھاری اطاعت ھے... اور تم تو یہاں ہو ہی نہیں
... یہ تو تمھاری پھوپھو کا بڑا پن ھے جو اس کو میری خاطر یہاں بھیج دیا
ھے... ہو سکتا ھے تمھاری پھوپھو کو اپنے بھائی کا خیال آگیا ہو.. اس لیے
اسے بھیجا ہو... اور تم نے کیا کیا؟؟ ان کی بیٹی کو جو پورے ایک سال بعد
.. واپس صرف ملنے جا رہی تھی اسے روک دیا
سوچوں اگر انھیں یہ بات بری لگ گی تو کھیں ایسا نہ
ہو کے وہ رانما کو واپس بلا لیں.. تو کیا کرو گے تم... ہمیں تو ان کا احسان
مند ہونا چاہیے.. خاص طور پر رانما کا... بیٹا میں یہ فون رانما کو بھیج رہی
”ہوں تم اس سے خود بات کرو

”اسد: ”امی آپ میری طرف سے کھ دیں

امی: ”کیوں منع میں نے کیا تھا جو میں بولوں... خود بات کرو... اپنی بیوی
”سے

رخسانہ فون رائنما کے پاس لے جا کر: ”اسد بھائی کا فون ہے... وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں“

رائنما اپنے دل میں: ”پتا نہیں اب کیا حکم صادر کرنا ہے جناب کو“، کھ کر .. فون کان سے لگا کر چپ ہو کر بیٹھی رہتی ہے

”اسد: ”تم اپنے میکے کیوں نہیں گئیں؟؟؟“

”رائنما طنزیہ انداز میں: ”آپ کو تو خوش ہونا چاہیے“

”اسد: ”میں نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب دو“

”رائنما: ”وہ میں کام چور نہیں ہوں

”اسد اس کی بات پر الجھ کر: ”کیا مطلب؟

رائنما: ”آپ کی والدہ کی میں کنیز ہوں اور ان کی خدمت کے لیے آس گھر میں لائی گئی ہوں۔۔ تو بس میں نے سوچا دو تین دنوں کے لیے جا کر کام ”چوری کیوں کروں

”اسد: ”اپنی فالتوہ باتیں بند کرو

رائنما: ”یہ بات فالتوہ نہیں ہے... اس کا احساس تو خود آپ نے ہی مجھے ”صبح کروایا ہے

”اسد جھنجھلا کر: ”تم سے توبات کرنا ہی بے کار ہے

“راہما: ”تو سرکار آپ کر ہی کیوں رہے ہیں

“اسد: ”تمہاری پر بلم کیا ہے؟

“راہما: ”مجھے خود نہیں پتا

اسد غصے سے: ”میں نے تمہیں بس اتنا کھنا ہے کہ تم اپنے گھر رھنے چلی

جاؤ... اور میری توبہ ہے جو آج کے بعد میں نے تمہارے معاملے میں

”ٹانگ اڑائی... بس

رائنماٹرنز یہ پوچھتی ہے: ”سرکاریہ کس کا پڑھایا ہوا سبق پڑھ رہے ہیں
آپ... کیونکہ صبح تک تو آپ کچھ اور گیت گاہ رہے تھے... ایک ہی دن
“میں آپ کی سوچ بدل جائے یہ تو ممکن نہیں

اسد غصے سے: ”تم سے تو بات کرنا ہی بے کار ہے“ کہ کر کال کاٹ کر
فون اپنی جینز کی جیب میں رکھ لیتا ہے... وہ روڈ پر چلتا جاتا ہے اور سوچتا
جاتا ہے: ”امی ٹھیک کھ رہی ہیں مجھے رائنما کو منع نہیں کرنا چاہیے تھا
... اگر پھوپھو کو برا لگ گیا... تو کھیں وہ یہ مطالبہ نہ کر دیں کے اب ہم
رائنما کو رخصتی کے بعد ہی واپس بھیجیں گے اور کھ کر رائنما کو واپس بلا
لیں... تو پھر میری ایک نہیں چلے گی... سردیاں آرہی ہیں.. امی کی
طبیعت سردیوں میں بھت خراب ہو جاتی ہے.. ہر بار تو رائنما ہوتی ہے ان
کا خیال رکھنے کے لیے... اگر میری وجہ سے رائنما اپنے میکے چلی گی تو... تو
امی کا خیال کون رکھے گا... پاپا کو تو ہر وقت اپنے بزنس کی لگی رہتی ہے

... یا خدا... اب کیا کروں.. سوچ اسد سوچ.. آئیڈیا.. ہاں یہ ٹھیک رہے
گا... اس طرح پھوپھو کو لگے گا میں رانما کی فکر کرتا ہوں... اور میں نے
”اسے منع کیا ہے صرف مجبوری کی وجہ سے

اسد پری کو فون ملاتا ہے.. پری فون اٹھا کر سب سے پھلے تو شکوہ کرتے
ہوئے نگھتی ہے: ”اسد بھائی آپ تو ہماری رانما لے کر بھول گئے تھو...
میں اسپین سے یہاں آئی ہوں اور آپ رانما کو کراچی کے کراچی میں ہی
”نہیں بھیج رہے

اسد: ”پری... میں کیا بتاؤں... میں نے اسے منع نہیں کیا تھا.. بس میں
فکر مند تھا.. امی کو لے کر.. ان کی طبیعت کا تو تمہیں پتا ہے.. اگر میں
ایک شوہر ہوں تو ایک بیٹا بھی تو ہوں... مجھے تو دونوں طرف سوچنا پڑتا
ہے... میں نے رانما سے کھا تھا کہ وہ پارٹی میں شرکت کر کے واپس

آجائے۔۔۔ پر مجھے کیا پتا تھا اس بات پر میم اتنا زبردست ناراض ہو جائیں گی
”کے جانے سے ہی منع کر دیں گی“

”پری: ”اُو۔۔ یہ بات ہے

اسد: ”اس لیے تم پلیز میرا ایک کام کر دو۔۔۔ بلکہ کام کیا مجھ پر ایک مہربانی
کر دو۔۔۔ وہ تو اب منع کر چکی ہے کہ وہ کھیں نہیں جائے گی۔۔۔ پر اس کا
مطلب یہ تو نہیں ناں کہ تم اس سے ملنے وہاں نہیں جاسکتیں۔۔۔ ایک
کام کرو اپنی پارٹی جعفر کے نئے گھر کی بجائے میرے گھر کے گارڈن میں
”۔۔ رکھ لو“

”پری خوش ہوتے ہوئے: ”ٹھیک ہے میں جعفر بھائی سے بولتی ہوں

”اسد: ”تم سے پھلے میں جعفر کو فون کر چکا ہوں۔۔ اور وہ راضی ہے

“پری: ”اگر وہ راضی ہیں تو پھر ٹھیک ہے

اسد: ”شکریہ.. وہ خوش ہو جائے گی تم لوگوں کو دیکھ کر... ویسے پری سچ بتانا تمہاری بھن کا کوئی نٹ گر گیا تھا کیا؟؟؟... ذرا ہو سکے تو مجھے ڈھونڈ کر بھیج دو“ کھنے کے بعد ہستا ہے

“پری ہستے ہوئے: ”کیوں؟؟ کچھ کھا ہے اس نے آپ سے؟؟

اسد منہ بسور کر: ”کھتی کب ہے وہ؟؟... وہ تو صرف لڑتی ہے.. ہر وقت لڑنے کے لیے تیار رہتی ہے.. تبھی کھ رہا ہوں نٹ ڈھونڈ کر بھیج “.. دو مجھے

پری: ”وہ ایسی ہی ہے... پر وہ تو صرف جعفر بھائی سے لڑتی تھی.. باقی
لوگوں کو تو وہ کبھی جواب نہیں دیتی.. عجیب ہے اگر وہ آپ سے لڑنے لگی
ہے تو.... خوشی ہوئی سن کر مجھے.. کے اب وہ آپ سے بات کرتی
ہے...“

... اسد کے دل پر چبّتی ہے یہ بات

پری سوچنے لگتی ہے: ”رانا کتنی نصیب والی ہے کے اسد جیسا اسے ہمسفر
ملا ہے.. میری طرح نہیں... رانا اتنا سہارا دے ہوئی تو وہ لندن میں
ہوتے ہوئے سبھی پریشان ہو گیا اور اپنی بیوی کو منانے کی کوشش کر رہا
ہے... اور ایک حیدر ہے... جیسے میری ناراضگی سے کوئی فرق ہی نہیں
پڑتا... پورا ایک دن ہو گیا ہے پر ابھی تک اس نے فون کر کے یہ تک نہیں

پوچھا کے میں خیریت سے بھی ہوں یا نہیں... میں کراچی پہنچ گئی یا
،، نہیں

وہ یہ سوچ کر اداس بیٹھی ہوتی ہے کے جعفر آکر اس کے برابر میں بیٹھ جاتا
ہے اور بڑے پیار سے کہتا ہے: ”یار... تم پہلی بار خاموش بیٹھی ہو... یہ
دیکھ کر تو مجھے خوش ہونا چاہیے... کے حیدر نے تمہیں کچھ سکھایا یا نہ
سکھایا پر خاموش رہنا تو سکھا دیا... پر میں خوش نہیں ہوں.. کیونکہ مجھے
خاموش رہنے والی پری زیادہ خاص پسند نہیں آرہی... مجھے تو وہی بک
،، بک کرنے والی پری چاہیے۔

پری اس قدر اپنی سوچوں میں الجھی ہوئی تھی کے جعفر کب اس کے برابر
میں آکر بیٹھا اور اس نے کیا بات کی... اسے کچھ خبر ہی نہیں تھی

،، جعفر پری کا اداس چہرہ پڑھ لیتا ہے: ”کچھ ہوا ہے کیا؟؟“

،، پری جعفر کے اس سوال پر: ”نہیں

جعفر پری کے لیے پریشان ہوتا ہے وہ پھر پوچھتا ہے: ”اگر کوئی بات ہو تو مجھے بتاؤ... میں بھائی ہوں تمہارا... اگر بھائی کو نہیں بتانا چاہتیں.. تو کوئی بات نہیں میں تو تمہارا دوست بھی ہوں.. میں بھی تو تمہیں اپنی ہر

،، بات بتاتا ہوں

پری کی آنکھوں میں آنسوؤں آنے لگتے ہیں

پری: ”ایسی کوئی بات نہیں ہے.. پریشان مت ہو“، کھ کراپنے آنسوؤں
صاف کرتے ہوئے کھڑی ہو جاتی ہے اور کھتی ہے: ”چائے بنادوؤں آپ
کے لیے؟؟؟“

جعفر: ”نہیں.. چاچی نے بنا کر پلا دی ہے.. اور ایک بات... اگر تمہیں
کبھی بھی،“ کھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور پری کے سر پر ہاتھ رکھ کر کھتا
ہے: ”میری ضرورت پڑے.. یا تمہیں لگے کے تمہیں کوئی بات اپنے
“بھائی کو بتانی چاہیے تو ہجچا نامت.. ٹھیک ہے

پری اثبات میں گردن ہلاتی ہے.. یہ ساری باتیں پری کی ماں سن لیتی ہے
..سنے کے بعد وہ فکر مند ہو جاتی ہیں پری کو لے کر۔

دادا جعفر کے کمرے میں آکر: ”تم آمنہ کو جان بوجھ کر زیادہ آفس کا کام
”کروارہے ہوناں... تاکہ وہ خودیہ نوکری چھوڑ دے؟؟“

جعفر نھاء کرہی نکلا تھا وہ ٹاول سے بال سوکھاتے ہوئے اکڑ کر کھتا
ہے ”ایسا تو کچھ نہیں ہے.. میں اسے اتنی اہمیت ہی نہیں دیتا... آپ کو
کیا لگتا ہے میں اپنے سارے کام چھوڑ چھاڑ کے اسے بھگانے میں لگ جاؤں
گا.. حد ہے آپ سے.. میں نے کبھی اسے اتنی اہمیت نہیں دی کے... او
کے... وہ میری سیکڑی ہے اور وہ وہی کام کر رہی ہے جو میری سیکڑی
... کرتی ہے“

دادا صوفے پر بیٹھتے ہوئے: ”تم میرے پوتے ہو... میں تمہارا
نہیں... اس لیے اب سے تم اسے ڈبل کام نہیں دو گے.... میں اچھی
... طرح جانتا ہوں تمہاری سیکڑی کیا کیا کام کرتی تھی

،،جعفر منہ بسور کر: ”آپ کیوں اسے میرے پیچھے لگا رہے ہیں؟؟؟

دادا: ”مجھے بہت پیاری لگتی ہے وہ بچی.. اور جس طرح وہ تمہارے سارے ظلم سہرہی ہے اس کے بعد تو مجھے فکر ہے میری پسند پر... اگر اور کوئی لڑکی ہوتی تو کب کا بھاگ چکی ہوتی.. پر وہ بہادری سے سب فیس کر رہی ہے

جعفر اپنے دادا کے برابر میں بیٹھتے ہوئے: ”دیھی تو میں پریشان ہوں.. وہ ابھی تک بھاگی کیوں نہیں.... بڑی ہی کوئی ضدی ہے... آپ کی پسند .. مجھے بالکل پسند نہیں کتنی بار کھوں میں آپ سے

دادا سے گھور کر دیکھتے ہوئے: ”اچھا ٹھیک ہے میں سمجھ گیا کہ تمہیں وہ پسند نہیں.. مگر ناپسند کرنے کی بھی تو کوئی وجہ ہو... چلو مجھے بتاؤ.. کیوں
.. پسند نہیں ہے تمہیں

،،جعفر: ”اب یہ کیسا سوال ہوا.. جب نہیں پسند تو نہیں پسند

پری اسی وقت کمرے میں داخل ہوتی ہے: ”چلیں تو خامیاں بتائیں اس کی
،،ہمیں.. جو آپ چاہتے ہیں کہ اس میں نہ ہوں

،،جعفر پری کو دیکھ کر: ”تمہیں دادا نے بتایا ہے آمنہ کے بارے میں؟؟

،،پری مسکراتے ہوئے: ”نہیں.. آپ لوگوں کی باتیں سنی میں نے

دادا: ”سمجھاؤ اسے تم“ وہ پری سے مخاطب ہو کر

”پری: ”تو بولیں کیا خامیاں ہیں آمنہ میں؟؟“

”.. جعفر: ”میں اسے اتنا غور سے نہیں دیکھتا

”پری: ”تو پھر آپ نے کیسے کھا کے وہ آپ کو ناپسند ہے

”جعفر چڑتے ہوئے: ”جب نہیں پسند تو یہی کہوں گا کہ نہیں پسند

”.. پری: ”اس کا مطلب اس میں کوئی خامی نہیں

جعفر: ”نہیں.. وہ بہت موٹی ہے“ اب جعفر جھوٹ بول کر بچنے کی ناکام
کوشش کر رہا تھا

دادا فوراً بول پڑے: ”وہ موٹی کہاں سے ہوگی؟؟؟ اتنی پتلی دہلی سی ہے
“بیچاری

جعفر کو پری گھور کر دیکھتی ہے.. تو جعفر اس سے اپنا چہرہ گھوما لیتا ہے اور
دوسری جانب دیکھ کر بولتا ہے: ”ہاں.. بہت دوہلی پتلی ہے وہ.. مجھے تو
موٹی.. جسم میں بھاری بھر کم لڑکیاں پسند ہیں... اس لیے مجھے وہ پسند
نہیں

پری مسکراتے ہوئے: ”آپ کو اگر موٹی لڑکیاں پسند ہیں تو آپ اسے
“بعد میں خود موٹا کر لیجیے گا.. یہ کوئی خامی نہیں

جعفر: ”وہ بولتی بھت کم ہے.... اس کے بال بالکل سیدھے ہیں.. اس کا
.. قد بھی تو چھوٹا ہے

دادا: ”بس کرو.. بے کار کے اسکیوس دینا... جعفر بچپنا بند کرو.. ایک بار
.. کھ کرو وہ کھڑے ہو کر جعفر کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہیں: ”اسے
موقع دے کر تو دیکھو.. میرے خاطر... میری آخری خواہش سمجھ کر ہی
... اس کا احترام کر لو

.. جعفر: ”اللہ نہ کرے

دادا: ”میری خاطر.. ایک بار اسے اپنی زندگی میں آنے دو... کچھ دنوں تک اس کے ساتھ وقت گزارو... اگر تمہیں پسند آئے.. تو ٹھیک ورنہ ... میں خود پیچھے ہٹ جاؤں گا بس.. لیکن کوشش پورے دل سے کرنا

جعفر سمجھ نہیں پاتا کہ وہ اب کیا کرے.. وہ اپنے کی محبت میں آمنہ کو ایک چانس دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے... ”ٹھیک ہے.. مگر صرف آپ کی خاطر.. دو مہینے دیتا ہوں میں آپ کی پسند کو... اگر ان دو مہینوں میں مجھے بھی وہ پسند آگئی.. تو ٹھیک.. اگر نہیں آئی تو آپ خود اسے میری ”نظروں اور زندگی سے دور کریں گے... منظور؟؟“

دادا: ”دو مہینے صرف؟؟؟“

”... پری پریشان ہو کر: ”دو مہینے تو بھت کم ہیں

جعفر مغرور ہو کر: ”میرے نزدیک دو مھینے بھت ہیں.. آپ لوگوں کو منظور ہے تو ٹھیک ورنہ چھوڑیں“ کہہ کر جانے لگتا ہے.. دادا اس کا ہاتھ
”.. پکڑ کر بڑے پیار سے: ”چلو منظور ہے

“ پری: ”تو چلیں.. اسے فون کریں اور کل کی پارٹی کی دعوت دیں

“ no way جعفر: ”نووے

پری: ”کیا نو۔وے... دو مھینے دیے تھیں آپ نے ہمیں.. اور ہم چاہتے
“ ہیں کے آپ آج سے بلکہ ابھی سے اپنے کام پر لگ جائیں

“ دادا: ”پری بالکل ٹھیک کھ رہی ہے

جعفر مسکراتے ہوئے دانت پیستے ہوئے کہتا ہے: ”آپ دونوں تو پیچھے ہی
پڑھ گئے تھیں... اسے دعوت دے دوں گا میں.. اب آپ دونوں پلیز
“اپنے اپنے کمرے میں تشریف لے جائیں

“پری: ”ہر گز نہیں.. مجھے آپ پر یقین نہیں.. دادا آپ کو ہے؟؟“

دادا بھی نفی میں گردن ہلاتے ہیں

پری: ”دیکھا.. ہمیں آپ پر ذرا سہ بھی اعتبار نہیں.. اس لیے تھلے آپ
“ہمارے سامنے اسے کال کریں.. پھر ہم جائیں گے

جعفر اپنے سر پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے اپنی بے زاری کا اظہار کرتا
ہے مگر پری اور دادا اسے خاٹے میں ہی نہیں لاتے.. جعفر کافی دیر ضد

کرتا ہے مگر وہ دونوں نہیں مانتے.. آخر کار وہ ہار مان کر ان دونوں کے
سامنے آمنہ کو کال کرتا ہے

آمنہ اتنی رات کو جعفر کی کال دیکھ کر منہ بسور کر: ”یا خدا... دادا کے
بیکڑے پوتے کا فون کیوں آرہا ہے.. آفس میں کام کم دیا تھا کیا... جو فون
پر دینے کے لیے کال کر رہے ہیں.. یہ پاگل لڑکا تو مجھے کام کروا کروا کر مار
دے گا... کیا کروں.. فون اٹھاؤں یا نہیں.. کوئی ضروری کام ہوا تو“ وہ
کال ریسو کرتی ہے

،، جعفر: ”اسلام و علیکم

،، آمنہ: ”و علیکم اسلام

،، جعفر: ”مجھے آپ کو دعوت دینی تھی... پارٹی کی

”آمنہ الجھ کر: ”کیا؟؟ دعوت... پارٹی کی... پر کیوں؟

جعفر: ”میرے نئے گھر کی خوشی میں.. دادا چاہتے تھے کہ میں آپ کو بھی بلا لوں.. تو میں نے“ کھنے کے بعد جعفر دادا اور پری کو دیکھ کر آنکھوں کے اشارے سے پوچھتا ہے کہ آگے کیا بولوں

”... دادا اشارے سے: ”پوچھو.. اس سے کہ آئے گی

”پری: ”اصرار تو کریں آنے پر

جعفر آمنہ سے: ”میرے سارے کزن ہوں گے آپ آئیں گی ناں؟؟؟“

جعفر اپنے دل میں: ”کیا مصیبت ہے... کہاں پھسنا دیا ہے دادا نے

”مجھے

،آمنہ تھوڑا سوچ کر: ”میں کوشش کروں گی سر

،جعفر مسکراء کر: ”ٹھیک ہے..اللہ حافظ

،پری فون بند ہوتے ہی: ”کیا کھا اس نے؟؟

،جعفر: ”اس نے کھا کے کوشش کرے گی

،دادا: ”میں جارہا ہوں...کل اسے لینے خود پہنچ جانا

،جعفر: ”میں کیوں اسے لینے جانے لگا؟؟

پری اس پر گھور کر دیکھتے ہوئے: ”تو... آپ نہیں جائیں گے تو کون جائے گا... کل آپ خود لائیں گے اسے اپنے ساتھ... سمجھے“ کھ کر وہ بھی چلی .. جاتی ہے

،، جعفر بیڈ پر بیٹھتے ہوئے: ”عجیب زبردستی ہے

.. دوسرے دن جعفر آمنہ کو آفس میں بلاتا ہے

آمنہ: ”سر.. میں آپ کی پارٹی میں نہیں آسکوں گی.. آج میرے منگیتر کی سالگرہ ہے... تو مجھے وہاں جانا ہے

جعفر یہ سن کر بڑے خوش ہو کر پوچھتا ہے: ”واقعی.. تمہارے منگیتر کی سالگرہ ہے؟؟“

آمنہ کو جعفر کا خوش ہونا حیران کرتا ہے وہ دل میں: ”یہ کیوں اتنا خوش
“ہو رہے ہیں یہ سن کر

آمنہ جعفر کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلاتی ہے... جعفر دل ہی دل بھت
خوش ہوتا ہے...: ”چلیں کوئی بات نہیں... میں سمجھ سکتا ہوں.. آپ
ناں دادا کو نہیں بتائیے گا... وہ ذرا پرانے خیالات کے ہیں انہیں اچھا
نہیں لگے گا...“ پھر جعفر اسے ڈرانے کی نیت سے کہتا ہے: ”کھیں وہ
... تمہیں اس وجہ سے نوکری سے بھی نہ نکال دیں

“آمنہ حیران ہو کر: ”کیا واقعی؟؟“

جعفر کندھے اچکا کر: ”ہو سکتا ہے.. میں نے کھاناں وہ بھت پرانے
خیالات کے ہیں... مس آمنہ ہو سکے تو آفس میں کسی کو نہیں بتائیے گا
“.. اُو۔ کے

“آمنہ پریشان ہو کر: ”یس سر... میں جاؤں
... جعفر مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتا ہے

رات میں جعفر مارکیٹ جاتا ہے.. کچھ سامان لینے.. وہاں ایک شاپ سے
نیکلتے وقت اس کی نظر ایک لیڈی ورکر پر پڑتی ہے.. اسے دیکھ کر وہ
مسکرا نے لگتا ہے... وہ جان بوجھ کر اس لیڈیز کپڑوں کی شاپ میں جاتا
ہے...

وہ لیڈی ور کرنے جعفر کو نہیں دیکھا ہوتا وہ جعفر کو کپڑے دیکھتا ہوا دیکھ
”آکر پوچھتی ہے: ”سر میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟
”.. جیسے ہی وہ کہتی ہے جعفر مڑ کر مسکرا کر اسے دیکھتا ہے: ”بلکل

آمنہ جعفر کو دیکھ چوکی تھی وہ لڑکھڑی زبان سے کہتی ہے: ”سر... آپ
”یہاں؟؟“

جعفر: ”آپ کی منگیت کی سالگرہ ہے آج... تو آپ کیا کر رہی ہیں
”یہاں؟؟“

آمنہ ادھر ادھر دیکھنے لگتی ہے: ”سر... یہ میرے کام کی جگہ ہے.. ہم
”بعد میں بات کرتے ہیں
.. جعفر یہ سن کر مسکراتا ہے

پھر وہ کپڑے دیکھنے لگتا ہے... پھر وہ ایک سوٹ نیکال کر آمنہ پر لگا کر
”دیکھنے لگتا ہے.. آمنہ: ”یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟“

”جعفر: ”جس کے لیے آئینا ہے اس پر لگا کر دیکھ رہا ہوں
”آمنہ حیران نظروں سے: ”کیا؟؟“

جعفر: ”تو آپ کو ایسے کپڑوں میں گھر تھوڑی لے جاسکتا.. میرے
”سارے کزن آرہے ہیں

”آمنہ: ”پر میں نے کب کھا کے میں آپ کے ساتھ پارٹی میں جاؤں گی

جعفر: ”تو میں آپ کو کون سا اپنے ساتھ اپنے گھر لے جا رہا ہوں.. آپ
تو اپنے منگیتر کی پارٹی میں جائیں گی... مجھے پتا ہے... بھولا نہیں ہوں میں

.. آپ بے فکر رہیں... تحفہ سمجھ کر رکھ لیں... چلیں باے، کھ کر ایک
... خوبصورت سہ سوٹ آمنہ کو دے کر چلا جاتا ہے

جعفر کے جاتے ہی اُونر آکر خود آمنہ سے پوچھتی ہیں: ”تم سر جعفر کو
،، کیسے جانتی؟

“... آمنہ: ”وہ میرے باس ہیں

“اُونر: ”اچھا... جاؤ... چھٹی کرو

“آمنہ: ”چھٹی؟؟؟... آپ سے کس نے کھا کے مجھے چھٹی چاہیے۔

رائما کے گھر کا دروازہ بجتا ہے.. دروازہ چوکیدار کھولتا ہے.. رائما کے
سارے کزن اس کے گھر پارٹی کرنے کے لیے آتے ہیں... اسد کی
دعوت پر... رائما سب سے مل کر بھت خوش ہوتی ہے.. اسے تو یقین ہی
.. نہیں آرہا ہوتا کہ وہ اپنے سارے کزنوں کو ایک ساتھ دیکھ رہی ہے

”رائما: ”کنول کہاں ہے؟؟“

واصف: ”وہ نہیں آئی.. کھرھی تھی کے اس کی طبیعت کچھ مناسب نہیں
ہے“

رائما جیسی ہی واصف کی بات سن کر اپنا چہرہ پیچھے کی جانب موڑتی
ہے.. سانسیں وھیں تھم سی جاتی ہیں.. جیسے روز خوابوں میں دیکھتی
ہے وہ آج اصل میں خود چل کر اس کی جانب آ رہا تھا.. اس کی نظریں
نیچے تھیں اس نے رائما کو نہیں دیکھا تھا اب تک... پر رائما اس کا دل آج
بھی اسے دیکھ زور زور سے دھڑک رہا تھا.. نہ چاہتے ہوئے سبھی اس کی
نظریں جعفر کے وجود کا طواف کر رہی تھیں.. آنکھوں میں آنسوؤں بھر
آئے تھے... جعفر نے ہلکی سی نظر رائما کی جانب اٹھائی.. لیکن جیسے ہی
.. اسے خود کو دیکھتے ہوئے دیکھا نظریں واپس جھکا لیں

،،جعفر کے قدم وہیں تھم گئے تھے یہ دیکھ رانما نے کہا: ”اُو.. بیٹھو

“واصف: ”اُو.. ہم بیٹھنے نہیں آئے... ہم تو پارٹی کرنے آئے ہیں

رانما حیرت سے: ”کیا تم سب یہاں پارٹی کرنے آئے ہو.. تم لوگوں کو پتا تو ہے مامی کی طبیعت خراب ہے اور ڈاکٹر کے مطابق انھیں صرف آرام کرنا چاہیے اور اگر تم لوگ یہاں پارٹی کرو گے تو برا مت ماننا.. پر شور مچے گا“

پری: ”ہمیں پتا ہے.. ہم گارڈن میں پارٹی کریں گے... اسد بھائی نے

،،ہمیں خود دعوت دی ہے

رائمناہ سن کر پھلے تو چوک جاتی هے.. پھر اپنے دل میں سوچتی هے: ”کیا
میرے کانوں نے ٹھیک سنا هے“ رائمناہ دوبارہ تصدیق کرتی هے: ”اسد نے
”دعوت دی هے؟؟؟؟“

عامر چڑچڑا هو کر: ”هاں یار... اور کتنے سوال کروگی... رائمناہم تمھاری
”سسرال پھلی بار آئیں هیں... ایک بار بھی تم نے بیٹھنے کی نهیں کھا

”رائمناہ: ”ارے ابھی تو کھا تھا... واصف نے کھا هم بیٹھنے نهیں آئے۔“

واصف: ”ایک بات بتاؤ.. پھلی بار تمھاری سسرال آئے هیں... پھلے
”کیا کریں

”رائمناہ الجھ کر: ”کیا مطلب؟؟“

واصف: ”مطلب.. پھلے تمھاری ساس سے ملیں پھر پارٹی کریں.. یا پھلے
“پارٹی کریں پھر تمھاری ساس سے ملیں... بولو

پری واصف کے سر پر ہلکاسہ تھپڑ مارتے ہوئے: ”بے وقوفی والی باتیں
“مت کرو.. ظاہر سی بات ہے پھلے اس کی ساس سے ملیں گے

رائما: ”روشنی کی بیٹی کی سناؤ... اس کا بخار اترایا نہیں... میں نے کل فون
“کیا تھا تب تو تھا

پری: ”ہاں آج ہی میری بات ہوئی ہے.. کھرھی تھی کے اب
“دوسرے ڈاکٹر کو دیکھا ہے گی

... جعفر وہیں کھڑا چپ چاپ باتیں سن رہا ہوتا ہے

”رائما: ”کاش روشنی اور منہاج بھی آجاتے

کھتے ہیں: ”شادی شدہ لڑکیوں کے بھت مسائل ہوتے b.b اس پر
ہیں“ پھر سب پھلے رائما کی ساس سے ملتے ہیں اور بعد میں گارڈن میں
پارٹی شروع کرتے ہیں

رائما پری کے چہرے پر اداسی کو بھاپ لیتی ہے.. رائما: ”پری تم ٹھیک تو
ہو.. ہسنے میں اتنی کنجوسی کیوں کر رہی ہو“ اس پر پری مسکراتے
”ہوئے: ”ایسا تو کچھ نہیں ہے

”رائما: ”جھوٹ مت بولو

”پری: ”میں کیوں جھوٹ بولوں گی

رائما: ”تم جھوٹ بول رہی ہو... میں جانتی ہوں... تمہارا چہرہ پڑھ سکتی
”ہوں میں

پری: ”یار سچی... ایسا کچھ نہیں ہے“ کھنے کے بعد ایان سے کھتی
ہے: ”ایان اپو کے ساتھ ڈانس کرو گے“ ایان شر ماتے ہوئے: ”ہاں
... ضرور اپو“ پری ایان کے ساتھ چلی جاتی ہے

کاسار انتظام کر رہا تھا... امیما آتی ہے رائنما کے B.B.Q جعفر اکیلے
پاس.. رائنما اس وقت جعفر کو دیکھ رہی ہوتی ہے وہ اپنے دل میں: ”یا
خدا... جعفر کتنا اداس ہے.. وہ تو بالکل پھلے جیسا نہیں لگ رہا

امیما رائنما کا ہاتھ پکڑ کر: ”رائنما“ اس کا نام پکارتی ہے وہ چوک جاتی ہے..
اور امیما کی جانب دیکھتی ہے

”امیما: ”رائنما مجھے تم سے معافی مانگنی تھی

”رائنما: ”کس بات کی معافی؟؟“

امیما: ”اس دن کے لیے“، یہاں امیما کا اشارہ پری کے بارات والے دن پر تھا

رائما: ”میں تو وہ سب بھول بھی گئی تم بھی بھول جاؤ... معافی تو غیروں سے مانگی جاتی ہے اپنوں سے تھوڑی بگلی

“ماہ رخ: ”آپ لوگ یہاں کیوں کھڑے ہوئے تھیں.. چلیں ناں

“امیما: ”ہاں بابا... چل رہے ہیں

“امیما رائما سے: ”تو پھر تم مجھ سے ناراض نہیں ہو؟

“رائما: ”نہیں

امیما: ”تمہیں پتا ہے مجھے کبھی اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوتا.. پر مجھے

جعفر بھائی نے سمجھایا... کے بات تو صرف اتنی سی تھی کے رائما کا بھی دل

“ہے.. رائما جو دل میں آئے باقی اور لڑکیوں کی طرح کر سکتی ہے

ماہ رخ بے زار ہوتے ہوئے: ”اب بس بھی کرو“ پھر رائنما کے آگے ہاتھ
”بڑھاتے ہوئے کہتا ہے: ”رائنما میرے ساتھ ڈائنس کرو گی؟؟؟“

”رائنما: ”پھلے رائنما باجی یا آپی بولو... پھر

ماہ رخ: ”رائنما-----باجی کسی اور

”کی... بس... اب چلو

رائنما منہ بناتے ہوئے: ”زیادہ ہوشیار مت بنو... کھو رائنما باجی
.... میری... کسی اور کی نہیں“ اس پر امیما ہسنے لگتی ہے

ماہ رخ: ”دیکھو رائنما... تم نے مجھ سے کھا کے باجی بولوں.. میں نے بول

”دیا... اب آگے میں کچھ بھی بولوں... میری مرضی

رائما اتراتے ہوئے: ”رائما... ماہ رخ کے ساتھ ڈائٹنس کرے یا نہ کرے
“یہ بھی میری مرضی

“ماہ رخ: ”اللہ ایسا نہ کریں... مجھ پر رحم کریں
رائما: ”جاؤ.. تم بھی کیا یاد کرو گے کہ رائما باجی تمہاری کتنی دلدار لڑکی
ہیں“ کھ کر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیتی ہے... رائما ماہ رخ کے ساتھ
ڈائٹنس کرتی ہے.. پھر وہ اس کے کان میں کھتی ہے: ”تم تو قد میں مجھ
سے بھی لمبے ہو رہے ہو

“ماہ رخ یہ سن کر خوش ہوتا ہے: ”کیونکہ میں روز صبح ورزش کرتا ہوں

رائما جعفر کے پاس جا کر کھڑی ہو جاتی ہے.. جعفر یہ جاننے کے باوجود
کے رائما اس کے برابر میں آکر کھڑی ہوئی ہے نہ اس سے کوئی بات کرتا
ہے نہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے... رائما تھوڑی دیر تک تو

خاموش کھڑی رہتی ہے.. پھر مسکرا نے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے
کھتی ہے: ”تم نے قسم کھالی ہے کیا کے رانما سے بات نہیں کروں گا اور
“نہ اس کی طرف دیکھوں گا

جعفر خفگی بھرے لہجے سے: ”اگر کھا بھی لیتا ہوں تو تمہیں اس سے کون
“سہ فرق پڑے گا

رانما: ”بات فرق پڑنے کی ہے تو مجھے فرق پڑھ رہا ہے تبھی تو بول رہی
“ہوں

جعفر: ”مجھے تم سے کوئی بات واقعی نہیں کرنی“ جعفر کی خفگی اس کی آواز
سے جھلک رہی تھی

رائنما اس کی ناراضگی کی وجہ کا اندازہ لگا کر: ”کل کی وجہ سے ناراض ہو..
کے میں خود نہیں آئی.. رخسانہ کے ہاتھوں کھلوا دیا کے مجھے کھیں نہیں
“جانا میری طبیعت خراب ہے

جعفر: ”اس بات پر میں کیوں ناراض ہونے لگا.. یہ تو ایک معمولی سی بات
“ہے میرے لیے

“رائنما: ”ادھر دیکھ کر بات کرو.. معمولی بات ہے مطلب؟؟
“جعفر: ”جانے دو

رائنما: ”ایسے کیسے جانے دو... اگر شکوہ رکھتے ہو تو پوری بات کرنے کی
“ہمت بھی رکھو

جعفر رائما کی جانب مڑ کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولنے لگتا ہے
.. رائما اس کی آنکھوں میں غم و غصہ دیکھ لیتی ہے

جعفر: ”سمجھتی کیا ہو تم اپنے آپ کو؟؟“ پھر پیچھے مڑ کر دیکھنے لگتا ہے کہ
کوئی ہے تو نہیں اس پاس جو ان کی باتیں سن سکے.. جب وہ دیکھتا ہے
سب ڈائنس میں مگن ہیں تو پھر رائما سے مخاطب ہو کر بولتا ہے: ”کیوں
کیا تم نے اتنا بڑا فیصلہ.. ہاں بولو... وعدہ کر لیا مجھ سے... کھا جب تک
میں نہیں چاہوں گا تم مجھے اپنی شکل نہیں دیکھاؤ گی.. پر اس وعدے کو
... پورا کرنے کے لیے یہاں آ کر رہنے لگ گیں۔“

ہم سب سے دور... کیوں... میں اس وقت

غمزدہ تھا.. درد اضطراب کی حالت سے دوچار تھا اس لیے اس وقت تو مجھے
”سمجھ نہیں آیا... پر جب میں کراچی آیا تو سمجھ آئی تمہاری بات

”رائما: ”پر میں نے کھا تو تھا کے میں اپنی سسرال جارہی ہوں رہنے

جعفر: ”تم پھلے بھی رہنے جاتی تھیں تین دنوں کے لیے.. میں وہ سمجھتا تھا... میں نہیں جانتا تھا کے تم ہمیشہ کے رہنے کی بات کر رہی ہو... اور سمجھ مجھے یہ نہیں آتا کے باقی سب بڑوں کو کیا ہو گیا ہے ان سب نے تمہیں تمہاری من مانی کیسے کرنے دی... روکا کیوں نہیں تمہیں.. اور تم خود کس طرح کی لڑکی ہو کبھی پیچھے مڑ کر دیکھا تک نہیں... اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں تھا... تمہیں لگتا ہو گا کے جعفر مجھے تنگ کرے گا.. تو اک بار مجھ سے کھ دیتی.... میں چھوڑ کر چلا جاتا... پر... تم نے تو کچھ کھا ہی

،، نہیں

...رائما کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں

جعفر: ”تمہیں مجھ سے ناراضگی ہے تو سزا بھی صرف مجھے دو... باقی سب گھر والوں کو دینے کی کیا ضرورت ہے... جب میں چاچی کو دیکھتا ہوں تو شرمندگی ہوتی ہے مجھے... کے ان کی بیٹی میری وجہ سے ان سے دور ہے“

جعفر کو رائنما کی خاموشی بے صبر بنا رہی تھی... وہ رائنما کے دونوں بازوؤں کو مضبوطی سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہتا ہے: ”بس کر دو رائنما... ہر بات کا جواب آنسوؤں نہیں ہو سکتے“ اسی وقت ماہ رخ رائنما اور جعفر send کی تصویر اپنے موبائل میں لے لیتا ہے اور اسے فوراً کنول کو سینڈ کر دیتا ہے

جعفر: ”بولو... رائنما اتنا گھٹیا لڑکا لگتا ہوں تمہیں میں... بولو... تمہیں لگتا ہے کہ تم میرے ساتھ ایک چھت کے نیچے محفوظ نہیں ہو...“

بولو....پتا ہے دن بہ دن میری نفرت بڑتی جا رہی ہے تمہارے لیے...
تم مجھے اتنا بد نیت شخص کیسے سمجھ سکتی ہو... اتنا برا نہیں ہوں میں،“ کھ کر
اس کے بازوؤں چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے... اور کہتا ہے: ”صبح 8 بجے
کے بعد سے رات 8 بجے تک میں گھر نہیں آتا... تو تم آجایا کرو... اپنے
گھر والوں سے ملنے،“ کھ کر جانے لگتا ہے

رائما: ”اپنی تو سنادی... اب میری بھی سن لو... میں چاہتی تھی کہ تم مجھ
سے نفرت کرو... بہت نفرت کرو... تاکہ تم اپنی زندگی میں خوش رہ
سکو... پر میں یہ کبھی نہیں چاہتی... نہ چاہوں گی کہ تم یہ سمجھو کہ
میں تمہاری نیت پر شک کرتی ہوں... یا سمجھتی ہوں کہ میں تمہارے
ساتھ محفوظ نہیں

جعفر: ”تو پھر یہاں کیوں رہ رہی ہو... کیوں گھر نہیں آتیں... ایک سال سے بھی زیادہ ہو چکا ہے... جانتی ہوناں تم

رائما: ”ہاں جانتی ہوں... پر مجھے لگتا ہے کہ شاید تمہیں کسی نے کچھ نہیں بتایا... ایک کام کرو... گھر جاؤ... اور پوچھو گھر والوں سے...“
”... کے میں گھر کیوں نہیں آرہی

جعفر: ”نہیں.. تم بتاؤ مجھے... میں تم سے سنا چاہتا ہوں... کے آخر ایسا کیا ہوا ہے جو تم یہاں رہ رہی ہو

”رائما: ”مجھے سزا ملی ہے... تم سے محبت کرنے کی

”جعفر حیرت سے: ”کیا؟؟؟“

رائنما اثبات میں سر ہلا کر: ”ہاں... اور یہ سزا مجھے داد ادا دی نے تب سنائی تھی جب تم میرے نکاح والی رات لاہور چلے گئے تھے... تم تو دادا کے بزنس کی جان ہو... وہ تمہیں کیسے اپنے بزنس سے الگ ہونے دیتے... اگر تم اور میں ایک چھت کے نیچے رہتے تو دادی کے مطابق... تم کبھی پھلے کی طرح بزنس نہیں سمجھا پاتے... اس لیے تمہاری خاطر انہوں نے مجھے گھر سے نیکال دیا... تمہیں پتا ہے اس دن جب میں نے تمہیں فون کیا تھا تو بوت ضرور میں رہی تھی مگر الفاظ دادی کے تھے... انہوں نے... کھا تھا کچھ بھی کر کے تمہیں واپس بلاؤں

پھلے تو انہوں نے صرف اتنا کھا

تھا کہ ہم تمہیں تمہاری سسرال بھیج رہیں ہیں.. تمہاری طرح میں بھی تین چار دنوں کے لیے سمجھتی تھی... مگر فون رکھنے کے بعد مجھے

معلوم ہوا... جب تک تم ان کی نظر میں ٹھیک نہیں ہو جاتے میں تب تک
”وہاں رہوں گی“

جعفر بھت حیران تھا اور پریشان بھی: ”تو چاچا چاچی نے دادی کو کچھ نہیں
”کھا؟؟؟؟“

رائما مسکراتے ہوئے: ”پھلے تو میں نے امی کو پاپا سے بات نہیں کرنے
دی.. لیکن جب پانی سر سے اوپر گزر گیا میرے والدین کے.. تو پھلی بار
جب تم تم بزنس کے لیے کینڈا گے تھے... پاپا نے دادا دادی سے
خود بات کی... اور دادی نے سارا معاملہ جو ان کے نظریے کے مطابق تھا بتا
دیا... مجھے نہیں معلوم کہ ان کے بیچ کیا باتیں ہوئیں... لیکن اس دن
کے بعد نہ امی نے مجھ سے سے کبھی کچھ کھانا پاپا نے.. کبھی جھوٹے منہ
”بھی گھر آنے کی نہیں کہتے“

جعفر بھت دوکھی ہو جاتا ہے یہ سب سن....: ”ایسا کیسے کر سکتے ہیں وہ تمہارے ساتھ... تمہاری تو کوئی غلطی بھی نہیں تھی.. پھر تمہارے“ ساتھ ایسا سلوک کرنے کی وجہ کیا ہے آخر

رامناروتے ہوئے: ”وہاں اندھا قانون چلتا ہے... جو داد ادا دی کو ٹھیک“ لگے وہی ٹھیک ہوتا ہے بس

جعفر رامنما کا ہاتھ پکڑ کر شکوہ کرتا ہے: ”سب نے مجھے نہیں بتایا... یہ“ سمجھ میں آتا ہے... مگر تم نے کبھی کچھ کیوں نہیں کھا مجھ سے

رامنما اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر آنسوؤں صاف کرتی ہے.. اور طنزیہ کہتی ہے: ”اگر کھ بھی دیتی تو کیا کر لیتے... تم نے مجھ سے محبت کر کے مجھے

اندھیری غار میں دھکادے دیا... جس سے میں جتنا نیکنے کی کوشش کر
رہی ہوں اتنا ہی پھنستی جا رہی ہوں... باہر نیکنے کا راستہ گم ہو گیا ہے
جعفر... آج تو صرف راستہ گم ہوا ہے... کل لگتا ہے میں خود گم ہو جاؤ
گی... بس اتنی سی تو بات ہے

جعفر اس کی جانب بڑے پیار سے دیکھتے ہوئے: ”میرے ہوتے ہوئے تم
.. کبھی گم نہیں ہو گی

ماہ رخ گھر آ کر کنول سے: ”میں نے آپ کو پارٹی کی ساری تصویریں بھیج
دی ہیں.. اب تو خوش ہیں ناں آپ؟

کنول خوش ہو کر: ”شباباش.. میرا پیارا بھائی“ کھ کر اس کا گال نوچتی
ہے... ماہ رخ چڑتے ہوئے: ”گال پر پیار مت کیا کرو... میں بڑا ہو گیا
“ہوں اب

کنول: ”اتنی خوشی ہو رہی ہے مجھے جیسا میں چاہتی تھی تم نے ویسا ہی کام
“کیا ہے

“ماہ رخ تھکن کے سبب: ”اب میں جاؤں.. میں تھک گیا ہوں
کنول مسکراتے ہوئے: ”ہاں.. ضرور“ ماہ رخ بیچارا اس بات سے واقف
.. نہیں تھا کہ کنول کے دماغ میں چل کیا رہا ہے

کنول اسد کو فون کرتی ہے... اسد ریسٹورینٹ میں بیٹھا ایک خوبصورت سی
کر رہا تھا... پھلے تو candel light dinner لڑکی کے ساتھ

وہ کنول کا فون دیکھ کر اٹھاتا نہیں ہے.. مگر کنول بھی ضدی بن کر بار بار
.. کرتی رہتی ہے

آخر کار اسد سوچتا ہے کہ کنول سے بات کر کے دیکھ لوں کہ کیا بات ہے
بار بار فون کیوں کر رہی ہے.. اسد اس لڑکی سے: ”میں ایک منٹ میں آتا
.. ہوں“ دور جا کر فون اٹھاتا ہے

”اسد:“ ہیلو

”کنول:“ میں اتنی دیر سے فون کر رہی ہوں.. ہو کھاں تم؟؟
اسد جھوٹ بول کر جھنجھلاتے ہوئے: ”یار انسان کو واش۔ روم میں تو
”سکون لینے دو.... واش۔ روم میں تھا میں
”اسد کے جھوٹ پر کنول فوراً یقین کر لیتی ہے: ”اچھا معاف کرنا

اسد: ”کوئی بات نہیں... سب خیریت ہے؟؟ تمہاری تو آج پارٹی تھی
.. مجھے لگا تھا کہ تم تھک گئی ہو گی... بس اس لیے تمہیں فون نہیں
”کیا.. ورنہ سچی یار... آج بھت یاد آرہی تھی تمہاری

کنول اس پر طنز کرتے ہوئے: ”ہاں... ہاں.. میں جانتی ہوں کہ کتنی
”یاد آتی ہے تمہیں میری
”اسد: ”یار.. میں سچ کھ رہا ہوں

کنول شکوہ کرتے ہوئے: ”اگر تمہیں واقعی میری یاد آتی تو تم جب کراچی
”آئے تھے دس دنوں کے لیے تو مجھے ضرور بتاتے

”اسد اپنے دل میں: ”اسے ہر بات کیسے پتا چل جاتی ہے سمجھ نہیں آتا
”اسد بھانا سوچتے ہوئے: ”وہ... وہ

کنول: ”وہ... وہ مت کرو.. تمہارے بھانے سن سن کرویسے بھی میں
تھک چکی ہوں... تم ایک نمبر کے جھوٹے ہو.. یہ بات میں بھت اچھی
” طرح جانتی ہوں

اسد اُدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اپنا سر پکڑتا ہے؛ ”یار تم نے یہ باتیں کرنے
” کے لیے مجھے فون کیا ہے؟؟؟

کنول: ”نہیں یہ بتانے کے لیے کہ جو تمہاری بیوی ہے ناں.. تمہاری
ماں کی خدمت گزار بھو.. جس نے میرا حق لے رکھا ہے.. وہ تمہاری پیٹھ
” پیچھے کیا کر رہی ہے یہ بتانے کے لیے

”اسد: ”صاف صاف کھو... کیا کھنا چاہتی ہو

کنول: ”میں تو پارٹی میں نہیں گی سستی... پر ماہ رخ بتا رہا تھا کہ پوری پارٹی
”بیوی جعفر کے ساتھ پھرتی رہی ہے socalled میں تمہاری

اسد کو یہ سن کر غصہ تو بھت آتا ہے... لیکن وہ کنول پر ایسے ظاہر
کرتا.. جیسے اسے فرق ہی نہیں پڑتا: ”تو کیا ہوا؟؟ میں نے ہی جعفر کو
”دعوت دے کر بلایا تھا... اور وہ دونوں کزن ہیں

کنول: ”کزن تو میں بھی ہوں جعفر کی.. مگر وہ مجھے تو ایسے نہیں پکڑتا

”اسد اس پر غصے سے: ”کیا مطلب ہے تمہارا؟؟؟

کنول مسکراتے ہوئے: ”تصویر بھیج رہی ہوں خود دیکھ لو

.. کھ کر اسے تصویر رائما اور جعفر کی بھیج دیتی ہے

اسد ان تصویروں کو دیکھ کر غصے کے مارے پاگل سا ہو جاتا ہے: ”جعفر کے بچے... میرے گھر آ کر میری بیوی کے ساتھ اپنا کمینا پن دیکھا رہا ہے... تجھے تو میں چھوڑوں گا نہیں“ وہ غصے سے واپس آ کر وہ ٹیبل جو کھانوں سے سجی ہوتی ہے اسے لات مارتا ہے اور سب گرا دیتا ہے... وہ لڑکی ڈر جاتی ہے: ”اسدیہ کیا کر رہے ہو تم؟؟“

اسد کوئی جواب نہیں دیتا اور وہاں رکھی کرسیاں بھی لات مار کر پھینک دیتا ہے

”لڑکی: ”تم پاگل ہو گے تھو کیا؟؟“

تھوڑی دیر بعد جب وہ اپنے ہاسٹل کے کمرے میں آتا ہے... اور اپنے بیڈ پر بیٹھ کر سوچتا ہے: ”کیا کھرہی تھی کے مجھے اسد سے سمجھل سمجھل کر رہنا پڑے گا... جسکے میں اس کا شوہر ہوں اور اس جعفر نے اسے پکڑ رکھا

تھا... تب کیا ہو گیا تھا اسے؟؟... تالی کبھی ایک ہاتھ سے نہیں بچتی
... ضرور رانما نے ہی اسے اتنی ڈھیل دی ہے... تبھی اس کی اتنی ہمت
ہوئی ہے

جعفر اپنے لیے کچھ کاغذات تیار کرواتا ہے... رانما کی ماں پری سے پوچھتی
”ہے کوئی بات ہے کیا؟؟“

پری پھلے تو نہیں بتاتی.. مگر بعد میں روتے ہوئے بتاتی ہے: ”امی حیدر کو
میری کوئی فکر نہیں ہے... وہ مجھ سے پیار و یار بھی نہیں کرتا... اسے اگر
فکر ہے تو اپنے کلینک کی... اگر پیار ہے تو اپنے مریضوں سے... پتا ہے وہ
کتنے روٹھے مزاج کا مالک ہے.. اس کو کوئی نئی چیز پسند ہی نہیں آتی...
اکیلے رہنا اسے میرے ساتھ رہنے سے بہتر لگتا ہے... ہر وقت خاموش
رہتا ہے... بی۔ جانی سے تو شاید کچھ بات کر بھی لیتا ہے.... مجھ سے تو

بلکل نہیں... آپ کو پتا ہے جب سے ہماری شادی ہوئی ہے... ہم
،، کھیں گھومنے نہیں گے۔

عرّیچ کمرے کے دروازے پر کان لگائے پری کی باتیں سن رہی ہوتی ہے
وہ کمرے میں آجاتی ہے اور پری سے بڑے پیار سے کہتی ہے: ”دیکھو
پری... میرا بھائی بھت سالوں سے تنہا رہا ہے... اسے خاموشی کی عادت
ہے... سالوں سے اس نے اپنے گھر میں کوئی چیز ادھر سے ادھر نہیں کی
ہے.. اندھیرے میں رہنا اسے روشنی میں رہنے سے زیادہ پسند ہے...
... گھر میں صرف اس کا ہی فیصلہ چلتا ہے

اب تم چاہو کے اچانک سے اسے اندھیروں سے نیکال کر روشنی میں لا کر
... کھڑا کر دو

تویہ ممکن نہیں... تمہیں اس

کے فیصلوں کو ماننا پڑے گا.. اپنے سر کو تسلیم خم کرنا پڑے گا اس کے

فیصلوں کے آگے.. جب تم اس کے آگے جھوکوں گی تبھی وہ تمہارے
قریب آئے گا... کسی کا دل جیتنا اتنا آسان نہیں ہوتا.... اپنے شوہر کی
ہاں میں ہاں ملانا سیکھو... اگر تم اس سے لڑتی رہو گی.. تو تمہاری گاڑی
آگے کیسے چلے گی... اسے وقت دوپری.. میں جانتی ہوں اکیلے رہ رہ کر
وہ بھت غصے والے مزاج کا مالک بن گیا ہے... پر تم اپنے پیار اور محبت سے
“.. اس کا دل جیت سکتی ہو

پری: ”بھابھی یہ کھنا بھت آسان ہے... پر کرنا بھت مشکل... آپ کا تو وہ
بھائی ہے... آپ تو اسی کی سائٹ لیں گی ناں... پر میں آپ کو ایک بات
بتا دوں.. وہ دماغ کا ڈاکٹر نہیں ہے مجھے لگتا ہے اسے تو خود دماغ کے ڈاکٹر کی
“.. ضرورت ہے

عرتچ کو یہ سن کر بھت غصہ آجاتاھے... وہ اپنی ساس سے مخاطب ہو کر
کھتیھے: ”امی دیکھ رھیھیں آپ.. یہ کیا کھ رھیھے“ پھر پری سے
کھتیھے: ”تم اسے پاگل کھ رھیھو...ھے ناں... ٹھیکھے کرتی رھو
اپنی من مانی.. پر یاد رکھنا شوھر کے آگے جھوکنے سے بیوی کی عزت میں
کوئی کمی نہیں آتی... اور جس طرح تم کر رھیھے.. اس طرح تو تم کبھی بھی
اس کا دل نہیں جیت سکوگی“ کھ کروھاں سے چلی جاتیھے

.... پری روتے ہوئے: ”دیکھا امی... کیسے بول کر گیں تھیں بھا بھی مجھے
“

امی: ”بیٹا... وہ کھ تو ٹھیک رھیھے... اس کی کوئی بات غلط نہیں لگی
مجھے.. پر تم بتاؤ پری... ہوا کیاھے؟؟؟... لگتاھے عرتچ کو حیدر نے سب
“کچھ بتا دیاھے

پری چڑتے ہوئے: ”امی غصہ اور مے کس بات کا... آپ کو پتا مے اس
کے پاس کلینک سے آکر مجھ سے بات کرنے کا وقت نہیں ہوتا... پر بھا بھی
سے بات کرنے کا ہوتا مے... جب میں نے اس کے لیے آتے دل سے
پھلی بار کھانا پکا یا تو میرے مے سامنے بی۔ جانی سے کھ کر چلا گیا کے اسے
باھر کتے کے آگے ڈال دیں.. یہ کھانے کے مطلب کا نہیں مے.... بھلا
... کوئی کرتا مے ایسا

پھر ایک بار میں نے گھر کو نئی طرح سجایا.. نیا سامان شاپنگ کر کے
لائی.. چاہیے تو یہ تھا کے خوش ہوتا... پر نہیں جناب ناراض ہو کر کمرے
میں جا کر بیٹھ گئے... امی اگر الارم گھڑی بھی میں ادھر سے ادھر کر دوں تو
... غصے کے مارے چیخ چیخ کر پورا گھر سر پر اٹھالیتا مے

یہ سب سھر مے

ھوں میں... وہ بھی چپ چاپ... اس کے باوجود میں نے اس سے کچھ

نہیں کھا... امی آپ کھتی ہیں ناں کے میاں بیوی ایک پلیٹ میں کھائیں تو
پیار بڑھتا ہے... میں نے حیدر سے کھا... پر وہ کھنے لگا مجھے عادت ہے
اکیلے کھانے کی... اور وہ بی۔ جانی ایک معمولی سی آیا... وہ میری ساس بنتی
ہے.. ہر بات میں مجھے ٹوکتی رہتی ہے... اور کیا بتاؤں میں آپ کو،
کھ کر رونے لگتی ہے... اس کی ماں اسے گلے سے لگا کر صبر کی تلقین کرتی
ہے۔

آفس میں جعفر آمنہ سے: ”آپ کب تک اور ناٹک کرنے والی ہیں
... بتادیں

“آمنہ نا سمجھی میں کندھے اچکاتے ہوئے: ”کیا... میں سمجھی نہیں
جعفر: ”میں صاف بات کرتا ہوں... مجھے پتا چل گیا ہے کہ تمہارے
والد اور میرے دادا دوست ہیں.. اور وہ دونوں اپنی دوستی کو تمہارے اور

میرے ذریعے رشتہ داری میں بدلنا چاہتے ہیں... اسی لیے آنھوں نے
،، تمھیں میرا سیکڑی رکھا

آمنہ یہ سن کر منہ پھولاتے ہوئے: ”باقی ساری باتیں تو آپ کی ٹھیک
ہیں لیکن لاسٹ والی غلط ہے.. مجھے یہ نوکری میری قابلیت پر ملی
ہے... میں تو خود اس رشتہ داری کے لیے تیار نہیں ہوں... میں خود کچھ
بنا چاہتی ہوں.. اپنا نام بنانا چاہتی ہوں.. اس لیے اتنی محنت کر رہی
ہوں..“

،، جعفر طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”واقعی؟؟؟
“آمنہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے: ”جی واقعی

جعفر: ”میں تمھیں صاف بتا رہا ہوں.. میں تم سے شادی نہیں کرنا
،، چاہتا

آمنہ منہ بسور کر دل میں: ”جیسے میں تو مری جا رہی ہوں“ پھر لبوں پر
مسنوئی مسکراہٹ لا کر کہتی ہے: ”تو یہ بات جا کر اپنے دادا سے بولیں
... مجھ سے نہیں

جعفر آمنہ کو گھور کر دیکھتے ہوئے: ”اگر مجھے پتا چلا کی آپ دادا کے ساتھ
شریک ہو... پورے پلین میں... اور آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے
..... تو میں اسی دن آپ کو اس نوکری سے نکال دوں گا

آمنہ ہاتھ فولٹ کر کے بڑے بھرم سے کہتی ہے: ”آپ کو نیکالنے کی
ضرورت نہیں پڑے گی.. میں خود یہ نوکری چھوڑ دوں گی“ کھ کر چلی جاتی
ہے...

آمنہ ٹیکسی کا انتظار کر رہی تھی آفس سے واپسی کے وقت کے جعفر اس کے آگے آکر اپنی گاڑی روکتا ہے....: ”آئیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں“ گھر

”آمنہ حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟ آپ... مجھے گھر چھوڑیں گے“ جعفر: ”آجائیں

آمنہ اس کے ساتھ کار میں بیٹھ جاتی ہے.. جعفر مسکراتے ہوئے: ”آپ کے والد گھر پر تشریف فرما ہوں گے؟؟“

”.. آمنہ اس پر: ”شاید

”... جعفر: ”شاید... ہم

”آمنہ: ”آپ میرے ڈیڈ سے ملیں گے؟“

”جعفر: ”ہم

”آمنہ فوراً تجسس سے پوچھ رہی تھی: ”پر کیوں؟؟“

”جعفر: ”آپ کو پتا چل جائے گا

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد جعفر آمنہ سے مخاطب ہو کر: ”میں
آپ کو تم بلا سکتا ہوں مس آمنہ؟“

”آمنہ: ”جی سر

جعفر: ”تو... تمہیں پتا ہے آمنہ... میرے دادا کے دو اور پوتے
پوتے ہیں وہ بھی کنوارے... ایک عامر ہے اور دوسرا اسی کا بھائی
“واصف

”.. آمنہ: ”نہیں.. مجھے نہیں پتا

جعفر: ”اچھا تمہیں نہیں پتا... چلو میں بتا رہا ہوں.. عامر جو ہے وہ بہت

امیر ہے دادا کا سارا اسپین کا بزنس اسی کے ہاتھ میں ہے.. ہے بھی

خوبصورت.... اس کی بھی شادی کی عمر ہے... اس کی ایک بھن ہے امیما

”بہت پیاری ہے... جسکے میں اس کے مقابلے میں بہت غریب ہوں

جیسے ہی جعفر خود کو غریب کہتا ہے آمنہ دل میں: ”اگر غریب تم جیسے
ہوتے ہیں دادا کے بیگڑے ہوئے پوتے... تو میری دعا ہے دنیا میں سب
،تمہارے جیسے غریب ہو جائیں

جعفر: ”میں تو صرف دادا کے نوکر کی طرح ہوں.. میرے پاس تو اپنا کچھ
بھی نہیں ہے.. اوپر سے میری والدہ اور دادی.. اتنی خطرناک.. اللہ
بچائے ان دونوں سے تو..“ ابھی جعفر بول ہی رہا تھا کہ آمنہ اس کی
،بات کاٹتے ہوئے؟“ پر یہ سب آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟؟؟

ke طور information جعفر: ”بتا رہا ہوں... بس انفارمیشن
پر“

آمنہ: ”میں نے آپ سے کھا ہے.. میں نے یہ نوکری اپنی قابلیت پر
حاصل کی ہے... کسی سفارش سے نہیں... اس لیے پلیز یہ انفارمیشن دینا

بند کریں... مجھے عجیب لگ رہا ہے،“ کھ کرمنہ بسور کر کھڑکی سے باہر
جھانکنے لگتی ہے

جعفر کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کی بات آمنہ کو بری لگ گئی۔“
“سوری... میں تمہارا دل نہیں دو کھانا چاہتا تھا

آمنہ: ”پلیز سر... مجھے تنگ مت کریں.. میں پھلے ہی بھت پریشان
ہوں... آپ کو کیا لگتا ہے صرف آپ کو فارس کیا جا رہا ہے... مجھے
نہیں... جب سے میں نے یہ نوکری جوائنٹ کی ہے.. میں خود پھنس گئی
ہوں... مجھے آپ کے پاس نوکری کرنے کے بعد یہ سب پتا چلا... اگر پھلے پتا
چل جاتا تو میں کبھی یہ نوکری کرتی ہی نہیں... لیکن اب میں... اپنی اتنی
“اچھی نوکری ان فالتوہ باتوں کی وجہ سے کھونا نہیں چاہتی

جعفر اپنے دل میں: ”یہ میں کہاں پھنس گیا ہوں... نہ داد اسے کچھ کھ
پارھا ہوں نہ آمنہ سے.. پھر آمنہ کی جانب دیکھتے ہوئے: ”سوری“
شرمندگی سے

آمنہ کو تجسس ہونے لگا تھا کہ جعفر شادی کی اتنی مخالفت کیوں کر رہا
”ہے: ”ویسے آپ شادی کیوں نہیں کرنا چاہتے؟؟؟“

جعفر کو یہ سوال سنتے ہی رانما آنکھوں کے سامنے دیکھائی دینے لگتی
ہے... اس کی آنکھیں... اس کی باتیں... اس کا مسکرانا... اس کا
ہنسنا... اس کا چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنا... اس کا چھپ چھپ کر دیکھنا...
وہ سب ایک ہی لمحے میں آنکھوں کے آگے آگیا تھا ایک خوبصورت یاد کی
... طرح... جیسے وہ آج بھی دل سے لگایا ہوا ہے

آمنہ اس وقت اس کی آنکھوں میں یادوں کی نمی کا پانی دیکھتی ہے... اس کی آنکھیں کھوئی کھوئی معلوم ہوتی ہیں... وہ جعفر سے: ”کیا کوئی“
”خوبصورت وجہ ہے اس کی پیچھے؟؟“

جعفر: ”کیا آنکھوں میں نظر نہیں آئی وہ...؟؟... مجھے تو لگا وہ میری آنکھوں میں ہی رہتی ہے... ذکر ہوا نہیں... کے چم سے ظاہر ہو جاتی ہے... کتنی بار کھا ہے اس سے میں نے... کے بسیرا بدل لو...“ پھر ہلکا سا مسکرا کر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے: ”پر وہ پگلی... آج بھی میری“
”نہیں سنتی“

آمنہ کے دل پر لگی تھیں جعفر کی باتیں... وہ اسے دیوانوں کی طرح تعجب سے تنکے لگی... وہ جعفر کی باتوں کے سحر میں کھوئی گئی تھی... اسی لمحے ... آتی ہے call جعفر کے موبائل پر رائما کی کال

جعفر حیران ہو کر: ”رائما کی کال اس وقت“ وہ بات کرتا ہے تو رائما سے
گھبرائی ہوئی معلوم ہوتی ہے... وہ بھت رورھی ہوتی ہے... جعفر
”..پریشان ہو کر: ”کیا ہوا ہے... رونا بند کرو... بتاؤ مجھے

“رائما روتے ہوئے: ”وہ مامی

“جعفر: ”کیا ہوا انھیں؟

رائما: مجھے انھیں پتا... بس تم آ جاؤ.... ان کی طبیعت بھت خراب ہو رہی
ہے..“

“جعفر: ”ڈرو مت.. میں آ رہا ہوں

کو کال کرتا ہے.. اور خود بھی تیزی سے ambulance جعفر فوراً

... گاڑی رائما کے گھر کی جانب مڑتا ہے

“آمنہ: ”سر... کچھ ہوا ہے کیا؟؟ آپ کی فیملی میں؟

جعفر: ”وہ سوری... میں آپ کو بعد میں گھر چھوڑ دوں گا... مجھے ابھی اپنی
“کزن کے گھر جانا ہے... ذرا

“it's ok” :آمنہ

جعفر رائما کے پاس آکر اسپتال میں: ”تم اکیلے کیوں تھیں گھر میں؟؟
“... باقی سب کہاں تھے؟؟

رائما روتے ہوئے جعفر کا ہاتھ پکڑ کر: ”مجھے نہیں پتا تھا کہ مامی کی
اچانک طبیعت اتنی زیادہ خراب ہو جائے گی... مجھ سے آج کی رخصانہ نے
“چھٹی مانگی تو میں نے دے دی... مجھے کیا پتا تھا یہ سب ہو جائے گا

جعفر رائما کا ہاتھ اور مضبوطی سے پکڑ کر اسے بیچ پر بیٹھاتا ہے....: ”اچھا
رونا بند کرو... سب ٹھیک ہو جائے گا..“ اسے اپنا رومال جیب سے نیکال
.. کر دیتا ہے

ڈاکڑ آکر رائنما سے اجازت مانگتے ہیں آپریشن کی... وہ بھت ڈر جاتی .
ہے... مامی کی جو حالت تھی اس میں اب ان کے لیے آپریشن ضروری
تھا... یہ بات رائنما پھلے سے جانتی تھی... وہ ڈرتے ڈرتے فارم پر دستخط کر
... دیتی ہے

جعفر رائنما کی حالت دیکھ بھت افسردہ ہو جاتا ہے.. وہ اپنے دل میں: ”کیا
حالت کر دی ہے انھوں نے رائنما کی... نوکروں سے بدتر حالت کر دی
ہے ان لوگوں نے.. حد ہے... بال دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے نا جانے کتنے
دنوں سے کاڑے نہیں ہیں... کپڑے بھی اتنے برے پھنے ہوئے
ہیں.. اتنی کمزور ہو گئی ہے... کچھ کھاتی پیتی بھی نہیں ہے کیا؟

جعفر ابھی رائنما کو دیکھ کر افسوس ہی کر رہا تھا... کے رائنما کی نظر آمنہ پر
”پڑتی ہے.. رائنما جعفر سے: ”یہ کون ہے؟؟“

جعفر: ”او... یہ... آمنہ ہے.. میری سیکڑی....“ ابھی جعفر نے صرف
میری کا لفظ کھا ہی تھا کہ رائنما کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں... وہ فوراً
گھور کر جعفر کی جانب دیکھتی ہے.. جعفر اس کی نگاہوں سے کنفیوز ہو کر
تیزی سے اپنے الفاظ درست کرتا ہے: ”مطلب آفس کی سیکڑی... میری
نہیں“

آمنہ جعفر کو اپنے الفاظ بدلتا دیکھ الجھ جاتی ہے.. وہ اپنے دل میں: ”سراسر
”سے ڈر کیوں رہے ہیں؟“

رائنما آمنہ سے مخاطب ہو کر جو اس کے سامنے بھت دیر سے دیوار سے
”ٹیک لگائے کھڑی تھی: ”ہیلو... آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھ جائیں

”... آمنہ: ”نہیں.. میم.. میں ٹھیک ہوں

جعفر آمنہ سے: ”آپ فکر مت کریں.. ڈرائیور سے کھ دیا ہے میں نے...“ پھر جعفر کا فون ریگ ہوتا ہے... جعفر مسکرا کر: ”ڈرائیور آگیا ہے..“ وہ آپ کو گھر چھوڑ دے گا

آمنہ کے جانے کے بعد جب جعفر رائما کے برابر میں بیٹھتا ہے.. تو رائما ... پوچھے بغیر رہ نہیں پاتی

”رائما بڑے تجسس سے: ”کون تھی وہ؟؟“

جعفر اس کے سوال پر حیران ہو کر: ”کیا مطلب کون تھی وہ... بتایا تو ہے“ وہ سیکڑی تھی

رائما تفتیشی انداز میں: ”تو پھر وہ تمہارے ساتھ اتنی رات میں کیا کر رہی“ تھی؟؟

جعفر بڑی حیرت سے رائما کا چہرہ تکتے لگتا ہے
”رائما: ”کیا؟؟“

جعفر: ”تم تو ایسے مجھ سے تفتیش کر رہی ہو... جیسے میری بیوی ہو.. اور تم
نے مجھے نگے ہاتھوں کسی لڑکی کے ساتھ پکڑ لیا ہو
راٹما سے گھورتے ہوئے: ”تم پھر شروع ہو گے... ایسی باتیں مت کیا
کرو“

جعفر: ”میں نہیں کر رہا... تم کر رہی ہو... شاید تم بھول گئی ہو.. تو میں
تمہیں یاد دلا دوں... میں تمہارا شوہر نہیں... اسدھے... اس سے پوچھا
.. کرو اس طرح کے سوالات

راٹما دکھی ہو کر: ”میں تو صرف پوچھ رہی تھی... خوبصورت تھی وہ
..... اس لیے.. پر تھوڑی مغرور لگی مجھے

... جعفر: ”مغرور... نہیں تو

رائما طنزیہ مسکرا ہتی ہے.. جعفر اسے مسکراتا دیکھ: ”ایسا کچھ نہیں ہے
.. زیادہ اپنا دماغ مت استعمال کرو... ختم ہو جائے گا“، کھ کر اس کے سر پر
... ہلکی سی دھپ لگاتا ہے.. اور مسکراتا ہے

“... رائما: ”شکریہ.. آنے کے لیے
“جعفر: ”تم نے اسد کو یا اپنے ماموں کو فون کیا؟؟
رائما: ”ہاں.. پر اسد کا فون اُف جا رہا ہے.. اور ماموں میٹنگ کا کھ کر نیکلے
“.. تھے صبح گھر سے

“جعفر: ”تو فون کیا تھا تم نے انھیں؟
“رائما: ”ہاں... پر انھوں نے فون اٹھایا ہی نہیں
... جعفر: ”حد ہے لا پرواہ ہونے کی“ وہ غصے میں بڑبڑایا تھا

جعفر رائنما کو پریشان دیکھ اس کا دماغ ہٹانے کے لیے: ”ویسے اسد آج بھی کنول سے رابطے میں ہے... تمہیں نہیں لگتا...“ وہ ابھی بول ہی رہا تھا کے

رائنما بڑی حیرت سے جعفر کو دیکھ کر اس کی بات کاٹتے ہوئے سگھتی ہے: ”حد سے تم سے بھی... تم آج بھی کنول کی فکر کرتے ہو...“ پھر منہ پھولا ”کر:“ ”ہاں.. کیوں نہیں کرو گے... آخر پھلی پسند ہے تمہاری

“... جعفر اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر: ”اُف

“رائنما سے دیکھ کر: کیا؟؟؟

جعفر: ”بے وقوف لڑکی.. میں تمہیں اسد کی بتا رہا ہوں.. تم میرے پیچھے پڑ رہی ہو... ابھی تمہیں بتایا تھا میں نے... تم اسد کی بیوی ہو... اور میں اس وقت کنول اور اسد کی بات کر رہا ہوں... اور تم بجائے اپنے ”شوہر پر غصہ کرنے کے مجھ پر کر رہی ہو... اُف

“... رانما لچھ کر: ”میں کیوں اسد اور کنول پر غصہ کروں؟؟“

جعفر حیران نظروں سے اس تکتے ہوئے: ”تمہیں یہ بات سن کر کوئی
“فرق نہیں پڑھ رہا؟؟“

“رانما نفی میں گردن ہلاتے ہوئے: ”نہیں

جعفر تعجب سے: ”تمہیں آج بھی میری....“ وہ کھتے کھتے رک جاتا ہے
... اور رانما کو مسکراتے ہوئے دیکھنے لگتا ہے... رانما اس کی ان کھی بات
سمجھ جاتی ہے اپنے دل میں: ”ہاں... آج بھی صرف تمہاری...“ پھر
... مسکراتی ہے

“جعفر: ”کچھ کھانے کے لیے آتا ہوں تمہارے لیے

“.. رانما اثبات میں سر ہلاتے ہوئے: ”جلدی آنا

جعفر باہر جا رہا تھا اور اسد اندر آ رہا تھا اسپتال میں.. کے دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا جاتے ہیں.. جعفر اسد کو دیکھ کر غصے سے: ”لا پرواہی کی حد ہوتی ہے اسد... تمہیں پتا تھا ڈاکٹر نے کھا ہے انٹی کی حالت ٹھیک نہیں ہے پھر تم نے رائنما کو ان کے ساتھ اکیلا کیسے چھوڑ دیا... تم جانتے ہو...“ کتنا ڈرتی ہوئی تھی وہ

اسد جعفر کی بات سن کر: ”میں نے اسے آپجان کر نہیں بتایا تھا اور ڈیڈ کو بھی منع کیا تھا... کے اسے نہ بتائیں.. اگر پھلے سے اسے پتا چل جاتا تو وہ بہت پریشان ہو جاتی... پر میں نے ڈیڈ سے کھا تھا کے میں خود آ رہا ہوں آج... تو وہ فکر نہ کریں... میں سمجھا لوں گا.. اور آپریشن بھی خود کروالوں گا... پر مجھے نہیں پتا تھا کے میرے آنے سے پھلے ہی امی کی طبیعت خراب ہو جائے گی... اور رائنما کو اکیلے یہ سب فیس کرنا پڑھ جائے گا... میں تو خود بہت پریشان تھا رائنما کے لیے... بس اسی بات کا ڈر تھا مجھے

... شکریہ.. میرے اور میری بیوی کی مدد کرنے کے لیے، کھ کر جانے لگتا
ہے... اسد نے آپ جان کر جعفر کو آخری لائن کھی... اسے یاد دلایا تھا
... کے اب رانما اس کی ہے

جعفر اس کی بات سن تھوڑی دیر خاموش وہی کھڑا رہتا ہے... اسد کا
... آخری جملہ اس کے لیے نہایت دل خراش تھا

اسد ویٹنگ روم میں آتے ہی رانما پر برس پڑتا ہے... وہ جعفر کا سارا غصہ
رانما پر اتارتا ہے: ”تم سے میں نے کھا تھا کے رخسانہ کو اپنے ساتھ رکھنا...
پھر تم نے اسے کس سے پوچھ کر چھٹی دی؟؟؟... تم اتنی بے وقوف کیوں
“... ہو؟؟؟

رائنما پھلے ہی بھت ڈر گی سستھی مامی کی حالت دیکھ... اوپر سے ان کا آپریشن
چل رہا تھا... جس کی وجہ سے اس کا دماغ مفلوج ہو گیا تھا... وہ پھلے ہی
بھت گھبرائی ہوئی تھی اور اچانک سے اسد کا آتے ہی اس پر چیخنا... اسے
برداشت نہیں ہوتا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر اسد کے سامنے رونے لگتی
ہے... اسد اسے روتا دیکھ خاموش ہو جاتا ہے... وہ شرمندہ ہو جاتا ہے
... اسے روتا ہوا دیکھ

اسد: ”تم رو کیوں رہی ہو؟؟؟ اچھا رونا بند کرو... پلیر“ وہ اس کے آنسوؤں
صاف کرتے ہوئے کہتا ہے... راینما فوراً اس کا ہاتھ ہٹانے لگتی
”... ہے... اسد اپنے دل میں: ”میں تمہیں رولانا نہیں چاہتا تھا
راینما اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے اپنا چہرہ چھو پالیتی ہے... اسد
اسی حالت میں اسے اپنی سینے سے لگا لیتا ہے... وہ اسے دلا سہ دے رہا
... ہوتا ہے... اور چپ کرانے کی کوشش کرتا ہے

جعفر اسی لمحے کمرے میں آتا ہے۔۔ وہ دروازہ کھولتے ہی اسد کو اور رائما کو گلے لگا دیکھتا ہے۔۔۔ وہ کیونکے پیچھے سے آیا تھا تو اسد کا پیچھے کا حصہ اسے نظر di- آرہا تھا آگے کا نہیں۔۔ وہ نہیں دیکھ سکا کہ رائما اس کے ڈائریکٹ سینے سے نہیں لگی ہوئی بلکہ پیچ میں اس کے ہاتھ ہائل rect ہیں۔۔۔ وہ دور سے ہی دیکھ کر پلٹ کر چلا جاتا ہے۔۔ وہ ایک لمحے بھی۔۔۔ وہاں نہیں روکا تھا جو اسے خبر ہوتی کہ رائما رو رہی تھی

رائما فکر مند ہوتی ہے۔۔۔ وہ اسد سے: ”جعفر کھانے کا سامان لینے گیا تھا۔۔۔ ابھی تک آیا کیوں نہیں؟؟“

اسدیہ سن کر دل میں: ”میں نے جو اس سے کھا ہے اس کے بعد مجھے یقین
... ہے وہ نہیں آئے گا“ پھر رائنما کی جانب دیکھ کر: ”پتا نہیں

رات میں مامی کا آپریشن ہو جانے کے بعد اسد اور رائنما مامی سے ملتے
ہیں... ماموں بھی آجاتے ہیں... مامی تو دووائیوں کے اثر کے سبب ہوش
میں نہیں ہوتیں... ماموں رائنما کو مامی کی برابر کی کرسی پر بیٹھے بیٹھے نیند
کے جھوکیے کیتے کافی دیر سے دیکھ رہے تھے... وہ اسد سے: ”تم رائنما کو
گھر لے جاؤ... وہ بیچاری بیٹھی بیٹھی سو رہی ہے...“ اسد مسکراتا ہے رائنما
کو جھوکیے کیتے ہوئے دیکھ...: ”اچھا ڈیڈ... میں لے جاتا ہوں
... ضرورت ہو تو فون کر لیجیے گا“

”اسد رائنما کے پاس جا کر بڑے دیکھے سے: ”رائنما اٹھو... چلو گھر چلو

رائمانند سے اٹھ کر سرخی بھری نگاہوں سے اسد کو دیکھتی ہے ”نہیں
..مجھے مامی کے ساتھ رہنا ہے.. تم جاؤ

“اسد: ”تم میرے ساتھ گھر چلو... یہاں ڈیڑرہیں گے.. چلو
“رائما: ”پر

اسد ہاتھ پکڑ کر بڑے حق سے کہتا ہے: ”چلو.. یہاں بیٹھے بیٹھے بھی تم سو
“ہی رہی ہو... تو گھر چل کر آرام سے سو جاؤ... چلو

رائما اٹھتے ہوئے مامی کو دیکھتی ہے.. اسے عجیب لگ رہا تھا اسد کے ساتھ
اکیلے گھر جانا.. لیکن ماموں اور اسد دونوں یہ بات سمجھ ہی نہیں رہے
تھے...

وہ اپنے دل میں: ”اگر ڈائریک کھوں گی تو یہ برا مان جائے گا.. پر میں اسد
کے ساتھ اکیلے گھر نہیں جاسکتی.. ماموں کو کیسے سمجھاؤں...“ ابھی وہ یہ

سوچ رہی تھی کہ اسد ہاتھ جو پکڑا ہوا تھا اپنی جانب کھینچتے
”ہوئے۔“ چلو.. کیا سوچ رہی ہو؟؟

”راہما ڈرتے ہوئے۔“ میں تمہارے ساتھ نہیں جاسکتی
com- اسد اسے ڈرتا ہوا دیکھ سمجھ جاتا ہے اس لیے آسے کفر ٹیبل
کرنے کے لیے ایسے ظاہر کرتا ہے جیسے اسے اس میں کوئی fartable
انٹرس ہی نہیں: ”اُو.. پلیز... فالتوہ سوچنا بند کرو.. اب تم اتنی
خوبصورت بھی نہیں ہو جو میرا دل تمہارے لیے بے مان ہو جائے... اور
اپنی حدیں بھول جائے... سمجھیں.. چلو اب“ کھ کر زبردستی لے جاتا ہے
.. اسپتال سے

راہما گاڑی اسٹارٹ ہوتے ہی سو جاتی ہے.. اسد کو ماموں کا فون آتا ہے: ”
.. جی ڈیڈ

ماموں کھنے میں ہچکارہ تھے: ”بیٹا.. وہ امانت ہے.. ٹھیک ہے..“ وہ
.. اشارہ دے رہے تھے

ان کے کہتے ہی اسد رانما کو دیکھ مسکرا نے لگتا ہے: ”مجھے پتا ہے.. آپ فکر
نہ کریں... چلیں بس گھر آ گیا ہے... اللہ حافظ“ کہہ کر فون اپنی جیب
میں ڈالنے کے بعد رانما کی جانب دیکھ کر بڑے پیار سے کہتا ہے: ”سوری
.. میری وجہ سے تمہاری آنکھوں میں آنسو آئے... بس اس جعفر کا
غصہ میں نے تم پر اتار دیا.. اور ہاں ایک بات کھوں“ کہہ کر اسے چہرے
کے قریب آ کر اس کے رخسار پر ہاتھیلی رکھ کر کہتا ہے: ”بے مان تو بھت
پھلی ہی ہو چکا ہوں... پر میں جانتا ہوں میری حدیں کیا ہیں.... ویسے
بھی تم میری ہی تو ہو.. تو میں پورا وقت دوں گا تمہیں... کے تم بھی
میری طرف خود اپنے پورے دل سے آؤ... کسی زبردستی کے سبب
نہیں...“ کہہ کر اس کے گال سھلانے لگتا ہے... پھر مسکرا کر: ”اتنی
پیاری لگ رہی ہو تم.. میرا دل نہیں چاہ رہا تمہیں اٹھانے کا.. ویسے

لگ رہی تھیں تم سوتے ہوئے۔۔۔“ پھر خود cute اسپتال میں بھت
کو مخاطب کر کے کہتا ہے: ”چلو اسد۔۔۔ ایسے ہی دیکھتے رہے تو پوری رات
گزر جائے گی“ کہہ کر اسے ہاتھ پکڑ کر ہلاتا ہے بڑے پیار سے: ”رامنا
... اٹھو.. گھر آگیا

“رامنا اٹھ کر بڑی حیرت سے: ”گھر آگیا؟؟؟ اتنی جلدی؟
“اسد: ”تم بھت گھری نیند میں تھیں اس لیے ستمہیں ایسا لگ رہا ہے
رامنا بھی بھی گھبرا رہی تھی اسد کے ساتھ اکیلے گھر میں جانے سے: ”
ایک کام کرتے ہیں گھر جانے کی کیا ضرورت ہے... ہم گاڑی میں ہی
“سو جاتے ہیں

اسد رامنا کی بات سن اسے چھیڑتے ہوئے شرارت سے کہتا ہے: ”ویسے یہ
زیادہ اچھا آئیڈیا ہے.. تم اور میں ایک گاڑی میں بند... واو... گھر میں تو تم
اپنے کمرے میں چلی جاؤ گی.. اور...“ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ رامنا

ڈرتے ہوئے اپنا تھوگ منہ میں نیگلتی ہے.. اور فوراً کھتی ہے: ”
نہیں... چھوڑو... ہم گھر ہی چلتے ہیں“ کھ کر کار سے اتر کر تیزی سے
... چلی جاتی ہے... اسد اس کی اس حرکت پر خوب ہستتا ہے

صبح کے وقت رامنا اسد کو اٹھانے آتی ہے.. دیکھتی ہے وہ اپنے کمرے میں
موجود ہے ہی نہیں... پھر نیچے آ کر اسے ٹی۔وی لان میں صوفے پر سوتا
ہوا دیکھ: ”یہ اپنے کمرے کے بجائے ٹی۔وی لان میں کیوں سو رہا ہے
؟؟“ کھ کر آتی ہے اسے چہرے کے پاس آ کر دیکھنے سے آواز دیتی ہے
“:”اسد... اسد

اسد نیند میں ہوتا ہے... وہ آنکھ کھل کر ایک بار رامنا کو دیکھتا ہے.. پھر
بڑے پیار سے کہتا ہے: ”رامنا“ وہ اس قدر گھری نیند میں تھا کہ اسے لگا
کہ وہ خوبصورت سہ خواب دیکھ رہا ہے.. اس نے رامنا کو دیکھا تو اسے

پکڑنے کی کوشش کی.. وہ نیند میں بھی رانما کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے... اور زور سے اپنی جانب کھینچتا ہے... اس ایک لمحے میں رانما کے جسم سے جیسے جان نیکل گئی ہو.. وہ اگلے لمحے اپنے وجود کو اسد پر گرا پاتی ہے..... اس کے گرنے کے سبب اسد کی آنکھ کھلتی ہے.. وہ خود پر رانما کو گرا دیکھ سمجھ گیا کہ جیسے وہ خواب سمجھ رہا تھا... وہ دراصل حقیقت تھی.. وہ رانما کو اپنے اتنا قریب دیکھ ساس تک نہیں لے پا رہا تھا.. اس قاتل حسینہ نے ساس میں بھی روک دیں تھیں... وہ اس کی قربت کے سبب بھکنے لگا تھا.. اس نے جیسے بھی رانما کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھنا چاہا وہ فوراً اٹھ کر بیٹھنے لگی.. اسد... اسے اٹھتا ہوا دیکھ خود بھی اٹھ کر بیٹھ گیا

رانما تھوڑی دیر تک تو منہ دوسری طرف کر اپنی دل کو سکون میں لاتی رہی.... اسد کی قربت کے سبب دل اتنی زور زور سے دھڑک رہا تھا کہ ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی باہر بھی نیکل آئے آئے گا... جبکہ اسد چوری

چوری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا... وہ اپنی ہچکچاہٹ مٹانے کے لیے
ذرا ڈپٹے ہوئے کھتا ہے: ”تمہیں ضرورت کیا تھی مجھے اٹھانے آنے
“کی؟؟“

“... رائنما: ”سوری.. مجھے تمہاری عادت کا نہیں پتا تھا

“اسد الجھ کر: ”کیا مطلب عادت؟؟“

کے ساتھ ایسا کرتے girlfriends رائنما: ”تم اپنی غل فرینڈز
“... ہو گے

اسد اسے حیرت سے تکتے ہوئے غصے سے کھتا ہے

کیا کھا تم نے؟؟.... تمہاری نظر میں میں کیا ہوں.. مجھے سمجھ نہیں ”
“..... آتا.. تم میرے کردار کو اتنا گندا کیوں سمجھتی ہو؟؟؟“

رائما سے غصہ ہوتا ہوا دیکھ: ”میں کچن میں جا رہی ہوں.. مامی کے لیے
کھانا پکانے“ کھ کر تیزی سے بھاگ جاتی ہے.. اسد آوازیں بھی دیتا ہے
.. مگر وہ پلٹ کر نہیں دیکھتی

رائما کچن میں جا کر: ”اُف... اللہ... یہ پھر مجھے ڈانٹنا شروع ہو گیا... کیا
غلط کھا میں نے... جو اس کے آگ لگ گئی... کیا مجھے نہیں پتا کہ یہ کنول
... سے آج بھی رابطے میں ہے

اسد کار میں اسپتال جاتے ہوئے: ”تم بھاگ کیوں گئی تھی؟؟ میں تم
سے بات کر رہا تھا

رائما منہ بسور کر اپنے دل میں: ”اُو-نو... یہ پھر شروع ہو گیا... اب تو
... میں کھیں بھاگ بھی نہیں سکتی

اسد اپنی بات پر زور دیتے ہوئے: ”بتاؤ مجھے.. جواب تو دو....“ رائنما کوئی جواب نہیں دیتی... اسد منہ پھولاتے ہوئے: ”میں تمہیں ایک بات کر دوں... میں نے آج تک اپنی حدود کو کرس نہیں کیا clear کلیر ہے... ہاں میری فی۔ میل دوستیں ہیں... مگر میں دوستی کو دوستی کی حد تک رکھنا جانتا ہوں... مجھے دوکھ ہوتا ہے جب تم میرے کردار کو برا کہتی ہو...“ اسد کے یہ کہتے ہی رائنما حقاء بقاء نگاہوں سے اسے تکتے لگتی ہے... خاص طور پر اس کا آخری جملہ.. اس قدر دل کو لگا... کے وہ نہ چاہتے ہوئے سبھی اسد کی جانب پھلی بار مائل ہوئی... اسد کی نگاہوں سے... پھلی بار محبت جھلک رہی تھی.. رائنما فوراً اپنا منہ پھیر لیتی ہے

رائنما کار سے باہر دیکھتے ہوئے اپنے دل میں: ”اسے ہو کیا گیا اچانک؟؟“
... یہ کل سے اتنا اچھا ہونے کا ناطک کیوں کر رہا ہے؟؟؟.. اُف... اسے دوکھ ہوتا ہے جب میں اس کے کردار کو برا کہتی ہوں.. اُو... اُو... یقین

نہیں آرہا مجھے تو... یہ اسدھی ہے ناں یا کوئی اور... کوئی ناں کوئی کام تو
”... ضرور ہے اس مطلبی لڑکے کو مجھ سے

اسد کراچی آنے سے پھلے جو لندن میں ہوا اسے یاد کرتا ہے... { اسد
کمرے میں داخل ہوا اسٹل کے... تو اسے دیکھ دانش خوب ہستے ہوئے
”بولتا ہے: ”آئیے سرکار... آپ کا ہی انتظار تھا

اسد کمرے میں آکر: ”تم ہنس کیوں رہے ہو؟؟“ اس پر جب وہ پیچھے
... پلٹ کر دیکھتا ہے تو احمد اور فیضان بھی خوب ہنس رہے ہوتے ہیں

اسد الجھ کر: ”کیوں ہنس رہے ہو مجھے دیکھ کر کیا میرے منہ پر کوئی لطیفہ
”لکھا ہے؟؟؟“

احمد آکر اس کے کندھے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے: ”تم خود کسی لطیفے سے کم
”ہو؟؟؟“

اسد اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتے ہوئے: ”کیوں؟؟؟ ایسا کیا کیا
”میں نے؟؟“

اس پر دانش: ”بیٹا ہم نے سنا ہے... کے کھایا پیا کچھ نہیں اور گلاس توڑا
”بارہ آنے“

”اسد حیران ہو کر: ”تم لوگوں کو کس نے بتایا؟؟“
”فیضان: ”تمہیں کیا لگا اگر تم نہیں بتاؤ گے تو ہمیں پتا نہیں چلے گا“

اسد آکر فیضان کے پاس بیٹھتے ہوئے: ”ارے یار کیا بتاؤں... اس کنول
کافون آیا تھا جب میں فرینڈی کے ساتھ ریسٹورینٹ میں تھا... اس نے

مجھے اتنا غصہ دلا یا اتنا غصہ دلایا کہ غصے میں آکر میں نے کھانے کی ٹیبل پر
”ہی لات مار کر توڑ دی

”اس پر دانش: ”کیا واقعی؟؟؟

اسد: ”ہاں... اور پھر کرسیاں بھی توڑ ڈالیں... وہاں بیٹھے ہوئے
سارے لوگ مجھے پاگل سمجھ کر بھاگنے لگے.. اور فرینڈی بھی مجھے پاگل
”ہو گئے تھو کھتی ہوئی نیکل گی

”اسد سانس لینے کے لیے رکتا ہے تو دانش تجسس سے: ”آگے کیا ہوا؟؟؟
اسد جھنجھلا کر: ”بتا تو رہا ہوں... سانس تو لینے دو... پھر کیا تھا ریسٹورینٹ
کے مالک نے مجھ سے اچھے خاصے پیسے لیے اور دھمکی الگ دی مجھے.. کے
اگر میں اس ریسٹورینٹ کے آس پاس بھی نظر آیا تو مجھے اٹھا کر پولیس کو
”... پکڑا دیں گے

”اس پر فیضان: ”تمہیں اتنا جذباتی ہونے کی کیا ضرورت تھی؟؟“

اسد: ”مجھے تو خود سمجھ نہیں آتا کہ غصے کے وقت مجھے کیا ہو جاتا

ہے... اس وقت تو جو دل میں آتا ہے کر گزرتا ہوں.... بعد میں.....“

ابھی وہ آگے بولے اس سے پھلے احمد مزاق اڑاتے ہوئے: ”بعد میں سر پکڑ

“کر بیٹھنا پڑتا ہے

”اسد منہ بسور کر: ”ہاں یار... بہت مھنگا پڑا ہے مجھے اس بار غصہ کرنا

پھر فیضان کا فون بجتا ہے.. وہ احمد کو لے کر اپنے پروفیسر کے پاس چلا جاتا

... ہے

دانش ان کے جانے کے بعد اسد سے: ”ویسے کنول نے کھا کیا تھا.. جو

”تمہیں اتنا غصہ آیا؟؟“

”اسد منہ پھولا کر: ”کچھ نہیں فالتوہ بکواس کر رہی تھی

”دانش اندازہ لگاتے ہوئے: ”بھابھی کے خلاف؟؟

اسد کرسی سے کھڑا ہو کر الماری سے اپنے کپڑے نیکالنے لگتا ہے... دانش

کے سوال کو نظر انداز کر دیتا ہے... اس پر دانش کو مزید یقین ہو جاتا ہے

کے کنول نے جو بات کی ہے وہ ضرور رائما سے متعلق ہے... وہ اسد کو دیکھ

کر: ”تم چاہو تو مجھے بتا سکتے ہو... کے تمہارے دل میں کیا چل رہا

”ہے.. ہو سکتا ہے میں تمہاری مدد کر سکوں

”اسد: ”ضرورت نہیں ہے

دانش: ”ویسے ایک بات بولوں... برا مت ماننا مگر تمہیں اس سے محبت

”ہو گی... ہے ناں؟؟

اسد کی سماعت سے جب محبت کا لفظ ٹکراتا ہے تو وہ حیرت سے دانش کو
پلٹ کر دیکھتا ہے.. اس کا دل سہم گیا تھا محبت کا سن کر.. شاید یہ وہ لفظ تھا
جو اسد خود سے تنہائی میں بھی نہیں مانے... کے اس کے دل میں جو رانما
... کے لیے سنیلیگیں ہیں وہ محبت ہے

اسد بوکھلاہٹ سے: ”کیا؟؟؟ بکو اس کر رہے ہو؟ ایسا کچھ نہیں ہے“ اس
.. کی زبان لڑکھڑا رہی تھی... یہ دیکھ دانش مسکرا دیا

”اسد اسے مسکراتا ہوا دیکھ: کیا؟؟؟ مسکرا کیوں رہے ہو؟؟؟“

دانش: ”اپنی حالت دیکھو.. اور کہتے ہو میں بکو اس کر رہا ہوں... چلو مجھ
”سے جھوٹ بول لو... پر خود سے تو مت کھو

اسد: ”وہ میرے ٹائپ کی نہیں ہے... میں تو اسے کبھی دیکھتا تک
،، نہیں.. مجھے وہ بالکل اچھی نہیں لگتی

دانش مسکرا نے لگتا ہے... اسد اس کے مسکرا نے سے عجیب کیفیت کا شکار
ہو رہا تھا... اسد پھر اپنی بات پر زور دیتے ہوئے: ”میں کھ رہا
ہوں... میں نہیں کرتا اس سے... وہ مجھے بالکل خوبصورت

نہیں.....“ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ اس کے سامنے
رانا کا وہ آئس کریم والا چہرہ چہم سے سامنے آ گیا تھا... اور وہ خود بولتے
... بولتے روکا تھا

دانش اسے اچانک بولتے بولتے روکتا ہوا دیکھ: ”بولو.... روک کیوں
،،... گے... کھو وہ خوبصورت نہیں لگتی تمہیں

اسد اپنی نظریں چوراتے ہوئے اپنی فلیگسز چھوپانے کے لیے مسنوبی
غصہ کرتے ہوئے: ”بس کرو... اب جاؤ... مجھے کل کے پریکٹیکل کی
... تیاری بھی کرنی ہے اب جاؤ“

دانش یہ سن جانے لگتا ہے پھر اچانک مڑ کر واپس آتا ہے اور اسد کے
قریب آکر بڑے دیہرے سے سمجھانے والے انداز میں کہتا ہے: ”جتنی
جلدی ہو سکے اپنی فلیگسز کو سمجھ لو... تمہارا اپنی خوبصورتی پر غرور کھیں
تمہاری محبت نہ کھا جائے... مجھے ڈر ہے اس بات کا... اس لیے سچلی اور
آخری بار سمجھا رہا ہوں... ایک چیز سمجھ لو دوست... یا تو محبت چن لو یا
اپنا غرور... جس طرح کی وہ ہے مجھے نہیں لگتا تم کبھی بھی اسے پاسکو گے
... جتنا میں نے اندازہ لگایا ہے اس کی باتوں سے جو میں نے سن رکھی
ہیں.. وہ تمہیں صرف محبت سے ہی مل سکتی ہے...“ کھ کر جانے لگتا
ہے

اسد اس کی باتیں سن سوچ میں پڑھ جاتا ہے... اس کے جانے کے بعد
پڑھنے کی کوشش کرتا ہے مگر اب اس کا دماغ میں صرف دانش کی باتیں
گھوم رہی تھیں... وہ اپنے آپ سے: ”کیا واقعی میں میں رانما سے محبت
کرتا ہوں...؟؟؟“ پھر وہ اپنی کتابیں بند کر کے کھڑی کے پاس جا کر
کھڑا ہو جاتا ہے.. جیسے ہی وہ آنکھیں بند کرتا ہے اس کی نگاہوں کے
سامنے ایک ایک لمحہ گھومنے لگتا ہے.. سب سے پہلے اسے رانما کا منگنی کی
انگوٹھی اتار دینا یاد آتا ہے.. وہ خود سے: ”کیا دانش ٹھیک کھ رہا تھا... شاید
... رانما کا منگنی کی انگوٹھی اتار دینا مجھے ڈرا گیا تھا.. کے کھیں وہ مجھے چھوڑ نہ
دے... منگنی نہ توڑ دے... اس لیے میں نے اس سے نکاح کیا... مجھے
کیوں برا لگا اس دن... جب یونیورسٹی میں تم نے صرف مجھے اپنا کزن کھ کر
تعارف کروایا... میں چاہتا تھا تم مجھے اپنا شوهر کھو... اس دن صرف
تمہارا اہلکاسہ مجھے چھو جانا میرے پورے وجود کو ہلا گیا تھا... اور تمہیں تو

جیسے کوئی فرق بھی نہ پڑا ہو... یہ سچ ہے مجھے تمہیں پانے کی کوئی
عارضوں نہیں مگر تمہیں کھودینے سے ڈرتا ہوں.. اگر تمہیں کھودینے
{ کے ڈر کا نام محبت ہے... تو مجھے ہے... مجھے واقعی ہے

پھر اسد کا رچلاتے ہوئے مسکراتا ہے اور رائما کی جانب دیکھ سوچتا ہے: ”
اس پوری دنیا میں میرے والدین کے بعد تم واحد ہو... جیسے میں کھونے
سے ڈرتا ہوں... جب کل رات تم میرے گلے لگیں... تو تم نے میرا دل
بے مان کر دیا... اس لمحے میرا پورا وجود عجیب سی کیفیت کا شکار تھا... اس
”.. لمحے میرے دل میں پانے کی عارضہ پیدا ہو گئی تمہیں

رائما کی سانس کو رشتے دار اور دوست حباب پوچھنے آرہے تھے گھر
پر... اسد کی بڑی پھوپھو یعنی رائما کی بڑی خالا اور ان کی بیٹی بھی آئے
ہوئے تھے... بڑی خالا کی بیٹی جس کا نام رمشاء ہے.. وہ رائما کے پاس کچن

میں آکر: ”رائنما مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔ برا مت ماننا
“..... مگر بڑی بھن بن کر سمجھا رہی ہوں

رائنما: ”ہاں...“ رائنما ان کی جانب مڑ کر دیکھتے ہوئے... رمشاء اُدھر
اُدھر دیکھتے ہوئے: ”یہاں نہیں... اوپر چل کر کرتے ہیں... چلو“ کھ
.... کر رائنما کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہے

“.. رائنما: ”گیسٹ روم میں چلتے ہیں.. میں وہیں رہتی ہوں
“رمشاء: ”نہیں اوپر اسد کے کمرے میں چلتے ہیں
“رائنما یہ سنتے ہی: ”نہیں.. وہاں نہیں
“رمشاء: ”کیوں؟؟... اسد تمہیں اپنے کمرے میں نہیں آنے دیتا؟

رائما اپنے دل میں: ”میں تو کبھی بھی اسد کے کمرے میں نہیں جاتی... اوپر سے اسے پسند بھی نہیں ہے کسی کا اس کے کمرے میں آنا... وہ کھیں

“.. رمشاء کے سامنے ہی مجھ پر غصہ کرنا شروع نہ کر دے.. کیا کروں رمشاء: ”چلو...“ کھ کر رائما کو ضد کر کے اسد کے کمرے میں لے جاتی ہے... رائما ڈرتے ڈرتے کمرے کا دروازہ کھولتی ہے.. رمشاء یہ دیکھ کر مسکراتی ہے... رمشاء آپ جان کر اسد کے کمرے میں رائما کو لائی تھی... وہ صرف دیکھنا چاہتی تھی کے اسد کا ری۔ ایکشن کیا ہو گا.. یہ بات سب جانتے تھے کے اسد شروع سے ہی اپنے کمرے میں کسی کا آنا پسند نہیں کرتا...

رائما کمرے میں آ کر سکون کا سانس لیتی ہے یہ دیکھ کے اسد کمرے میں... موجود ہی نہیں ہے

رمشاء: ”میں یہ کھنا چاہتی تھی کہ رانما اسد بھت خوبصورت ہے... اور
تم... تم جانتی ہو“ وہ کچکارہی تھی

”... رانما اس کی بات پر: ”آپ کو جو کھنا ہے صاف صاف کہیں

”رمشاء بڑے پیار سے: ”میں چاہتی ہوں تم اسد کو چھوڑ دو

رانما حقاء بقاء ہو کر رمشاء کو دیکھتے ہوئے: ”یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟؟

”... میں سمجھی نہیں

رمشاء انتھائی کڑوئی بات بڑے میٹھے انداز میں کر رہی تھی گویا زہیریلے
لڈو کو شہد کی چاسنی میں ڈبو کر بات کر رہی تھی...: ”میرا مطلب... تم
برامت ماننا.. مگر سب جانتے ہیں کہ اسد نے تم سے شادی صرف مامی کی
طبیعت کی وجہ سے کی تھی... اب وہ ٹھیک ہوگی تھیں.. تو مجھے ڈر ہے
.. بلکہ مجھے کیا سب کو بھی ڈر ہے کہ اسد تمہیں کوئی بھانا بنا کر چھوڑ نہ

دے... مجھے یقین ہے وہ اب بھانے تلاش کرنا شروع کر دے گا اس نکاح
.. کو توڑنے کے... ویسے بھی اگر دیکھا جائے تو وہ بیچارہ بھی مظلوم ہے
خود سوچوں اگر مامی ٹھیک ہوتیں تو کیا وہ تمہیں کبھی بھی اپنے اسد کی
دولہن بناتیں.. تم خود اپنے دل سے جواب دو“ وہ کھ کر رائما کو دیکھنے لگتی
ہے

رائما کو یہ ساری باتیں ناگوار گزرتی ہیں.. یہ باتیں اس کے دل پر نشتر کی
طرح چب رہی تھیں.. مگر وہ خاموش کھڑی سن رہی تھی... رمشاء مانو
... سمجھانے کے نام پر اسے ذلیل کر رہی تھی

رمشاء صوفے پر بیٹھ کر: ”ادھر آ کر بیٹھ جاؤ.. میرے پاس“ کھ کر رائما کو
اپنے پاس بلارہی تھی.. رائما بیڈ کے پاس کھڑی تھی.. واش روم کے بلکل
سامنے اس کا چہرہ تھا.... وہ صرف رمشاء کی باتیں سن رہی تھی... اس

سے نظریں نہ ملانا پڑے اس لیے رانما اس طرح کھڑی ہو گی سستھی کے
رمشاء اس کے چہرے کو نہ دیکھ سکے.. وہ نہیں دیکھ پارھی تھی کے رانما
اس کی باتیں جو نہایت کڑوی تھیں مگر تھیں سچائی پر مبنی.... سن اپنے
آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکی... رانما بھاری آواز سے: ”نہیں... میں یہاں
“ٹھیک ہوں

رمشاء: ”عقل مندی اسی میں ہے رانما کے تم اسے چھوڑ دو... اس سے
پھلے وہ تمہیں چھوڑ دے... میں ٹھیک کھ رہی ہوں.. یار... سچ کھوں
... تو مجھے اسد کے لیے بہت دوکھ ہوتا ہے.. وہ کتنا خوبصورت ہے بلکل
شہزادے جیسا.. اس کے لیے کوئی شہزادی جیسی ہی آئے تو اچھا ہے.. وہ
آخر ڈاکڑ ہے.. اس کی بیوی تو خوبصورت سی ڈاکڑنی ہی ہونی چاہیے.. سب
نے دیکھ رکھا ہے اسد کو بلکل تم میں انٹرس نہیں ہے... میں نے اندازہ لگایا

ھے وہ تو تمھیں اپنی بیوی بھی نہیں مانتا... ورنہ کون سی بیوی اپنے ہی
“..... شوہر کے کمرے میں آنے میں ڈرے گی... میں جانتی ہوں

ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ واش روم کا دروازہ کھلنے کی آواز آتی ہے...
اور واش روم سے اسد نیکلتا ہے... اسے نیکلتا ہوا دیکھ کر مشاء کو سانپ
سونگھ گیا.. ان دونوں ہی اسد کے واش روم سے نیکلنے پر حیران ہوتی
ہیں... اسد کے بالکل سامنے رائما کھڑی ہوتی ہے.. وہ مسکراتا ہوا آتا ہے
رائما کے پاس اور اپنا ٹاول رائما کے سر پر ڈال دیتا ہے.. اور اپنے گیلے بال
...اپنے ہاتھوں سے سوکھانے لگتا ہے

رائما بڑی حیران ہوتی ہے اس کے اس عمل سے.. وہ ٹاول اپنے سر سے
“ھٹا کر حیرت سے پوچھتی ہے: ”تم بھاء رہے تھے؟؟“

”اسد مسکراتے ہوئے: ”ہاں.. کیوں؟؟“

رانا اپنے دل میں: ”یہ تو بڑی عجیب بات ہے یہ مجھ پر غصہ کیوں نہیں کر رہا.. کے میں اس کے کمرے میں بغیر اس کی اجازت کے آگئی... میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی... اوپر سے یہ مجھے دیکھ کر اتنا مسکراء کیوں رکھ رہا ہے... اس کی طبیعت خراب ہے یا میں آج کل خواب دیکھ رہی ہوں“ وہ ابھی انھی سوچوں میں گم تھی کہ اس کے آنکھوں کے آگے چٹکی

”بجاتے ہوئے: ”کھاں کھو گیں؟؟؟؟“

رانا اپنی حواس میں واپس لوٹتی ہے....: ”نہیں.. کچھ نہیں.. وہ.. میں .. نہیں.. ہم..“ وہ بھوکھا ہٹ میں ٹھیک طرح بول بھی نہیں پارہی

... تھی

”اسد مسکراتے ہوئے: ”ہم کیا ہم؟؟؟؟“

رمشاء سمجھ جاتی ہے کہ شاید اسد کمرے میں اس کی موجودگی سے
”ناواقف ہے...“ وہ میری بات کر رہی ہے اسد

اسد رمشاء کی آواز پر چوک کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے: ”تم؟؟ تم
”میرے کمرے میں کیسے آئیں؟؟“

رمشاء یہ دیکھ حیران ہوئی کہ اسد نے رائنما سے تو کچھ نہیں کھا بلکہ اس پر
اپنی ٹاول بھی ایسے ڈالی جیسے وہ یہ عمل کرتا رہتا ہو... جیسے رائنما اس کے
”بہت قریب ہو...“ وہ.. میں رائنما کے ساتھ آئی تھی

”اسد رائنما کی جانب دیکھ کر: ”تمہارے ساتھ آئی ہیں یہ؟؟“

... رانما اپنے دل میں: ”اب تو پکایہ مجھے رمشاء کے سامنے ذلیل کرے گا“

اسد مسکرا نے لگتا ہے: ”اچھا... چلو ٹھیک ہے اگر یہ تمہارے ساتھ آئیں ہیں تو...“ پھر رمشاء سے مخاطب ہو کر: ”ورنہ مجھے پسند نہیں ہے... کسی کا میرے کمرے میں آنا“

رانما بڑی حیرت سے اسد کو دیکھ رہی تھی.... وہ اپنے دل میں: ”آج“ سورج کیا مشرق کی جگہ مغرب سے طلوع ہوا ہے؟؟
رمشاء اسد کی بات سن کر مندرگی محسوس کرتی ہے... ”اچھا میں نیچے جاتی ہوں.. مامی اور امی کے پاس“ کھ کر وہ اٹھ کر جانے لگتی ہے... رانما پیچھے سے آواز دے کر: ”روکیں... میں بھی چلتی ہوں“ وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹاول بیڈ پر رک بولی تھی... اس نے ایک ہی قدم بڑھایا تھا آگے

.. باہر جانے کے لیے... کے اسد اس کا ہاتھ پکڑ کر... رمشاء سے مخاطب
”.. ہو کر: ”تم جاؤ... دروازہ بند کرتی جانا

رائما یہ سن بڑی بڑی آنکھیں پھاڑ کر اسد کو دیکھتی ہے.. رمشاء اثبات میں
.. سر ہلا کر چلی جاتی ہے دروازہ بند کر کے

اسد گرگڑ کی طرح تیزی سے رنگ بدل گیا تھا دروازہ بند ہوتے ہی.. وہ
نهایت غصے سے: ”تم میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟؟؟... اوپر سے خود
”تو آئیں آئیں... رمشاء کو بھی لے آئیں

رائما سے غصہ کرتا ہوا دیکھ: ”ابھی تو تم اتنے اچھے بنیں ہوئے تھے رمشاء
”کے سامنے... اب تمہیں اس کے جاتے ہی کیا ہو گیا؟؟؟

اسد: ”میں ناٹک کر رہا تھا اس کے سامنے.. تمہاری عزت کا احساس دلا
رہا تھا اسے... جو وہ بکواس کر رہی تھی سب سن لی تھی میں نے.. غصہ
مجھے اس بات پر آرہا ہے تم اس کی فالتوہ بکواس سن ہی کیوں رہیں
... تھیں.. منہ میں زبان نہیں ہے تمہارے

رائما حیرت سے: ”کیا؟؟ اس کا مطلب تم نے ساری باتیں سنیں ہیں اس
کی؟؟“

اسد: ”ہاں

رائما اسد پر چڑائی کرتے ہوئے: ”ساری غلطی تمہاری ہی ہے... تم نے
اگر مجھ میں ذرا سہ انٹرس دیکھا یا ہوتا... تو آج لوگ مجھے باتیں نہیں سنا

رہے ہوتے... سب تمہاری غلطی ہے... اور اب تم مجھ پر غصہ کر رہے
“... ہو

اسد چڑتے ہوئے: ”جتنا تم مجھ سے لڑتی ہو... اتنے میں سے اگر 30
بھی اس رشاء سے لڑ لیتیں.. تو کیا ہی بات تھی.. دوباراً بکواس per
کرنے کی ہمت ہی نہیں کرتی وہ... پر نہیں میمنہ میں دھی جمائے
“کھڑی رہیں... جواب دینا سیکھو.. لوگوں کو

“ راما افسردہ سہ چہرہ بنا کر: ”مجھے لڑنا نہیں آتا

اسد حیران نظروں سے تکتے ہوئے: ”کیا؟؟؟ لڑنا نہیں آتا... تمہاری مثال
تو وہ والی ہے.. ننیا نوے چوہے کھا کے بلی جج کو چلی.. میمنہ آپ مجھے بتائیں
گی کے صبح شام جو تم مجھ سے کرتی ہو.. وہ کیا ہے؟؟؟“ پھر منہ بنا کر
“ راما کی نکل اتارتے ہوئے: ”لڑنا نہیں آتا

رامنا: ”مجھے واقعی نہیں آتا.... میں کبھی کسی کو جواب نہیں دیتی.. پھر وہ
“ٹھیک ہی تو کھ رہی تھی.. غلط کیا کھا اس نے جو میں ان سے لڑتی؟؟“

اسد غصے سے: ”کیا کھا؟؟؟ غلط کیا کھا اس نے.. مجھے یقین نہیں آرہا.. تم
اس فالتوہ بکو اس کو ٹھیک کھ رہی ہو.. بے وقوف“ وہ ابھی بول ہی رہا تھا
.. کے اسے محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے ہلکے سے دروازہ کھولا ہے وہ
سامنے شیشے کے عکس میں دیکھتا ہے تو اسے رمشاء جھانکتی ہوئی نظر آتی
ہے.. وہ رامنا سے بلکے دیکھے سے پوچھتا ہے: ”دروازے پر رمشاء کھڑی
“ہے ناں؟؟“

رامنا کا چہرہ بالکل کمرے کے دروازے کے سامنے ہوتا ہے وہ بھی بھی
دیکھتی ہے کہ رمشاء کھڑی ہے دروازے پر کان لگائے اور اندر جھانک

رہی ہے.. وہ اثبات میں سر ہلا کر اسد کو بتاتی ہے.. اسد اس کے کان کے
“پاس آ کر: ”چلو میں تمہیں سیکھاتا ہوں بغیر لڑے جواب دینا
“راٹما ہلکے سے اس کے کان میں سرگوشی کرتی ہے: ”وہ کیسے؟
اسد پھلے شیشے میں عکس دیکھتا ہے رمشاء کا.. پھر مسکراتا ہے... راٹما سے
مسکراتا دیکھ ابھی اس کے مسکرا نے کی وجہ پوچھنے ہی والی ہوتی ہے.. کے
وہ اچانک بڑی گرم جوشی سے اس کے گلے لگ گیا تھا.. راٹما حیرت کے
غوطے کھا رہی تھی.. کے وہ اس کے گلے لگا ہے.. اسد نے اپنی بھاؤں
کے حصار میں اسے پوری طرح جکڑ لیا تھا... راٹما کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی
رہ گئیں ستھیں اور وہ حیرت سے کھول گیا تھا... اس کے دل و دماغ کو مفلوج
کر دیا تھا اسد کے اس فعل نے.. اس کا دل اتنی زور زور سے دھڑک رہا تھا
... جیسے آج باہر ہی نیکل آئے گا

دوسری طرف اسد بھت خوش تھا اس کی خوشی اس کے چہرے سے جھلک
رہی تھی.. وہ نہایت محبت اور مسرت سے اسے اپنی باہوں کے حصار میں
اسے جکڑے گھڑا تھا... وہ اپنے دل میں: ”یہ جواب ہے رمشاء کے لیے
“.. بھی اور تمہارے لیے سبھی

رائما بوکھلا کر ہٹنے کی کوشش کرتی ہے.. تو اسد اور زیادہ اپنی باہوں کے
حصار میں اسے جکڑنے لگتا ہے... رمشاء یہ دیکھ حیرت سے منہ پر ہاتھ
رکھ لیتی ہے اور ہلکے سے دروازہ بند کر کے چلی جاتی ہے.. اس کے جاتے
“ہی رائما جھنجھلا کر: ”چھوڑو... میں نے کھا چھوڑو مجھے

اسد اس کی آواز اور اس کا انداز دیکھ سمجھ جاتا ہے کہ اسے برا لگ گیا
ہے.. وہ فوراً ہٹ کے کھڑا ہو جاتا ہے.. رائما اسے غصے سے کھا جانے والی
... نظروں سے دیکھتی ہے... اور بغیر کچھ کہے ہی جانے لگتی ہے

اسد اسے روکنے کے کی نیت سے ہاتھ پکڑتا ہے مگر وہ پلٹ کر غصے سے گھورتی ہے.. اسد ہاتھ چھوڑ دیتا ہے.... ”میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے.. بیوی ہو تم میری...“ ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ راما غصے سے کھتی ہے: ”بس اسی بات کا تو غم ہے“ کھ کر وہاں سے چلی جاتی ہے... اسد کے دل پر لگتے ہیں یہ الفاظ.... اسے بہت تکلیف ہوتی ہے ان الفاظوں سے..... نشتر سے زیادہ دل خراش تھے اس کے یہ الفاظ

راما کمرے میں آ کر اپنی انگلی میں پھنی ہوئی جعفر کی انگلی کو دیکھ کر رونے لگتی ہے... وہ اپنے آپ سے: ”اسد کے گلے لگ کر میرا دل زور سے زور سے دھڑک رہا تھا... جبکہ اس دل کا مالک صرف جعفر ہے... پھر یہ اسد کے لیے کیسے دھڑکنے لگا آج... کیسے؟؟؟... مجھے سمجھ نہیں آ رہا میرا دل اس کمینے کے لیے دھڑک رہا ہے... اس مطلبی و

مغرور اسد کے لیے..“ پھر اسے رشاء کی باتیں یاد آتیں ہیں وہ زور زور سے رونے لگتی ہے...:” وہ ٹھیک کھ رہی ہے.. اسد مجھے چھوڑ دے گا اب... اب وہ صرف کوئی بھانا تلاش کرے گا مجھے چھوڑنے کا... کیا میری زندگی صرف اسد سے زلیل ہونے کے لیے ہے؟؟..“ پھر وہ اپنے آنسو صاف کرتی ہے اور اپنا موبائل اٹھاتی ہے بیڈ سے اور امرین کو کال کرتی ہے

امرین رائنما کی آواز سن کر سمجھ جاتی ہے کہ کچھ ہوا ہے... رائنما: ”مجھے ڈاکٹر کا نمبر چاہیے تھا“

”امرین حیران ہو کر: ”واقعی؟؟؟. اچانک سے کیوں؟؟؟“
appointment رائنما: ”بس مجھے اب چاہیے.. ہو سکے تو کل کا... بھی لے لو“

whitning امرین: ”تم کیا کھرھی ہو.. تم جانتی بھی ہو؟؟.. تم
،، لگوانے کی سوچ رھی ہو... پر کیوں؟؟ injection

“... رائنما: ”ہاں.. مجھے لگوانے ہیں

اسد رائنما سے بات کرنے آرہا تھا مگر دروازہ کھولتے ہوئے اس کی سماعت
کا لفظ ٹکرایا تو وہ وہیں کھڑا whitning injection سے
... ہو گیا.. اور خاموشی سے اس کی باتیں سننے لگا

’ رائنما: ”مجھے لگوانے ہیں... میں چاہتی ہوں.. میں ہر مقابلے میں اسد
کے برابر کھڑی ہو سکوں... وہ پڑھائی ہو یا خوبصورتی... میں ہر چیز میں
اس کے مقابل آنا چاہتی ہوں... میں اور زیادہ اب زلیل نہیں ہونا
چاہتی.. میں چاہتی ہوں میرے پاس یہ اختیار ہو کہ میں اسے چھوڑ

دوں... نہ کے اس کے پاس... اگر وہ مجھے کبھی چھوڑے تو اسے پچتا واہ تو
“... ہو مجھے چھوڑنے کا

امرین: ”مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا... تم آج اتنی عجیب باتیں کیوں کر
“رہی ہو؟

رائما: ”تم نے کھا تھا ناں تمہاری کزن کا رنگ واقعی گورا ہو گیا بلکل سفید
“...“

دولاکھ.. injections امرین: ”ہاں.. مگر رائما بھت مھنگے ہیں یہ
“کے قریب

رائما: ”مجھے یاد ہے تم نے بتایا تھا مجھے.. کیفے شاپ پر

امرین سے بات کرنے کے بعد رائما جعفر کو فون ملاتی ہے: ”اسلام علیکم

جعفر رائما کی آواز سن غمزادہ ہو جاتا ہے اسے اسد اور رائما کا گلے لگنا یاد آ گیا تھا۔ اور اسد کے الفاظ آج بھی کان میں گونج رہے تھے { میری اور میری بیوی کی مدد کرنے کے لیے شکریہ }: ”وعلیکم اسلام..... کیا ہوا“؟؟؟ خیریت

”رائما: ”مجھے ایک کام تھا تم سے
جعفر بے دلی سے: ”بولو
”رائما: ”مجھے پیسے چاہیے تھے

جعفر پریشان و حیران ہو کر: ”پیسے؟؟؟ پر کیوں... سب خیریت تو ہے
”ناں؟

رامنا: ”بے فکر ہو جاؤ.. سب ٹھیک ہے.. بس مجھے دو لاکھ روپے دے
“دو

اسد باہر کھڑا سب سن رہا تھا.. وہ غصے سے اپنے آپ سے: ”حد ہے اس
سے.. اسے پیسے بھی مانگنے ہیں تو جعفر سے ہی مانگنے ہیں.. میں اس کا
“شوہر ہوں.. میرے ہوتے ہوئے یہ جعفر سے پیسے مانگ رہی ہے

جعفر حیرت سے: ”کیا کھا.. کتنے چاہیے؟“

“رامنا اپنی بات دو راتے ہوئے: ”دو لاکھ

جعفر: ”اتنے سارے پیسے تمہیں کیوں چاہیے.. سب ٹھیک تو ہے ناں

رامنا طمینان سے اسے سمجھاتے ہوئے: ”پریشان مت ہو.. سب ٹھیک

ہے.. مجھے ایک کام کے لیے چاہیے.. میں ہر مہینے تمہیں دس ہزار دیتیں

“.. رہوں گی.. تم سمجھو تم سے قرض مانگ رہی ہوں

جعفر: ”مذاق بند کرو.. تمہیں پتا ہے مجھے پیسے دینے میں کوئی پریشانی
... نہیں ہے.. میں تمہارے لیے فکر مند ہوں

رائما: ”میں کھ تو رہی ہوں فکر مت کرو... سب ٹھیک ہے... بس مجھے
پیسے دے دو

.. جعفر: ”یار

رائما: ”دے رہے ہو یا نہیں؟؟؟ بس یہ بتاؤ... ورنہ میں کسی اور سے مدد
لے لوں گی

جعفر: ”میں دے دوں گا... مگر

رائما: ”مگر کیا؟؟؟

جعفر: ”مجھے پھلے بتاؤ... کھا استعمال کرنا چاہتی ہو

”راٹما: ”اگر میں نے بتا دیا... تو تم نہیں دو گے

،،جعفر: ”میں دے دوں گا.. پر پھلے مجھے بتاؤ

،،راٹما: ”پھلے وعدہ کرو تم مجھے رکو گے نہیں

جعفر: ”اب یہ کیا بات ہوئی... مجھے پتا نہیں ہے تو میں وعدہ کیسے

،،کر لوں

،،راٹما: ”کرو گے تو بتاؤں گی.. ورنہ میں کسی اور سے مدد لے لیتی ہوں

جعفر ہلکا سا احتجاج کرتا ہے لیکن وہ اپنی بات پر بضد تھی اس لیے وہ مجبور

،،ہو کر: ”ٹھیک ہے وعدہ

راٹما سے انجکشن کا بتاتی ہے.. جعفر پریشان ہو کر: ”پر کیوں؟؟؟ تمہارا

،،دماغ خراب ہو گیا ہے کیا... تم جیسی ہو ویسی ہی بھت پیاری ہو... تم

ابھی جعفر بول ہی رہا تھا کہ رائنما اس کی بات کاٹتے ہوئے: ”وعدہ یاد
..ھے ناں تمھیں اپنا

جعفر اسے سمجھاتے ہوئے: ”پر میں نے سنا ھے اس کے بھت نقصانات
..بھی ھیں

رائنما: ”تم سے کھاناں میں نے... اپنا وعدہ یاد رکھو بس...“ پھر وہ روتے
ہوئے استفسار کرتی ھے: ”کیا تم صرف میری خوشی میں خوش نہیں
..ھو سکتے؟؟؟

جعفر اس کی بھری ہوئی آواز سن سمجھ جاتا ھے ضرور کچھ ھوا ھے.. جو وہ رو
رھی ھے... اور اس نے اتنا بڑا فیصلہ لیا ھے.. وہ مسکراتے ہوئے: ”
ٹھیک ھے.. میں تمھارے ساتھ ھوں... مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا
تمھارے رنگ سے.. تم میرے لیے بھت خوبصورت ھو.. دنیا کی سب

سے خوبصورت لڑکی، یہ سنتے ہی رائما کا دل تڑپ جاتا ہے... ”اگر تمہاری خوشی اسی میں ہے.. تو ٹھیک ہے.. میں ساتھ ہوں.. مجھے ساری“ ڈیٹیل بتاؤ... میں خود لے جاؤں گا تمہیں

رائما اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے: ”میں نے امرین سے کھا ہے.. وہ مجھے فون کر کے بتائے گی تو میں تمہیں بتا دوں گی... امرین نے ہی بتایا تھا مجھے اُن انجکشنوں کے بارے میں... اس کے کزن نے لگوائے“... ہیں

جعفر: ”اس نے کل تمہیں بتایا اور آج تم کھڑی ہوں گیں لگوانے کے لیے“

رائما بڑے پیار سے: ”نہیں... مجھے ان کے بارے دو مہینے پہلے ہی پتا چل گیا تھا... پر ضرورت آج محسوس ہو رہی ہے“

جعفر بھت پیار سے پوچھتا ہے: ”اگر میں پوچھوں کیا ہوا ہے.... تو بتاؤ
“گی؟؟

رائما: ”نہیں“ اس کا صاف منع کرتے ہی جعفر کو بے اختیار ہسی آ جاتی
ہے.. وہ کھوے کھوے انداز سے مسکراتے ہوئے: ”کاش میں تمہاری
ڈائری ہوتا... تم اپنے دل کی ہر بات مجھے خود آ کر بتاتیں....“ رائما یہ
... سنتے ہی مسکراء دیتی ہے

اسد کی اب حد پار ہو رہی تھی رائما کو جعفر سے مسکراتے ہوئے بات کرتا
دیکھ... وہ اپنے دل میں: ”ایسی کیا باتیں کر رہا ہے یہ جعفر؟؟؟ جو رائما
روتے روتے مسکراء رہی ہے“ وہ پاؤں پٹکتا ہوا وہاں سے چلا جاتا ہے
...

رانا اپنی ڈائری میں لکھتی ہے: ”آج مجھے پہلی بار بھت شدت سے

احساس ہوا... کے میں بھی انسان ہوں میرے بھی جذبات

ہیں... لوگ کتنی آسانی سے مجھے ذلیل کر کے چلے جاتے ہیں.. اور کوئی

بھی مجھے اپنی ضرورت کے تحت استعمال کر کے چھوڑ دیتا ہے... بات

کڑوی تھی رمشاء کی... مگر تھی سچ... مجھے بھی اب یہی لگتا ہے کہ اب

میری یہاں ضرورت ختم ہوگی۔۔۔ اب مجھے اسد یہاں زیادہ دن نہیں رہنے

دے گا... میں بے کار ہوں اب اس کے لیے... لیکن میں اب اس وقت کا

انتظار نہیں کرنا چاہتی جب وہ آکر مجھے کھے کے... مجھے اب تمہاری

... ضرورت نہیں ہے

میں اب واقعی اپنی پہچان بنانا چاہتی

ہوں.. جیسا ر مشاء نے کھا.. کے اسد کے لیے تو کوئی ڈاکڑنی ہونی چاہیے۔

تھی... ڈاکڑنی ناں صحیح لیکن میں ایک بھت کامیاب بزنس و مین بننا چاہتی

ہوں... ہمیشہ لوگ مجھے ہی کیوں کھیں کے میں خود کو دیکھوں کیا میں

اس کے قابل ہوں؟؟؟... میں چاہتی ہوں اب.. بلکہ آج سے ہی

..... لوگ اس سے بھی کھیں کیا وہ میرے قابل ہے؟؟؟

ہمیشہ سے لوگ مجھے ہی خوش قسمت کیوں کھیں کے مجھے

وہ ملا.... اب میں چاہتی ہوں لوگ اس سے بھی بولیں... کے وہ بہت

.... خوش قسمت ہے کے اسے میں ملی

اگر وہ مجھے چھوڑتا ہے... تو حقارت کے ساتھ نہ چھوڑ

.... سکے... بلکہ اسے پچھتاوا ہو مجھے چھوڑنے کا

میں اب اس خوف کے ساتھ زندگی نہیں گزارنا

چاہتی.. کے وہ مجھے چھوڑ دے گا.. اور پھر وہی سب شروع ہو جائے

گا.. وہی سب فالتوہ عورتیں بیٹھ کر میری زندگی پر تبصرے کریں گی...

میں کالی ہوں... مجھ سے اب شادی کون کرے گا وغیرہ وغیرہ.... میں

.... تھک گی تھوں ان سب سے... میں واقعی اب تھک گی تھوں

اگر واقعی وہ

انجکیشن گورا کر دیتے ہیں.. تو مجھے بھت ہسی آے گی... اپنی دادی اور
ان سارے لوگوں پر جو خود کے روپ رنگ پر اتراتے ہیں... کیونکے اب
یہ چیز کوئی نایاب نہ رہی.. یہ تو اب پیسوں سے خریدی جاسکتی ہے... پر
ابھی بھی عقل اور نیک سیرتی بازار سے نہیں مل رہی... جو میرے پاس
ہے...

اب دادی کس چیز پر بھڑکا کریں گی مجھ پر؟؟؟؟ وہ صرف میرے رنگ کی
وجہ سے مجھے سب سے کمتر سمجھتی تھیں... اپنی ساری پوتیوں سے... لیکن
اب میں انھیں اپنی ذہانت و قابلیت اور اپنی محنت سے بتاؤں گی... کے
“... میں کسی سے کمتر نہیں ہوں

اسد بھت دوکھی ہوتا ہے وہ تو رائنما سے بات کرنے ہی گیا تھا... وہ اسے
سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ جو اس کے گلے لگا... وہ صرف ریشاء کو دیکھانے
کے لیے سٹھیں تھا... بلکہ خاموش جواب تھار ریشاء اور رائنما دونوں کے لیے
(کے وہ رائنما سے محبت کرتا ہے... اور وہ اسے نہیں چھوڑے گا)... وہ خود
سے: ”کیا کھا اس نے... کے وہ پھلے میرے قابل بنے گی پھر میرے برابر
آے گی اور پھر مجھے چھوڑ دے گی... عجیب... وہ بے وقوف ہی ہے...
وہ پاگل کیوں مجھ سے خود کو کمتر سمجھ رہی ہے... اوپر سے انجکیشن
... لگوانے چلی ہے... اس لڑکی کو سمجھنا اتنا مشکل کیوں ہے...؟؟؟

جعفر اب سو نہیں پارہا تھا... اسے اب رائنما کی فکر ستارہی تھی...: ”
نہیں وہ ٹھیک نہیں ہے... ضرور وہاں کچھ ہوا ہے... میں کل ہی اسے
واپس لے آؤں گا.. ویسے بھی اب وہ وہاں کیوں رہے گی.. اس کی مامی تو
“... ٹھیک ہوگی تھیں.. ہاں.. بھی ٹھیک رہے گا

رامناچن میں آتی ہے تو دیکھتی ہے اسد وہاں کھڑا چن کے بٹن جو کل
رات ٹھیک طرح کام نہیں کر رہے تھے انھیں کھول کر اس کے تاروں کو
پلاس سے ٹھیک کر رہا ہے... وہ بہت نیند میں تھی.. اس کی آنکھیں ٹھیک
طرح کھل بھی نہیں رہیں تھیں... اسد کو کل رات کا غصہ ابھی بھی
تھا.. جبکہ رامناچن کے قمار میں تھی.. وہ چن میں آ کر پیاز لے کر نیند میں
کاٹنے لگتی ہے.. اسد اپنے دل میں: ”آنکھ تو کھل نہیں رہی میم سے.. اور
پیاز کاٹ رہی ہیں... کھیں اپنی انگلی ہی نہ کاٹ لے“.. وہ فکر مند ور رہا
تھا اسے یوں نیند میں پیاز کاٹتا ہوا دیکھ...: ”رامنا.. تم چھوڑو.. رخسانہ کاٹ
دے گی

رامنا کو اسد کی آواز ٹھیک طرح سنائی نہیں دیتی.. وہ اس کی جانب دیکھتے
”ہوئے: ”کیا کھا؟؟“

اسد: ”میں نے کھار خسانہ کاٹ دے گی تم چھوڑ دو“ بس اسد کا یہ کھنا تھا
رائما کی ساری نیند اُڑ گئی۔۔۔ اس نے فوراً جا کر اپنا منہ دھویا اور اپنے دل
میں: ”یہ آج ایسا کیوں بول رہا ہے۔۔۔ ویسے تو ہمیشہ کھتا ہے کہ تم میری
ماں کے سارے کام کرو۔۔۔ میں تمہیں لایا ہی اس لیے ہوں۔۔۔ کیا یہ اس
لیے آیا کر رہا ہے کہ مجھے بتا دے کہ میں سمجھ جاؤں کہ اب اسے اور مامی
کو میری ضرورت نہیں رہی۔۔۔ کیا واقعی جیسا میں سوچ رہی ہوں ویسا ہی
ہے۔۔۔ اگر یہ ایسا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔ تو اب میں کیا
کروں؟؟؟“

وہ منہ دھو کر آتی ہے تو خسانہ کو مامی کا سالن چڑھاتے ہوئے دیکھتی
ہے۔۔۔ وہ یہ دیکھ اسد کو غصے سے دیکھنے لگتی ہے۔۔۔ اسد رائما کو خود کو
”کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہوا دیکھ۔۔۔۔۔ آبرو اچکا کر: ”کیا؟؟؟“

رائمائی میں گردن هلا کر خود ر خسانه کے پاس جا کر زور سے چیختے
هوئے: ”تم نے کس کی اجازت سے مائی کا سالن چڑھایا؟؟؟... کیا کرنا
”چاه ر هی هو تم؟؟“

ر خسانه نے رائمائی کو پھلی بار اتنے غصے میں چیختے هوئے دیکھا تھا... وه سھمی
سھمی: ”باجی مجھے تو اسد بھائی نے کھا تھا.. تو میں نے کر دیا.. مجھے نهیں پتا
”تھا کے آپ اتنا غصه هو جائیں گی

اسد بھی رائمائی کو پھلی بار اس قدر غصے میں دیکھ رھا تھا... وه اپنے دل میں: ”
”.. اب اسے کیا هو گیا؟؟؟.. یہ صبح هی صبح اتنے غصے میں کیوں هے؟؟“

رائمائی اسد کا سار اعضاء ر خسانه پر نیکال ر هی تھی... ”هٹو.. میں خود پکالوں
”گی... اور هٹو میرے راتے سے... آرام سے باهر بیٹھو تم

اسد بولنے والا ہوتا ہے مگر اسے غصے میں دیکھ سوچتا ہے: ”جانے دو.. ابھی
”یہ بہت غصے میں ہے

رائما غصے میں ہی سبزیاں کاٹ رہی تھی.. اور بار بار اسد کو دیکھ رہی
.. تھی.. اس کا دماغ اب اسد پر چل رہا تھا وہ دیہانی میں کاٹ رہی تھی

اسد اس کی آنکھوں کی تپش کو اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا... لیکن
پھر بھی وہ اس کی جانب دیکھ نہیں رہا تھا... اسے اچانک رائما کی چیخ سنائی
دیتی ہے.. وہ پلاس پھینک تیزی سے بھاگتا ہوا رائما کے پاس آتا ہے.. اس
کا بے دیہانی میں انگلی پر کٹ لگ گیا تھا وہ بھی بہت گھرا... اس کی انگلی
... خون نم خون ہو گئی تھی.. اور خون زمین پر تیزی سے گر رہا تھا

اسد نے فوراً اس کی انگلی کٹ پر سے پکڑی اور رخسانہ سے پٹی کا سامان
منگایا.. اس نے روئی سے خون صاف کیا.. اور کریم لگا کر پیٹی باندھنے
لگا.. رانما پیٹی کرتے وقت اس کا چہرہ بہت نزدیک سے دیکھتی تھی.. وہ
برف کی طرح سفید تھا.. اس کا پورا وجود قیامت خیز حسن کا مالک
تھا.. اس کی آنکھیں نیلے رنگ کی تھیں.. جو اس کے حسن کو چار چاند
لگاتی تھیں.. ناک کھڑی.. پلکے لمبی و گھنی.. ہونٹ گلابی.. لمبا قد.. اچھی
جسمانیت کا مالک..... وہ اپنے دل کو دھڑکتا ہوا پھر محسوس کرتی تھی.. وہ
فوراً اپنا دوسرا ہاتھ اپنے دل پر رکھ لیتی تھی.. وہ خود سے: ”یہ کیا ہو گیا
میرے دل کو... کیوں آخر کیوں یہ اسد کے پاس آتے ہی دھڑکنے
لگتا ہے... یہ کیا ہوتا جا رہا ہے مجھے.. میں دیکھ ہی کیوں رہی ہوں اسے
اتنی غور سے...“ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اسد بڑے پیار سے کہتا
ہے: ”میں بہت آرام سے باندھ رہا ہوں.. تمہیں تکلیف تو نہیں
“ ہو رہی ناں؟؟“

رائما کوئی جواب نہیں دیتی بس یہ دیکھتی ہے کہ وہ کتنے پیار سے بات کر رہا ہے.. اس کے چہرے کو دیکھنے لگتی ہے جیسے دیکھ ایسا لگ رہا تھا لگے بھلے ہی اس کے ہو مگر درد اس کو ہو رہا ہے... اسد: ”تم سے کھا تھا ناں“ میں نے رخسانہ کر لے گی.. مگر تم میری سنتی کب ہو

رائما یہ سنتے ہی اپنی نظریں اس پر سے ہٹا کر نیچے دیکھنے لگتی ہے.. مگر اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا.. اسد ابھی ٹیپ نیکالنے کے لیے باکس .. میں ہاتھ ڈال ہے.. کے رائما صوفے سے کھڑی ہو جاتی ہے

”اسد حیران ہو کر: ”کھڑی کیوں ہوں گیں؟؟ ٹیپ تو لگانے دو

”رائما: ”چھوڑو.. میں رخسانہ سے لگوا لوں گی

اسد کھڑا ہو کر: ”میں لگا تو رہا ہوں... مجھ سے کیوں نہیں

”لگوار ہیں!؟؟؟

“... رائنما: ”مجھے جاننا ہے

“اسد اب جھنجھلا کر: ”ہوا کیا ہے؟؟؟... بتاؤ گی مجھے... مسئلہ کیا ہے؟؟؟

رائنما غصے سے: ”تم“ کھ کر چپ ہو جاتی ہے

“ اسد الجھ کر: ”کیا؟؟؟

“ رائنما: ”جی... تم کیوں اتنا اچھے بن رہے ہو؟؟؟

اسد اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر: ”مجھے سمجھ نہیں آتا... میں کیا کروں جو تم

راضی ہو... حد ہے تم سے.. تمہاری فکر کر رہا ہوں تو تم غصہ ہو رہی

ہو... تمہاری پیٹی کر رہا ہوں تو تمہارا منہ بن رہا ہے.. کیا کوئی نٹ ڈھیلا

“ ہے تمہارا؟؟؟

رائنما ”تو کس نے کھا ہے میری فکر کرنے کے لیے؟؟؟.. اپنی پیٹی میں خود

“ بھی کر سکتی ہوں.. مجھے سب کرنا آتا ہے.. سمجھے

اسد کو غصہ آنے لگتا ہے مگر اپنا غصہ پینے کی کوشش کرتے ہوئے آواز
”دیکھئے رکھ کر رکھتا ہے: ”راٹما۔۔ تم اپنے کمرے میں جاؤ
راٹما: ”نہیں“ کہہ کر اسی کے سامنے واپس کچن میں جانے لگتی ہے۔۔ اسد
ہاتھ کی کلائی پکڑتے ہوئے: ”میں کھ رہا ہوں کمرے میں جاؤ
”اپنے... سمجھ نہیں آیا کیا؟؟؟“

”راٹما غصے سے: ”ہاتھ چھوڑو میرا
اسد ایک گھری سانس بھرتے ہوئے: ”کمرے میں چلو اپنے“ کہہ کر اس کا
..... ہاتھ کھینچتے ہوئے کمرے کی جانب لے جانے لگتا ہے

.. دوسری جانب

....دوسری طرف

جعفر اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ کنول آتی ہے: ”ناشتے کی ٹیبل پر

“سب انتظار کر رہے ہیں

“.. جعفر: ”ٹھیک ہے میں آتا ہوں

کھانے کی ٹیبل پر جعفر ناشتہ کرنے کے بعد اپنے دادا سے مخاطب ہو کر کہتا

“ہے: ”دادا میں نے اپنے سارے کاغذات بن والیے آہیں

“دادا: ”کون سے؟؟

جعفر: ”میں نے اپنا بنگلہ اپنی کار یہاں تک کے اپنے تمام شیئرز جو کمپنی

“میں میرے ہیں بیچ کر امریکہ جانے کا فیصلہ کر لیا ہے

”دادا حیرت سے: ”یہ کیا کھ رہے ہو تم؟؟“

جعفر: ”دادا میں نے ساری تیاری کر لی ہے... بس آپ کے دستخط چاہیے۔
... تھے“ سارے گھر والے جعفر کی اس بات پر حیرت زدہ ہوتے ہیں

”دادا: ”اور میں جان سکتا ہوں کہ تم نے یہ اتنا بڑا فیصلہ کیوں لیا ہے
جعفر: ”ہاں ضرور... پوچھیں آپ کا حق بنتا ہے آخر... اس لیے“ پھر
.. کھنے کے بعد خاموش ہو جاتا ہے

”دادا: ”بولو اس لیے کیا؟؟؟“

جعفر: ”میں جانتا ہوں کہ رائیما بھیاں اپنے گھر میں کیوں نہیں رہ رہی
ہے“

”دادا الجھ کر: ”کیا؟؟؟.. کیونکہ اس کی ساس بیمار ہے

جعفر: ”وہ بیمار تھیں... اب نہیں ہیں... اور اگر وہ بیمار ہیں بھی تو اس کا
مطلب یہ تو نہیں کے آپ رائنما کو گھر سے نیکال دیں
“دادی: ”جعفر تم رائنما کے معاملات میں نہیں بولا کرو

جعفر دادی کی جانب مخاطب ہو کر: ”کیوں ناں بولوں؟؟؟.. میں جان چکا
ہوں کے اس دن جب رائنما کا فون آیا تھا... جب میں لاہور میں تھا تو وہ
“ساری باتیں رائنما نہیں دادی آپ نے کہیں تھیں

“دادی: ”تو کیا رائنما کے لیے تم اپنی دادی سے لڑو گے؟؟
جعفر: ”نہیں... ہر گز نہیں... بس میں تو اتنا چاہتا ہوں کے رائنما کے
ساتھ انصاف ہوا اگر اسے سزا ملی ہے تو مجھے بھی ملنی چاہیے... آپ لوگ
مجھے تو سزا دے نہیں رہے اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کے میں اپنے

آپ کو خود سزا دوں“ کھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا جاتا ہے۔۔ وہاں
... بیٹھے سب یہ باتیں تھے سوائے کنول کے

کنول اپنے دل میں: ”یہ کیا معاملہ ہے... رائنما اپنی ساس کی خدمت کے
لیے سٹھیں بلکے سزا کے طور پر گئی ہے... اور سزا کچھ ایسی بات پر ملی ہے
... جس میں جعفر برابر کا شریک ہے... ارے واہ... کیا مصالحو دار خبر
ہاتھ لگی ہے.. مجھے پتا ہے مجھے اس خبر کا استعمال کس طرح کرنا ہے.. اچھا
ہوا کے میں نے یہاں داد ادا دی کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا... ورنہ مجھے تو
”یہ باتیں کبھی پتا ہی نہیں چلتیں

پھر دادا جعفر کو اپنے کمرے میں بلاتے ہیں... جعفر اپنے کمرے میں
”آکر: ”آپ نے بلا یا دادا؟؟
” دادا: ”ہاں آکر بیٹھو.. میرے پاس

جعفر آکر دادا کی کرسی کے سامنے رکھے ہوئے آصوفے پر بیٹھ جاتا ہے: ”
”جی بولیں

”دادا: ”تم کیوں جارہے ہو؟؟“

جعفر: ”دادا میں نے بتا دو دیا تھا ٹیبل پر کے سزا دینا چاہتا ہوں میں اپنے
”آپ کو

”دادا: ”کس بات کی سزا؟“

جعفر: ”بھی تو میں جاننا چاہتا ہوں کے کس بات کی سزا مل رہی ہے رائما
کو،“ جعفر دادا کو ان ہی کے سوال میں پھنسا دیتا ہے وہ پوچھتے ہیں: ”کیا
”چاہتے ہو تم... یہ بتاؤ

جعفر: ”بس اتنا کے رانما کو گھر لے کر آجائیں آپ... اس کی ساس کی طبیعت اب بالکل ٹھیک ہے.. اس کے وہاں رہنے کا اب کوئی جواز نہیں“ بنتا

دادا جعفر کی بات سن کر: ”اچھا ٹھیک ہے... ہم کل جا کر اسے لے آئیں گے... یہی چاہتے ہونا تم

جعفر خوش ہو کر: ”ہاں... یہی تو چاہتا ہوں... بلکہ کل کیوں آج ہی چلیں... میں آج ہی لاؤں گا اسے

“دادا: ”مجھے آج کام ہے.... تم اکیلے جا کر لے آؤ

جعفر مسکراتے ہوئے: ”ٹھیک ہے... میں ابھی نیکلتا ہوں“ کھ کر خوشی

خوشی کمرے سے نیکلتا ہے... اور سوچتا ہے: ”دادا اگر آپ اور دادی

میری کمزوری جانتے ہو کے وہ رانما ہے تو میں بھی جانتا ہوں کے آپ کی

کمزوری میں خود ہوں... میں اپنی جان دے سکتا ہوں اس کے لیے یہ
بز نس بنگلہ گاڑی چھوڑ چھاڑ کے جانا تو میرے لیے معمولی بات سے بھی
”کمتر ہے“

کنول کی چاچی: ”کنول تم شادی کے لیے کب ہاں کروں گی... تمہاری
عمر کی تمام لڑکیاں اپنے اپنے گھروں کی ہو گئیں.. سمجھ نہیں آتا تم کیوں
”شادی کے لیے تیار ہونے میں اتنا وقت لگا رہی ہو
کنول صوفے پر لیٹ کر مزے سے ٹی۔وی دیکھ رہی تھی وہ اپنی چاچی کی
بات کا جواب دیتے ہوئے؟“ ”ابھی مجھے بہت ضروری ایک کام کرنا
”ہے.. بس وہ کر لوں.. پھر کر لوں گی شادی بھی

”چاچی اشتیاق سے ”ایسا کیا کام کرنا ہے تمہیں؟؟“
”کنول: ”بس ہے ایک کام

کنول رائنما کی ماں کو چاچی کھتی تھی کیونکہ باقی سب بھی بھی کھتے
.. ہیں... جبکہ رشتے کے اعتبار سے وہ اس کی بڑی امی ہیں

کنول اپنے دل میں: ”بس ایک بار اس اسد کے بچے کو سبق سیکھا
دوں... اس کی زندگی برباد کر دوں... پھر آرام سے کر لوں گی شادی...
اس کو جب تک میں تباہ اور برباد نہ کر دوں... مجھے چین نہیں آئے
“گا... آخر اسے بھی تو پتا چلے کہ کنول عباس کوئی معمولی لڑکی نہیں

“اسد رائنما کا ہاتھ پکڑ کر: ”اپنے کمرے میں جاؤ
رائنما بھی کچھ بولے اس سے پھلے کوئی کھتا ہے: ”رائنما جائے گی
ضرور... پر کمرے میں نہیں..“ اسد اور رائنما آواز سن کر سامنے دیکھتے

ہیں.. تو انہیں جعفر کھڑا نظر آتا ہے.. رانما کی آنکھیں چمکنے لگتی ہیں
..... جعفر کو دیکھ

جعفر بڑی مسرت بھرے لہجے میں رانما کو دیکھ کر کہتا ہے: ”میں لینے آیا
ہوں رانما... چلو گھر چلو میرے ساتھ“ وہ لمحہ رانما کے لیے ناقابلے بیان
ہوتا ہے.. اس کی آنکھوں میں یہ سن کر آنسوؤں آ جاتے ہیں خوشی
کے...: ”واقعی... تم مجھے گھر لے جانے آئے ہو؟؟“

جعفر محبت آنکھوں میں بھرے اثبات میں سر ہلاتا ہے... رانما اب اسد
کی جانب دیکھتی ہے جو حیران و پریشان کھڑا تھا جعفر کے اچانک رانما کو
”لینے آنے کی وجہ سے.....: ”میں جاؤں؟؟“

اسد ناچھتے ہوئے سبھی اثبات میں سرھلاتا ہے.. اس کا منہ اتر گیا تھا جعفر کو
... دیکھ.. وہ روکنا چاہتا تھا.. مگر روکنے سے قاصر تھا

“رائما دوبارہ اپو چھتی ہے: ”میں جاؤں؟؟؟“

“اسد ”ہاں

رائما اسد کو آنکھوں کے ذریعے اشارا کرتی ہے کہ وہ اس کا ہاتھ چھوڑے
... تبھی تو وہ جاسکے گی... مگر وہ اشارا سمجھ نہیں پاتا

جعفر: ”رائما تم چلنے کی تیاری کرو.. میں انٹی سے مل لیتا ہوں...“ وہ دیکھ

چکا تھا کہ اس کے آنے سے اسد کا منہ اتر گیا ہے... وہ رائما کا اشارا بھی

سمجھ گیا تھا جو وہ مسلسل اسد کو کر رہی تھی... اس لیے آسے وہاں کھڑا

... ہونا ٹھیک نہیں لگا

جعفر کے جاتے ہی رائنما: ”میں جاؤں اسد“ وہ مسکراتے ہوئے پوچھ
رہی تھی... ذرا سی گردن اڑی کر کے بڑے پیار سے.. اسد اپنے دل
میں: ”صبح سے تو آگ برسا رہی تھی.. اور جب سے جعفر آیا ہے کشمیر کی
“کلی بنے جا رہی ہے“.. وہ اس بار جھنجھلا کر: ”کتنی بار کھوں.. جاؤ

رائنما تناخوش تھی کے اسے اب اسد پر ذرا سہ بھی غصہ نہیں آ رہا تھا.. وہ
“... مسکراتے ہوئے: ”ہاتھ تو چھوڑ دو میرا

جیسے ہی وہ کھتی ہے اسد فوراً ہاتھوں کی طرف دیکھتا ہے.. اور فوراً چھوڑ
... دیتا ہے

رائنما خوشی خوشی وہاں سے چلی جاتی ہے... وہ جاتا ہوا دیکھ: ”کاش میں
“تمہیں روک سکتا

“اسد رائنما کے کمرے میں آ کر: ”کچھ کھنا تھا تم سے

”رائنما اپنا سامان رکھتے ہوئے بیگ میں: ”کھو

اسد: ”میرے جانے کے بعد ہو سکے تو آتی جاتی رہنا... امی اور ڈیڈ کے
”.. پاس... انھیں عادت ہے تمھاری

”... رائنما پلٹ کر اسد کی جانب دیکھتی ہے: ”ٹھیک ہے

اسد اس کا جواب سن وہیں بیڈ پر بیٹھ کر اسے واپس جانے کی تیاری کرتا
چپ چاپ دیکھتا رہتا ہے... وہ بھی کچھ نہیں کہتی.. اپنے کام میں لگی رہتی
ہے... اسد چہرے سے ہی بھت دوکھی لگ رہا تھا.. لیکن وہ کچھ کھ نہیں
رہا تھا.. رائنما اسے دوکھی ہوتا ہوا دیکھ اپنے دل میں: ”کیا یہ واقعی دوکھی
”ہو رہا ہے میرے جانے سے؟؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے

جب رائنما کا سارا سامان پیک ہو جاتا ہے.. وہ اسد سے: ”اسد میں جارہی ہوں.. او۔ کے.... مامی کا بھت خیال رکھنا..“ وہ مسکراتے ہوئے سکھتی ہے... وہ صرف خاموشی سے اسے جاتا دیکھتا رہتا ہے... وہ اسی کے سامنے سے کمرے سے نکل جاتی ہے... جب وہ کار میں بیٹھتی ہے.. تو پھلے پیچھے پلٹ کر دیکھتی ہے لیکن اسے اسد نظر نہیں آتا... وہ اپنے دل میں: ”باہر تک چھوڑنے تو آہی سکتا تھا

جعفر خوشی خوشی اسے اپنے ساتھ کار میں بیٹھاتا ہے... اور کار اسٹارٹ کرتا ہے....

تین دن بعد کی appointment رائنما کو جعفر بتاتا ہے کے ڈاکٹر کی ملی ہے... اس نے امرین سے خود بات کر لی تھی.. رائنما مسکراتے ہوئے: ”او۔ کے

دوسری طرف رائنما اپنے گھر آکر بھت خوش ہوتی ہے... اس کا دل خوشی
کے مارے پھولے نہیں سمارھا تھا... مگر وہ اپنے گھر والوں سے ناراض بھی
... ہوتی ہے... خاص طور پر اپنے ماں باپ سے

رائنما کی ماں بڑے پیار سے: ”تم کھانے میں کیا کھاؤ گی بتا دو.. میں خود
”اپنے ہاتھوں سے بناؤں گی

”رائنما بے رخی سے: ”امی بس کر دیں.. یہ منہ دیکھاوے کی محبت

”امی: ”مطلب؟؟؟

رائمنا: ”امی آخر ایسی کون سی قیامت ٹوٹ پڑی تھی جو آپ اور پاپا نے مجھ سے بات کرنا چھوڑ دی... بولیں... ایسا کیا کھ دیا تھا دادی نے؟؟“

”رائمنا کے ابو بھی آجاتے ہیں اور کھتے ہیں: ”تم نے یقین توڑا ہے ہمارا

”رائمنا پریشان ہو کر: ”کیوں ایسا کیا کیا ہے میں نے؟؟“

ابو: ”مجھے تو کھتے ہوئے سبھی شرم آرہی ہے.. یقین نہیں آتا کہ ہماری

رائمنا.. ایسی حرکت کر سکتی ہے“ کھ کر رائمنا سے منہ موڑ کر کھڑے

ہو جاتے ہیں... رائمنا روتے ہوئے: ”میں نے ایسا کون سا کام کیا ہے

ابو... جو آپ کو شرم آرہی ہے؟؟؟“ پھر رائمنا طنز کرتے ہوئے: ”کیوں

”کیا بھاگ گئی تھی کسی کے ساتھ میں؟؟“

”اس پر رائمنا کی ماں زور سے چیختے ہوئے: ”رائمنا

”راٹما روتے ہوئے؟“ تو پھر ایسا کیا کیا ہے میں نے؟؟

راٹما کی ماں؛ ”تم جعفر کو پسند کرتی تھیں صرف ہاں اور نہ میں جواب
”دو؟؟“

”راٹما حیرت سے: ”پر

امی کی آنکھوں میں آنسوؤں آگے آتھے.. پھر انھوں نے سخت آواز میں
”پوچھا: ”ہاں یا نہ؟؟“

”راٹما دیکھئے سے: ”ہاں

یہ جواب سنتے ہی رائنما کی ماں اس کے چہرے پر زور سے تھپڑ مار دیتی
ہے... اور کہتی ہے: ”ٹھیک کہتی تھیں تمہاری تائی.. وہ پہچان گیں سختیں
تمہاری گندی نظروں کو“ پھر اپنے سر کو پیٹتے ہوئے کہتی ہیں ”
ہاے... میں ہی نہ پہچان سکی.. تم پر اندھا یقین کرتی رہی... شرم تو آ
نہیں رہی ہوگی؟؟ تمہیں.... اپنے باپ کے سامنے ایسی بات کرتے
.. ہوئے... ڈوب کر مر جاؤ

”رائنما کے والد: ”چلو جو اد کی ماں یہاں سے
رائنما پیچھے سے اپنے باپ کے پاؤں میں گر کر ان کا سیدھا پاؤں پکڑ کر
.. رونے لگتی ہے

”پاپا: ”ہٹو... ہٹ جاؤ راینما

رائنما روتے ہوئے: ”مجھے معاف کر دیں پاپا... بس ایک بار میری بات سن
“، لیں

رائنما کی امی اپنے شوہر سے بڑی التجائی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہتی
“ہیں: ”سن لیں کیا کھنا چاہتی ہے

“وہ راینما کو اپنے ہاتھوں سے کھڑا کرتے ہیں: ”کھو... کیا کھنا چاہتی ہو؟

راینما: ”پاپا... میری منگنی تو آپ لوگوں نے اسد سے کروادی تھی.. مگر
اسد بڑے بڑے لہجے میں مجھ سے بات کرتا تھا.. ایسا لگتا تھا کہ جیسے اسے
مجبور کیا گیا ہے مجھ سے منگنی کرنے کے لیے... اور سب کھولے الفاظ میں
کہتے تھے کہ... بلکہ کہتے ہیں اس نے صرف اپنی ماں کی خدمت کے لیے

مجھ سے نکاح کیا ہے... میں بھی تو لڑکی ہوں ناں امی... میرے بھی تو کچھ ارمان تھے.. جس کے بارے میں نہ کسی نے پرواہ کی اور نہ کوئی کر رہا ہے کیوں آپ لوگوں کو یہ بات یاد نہیں رہتی.. میں کالی ہوں تو کیا... ہوں تو لڑکی ناں... دل تو مجھے بھی دیا ہے خدا نے... اور اگر اس دل کو اسد کی جگہ جعفر پسند آگیا.. تو اس میں ”میری کیا غلطی

رائما کی ماں حیرت سے: ”مجھے تو یقین نہیں آ رہا اپنے کانوں پر... کے جو کچھ میں نے سنا وہ سچ ہے... اگر تمہیں اسد کے ساتھ کوئی مسئلہ تھا تو تم نے ہم سے بات کیوں نہیں کی... بولو

رائما اس پر روتے ہوئے: ”کیا کہتی میں اس آپ سے... اور اگر کھ بھی دیتی تو کیا کر لیتی آپ.. ہر بار کی طرح مجھے خاموش کر داتیں... آپ

تھوڑی جعفر کی طرح ہیں جو میرے لیے.. میرے حق کے لیے...
میری خواہشات کے لیے... میری پسند ناپسند کے لیے... میری اس
گھر میں جگہ کے لیے لڑے سب سے... امی میں تو چڑتی تھی ہر لڑکے
سے...

سمجھتی تھی کہ ہر لڑکا جس طرح

بچپن میں میرا مذاق اڑاتا تھا اسی طرح بڑے ہونے کے بعد بھی اڑاے
گا... پر جعفر نے میری سوچ کو بدل دیا... بچپن میں جو لڑکا میرا سب سے
بڑھ کر مذاق اڑاتا تھا... آج وہی سب سے بڑھ کر میری عزت کرتا
ھے... اور ناں صرف کرتا ھے بلکہ امیما جیسی لڑکیوں سے کرواتا بھی
ھے... آپ کو پتا ھے امی امیمانے، یہ کہتے وقت رائما کے چہرے پر فخر
آجاتا ھے... ایک خوشی کی لہر اس کی آنکھوں میں چمکتی ھے: ”امیمانے
مجھ سے معافی مانگی... وہ بھی خود چل کر آکر... کیونکہ اسے جعفر نے
سمجھایا تھا

”رائمّا کی امی یہ سن روتے ہوئے: ”تمہارا نکاح ہو چکا ہے رائمّا

رائمّا: ”پتا ہے مجھے امی... اور آپ میرا یقین کریں میں نے نکاح کے بعد
سے صرف جعفر کو اپنا کزن اور دوست سمجھا ہے اور اس سے زیادہ کچھ
نہیں... اور آپ خود دیکھیں وہ کتنے اچھے کردار کا مالک ہے کے مجھے یہاں
لانے کے لیے لڑا... میرا حق دلایا مجھے... کیونکہ میں بھی اس گھر پر حق
... رکھتی ہوں.. میں بھی تو دادا کی پوتی ہوں

رائمّا کے ابو اس کی پوری بات سن کر اسے سمجھتے ہیں.. اور اپنی ناراضگی
اس سے دور کرتے ہیں... اس کی ماں کو بھت شکوہ تھا کہ رائمّا نے انہیں
پھلے کیوں نہیں بتایا جعفر کا... وہ کبھی رائمّا کا نکاح اسد سے نہ ہونے
.... دیتیں... وہ بھت افسردہ ہو جاتی ہیں رائمّا کی باتیں سن

تین مھینے بعد.... آفس میں ایک بھت خوبصورت لڑکی داخل ہوئی... ہر کوئی ٹکٹکی باندھ کر اس کی جانب دیکھ رہا تھا... جو ایک بار دیکھتا پھر نظر نہ ہٹا پاتا... خاص طور پر آفس کے میل ور کر اپنے دل تھام رہے تھے.. مینجر کے پاس جا کر اس لڑکی نے کچھ باتیں کیں... اس مینجر کی حالت بھی غیر ہو گئی تھی اس سر اپاے حسن کو دیکھ.... میل تو میل... فی میل ور کر ز کی نظروں کا مرکز وہ آنے والی نئی خوبصورت سی لڑکی تھی.. جیسے ہی وہ جعفر کے آفس میں داخل ہوتی ہے.. جعفر اسے دیکھ اپنے منہ پر فائل رکھ کر: ”اُو... نو

سمجھ تو گے تھوں گے آپ.... جی۔ بلکل.. یہ میں ہوں {رائما}... جو” ابھی جعفر کے کمرے میں داخل ہوئی ہوں.. جیسے دیکھ وہ منہ چھوپا رہا ہے... اور میں ہی وہ خوبصورت لڑکی ہوں.. جیسے باہر لوگ دیکھ کر آتش

آش کر رہے ہیں... ان انجیکشنوں نے واقعی میری زندگی ہی بدل
دی... اب میں جاہا جاتی ہوں... لوگ ایسے ہی مڑ مڑ کر دیکھتے
ہیں.. مجھے کوئی خوشی نہیں ہوتی... میں سمجھ گئی ہوں.. یہ آش آش
میرے رنگ کی ہے.. جو میں نے خرید لیا ہے... سچ کھوں میں اتنی
خوبصورت تھی مجھے خود نہیں پتا تھا... یہ بات تو مجھے خود ان تین مہینوں
... میں پتا چلی

“راہِ نما: ”تم منہ کیوں چھو پارہے ہو مجھے دیکھ؟؟“

“... جعفر فائل ہٹا کر: ”تم مانتی کیوں نہیں ہو میری بات

“راہِ نما: ”تم نے دادا سے بات نہیں کی؟؟؟ ہاں؟؟“

..جعفر اپنے ہونٹ دانتوں دباتے ہوئے سٹن فی میں گردن ہلاتا ہے

رائما: ”مجھے پتا تھا... تم میری بات کرنے والے ہو ہی نہیں دادا
...سے... اس لیے میں خود آگئی... بات کرنے

،،جعفر: ”اچھا بیٹھو تو صحیح پھلے... ہم بات کر لیتے ہیں پھلے
رائما اس کے سر پر آ کر کھڑی ہو گی سٹھی اور غصے سے کھا جانے والی نگاہ سے
...دیکھ رہی تھی

،،... جعفر: ”یار... میں نے بات کی تھی

”رائما گھورتے ہوئے: ”واقعی؟؟؟

،،جعفر پھلے تو بڑے بھرم سے: ”ہاں

،،مگر رائما کی نگاہوں سے نروس ہو کر...: ”اچھا.. نہیں کی... بس

”راٹما: ”سیدھے جاؤ... اور ابھی بات کرو دادا سے... سمجھے

جعفر: ”یار ہمارے خاندان میں تم پھلی لڑکی ہو جو آفس میں آئی ہو... تم سمجھ کیوں نہیں رہی ہو... دادا نہیں مانیں گے.. میں اتنے دنوں سے... تمہیں بھی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں

راٹما: ”مجھے پتا ہے.. سب پتا ہے مجھے.. پر میں کرنا چاہتی ہوں... پلیز میری خاطر.. مجھے آفس میں نوکری دلوادو... دادا مجھے تو پکا ہے منع کر دیں گے.. پر تم بات کرو گے تو مجھے یقین ہے بات بن جائے گی

راٹما اس کے چہرے کے پاس اپنا چہرہ جھکاتے ہوئے.. بڑے پیار سے مکھن لگاتے ہوئے: ”پلیز جعفر.. میری خاطر“... وہ اپنا چہرہ کیا پاس

لائی دل ہی دھڑکنا بھول گیا... وہ دو تین لمحوں کے لیے آس کے وجود کو
تکنے لگا.. سب بھول بھال... وہ سگے مر مر سے تراشہ ہوا خوبصورت سہ
مجسمہ لگ رہی تھی... پھلی بار اس نے اپنی پوری زندگی میں رائنما کو کالے
رنگ کے قمیض جس کی آستین نیٹ کی تھیں.. جس سے اس کی جلد کا
رنگ ظاہر ہو رہا تھا.. کالا چوڑی دار پاجامہ... وہ جعفر پر بجلیاں گرا رہی
تھی... اس کا خوبصورت تری سراپا بھکنے پر مجبور کر رہا تھا... دل چاہ رہا
تھا بس اسے چھو کر دیکھے.. کیا واقعی وہ آج اتنی قریب ہے... کے اس کی
ساسوں کی مھک دل کو بھکار رہی ہے... اس کا گلاب سہ چہرہ چھونے کے
.. لیے جیسے ہی وہ ہاتھ اس کے چہرے کے آگے بڑھاتا ہے

رائنما اس کی آنکھیں دیکھ نروس ہو جاتی ہے.. جیسے ہی جعفر اسے نروس
ہوتا دیکھتا ہے فوراً اپنے حواس میں لوٹتا ہے اور مسکراتے ہوئے آس کے

گال پکڑ کر کھینچتا ہے...؛ ”میرے ساتھ ایسا دوبار امت کرنا... دور رہا کرو
“... تھوڑا.. آفس ہے یہ... سب غلط سمجھیں گے

.. وہ فوراً پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو جاتی ہے

جعفر کھڑے ہوتے ہوئے کرسی سے: ”تم یہیں رکو.. میں بات کر کے
“آتا ہوں

رامنا جعفر کی کرسی پر بیٹھ کر بھی انتظار کرنے لگی... آمنہ اسی وقت دروازہ
“نوک کر کے اندر آنے کی اجازت مانگتی ہے... رامنا: ”آجائیں

آمنہ: ”آپ کون؟؟“ وہ جعفر کی کرسی پر رانما کو بیٹھا ہوا دیکھ حیرت سے
... پوچھ رہی تھی

”رانما: ”آپ آمنہ ہیں؟؟ ہیں ناں؟“
”آمنہ اثبات میں سر ہلاتی ہے: ”جی... پر آپ کون؟؟“
”رانما: ”آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟؟ ہم پھلے بھی ملے ہیں

آمنہ اپنی یادداشت پر زور ڈالتے ہوئے اپنے دل میں ”مجھے کیوں یاد نہیں
ہے اگر میں اس خوبصورت لڑکی سے پھلے ملی ہوں...“ پھر وہ رانما
سے: ”نہیں... میں آپ سے پھلے نہیں ملی

رائمناہ سن مسکراتی ہے: ”ہاں.. شاید ہم واقعی پھلے نہیں ملے.“ وہ سمجھ
گی ستھی کے آمنہ اسے پہچان نہیں سکی ہے... ”پر میں نے سنا بھت ہے
”آپ کے بارے میں

”آمنہ حیران ہو کر ”واقعی... کس سے؟؟
”رائمنا: ”ہمارے گھر میں آپ کا ذکر اکثر ہوتا ہے

وہ دونوں باتیں ہی کر رہی تھیں کے جعفر آکر رائمنا سے مخاطب ہو کر: ”
”.. مبارک ہو آپ کو میڈم... آپ کو جاب مل گئی ہے

رائمنا خوش ہو کر: ”مجھے پتا تھا.. تم بات کرو اور بات نہ بنے... ایسا ہو ہی
”نہیں سکتا... چھاگے... تم

جعفر مسکراتے ہوئے: ”شکریہ.. اب آپ میری کرسی سے ہٹیں گی
میڈم؟؟“ وہ بھت پیار سے پوچھتا ہے.. آمنہ کی نگاہ تو جعفر پر ٹکی تھیں
... اس کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھ... اس کا دل جعفر کو دیکھ عجیب سی کیفیت کا
شکار ہو گیا تھا.. اس کا دل چاہ رہا تھا وہ بس جعفر کو ہی دیکھتی رہی... وہ
نہیں سمجھ پار ہی تھی کیوں.... مگر آج دل جعفر کی مسکراہٹ دیکھ کر اس
... کی جانب مائل ہو رہا تھا

رائما کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے: ”جی ضرور... بس یہ بتاؤ.. میرا
،، آفس کون سا ہے؟؟“

“pardon؟؟“: جعفر حیرت سے

،، رائما: ”آفس

جعفر: ”میڈم.. آپ یہاں میری سیکڑی کے طور پر اسپیرین لیں گی
پھلے... پھر آپ کو جب کام واقعی کرنا آجائے گا.. تو جا کر آپ کو آفس کا
.. بنایا جائے گا employee“

.. رانما منہ بسور کر: ”پر میں واقعی بھت قابل ہوں... تم یہ بات جانتے ہو
“

جعفر: ”ہاں.. لیکن ابھی تم نے صرف بیچلر ہی کیا ہے.. تبھی تو میں تم
سے کھ رہا ہوں اپنی پڑھائی مکمل کرو پھلے.. پھر آنا... پھر مجھے یقین ہے
... دادا خود تمہیں بھت اچھی جاب دیں گے“

”رانما: ”چھوڑو... لیکن تمہاری سیکڑی تو پھلے سے ہے

جعفر: ”ارے ہاں“ کھ کر آمنہ کی جانب متوجہ ہوتا ہے: ”آپ کو دادا
... بلارہے ہیں... آپ کو بھی مبارک ہو... آپ کو ترقی مل گی ہے

... آمنہ سر اثبات میں ہلا کر چلی جاتی ہے
”راہما جعفر کو دیکھ کر: ”تو شروع کریں جعفر

، جعفر مسکراتے ہوئے: ”جعفر نہیں سر

”راہما اتراتے ہوئے بڑے پیار سے: ”سر... بس
وہ مسکرا نے لگتا ہے.... وہ جا کر اپنی کرسی پر بیٹھتا ہے....: ”ابھی مس
آمنہ آجائیں.. تو میں ان سے کھ دو گا.. وہ آپ کو سارا کام سمجھا دیں
، گئی.. او۔ کے

راہما مسکراتے ہوئے: ”او۔ کے جعفر“ وہ فوراً اسے گھورتا ہے....: ”اُپس
، سوری... سر

.... کچھ دنوں بعد

جعفر رائے کو بھت ساری فائلز پکڑاتے ہوئے فکر مند ہو کر: ”تم واقعی کر
لوگی“

”.... رائے: ”ہاں... فکر مت کرو

جعفر مسکرا نے لگتا ہے یہ دیکھ کے وہ بھت دل لگا کر کام کر رہی
”سے بھی ملنے جانا ہے.. تو میرے ساتھ چلنا client ہے...“ کل

رائے پریشان ہوتے ہوئے: ”کل.. تو میں نہیں جاسکتی... مجھے یونیورسٹی
”میں فارم جمع کرانا ہے

ابھی وہ بول ہی رہی تھی: ”اچھا... تم فکر مت کرو.. میں خود چلا جاؤ
”...گا

رائنما: ”شکریہ سر“ وہ مسکراتے ہوئے فائنلز لے کر چلی جاتی ہے۔

”کنول ایان کے پاس آکر کھتی ہے: ”ایان کیا کر رہے ہو آپ؟؟“
ایان ریموٹ کنٹرول گیم کھیل رہا تھا... بڑے بھولے انداز سے: ”کنول
”پھوپھو... آپ بھی بچوں والے سوال کرتی ہیں

”کنول: ”کیوں میں نے ایسا کیا پوچھ لیا؟
اس پر بڑوں کی طرح سر پکڑتے ہوئے: ”اُو... ہو... بڑی دادی ٹھیک کھتی
”ہیں... عقل مند کو اشارہ کافی ہے... مجھے بھی دیکھ کر بات کرنی چاہیے۔

کنول اس پر بڑی حیرت والے لہجے سے بولتی ہے: ”تم مجھے بے وقوف کھ
”رہے ہو؟؟؟“

اس پر ایان جھنجھلا کر: ”تو آپ دیکھ نہیں رہیں میں گیم کھیل رہا
“نہ کریں... میں ہار جاؤں گا distrub ہوں... آپ ڈسٹرب

کنول اپنے دل میں: ”اللہ... آج کل کے بچے بڑے اباؤں کی طرح بات
کرنے لگے ہیں... پر مجھے تو اپنا کام نیکو انا ہی ہے“ پھر وہ بڑے پیار سے
”کھتی ہے: ”ایان تمہیں چاکلیٹ پسند ہے؟؟“

”ایان: ”وہ تو سارے بچوں کو پسند ہوتی ہے

کنول: ”اگر میں تمہیں ایک ڈبہ دوں چاکلیٹ کا... تو میرا ایک کام کرو
“گے؟؟“

ایان اس کی آفر کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے: ”ایک تو مجھے بڑی دادی بغیر مانگے ہی دے دیتی ہیں“ کھنے کے بعد گیم کھیلنے لگتا ہے

”کنول: ”اچھا... دو... دو دوں گی تو کرو گے

ایان منہ بسور کر: ”جعفر چاچا جب بھی آفس سے آتے ہیں میرے لیے“ دو چاکلیٹ کے ڈبے لے کر آتے ہیں... کوئی اور آفر ہو تو بولیں

”کنول پریشان ہوتے ہوئے: ”اچھا دس ڈبے دوں گی اب چلے گا

”ایان گیم چھوڑ کر کنول کا ہاتھ پکڑتے ہوئے: ”چلے گا نہیں دوڑے گا

کنول: ”کام بہت چھوٹا سا ہے... بس تمہیں فون کے پاس بیٹھے رہنا ہے... جیسے ہی اسد کا فون آئے اور وہ پوچھے کے رائنما پھوپھو کہاں ہیں

تمھاری.. انھیں بلاؤ.... تو بس اتنا کھنا کے وہ جعفر چاچا کے کمرے میں
،، بیٹھی ہیں... جعفر چاچا کے ساتھ

ایان: ”پر یہ تو جھوٹ ہے اور جھوٹ بولنے سے گناہ ملتا ہے... بڑی دادی
،، کھتی ہیں کے جھوٹ گندے بچے بولتے ہیں

،،.... کنول: ”سوچ لو

ایان سوچ میں پڑ جاتا ہے... کنول: ”اچھا ٹھیک ہے میں کسی اور سے
کر والوں گی اور چاکلیٹ کے دس ڈبے بھی اسے ہی دے دوں گی،“ کھ کر
... اٹھ کر جانے لگتی ہے

،،ایان: ”اچھا ٹھیک ہے میں تیار ہوں

کنول ایان کو دیکھ مسکرا نے لگتی ہے اور دل میں سوچتی ہے: ”چلو آدھا کام
”تو ہو گیا.. بس آدھا باقی ہے

کنول گارڈن میں جا کر آرام سے جھولے پر بیٹھ کر اسد کو فون ملاتی
ہے... اسد پڑھ رہا ہوتا ہے... کنول کا فون دیکھ کر: ”کیا یار... پڑھائی
”بھی کوئی سکون سے کرنے نہیں دیتا

”پھر فون اٹھا کر بے ذخی سے: ”کیا کام ہے؟؟
”کنول: ”بڑے بد تمیز ہو تم... نہ سلام.. نہ دعا
اسد: ”او... معاف کرنا... یار میں پڑھ رہا ہوں... پیپر میں صرف کچھ ماہ
رہ گے تھیں... پڑھائی کا لوٹ بھت ہے... اس لیے دماغ بھی عجیب سا
”ہو گیا ہے... چلو اب سلام کر لیتا ہوں... اسلام و علیکم کنول

،کنول: ”وعلیکم اسلام

،اسد: ”کیسی ہو؟؟ آج کل کیا کر رہی ہو؟؟؟

کنول: ”وہ میں تو ٹھیک تھی... پر جب سے رائما اور جعفر کے بارے میں مجھے مصالحے دار خبر سننے کو ملی ہے میرا دل بڑا بے چین ہو گیا ہے تمہارے لیے... سوچ سوچ کر دوکھ ہوتا ہے... رائما کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا

،تمہارے ساتھ

اسد اس کی بات سن کر بے چین ہو جاتا ہے... اور اور بے صبروں کی طرح

،پوچھتا ہے: ”کیا کھنا چاہتی ہو..... کیسی مصالحے دار خبر

.... کنول چپ رہ کر اس کی بے صبری و پریشانی سے لطف لیتی ہے

،اسد: ”بولو

کنول فورافون کاٹ کر جھولے سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے دل ہی
دل خوش ہونے لگتی ہے.... وہاں اسد کے دل میں ہل چل سی مچی ہوتی
ہے... وہ بار بار کنول کو فون ملاتا ہے... مگر کنول نہیں اٹھاتی.... اور
مسکراتے ہوئے کہتی ہے: ”کرو اسد اور فون کرو... تڑپو..... جلو... اور
جلو... تم جتنا بے چین ہو گے... میرا دل اتنا ہی سکون و تسکین پائے گا
.... تم نے کنول عباس کو دھوکا دیا ہے اس کی سزا تو تمہیں مل کر رہے
گی... میں تمہیں اتنا مجبور کر دو گی کہ تم ایک دن خود اپنے ہاتھوں سے
اپنی زندگی تباہ کر دو گے... مجھ سے شادی کے وعدے کرتے رہے اور
شادی کر لی رانما سے... مجھ سے کہتے رہے کہ بس میں رانما سے منگنی اپنی
ماں کی وجہ سے کر رہا ہوں... جیسے ہی لندن سے واپس آؤ گا منگنی توڑ
..... دوں گا... اور پھر ہم دونوں شادی کر لیں گے

اتنے جھوٹی خواب دیکھائے اور

پھر اچانک سے پتا چلا کہ تم نے نکاح کر لیا ہے.. بغیر مجھے بتائے... اور پھر
”ایسے قطاعے تعلق اختیار کر لی

دوسری طرف اسد بار بار فون ملا رہا تھا... کنول پورے بیس 20 منٹ
”بعد فون اٹھاتی ہے...“ ”ھیلو

”اسد غصے سے: ”تم نے فون کیوں کاٹا

کنول بڑے بھولے انداز میں جھوٹ بولتے ہوئے: ”وہ دادی نے بلا لیا تھا
”مجھے

اسد: ”یہ بات چھوڑو... رائنما اور جعفر کے بارے میں کیا کھ رہی تھیں تم
”وہ بولو

کنول: ”مجھے تو بولتے ہوئے سبھی حياءِ آرہی ہے... رانما میری کزن ہے
“اور اس نے

“اسد بات کاٹتے ہوئے: ”تم سیدھے سیدھے بولو.... کیا بات ہے؟؟

کنول جھولے سے ٹیک ہٹاتے ہوئے: ”اگر ہمت ہے تو سنو.... تمہاری
بیوی رانما کوئی تمہاری ماں کی خدمت کرنے تمہارے گھر نہیں آئی
“... تھی.... بلکہ اسے دادا دادی نے گھر سے نیکالا تھا

“اسد حیرت سے: ”کیا؟؟؟

کنول: ”اور جاننا چاہتے ہو کے کیوں نیکالا تھا... کیونکہ انھیں رانما اور
جعفر کے بیچ چلنے والے چکر کا پتا چل گیا تھا.... اور تم خود ڈاکٹر بن رہے ہو

... عقل مند تو ہو گے.... تم خود ہی سوچ سکتے ہو کوئی خاندان... وہ بھی

عبداللہ ستار چوہدری کا خاندان ایسی ویسی یعنی سمجھ سکتے ہو چھوٹی موٹی
”باتوں پر تو نہیں نیکالیں گے اپنی پوتی کو گھر سے

اسدیہ سنتے ہی غصے کے مارے پاگل سہ ہو جاتا ہے: ”تم جھوٹ بول رہی
“.... ہو... اگر ایسا ہوتا تو رانما واپس اپنے گھر کیسے چلی گی۔

کنول اس پر ہستے ہوئے: ”دل کو بھلانے کے لیے خیال اچھا ہے
غالب..... تمہاری انفرمیشن میں اضافے کے لیے میں بتا دیتی
ہوں... ورنہ میں شاید تمہیں بتاتی بھی نہیں... کے جعفر ہی ضد و بحث
کر کے دادا سے اور دادی سے.... اسے یہاں واپس لایا ہے... اب تم خود
سوچو.... کوئی لڑکا کسی لڑکی کی خاطر اپنے دادا دادی سے بھی لڑ جائے تو کچھ
تو بات ہوگی.... اب بھی اگر آگ لگی ہے تبھی تو دھواڑ رہا ہے.... اگر

مجھ پر یقین نہیں آرہا.... جو مجھے پتا ہے نہیں آرہا ہوگا تو خود اپنی رائیما
... سے پوچھ لو....“ کھ کر فون کاٹ دیتی ہے

اسد پھلے تو ٹیل لگاتے ہوئے سوچنے لگتا ہے... کے جو کنول نے رائیما کے
بارے میں کھا وہ سچ ہے.... پھر وہ رائیما کا سیل فون پر فون ملاتا ہے... رائیما
پر تھا.. وہ بختارہا فائلز کے نیچے... مگر رائیما کو خبر نہ silent کا فون
ہو سکی... وہ اپنے کام میں مصروف تھی آفس میں... اسد رائیما کے آفس
... میں سیکڑی کی جاب کرنے سے بھی لاعلم تھا

پھر وہ رائیما کے گھر فون ملاتا ہے.. اس سے بات کرنے کے لیے.. فون
ایان اٹھاتا ہے. اسد غم و غصے کے عالم میں پوچھتا ہے: ”کون بات کر رہا
ہے؟؟“

”ایان:“ میں ایان

اسد: ”ایان رانما پھو پھو کھاں ہیں انھیں بلاؤ... مجھے ان سے بات کرنی
ہے جلدی“

ایان بڑی ہی صفائی سے جھوٹ بولتے ہوئے: ”پھو پھو تو جعفر چاچا کے
کمرے میں ہیں ان کے ساتھ بیٹھی ہیں... میں ابھی بلا کر لاتا ہوں

اسدیہ سنتے ہی غصے کے مارے پاگل سہ ہو جاتا ہے اور اپنا موبائل زمین پر
زور سے پھینک دیتا ہے... اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے... اسے کنول کی
باتیں سچ لگنے لگتی ہیں... اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں.. وہ
خود سے: ”رانما اچھی لڑکی نہیں ہے... اس نے بے وفائی کی ہے میرے
ساتھ.. دھوکا دیا ہے مجھے.. نہ صرف مجھے بلکہ میرے والدین کو بھی...“
پھر طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”او... تو اس لیے سمنگنی کی انگوٹھی اتارتی
تھی... میں سمجھا کیوں نہیں

فون بجتا ہے... رانما کی دادی اپنی کرسی پر بیٹھی آوازیں لگا رہی ہوتی
ہیں: ”ارے کہاں ہو سب... دیکھو ذرا فون کب سے بج رہا ہے“ اتنے
”رانما کچن سے نکل کر آتی ہے: ”ہاں ہاں دادی... دیکھ رہی ہوں

”فون اٹھاتی ہے تو حیدر پریشان لہجے میں بولتا ہے: ”اسلام علیکم
”رانما حیدر کی آواز سن کر: ”وعلیکم اسلام
”حیدر: ”رانما.. وہاں.. وہ

رانما کو حیدر کی آواز سن کر محسوس ہوتا ہے کہ وہ بھت پریشان ہے اور
... کچھ بولنا چاہتے ہوئے سبھی بول نہیں پا رہا

”رانما: ”کیا بات ہے؟؟ سب ٹھیک تو ہے ناں
”حیدر پریشان لہجے میں: ”پری وہاں آئی ہے کیا؟

رائنما: ”ہاں.. ابھی دو گھنٹے پہلے ہی آئی ہے... پر تم اتنا پریشان ہو کر کیوں
”پوچھ رہے ہو... پری کے بارے میں

وہاں دوسری طراحیدر پری کا جواب سن کر اطمینان پاتا ہے... اس کے
”منہ سے نیکلتا ہے: ”شکر ہے خدا کا... میری توجان ہی نیکل گی ستمھی

”رائنما اس کی بات سن الجھ کر: ”تم ایسا کیوں بول رہے ہو؟؟

پھر حیدر غصے اور سخت لہجے سے: ”کل رات ہماری چھوٹی سی بات پر بحث
ہوئی تھی... جس پر پری بغیر مجھے بتائے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کراچی آ گئی
”... صبح سے انھیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا ہوں

”رائما: ”اچھا... ٹھیک ہے میں اس سے پوچھتی ہوں

اس پر حیدر: ”اس سے کہیں جس طرح گئی ہے اسی طرح لوٹ آئے۔
... ورنہ مجھے مجبوراً کوئی سخت فیصلہ لینا پڑے گا

رائما: ”ایسا مت بولو... ابھی چھوٹی ہے اس لیے اس سے غلطیاں ہو جاتی
ہیں... میں بات کرتی ہوں ناں اس سے“ اس پر حیدر بڑے دوکھ سے
کہتا ہے: ”میں یہ کہنا تو نہیں چاہتا مگر کھے بغیر رہ بھی نہیں پارھا کے وہ
بلکل آپ کی بھن نہیں لگتی... آپ کا رہن سہن آپ کی عادات و
خیالات آپ کا بات کرنے کا انداز آپ کا نظریہ زندگی آپ کی خوبیاں
حسن سادگی اعلیٰ تعلیم بڑوں کا عزت و احترام کرنا صبر و برداشت کا مجسمہ
ہونا... ان میں سے صرف ایک ایک خوبی بھی پری میں ہوتی تو آج یہ

”سب نہ ہوتا

رامناحیدر کی ساری باتیں سنیں کے بعد بڑے غصے سے پری کے پاس آتی
ہے.. پری ایاں کے ساتھ کمرے میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی... رامنا کی
والدہ... رامنا کو ایاں کے کمرے میں غصے میں جاتا دیکھ غلط فہمی کا شکار
ہو جاتی ہیں.. کے ضرور ایاں نے کوئی غلطی کی ہوگی... جس پر رامنا سے
ڈانٹنے جا رہی ہے.. تو وہ ایاں کو بچانے کی نیت سے خود بھی رامنا کے پیچھے
... پیچھے کمرے میں چلی آتی ہیں

رامنا پری سے مخاطب ہو کر غصے سے: ”کون لے کر آیا ہے تمہیں
“یہاں؟؟“

اس پر پری جھوٹ بولتے ہوئے: ”بتایا تو تھا کہ حیدر نے میری فلائٹ
“کروادی تھی... پھر میں خود آگئی“

پری رانما کی آنکھوں سے سمجھ جاتی ہے کہ ضرور کوئی بات ہوئی ہے

رانما دونوں ہاتھ فولٹ کر کے: ”اُو... تو اب تم جھوٹ بولنا بھی سیکھ گئی
“ہو

اس پر پری رانما سے آنکھیں چوراتے ہوئے: ”نہیں... رانما... میں
جھوٹ نہیں بول رہی“ کھ کر کھڑی ہو کر کمرے سے جانے لگتی ہے

“رانما: ”پری... بس کر دو... مجھے سب پتا چل گیا ہے
“رانما کی والدہ: ”کیا پتا چل گیا ہے تمہیں؟؟“

رائنما: ”بھی کے یہ بھاں حیدر سے ناراض ہو کر... بغیر اسے بتائے چلی آئی
ہے“

اس پر والدہ پریشان ہو کر سر پکڑتے ہوئے: ”یا خدا... یا خدا... یہ کیا کیا
پری تم نے؟؟؟“

پری غصے میں: ”تو اور کیا کرتی میں؟؟؟... وہ شخص خود بھی پاگل ہے ہر
وقت اس پر دیوانا پن غالب رہتا ہے اور مجھے بھی کر دے گا“

اس پر راینما: ”تمہیں شرم نہیں آرہی اپنے شوہر کے بارے میں ایسے
گندے الفاظ کہتے ہوئے“

”پری اکڑ کر: ”نہیں آرہی... جو جیسا ہے... اسے ویسا ہی بولو گی“

والدہ: ”اب رانما تم ہی اسے سمجھاؤ... میں تو تھک گئی آسے سمجھا سمجھا کر... مگر مجال ہے اس کے دماغ میں میری ایک بات بھی بیٹھی ہو... اپنی خوشیوں کی خود ہی دشمن بن بیٹھی ہے یہ لڑکی... ارے لڑکیاں تو اپنے شوہروں کے جوتے تک کھانا برداشت کر لیتی ہیں... مگر اس کا دماغ تو آسمانوں سے باتیں کر رہا ہے... سمجھاؤ اس کو... نصیبوں سے ملتے ہیں ایسے سسرال... جہاں نہ ساس ہونہ نندیں... خدا نے عیش کی زندگی “نصیب فرمائی ہے مگر قدر ہی نہیں ہے اسے... کھ کر غصے سے چلی جاتی ہیں

پری: ”عیش کی زندگی؟؟؟... خدا جانے کیسے عیش کی زندگی سمجھتی ہیں “یہ... جا کر رہیں میری جگہ تو پتا چلے کے کتنا مشکل ہے سب کچھ

“رانما: ”میں بھی تو سنو... ایسا کیا مشکل ہے تمہاری زندگی میں

“...پری: ”تم نہیں سمجھو گی.. کوئی نہیں سمجھ سکتا
راٹما ہمدردی سے: ”ایسا کیا ہے جو میں نہیں سمجھ سکتی... مجھے بتاؤ تو صحیح
“

اس پر پری اپنی آپ بتی سناتے ہوئے: ”تمہیں کیا پتا کے کسی خاموش
شخص کے ساتھ رہنا کتنا مشکل ہے... زندگی کتنی مشکل ترین لگنے لگتی
“ ہے جب آپ کا ہم سفر آپ میں کسی اور کو تلاش کرے۔

“راٹما: ”کیا مطلب؟؟

پری: ”وہ کسی اور سے پیار کرتا ہے... اور وہ چاہتا ہے.. میں بالکل اس
لڑکی کی طرح بن کر رہوں... جیسے وہ رہتی تھی... ایسا لگتا ہے جیسے ہر

وقت اس کی نظریں اس کو مجھ میں ڈھونڈتی ہوں... میں پورے خاندان
..... کی سب سے خوبصورت لڑکی ہوں یہ سب کہتے ہیں

ہر کوئی میرے حسن و جمال کی تعریف کرتا ہے... اور

وہ حیدر میرا شوہر ہو کر میری تعریف کرنا تو دور... میری طرف دیکھتا تک
نہیں... اوپر سے غصہ تو اتنا کرتا ہے کہ بس.... اس آیا... بی۔ جانی کے
”سامنے جب دیکھو مجھے ڈانٹتا رہتا ہے

اس پر رانما بڑی حیرت والے انداز سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے: ”
تمہارے لیے تکلیف دینے والی بات کیا ہے ان میں سے؟؟... مجھے تو کوئی
بات اتنی بری نہیں لگ رہی... اگر وہ کسی اور سے پیار کرتا تھا تو اس میں
کون سی بڑی بات ہے.. ہمارے پاکستان میں ہر گلی کے کونے پر ایک
عاشق اور تقریباً ہر گھر کی چھت پر ایک لیلیا بیٹھی ہے... دنیا کا ہر لڑکا عام
ذہنیت والے کی بات کر رہی ہوں.. جیسے ہی جوانی کے دور میں قدم

رکھتا ہے پیار و عشق کے چکر میں پڑھی جاتا ہے.... اس میں ایسی کون سی
نئی بات ہے.. دوسری بات تم نے کھا کے وہ تم میں اسے تلاش کرتا
ہے... تو اس بات پر تو تمہیں شکر ادا کرنا چاہیے... کے وہ امید رکھتا ہے
کے تم اس کی محبوبہ جیسی بن سکتی ہو... اور میں تو مشورہ بھی بھی دو گی کے
”بن جاؤ.... تم بھی خوش رہو گی اور وہ بھی

”پری: ”تم چاہتی ہو میں اس کی محبوبہ جیسی بن جاؤں؟

رائما: ”ہاں... اور ہاں.. تم نے کھا... تمہاری خوبصورتی کا طوطا بولتا
ہے سب جگہ پر وہ بھی... جو تعریف نہیں کرتا... تو یاد رکھو میری
جان.... یہ مرد زاداتی آسانی سے عورت کے بس میں نہیں
آجاتی... بہت جتن کرنے پڑتے ہیں... ہر لڑکا خوبصورتی کو ایک بھی
چیز گورے رنگ پر خوبصورتی کا آؤٹ نہیں دیتا... سمجھیں... ہر آدمی

الگ الگ سوچ کر دارِ نظریے اور جذبات کا مالک ہوتا ہے... ہو سکتا ہے
.... حیدر کو جو لڑکی چاہیے وہ تم نہیں بن پارہی ہو
اس نے مجھے بتایا کہ تم بی۔ جانی
”.. سے بد تمیزی کرتی ہو“

”اس پر پری: ”تو وہ تمہیں میری شکایت لگا رہا ہے

رائنما: ”وہ شکایت نہیں لگا رہا.. وہ خود تمہیں سمجھا نہیں سکا اس لیے اس
”نے مجھ سے کھاتا کے میں تمہیں سمجھا دوں

پری: ”وہ چاہتا ہے کہ میں ایک آیا کو عزت دوں... تمہیں پتا ہے اگر
میرے حیدر کے درمیان کوئی دیوار ہے تو وہ بی۔ جانی ہی ہیں... میری
ایک ایک بات حیدر کو لگا دیتیں ہیں... چغلی کرتی ہیں وہ میری... میں

اور حیدر بات کر رہے ہوں تو بیچ میں کود پڑتی ہیں... اور انھیں کچھ کھ دو تو حیدر کا منہ پھول جاتا ہے مارے غصے کے... کے تم نے میری بی۔ جانی کے ساتھ بد تمیزی کیسے کی... اگر وہ میاں بیوی کے معاملات میں بولیں گی تو ”میں چپ چاپ ہو کر بولنے دوں انھیں... تم بھی چاہتی ہو

رائما: ”وہ تمہارے لیے صرف معمولی سی آیا ہیں.. پر تم نے کبھی خود کو حیدر کی جگہ رکھ کے سوچا ہے.. بولو... اس کے لیے تو وہ سب کچھ ہیں... اس کی ماں اس کا باپ اس کی بھن اس کا بھائی... وہ اتنے سالوں سے اکیلا رہ رہا ہے ان کے ساتھ... بہت محبت و احترام ہے بی۔ جانی کا اس کی نظر میں... تمہیں پتا ہے تم بچی ہو جو انھیں اپنے اور حیدر کے بیچ دیوار سمجھ رہی ہو.. اگر تمہاری جگہ کوئی ہوشیار لڑکی ہوتی تو سمجھ جاتی کے... حیدر کے دل کی چابی ہیں بی۔ جانی

اگر تم ان کی عزت کرو... ان کے کھنے پر

چلو... انھیں آیا انھیں حیدر کی ماں سمجھو... تو دیکھنا حیدر تم سے کتنا متاثر
ہو جائے گا... اگر تم بی۔ جانی کو اپنی سائٹ کر لیتی ہو تو راج کرو گی تم
.. اپنی سسرال پر بھی اور حیدر کے دل پر بھی... یاد رکھنا پری خوبصورتی
وہی جو پیا من بھائے... ورنہ یہ خوبصورتی کس کام کی، کھ کر پری کو
.... سوچنے کے لیے اکیلا چھوڑ جاتی ہے

رات کو سب بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہوتے ہیں... کے ایاں بولتا ہے
: ”بڑی دادی مجھے چاچو کی بھت یاد آرہی ہے... وہ اپنے نئے گھر سے
“واپس کب آئیں گے؟؟

اس بات پر رائنما کے دل میں ہل چل سی مچ جاتی ہے
“عر تیج: ”ایاں کھانا کھاؤ

”ایان: ”امی کھاتو رہا ہوں

اس پر ایان کے دادا کہتے ہیں: ”میں تمہارے چاچو سے بات کروں گا اور
”بتاؤں گا انھیں کے ایان بھت یاد کر رہا ہے

ایان: ”ٹھیک ہے دادا جان“ پھر وہ رائما کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے: ”
”رائما پھوپھو جب سے آپ آئیں تب سے ہی چاچو گھر نہیں آئے
اس پر جواد سخت لہجے میں ایان سے: ”ایان پھوپھو سے ایسے بات کرتے
”ہیں.. معافی مانگو پھوپھو سے

”ایان بڑا بھولہ سہ چہرہ بنا کر: ”معاف کریں پھوپھو

رائمنا نظریں جھکا کر: ”کوئی بات نہیں“ وہ شرمندہ ہوگی سستی ایان کی بات پر.. کھانا کھانے کے بعد وہ پورا کچن صاف کرتی ہے.. اور پھر کام ختم کر کے لان میں جا کر اکیلے بیٹھ جاتی ہے

دوسری طرف عرتیج جواد سے: ”تم نے ایان کو رائمنا کی وجہ سے کیوں
”ڈانٹا؟؟؟“

”جواد: ”اگر غلط بات کرے گا تو ڈانٹ تو کھائے گا“

عرتیج اپنی الماری سے کپڑے نیکالتے ہوئے: ”کوئی غلط بات نہیں کی تھی
ایان نے... جواد سے نظر آ رہا ہے وہی تو کھ رہا ہے وہ... پلیز جواد ایان
... کو بات بات پر مت ڈانٹا کرو... اس طرح اس کا حوصلہ پست ہوگا
”نہیں رہے گا اس کے اندر confidence

”جواد: ”اگر وہ غلطی کرے گا تو میں اسے ضرور سمجھاؤ گا

عرتیج کپڑے چھوڑ کر اس کے پاس آکر بیٹھ جاتی ہے اور پوچھتی ہے: ”
”آپ نے بات کی داد اسے؟؟

جواد: ”نہیں“ کھ کر کھڑا ہو جاتا ہے صوفے سے اور بیڈ پر آکر سیدھے
لیٹ جاتا ہے... عرتیج بھی اسی کے پیچھے کھڑے ہو کر آتی ہے جہاں وہ لیٹا
ہوا تھا اسی سائٹ آکر اس کے ہاتھ کے پاس بیٹھ جاتی ہے: ”تو کب کرو
”گے بات؟؟

”جواد: ”یار صمت نہیں ہوتی میری

عرتچ: ”اگر وہ جعفر کو ایک گھر دلا سکتے ہیں تو ہمیں کیوں نہیں... مجھے
،، نہیں پتا تم بس بات کرو.. وہ بھی جلدی

،،جواد: ”روک جاؤ... موقع دیکھ کر بات کروگا

،، رانما کی امی اس کے پاس آکر بیٹھتی ہیں ”تم سو نہیں رہی؟؟؟

،، رانما: ”مجھے نیند نہیں آرہی

،،... امی مسکراتے ہوئے: ”مجھے بھی نہیں آرہی تھی

،، رانما: ”اچھا ہواناں کے پری چلی گئی

امی: ”ہاں خدا کا شکر ہے... میں تو اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی.. پر وہ
سمجھتی ہی نہیں تھی... شکر ہے تمہاری باتیں سمجھ آ گئیں ہیں اس
کے.. اب تو بھی دعا ہے کہ جو وہ عزم لے کر نیکی ہے اسے پورا کر پائے
“... اور خوشی خوشی اپنے گھر میں رہے
“راہنما: ”میری بھی دعا ہے

امی: ”میری ایک اور دعا ہے... خدا تمہیں بھی اسد کے ساتھ خوش
رکھے... بیٹا تم ساری پورانی باتیں بھول جاؤ... اور اپنی نئی زندگی کی
“شروع و عوات کرو

“راہنما: ”امی کھنا بھت آسان ہے اور کرنا بھت مشکل

امی: ”مشکل کچھ نہیں ہے.. ورنہ مجھے بتاؤ اپنی پریشانی... دیکھنا میں کیسے
“اسے آسان کر دو گی

رائنماں کی بات پر حیران ہو کر: ”کیا واقعی امی آپ سب آسان کر سکتی
“ہیں

امی: ”ہاں بیٹا... ایک بار اپنی ماں سے کھ کر تو دیکھو

رائنماں اپنی ماں کے کندھے پر سر رکھ کر: ”سمجھ نہیں آتا کہ کیا چاہتی
ہوں.. پھلے جب مامی کے گھر تھی.. تو مجھے بے چینی سی لگی رہتی تھی
... مجھے لگا وہ بے چینی آپ لوگوں کی وجہ سے ہے... پر اب جب میں آپ
سب کے پاس آ گئی ہوں تب بھی میرا دل بھت بے چین رہتا ہے.. میرا
دل میری نہیں سنتا امی... جب میں آفس میں ہوتی ہوں... چوری چوری

نظروں سے میں آج بھی اسے دیکھتی ہوں... مجھے خود نہیں پتا تھا کہ میں
اس سے.... اس قدر محبت کرتی ہوں... ”کھ کر اپنی آنکھوں میں آنے
والے آنسو صاف کرنے لگتی تھی... اس کی نگاہوں میں جعفر کا چہرہ
.... گھوم رہا تھا

امی اس کے رخسار پر بڑے پیار سے ہاتھ کی ہتیلی رکھتے ہوئے: ”بیٹا دل
پر تو کسی کا زور نہیں چلتا.. پر ایک بات بتاؤں... محبت کرنا گناہ
نہیں... اگر تم اس سے محبت کرتی ہو تو اسے اپنے دل کے کسی کونے میں
چھپالو... کسی سے کبھی کوئی شکوہ و شکایت مت کرو... اور اپنے تمام
فرائض پورے کرو... اچھی بیوی بیٹی بھو بھن بن کر... اور اگر تم اپنی سار
ی ذمہ داریاں اچھی طرح نبھاتے نبھاتے مر جاؤ گی... تو مجھے یقین ہے تم
... شہادت کا رتبہ پاؤ گی

رامنا: ”دُفنا تو چکی ہوں... پر ماتم کرنا نہیں چھوڑ پارھی... آپ کو پتا ہے
میں نے کبھی جعفر تک کو پتا نہیں چلنے دیا تھا کہ میرے دل میں کیا ہے
... پر تائی امی دادی دادا نے میری محبت کا مذاق بنا دیا... انھوں نے اپنے
اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا میرا... اور میری محبت کا... دادی نے تو
زبردستی مجھ سے بلوایا کہ میں کھوں جعفر سے کہ میں اس سے محبت کرتی
ہوں... جسکے میرا نکاح ہو چکا تھا... یہ سب دادی نے کروایا تھا امی... وہ
بہت خود غرض ہیں...“ پھر وہ روتے ہوئے اپنی ماں سے: ”پہلے مجھے
تنہا کر دیا تھا... اب اسے کر دیا ہے امی.. آپ کو پتا ہے اکثر وہ ناشتہ کر کے
نہیں آتا.. آفس میں.. بھوکا رہتا ہے وہ پورے دن... بس کام کرتا رہتا
...“

... مجھے بہت دکھ ہوتا ہے اس کے لیے

امی: ”تم فکر مت کرو... جعفر کی ماں بھت جلدی اس کی شادی بھت
خوبصورت لڑکی سے کروادے گی... پھر وہ بھول جائے گا یہ سب... اس
”لیے ماں ہونے کے ناطے سمجھا رہی ہوں بھول جاؤ اسے

رائما نہایت بھولا پن اور اپنایت و محبت سے: ”میں بھی تو یہی چاہتی ہو کے
تائی امی اس کی شادی بڑی خوبصورت لڑکی سے کروادیں تاکہ ان کا ارمان
پورا ہو جائے... ویسے خوبصورتی ان کی نظر میں وہ چیز ہے جو میرے پاس
”نہیں ہے... اور نہ کبھی ہو سکتی ہے

امی بڑی محبت و شفقت سے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر: ”
میرے لیے تو تم پھلے بھی خوبصورت تھیں.. لیکن اب... میں بتا نہیں
سکتی کتنی حسین و جمیل ہو... پورے خاندان کی سب سے خوبصورت
”.. لڑکی ہو تم اب... اس لیے تو اب سب تم سے اور جلنے لگیں ہیں

رائٹماٹرنریہ مسکراتے ہوئے: ”لوگوں کی سمجھ نہیں آتی امی.. پھلے کالے
رنگ کے پیچھے پڑے تھے اب اس سفید رنگ کے پڑھ گے تھیں... عمیرا
تائی جب بھی مجھے دیکھتی ہیں کھتی ہیں کے انجکیشن کی گوری
ھے... اس میں کیا خوبصورتی ھے... قدرتی گورا ہونا اصل خوبصورتی
“... ہوتی ھے.. انجکیشنوں کا گورا ہونا کیا کمال ھے

امی: ”ارے میری جان... وہ صرف جل رہی ہیں... انھیں اب تمھیں
نیچا دیکھانے کا موقع نہیں مل پارھا... تو اپنے دل کا غبار اس طرح نیکال
رہی ہیں... اتنی توجہ نہ دیا کرو ان جیسے لوگوں کی باتوں کو... دل چھوٹا
مت کرو... تمھیں تو خدا نے اتنا اچھا نصیب دیا ھے... کتنا خوبصورت
“ شوھر ھے تمھارا

اس پر رانما داس ہوتے ہوئے: ”اسی بات کا تو دوکھ ہے کہ وہ پورے
خاندان کا سب سے خوبصورت لڑکا ہے... ہر کوئی اسے دیکھ اش اش کرتا
ہے... اس کے بال گھنے چمکدار کالے سیاہ ہیں ہوا میں لہراتے ہوئے اس
قدر حسین لگتے ہیں... اس کی آنکھیں ہلکے نیلے رنگ کی.. جیسے پورے
آسمان کی خوبصورتی صرف اس کی آنکھوں میں سماء گی تھو... جو اس کے
حسن کو دوبالا کر دیتی ہیں... اس کی ناک کھڑی چونچ والی... اس کے
ہونٹ ایسے جیسے شاعر اپنی شاعری میں اپنی محبوبہ کے لیے کہتا
ہے.. گلاب کی پنکھڑی جیسے ہونٹ....“ کہ کر حسرت سے مسکرا نے لگتی
ہے: ”اس کا رنگ دودھ کی طرح سفید... قد لمبا.. پری کے منہ سے سنا
ہیں.. روز صبح ورزش کرتا ہے... جو اسے دیکھے packs تھا اس کے 6
مرمیٹے... اس قدر حسین ہے وہ... پر اس کا نصیب میرے نصیب سے
بلکل الٹا ہے“ کہ کر اپنی بے بسی پر ہستے ہوئے: ”اسے پورے خاندان کی
“بطور بیوی... سب سے بد صورت لڑکی ملی ہے

“امی: ”اتنی اتنی باتوں سے فرق نہیں پڑتا

رائما: ”امی یہ اتنی سی بات نہیں ہے... جب میں دولہن بن کر اسٹیج پر بیٹھجی گی اس کے ساتھ.. تو ہر شخص کے منہ پر بھی بات ہوگی کے دولہا حسن و جمال کا مجسمہ ہے اور دولہن بلکل اس کی الٹ ہے... ہسکے لوگ ہماری جوڑی پر... اور کچھ لوگ تو اتنے منہ پھٹ ہوتے ہیں کے شاید وہ “میرے منہ پر ہی بول کر جائیں

امی مسکراتے ہوئے: ”ایسا کیوں سوچتی ہو تم؟؟... اگر وہ بھت خوبصورت ہے... تو تم بھی کچھ کم نہیں ہو... کالے رنگ سے جو تمہارے دوسرے نقوش چھپ گئے تھے وہ اس گورے رنگ نے ابھار دیے تھیں... تم بلا کی حسین ہو رائما... میں تو بس انتظار کر رہی ہوں اس

لمحہ کا جب اسد تمھیں دیکھے گا... مجھے یقین ہے وہ ناز کرے گا اپنی قسمت پر....“

“راٹما بھت اداس ہو کر: ”اس کے لیے یہ نکاح مجبوری ہے فقط امی: ”یہ تمھاری اور اس کی سوچ ہے... نکاح ہوا بھلے ہی مجبوری میں ہو... پر یہ احساس نکاح انسان کو ایک نئی ڈور میں باندھ دیتا ہے.. تمھاری زندگی اس کے ارد گرد ہی طواف کرے گی اور اس کی تمھارے ارد گرد... تم چاہو یا نہ چاہو... نکاح کے بعد میاں بیوی کے دل میں محبت خدا ڈالتا ہے.... تمھیں تو صرف اس کے دل میں اپنی ڈلی ہوئی محبت کو جگانا ہے.. تم اس کی خدمت کرنا... اس کے سارے کام خود اپنے ہاتھوں سے کرنا... اسے اپنی اتنی عادت ڈال دینا کہ تمھارے بغیر ایک لمحہ بھی نہ رہ سکے... اس کی عزت کرنا... اس کے ہر فیصلے کے آگے سر جھکانا

...دیکھنا زندگی خود بہ خود آسان ہوتی چلی جائے گی.... وہ کب تم سے
”محبت کرنے لگے گا اسے بھی خبر نہ ہوگی

”راہنما یہ سن مسکراتے ہوئے: ”واقعی؟؟؟“

..امی: ”ہاں میری جان... واقعی“ وہ اثبات میں سر ہلاتی ہیں

دن گزرتے ہیں... ماہ گزرتے ہیں.. اور دیکھتے ہی دیکھتے اسد اپنی
ڈگری لے کر اپنے گھر لوٹ آتا ہے.. تھوڑے دنوں بعد راہنما کی ساس
اسد سے کھتی ہے کہ وہ اب ٹھیک وقت سمجھتی ہیں کہ وہ اپنی بھو کو
... ہمیشہ کے لیے اپنے گھر لے آئیں.. لیکن اسد صاف منع کر دیتا ہے

وقت گزر رہا تھا.. اور جتنے منہ اتنی باتیں شروع ہو چکی تھیں... راہنما کی
دادی.. راہنما کی والدہ سے کھتی ہیں کہ وہ اپنے بھائی سے معلوم کرے

کے رخصتی کب لیں گے... رانما ساری باتیں سن لیتی ہے.. رانما کی والدہ
بھی پریشان ہو کر کھتی ہیں کہ وہ تین چار بار بات کر چکی ہیں مگر بھابھی
... بھائی کوئی جواب نہیں دیتے

رانما یہ سن کر اپنے کمرے میں آکر ڈائری میں لکھتی ہے: ”مجھے لگ رہا
ہے شاید اس درخصتی لینا ہی نہیں چاہتا.. مگر اب کیوں؟؟ اب تو میں کالی
نہیں ہوں... ایک بار دیکھے تو صحیح مجھے.. پھر فیصلہ کرے... وہ تو مجھے
بغیر دیکھے ہی ریجیکٹ کر رہا ہے... کیا مامی نے اسے بتایا نہیں میرے
بارے میں.. کے میں اب بدل گئی ہوں... کیا وہ ایک موقع نہیں دے
سکتا ہماری شادی کو... کیا میں اسے اتنی ناپسند ہوں؟؟ پر
کیوں؟؟؟ اب تو سب کھنے لگیں ہیں کہ وہ رخصتی لے گا ہی نہیں

...

مجھے بھت دوکھ ہوتا

ھے... اب اسے اور اس کی والدہ کو میری ضرورت نہیں ھے تو مجھے چھوڑ

... رہا ھے.. جیسا رشاء نے کھا تھا

پر میرا دل چاہتا ھے اس کے پاس جاؤں.. اور

پوچھوں.. کیوں کر رہے ھو میرے ساتھ ایسا اسد... کیوں؟؟؟...“ پھر

وہ ڈائری بند کر کے باہر لان میں جا کر چاند دیکھنے لگتی ھے... اس کی

آنکھوں میں آنسو آجاتے ھیں.. وہ اداس ہو کر کہتی ھے

اسد آ جاؤ ناں پلیز... مجھے بچا لو لوگوں کے

“... طعنوں سے.. اسد آ جاؤ

... ایک سال گزرنے کے بعد

اسد اسپتال سے جا رہا تھا کہ وہ ریسپشن پر امرین کو دیکھتا ہے... امرین
(رائما کی سھیلی).. اسد اس سے بات کرتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ اس کی
والدہ کی دل کی سرجری ہوئی ہے.. اسی اسپتال میں... وہ ڈاکٹر کا نام معلوم
کرتا ہے جس نے سرجری کی ہے... امرین بتاتی ہے ڈاکٹر وقار نے کی ہے
اس کی والدہ کی سرجری... اسد ڈاکٹر وقار کو اچھی طرح جانتا تھا.. تو وہ
امرین کو تسلی دیتا ہے کہ وہ فکر نہ کرے ڈاکٹر وقار بھت زبردست ڈاکٹر
ہیں.. امرین پریشان تھی وہ اسد سے کہتی ہے اس کی ماں ابھی تک ہوش
میں نہیں آئی ہے.. ایک بار اگر وہ چل کر دیکھ لے... اسد امرین کی خاطر
... اس کی والدہ کا چیکپ کرنے اس کے ساتھ چلا جاتا ہے

دوسرے دن اسد اسپتال سے نکلے ہوئے چابی نیکالنے کے لیے جیسے ہی
جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے وہ دیکھتا ہے اس کی جیب میں چابی نہیں ہے... ”
او۔ نو... چابی کہاں بھول گیا میں.. شاید آفس میں.. اب واپس جانا پڑے

گا.. ایک تو پھلے ہی اتنی دیر ہو رہی تھی.. امی انتظار کر رہی ہوں گی
کھانے پر..“ کھ کر واپس اسپتال میں داخل ہوتا ہے... جب وہ دل کے
واٹ کے پاس سے گزر رہا تھا.. تو وہاں کچھ ڈاکٹروں اور کام کرنے والے
اسٹاف کو عورتوں کے واٹ کے سامنے باتیں کرتا سن رہا تھا.. ان میں
”سے ایک کہتا ہے: ”بلا کی حسین ہے یہ لڑکی

بس اسد کا یہ سننا تھا کہ اس کے پاؤں رک گئے تھے... یہ وہی الفاظ تھے
جو اس کی ماں رانما کی تعریف کرتے ہوئے بولتی تھی.. اسے یاد آتی تھی
.. اپنی ماں سے آخری بار کی ہوئی لڑائی

اسد کی والدہ: ”تم کیوں راضی نہیں ہو رہے رخصتی کے لیے؟؟؟“
تمہاری پھوپھو بار بار بول رہی تھیں مجھ سے اور تمہارے ڈیڈ سے... آخر
”تم کیوں کر رہے ہو ایسا؟؟“

”اسد: ”مجھے کوئی انٹرس نہیں ہے اس میں

والدہ: ”کیا مطلب؟؟؟ بیوی ہے تمہاری.. کیار خستی کر کے لانے کا کوئی
”ارادہ نہیں ہے تمہارا؟؟؟

”اسد: ”ابھی تو واقعی نہیں چاہتا

والدہ: ”پر کیوں؟؟؟“ وہ اسد کے جواب دینے کا انتظار کرتی ہیں.. جب
دیکھتی ہیں کہ وہ سوال سن کر بھی نظر انداز کر چکا ہے.. اور بیٹھ کر
موبائل میں گیم کھیلنے لگ گیا ہے تو خود ہی اندازہ لگاتے ہوئے: ”کیا تم“
کہتے ہوئے ڈر رہی تھیں کہیں وہ ہاں نہ کر دے: ”کیا تم طلاق“ ابھی وہ
بول رہی تھی ڈرتے ڈرتے.. کہ اسد غصے سے کھڑے ہو کر: ”بس
کریں امی.. فالتوہ اندازے لگانا... میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں.. یہاں
لان میں بیٹھو گا تو آپ مجھے سکون سے بیٹھنے تو نہیں دیں گی“ کہہ کر اٹھ کر

اپنے کمرے کی جانب چل پڑتا ہے... وہ پیچھے پیچھے آرہی تھیں اسد اسد
... کرتے ہوئے۔

امی: ”ایک بار دیکھ تو لو اسے... دل بدل جائے گا... ستمھارا... یقین
... مانو... بلا کی حسین ہے وہ

اسدیہ سن کر رک جاتا ہے اور پلٹ کر اپنی ماں کو دیکھ کر: ”مجھے پتا ہے وہ
کیسی دیکھتی ہے... تو جھوٹی تعریفیں بند کریں... میں نے کھاناں... مجھ
سے اس بارے میں کوئی بات مت کریں اور نہ کوئی سوال
{ پوچھیں... پلیز، “کھ کر اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے

اسد اپنے دل میں: ”میں بھی تو دیکھوں... یہ بلا کے حسین لوگ دیکھتے
کیسے ہیں،“ سوچ کر وہ نرس سے امرین کی والدہ کی فائل لے کر اس کی

والدہ کے پاس جاتا ہے.. کیونکہ امرین کی والدہ اسی واٹ میں تھیں جس
.. میں وہ لڑکی تھی

“... نرس: ”ڈاکٹر وقار نے چیک کر لیا ہے
اسد: ”ہاں مجھے پتا ہے.. مگر یہ میری فیملی ممبر کی طرح ہیں تو میں جانے
“... سے پھلے خود پر سنلی چیک کرنا چاہتا ہوں
“نرس: ”او۔ کے ڈاکٹر اسد

اسد واٹ میں داخل ہوتا ہے تو اسے کوئی خاص لڑکی نظر نہیں
آتی... سوائے ایک لڑکی کے جو کرسی پر بیٹھی تھی پر اپنا منہ امرین کی والدہ
کے بیٹ پر رکھ کر سو رہی تھی... اس کا چہرہ اس نے جھکار کھا تھا اس
لیے... اسد سمجھتا ہے شاید وہ امرین ہے جو سو رہی ہے... وہ اس کی ماں
کا چیک اپ کر کے جانے لگتا ہے.. کے وہاں موجود ایک اور پیشند خاتون

اسد سے کھتی ہیں: ”ڈاکڑ اس لڑکی کو چیک کر لیں.. جب سے آئی ہے...
“ایسے ہی منہ نیچے کیے بیٹھی بیٹھی سو رہی ہے

اسدیہ سن کر: ”اچھا.. میں دیکھ لیتا ہوں“.. وہ اس لڑکی کے پاس جا کر: ”
“امرین اٹھو... طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟؟

وہ اسے پھلے تو صرف آواز لگا کر اٹھانے کی کوشش کرتا ہے.. پر جب وہ
محسوس کرتا ہے کہ شاید واقعی وہ لڑکی ہل نہیں رہی... وہ نرس سے کہتا
ہے چیک کرنے کے لیے.. نرس اس لڑکی کو ہلاتی ہے تو وہ اپنا چہرہ اٹھاتی
ہے.. اسد کی اسے دیکھتے ہی آنکھیں شوکت کے مارے بڑی ہو جاتی
ہیں.... وہ لڑکی نہایت حسین تھی... اس کے منہ سے بے ساختہ نکلتا
...“ ہے: ”رامنا

لیقن

“نرس: ”ڈاکٹر اسدا سے تو بھت تیز بخار ہے

اسدا نرس کی بات سن پریشان ہو کر: ”کیا؟“ وہ فوراً اس لڑکی کے پاس آ کر
“... اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر: ”اس کو تو واقعی بھت تیز بخار ہے

وہ اس قدر تیز بخار میں تھی کہ وہ اسدا کو ٹھیک طرح دیکھ بھی نہیں پارھی
تھی... لیکن اسدا کی جان نکل گئی تھی رات کو اس قدر بخار میں پیتا ہوا دیکھ..

وہ کسی کا خیال نہیں کرتا اور فوراً اسے اپنی باہوں میں بھر کر اٹھا لیتا
ہے... اور فوراً اسے اپنے روم میں لے جاتا ہے.. وہاں جا کر اسے صوفے

پر لیٹاتا ہے.. نرس ڈاکٹر اسدا کے پیچھے پیچھے آتی ہے... اسدا سے فوراً دوائی

دیتا ہے اور اس کے انجکشن لگاتا ہے پھر نرس سے کہتا ہے اس کا خیال

رکھیں میں پیپس ماں رکھنے کے لیے پانی لے کر آتا ہوں.... اسدا سے لیٹا

کر جانے لگتا ہے... تو رانما اس کا ہاتھ پکڑ کر بخار میں پتی ہوئی حالات میں
،،کھتی ہے: ”آ جاؤ اسد.. پلیز... آ جاؤ

اسد یہ سن بھت حیران ہوتا ہے.. وہ نرس بھی اسد کو دیکھنے لگتی ہے: ”یہ
،،کون ہے ڈاکٹر اسد؟؟

اسد تھوڑی سی دیر خاموش رہتا ہے.. پھر رانما کو دیکھ کر: ”بیوی ہے
،، میری

نرس یہ سن کر رش کرتے ہوئے: ”واقعی یہ خوبصورت سی لڑکی آپ کی
،،بیوی ہے؟؟

اسد نرس کے لہجے میں حیرت دیکھ مسکراتا ہے.. پھر اس کے ہاتھ سے اپنا
.. ہاتھ پیار سے چھڑا کر: ”میں ابھی آتا ہوں،“ کہہ کر چلا جاتا ہے

وہ رائٹما کے برابر میں کرسی لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور اس کی پٹیاں کرتا رہتا
... ہے.. پھر اس کی والدہ کا فون آتا ہے

اس کی والدہ انتظار کر رہی تھیں کھانے پر.. مگر اسد منع کر دیتا ہے..
والدہ: ”بارش شروع ہو گئی ہے..“ انھوں نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے
”باہر دیکھتے ہوئے کہا تو اسد: ”واقعی؟؟ بارش ہو رہی ہے؟“

والدہ: ”ہاں.. اندھیرا چھایا ہوا ہے باہر.. تم نے دیکھا نہیں...؟؟“
اسد: ”ہاں... تبھی تو میں اور زیادہ جلدی کر رہا تھا.. مگر پھر اچانک سے
”ایک پیشند آ گیا.. تو مجھے یہیں رکنا پڑے گا“

والدہ: ”اچھا چلو... ٹھیک ہے پر یاد سے کھانا کھا لینا

اسد: ”جی امی“ پھر کال کاٹتے ہوئے: ”باہر بارش ہو رہی ہے.. ہم
..“ پھر اٹھ کر کھڑکی کھول کر بارش دیکھنے لگتا ہے.. پھر رائیما کی جانب دیکھ
کر جو سب سے بے خبر سو رہی تھی.... کہتا ہے: ”ہماری پھلی بارش ہے
“... یہ.... نکاح کے بعد.... جو تم اور میں ساتھ ہیں

رائیما کو ہوش آتا ہے تو وہ خود کو ایک کمرے میں باتی ہے اس بات سے لاعلم
کے یہ کمرہ اسد کا ہے.. وہ فوراً اٹھ کر بیٹھتی ہے... اب وہ کافی بہتر محسوس
کر رہی تھی.. وہ اٹھ کر اپنا دوپٹا ٹھیک کرتی ہے.. اپنی سینڈل پھنتی ہے
.. اور اٹھ کر جانے ہی لگتی ہے کے کمرے میں نرس آ جاتی ہے

”نرس رائیما کو جاتا ہوا دیکھ: ”آپ جا رہی ہیں؟؟“

رائما: ”ہاں.. لیکن میں یہاں کیسے؟؟؟ مجھے یاد ہے میں تو امرین کی والدہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی... پھر میں یہاں کیسے آئی؟؟؟“ وہ پریشان تھی خود.. کو اس کمرے میں دیکھ

“نرس: ”وہ ڈاکٹر اسد آپ کو لیکر آئے تھے... آپ کو بھت تیز بخار تھا“
رائما حیران ہو کر: ”کیا ڈاکٹر اسد؟؟؟“

نرس: ”جی.. یہ انھی کا روم ہے.. اب آپ کی طبیعت کیسی ہے
.. بیچارے ڈاکٹر اسد سارا وقت آپ کی پٹیاں کرتے رہے.... جب تک
آپ کا بخار نہیں اترتا.. بس وہ ابھی تھوڑی دیر پھلے ہی ایک پیشند کو دیکھنے
گئے تھیں.. آپ کھیں تو میں انھیں بلا دوں؟؟؟“

رائما: ”نہیں ضرورت نہیں... بس انھیں میری طرف سے شکریہ کہہ
.. دیجیے گا“ کہہ کر چلی جاتی ہے

رائنما مرین کی والدہ کے پاس جاتی ہے تو دیکھتی ہے امرین وہاں موجود ہے وہ معافی مانگتی ہے کہ وہ اس کی والدہ کا خیال نہیں رہ سکی۔ مگر امرین اس سے کہتی ہے: ”فکر مت کرو... تمہاری جگہ تمہارے شوہر نے تمہاری ذمہ داری نبھالی ہے.. ڈاکٹر اسد نے ایک نرس کو ماما کے پاس بیٹھا دیا تھا.. اور مجھے تم نے بتایا کیوں نہیں کے تمہیں اتنا تیز بخار تھا.. میں کبھی تم سے نہ کہتی ماما کا خیال رکھنے کے لیے“

.. راینما بھت حیران ہوتی ہے یہ سب سن.. مگر وہ کچھ بولتی نہیں ہے

نرس بھاگتے ہوئے آکر راینما کو دیکھ سکون کا سانس لیتی ہے: ”شکر ہے آپ گیں سٹھیں.. ورنہ ڈاکٹر اسد مجھ پر بھت غصہ ہوتے.. چلیں آپ کو“
”ڈاکٹر بلارہے ہیں

رائنما اس کے ساتھ اسد کے روم میں آتی ہے.. اسد رائنما کو غصے سے دیکھتے
”ہوئے؟“ کھاں چلی گئیں سٹھیں تم اچانک؟؟

”رائنما: ”وہ امرین کی والدہ کے پاس
اسد غصے سے: ”جب تمہاری اپنی طبعیت ٹھیک نہیں تھی تو کیا ضرورت
تھی امرین کی والدہ کی ذمہ داری لینے کی... ذمہ داری تب لینا چاہیے۔
“.. جب نبھاسکو

رائنما اس کی بات سن طنزیہ مسکراتی ہے اور بڑا جتا کر اسی کی لائن دھراتی
ہے: ”ٹھیک کھا تم نے... ذمہ داری جب لینی چاہیے جب نبھاسکو... لیکن
یہ بات آپ کو زیادہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے... ڈاکٹر اسد“ کھ کر اسے
گھورتے ہوئے دیکھنے لگتی ہے جیسے اسے احساس دلارھی ہو کے وہ بھی اپنی
ذمہ داری سے بھاگ رہا ہے.. اس کی نگاہیں اسد کو چب رہی

تھیں.. ان میں بھت غصہ تھا اور شکوے شکایات... وہ منہ سے تو نہیں کہ
رہی تھی مگر آنکھوں ہی آنکھوں میں اسد کو بتاگی سستھی کے وہ بھی بھت
.... غصہ ہے اس پر

وہ غصے سے جانے لگتی ہے تو اسد دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے رکتا
ہے: ”رک جاؤ... پھلے چیک اپ کروالو.. پھر چلی جانا“ اس نے اب
آواز کو دیھمار کہہ کر التجائی انداز میں کھاتھا... نرس سب دیکھ رہی تھی
..... مگر سمجھ نہیں پارہی تھی کے چل کیا رہا ہے

اسد خود اس کا بخار چیک کرتا ہے.. پھر بلڈ پریشر... جب وہ اطمینان پاتا
.. ہے کے وہ ٹھیک ہے اب.. تو دوائی لکھ دیتا ہے کمزوری کی

اسد: ”تمہیں بخار کمزوری سے چڑا تھا.. خیال رکھا کرو اپنا.. میں نے
دوائیاں لکھ دی ہیں.. یاد سے روز لینا..“ اس کے لہجے سے ہی معلوم
ہو رہا تھا کہ وہ فکر مند ہے اس کے لیے... وہ اثبات میں سر ہلا کر چلی
.. جاتی ہے

اسد اپنے گھر آ کر جب فریش ہو کر صوفے پر گرتا ہے.. اور آنکھیں بند
کرتا ہے تو رات نما کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگتے ہیں...: ”آ جاؤ
اسد.. پلیز آ جاؤ اسد“ وہ خود سے: ”کیا واقعی میں اپنی ذمہ داری سے بھاگ
رہا ہوں اب... کیا مجھے رخصتی لے لینی چاہیے اب.... کیا وہ صحیح اور میں
غلط ہوں؟؟؟... جو اس کی نگاہوں میں غصہ تھا جسکے ہونا تو میرے چاہیے
تھا... کیوں اس کی آنکھیں مجھے شرمندہ کر رہی تھیں.. کیوں وہ مجھے پکار
رہی تھی.... وہ تو مجھ سے پیار نہیں کرتی... پھر میرا نام کیوں لے رہی
تھی... کھیں میں کوئی غلطی تو نہیں کر رہا کنول کی بات پر یقین کر

کے.... اگر رائنما کے دل میں کوئی اور ہے تو پھر میرا نام اس کے لبوں پر
کیوں؟؟؟...“ پھر اپنا سر کھوجاتے ہوئے؟ ”یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے
گی“

کچھ دنوں بعد رائنما کی والدہ اس کے کمرے میں آکر بڑی خوشی سے اس کے
منہ میں میٹھائی ڈالتے ہوئے: ”مبارک ہو... بھابھی کا فون آیا تھا وہ کھ
... رہی تھیں کے وہ اپنی بھو اب اپنے گھر لے جانا چاہتی ہیں

“رائنما حیران ہو کر: ”واقعی؟؟“

“..امی: ”ہاں

ان کے جانے کے بعد رائنما حیرت سے خود سے: ”کیا واقعی اس درخصتی کے
“لئے تیار ہو گیا؟؟.. مجھے یقین کیوں نہیں آرہا ہے اس بات پر

اسد نھا کر نیکتاھے تو بال سو کھاتے ہوئے فون اٹھاتاھے جب بھت دیر
“سے نج رہا تھا.. فون پر نام دیکھ مسکراتاھے: ”ہیلو
رائما جھنجھلا کر: ”کس طرح کی دوائیاں لکھی ہیں تم نے.. کھیں مل ہی
... نہیں رہی ہیں

“... اسد: ”یہ ہمارے اسپتال میں آرام سے مل جائیں گی
“... رائما: ”حدھے.. اب میں اتنی دور صرف دوائی لینے آؤں
“.. اسد مسکراتے ہوئے: ”جی... بلکل
“... رائما: ”کیا اس جیسے کوئی اور

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کے اسد بات کاٹتے ہوئے: ”میرے پاس ٹائم
نہیںھے تم سے بات کرنے کا... اسپتال آ جاؤ... اگر دوائی چاہیے تو...
یاد رکھنا دوائی کا ناگا نہیں ہونا چاہیے... سمجھیں“ کھ کر فون کاٹ دیتا

رائنما غصے سے چڑتے ہوئے: ”ڈاکٹر اسد نہیں اس کا نام سڑھو اسد ہونا
”چاہیے تھا... دماغ خراب... اب اتنی دور جاؤں.. صرف دوائی لینے

رائنما اسد کا روم کا دروازہ نوک کرتے ہوئے اندر آنے کی اجازت مانگتی
”ہے.. اسد اسے دیکھ کر: ”آ جاؤ

”رائنما: ”شکریہ کھنے آئی تھی... بخار میں میرا خیال رکھنے کے لیے

”اسد اثبات میں سر ہلا دیتا ہے...: ”دوائی لے لی؟؟؟

رائنما: ”ہاں.. او۔ کے.. اب میں چلتی ہوں“ اس کا کھنا تھا کے لائٹ
اچانک سے چلی جاتی ہے... رائنما اندھیرے سے ڈر کر ہاتھ چلانے لگتی
”ہے.. وہ گھبرا کر: ”یہ اندھیرا کیسے ہو گیا؟؟؟

اسد اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اس کے پاس آتا ہے... ”بے فکر ہو جاؤ
“ابھی آجائے گی.. ڈرو مت

رائماند ہیرے کے سبب اسد کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے... ابھی وہ پکڑتی ہی ہے
کے لائٹ اون ہو جاتی ہے... وہ روشنی ہوتے ہی اوپر کی طرف دیکھنے لگتی
ہے.. اسی لمحے اسد صرف رائمانا کو دیکھتا ہے.. رائمانا روشنی کو دیکھ اطمینان
پاتی ہے.. جبکہ اسد اسے اپنے اتنا قریب دیکھ اطمینان پاتا ہے.... وہ اس
کے خوبصورت سراپے کو نظروں میں بھر رہا تھا.. اس کا خوبصورت وجود
جو اسے اپنی جانب کھینچ رہا تھا... رائمانا لائٹ اُون ہوتے ہی اس کا ہاتھ
چھوڑ دیتی ہے.. اسد کو اچھا نہیں لگتا کہ اس نے اس کا ہاتھ روشنی ہوتے
ہی چھوڑ دیا.. وہ رائمانا کے چہرے کے قریب آکر: ”ہمیشہ میرا ہاتھ
“اندھیرے میں ہی کیوں پکڑتی ہو؟؟“

رائما اس کی آنکھوں میں بھرے رومانس سے گھبرا جاتی ہے... وہ ہچکچاتے
ہوئے اپنا چہرہ تھوڑا پیچھے کرتی ہے... ”میں چلتی ہوں“ کھ کر فوراً بھاگ
جاتی ہے... اسدا سے بھاگتا ہوا دیکھ: ”بات تو پوری کرنے دیتی... چلو پھر
،، کبھی سہی



رائما کے پیپر ختم ہوتے ہی شادی کی رسمیں شروع ہو جاتی ہیں.. رائما کی
... مائیوں مہندی والے دن اسدا کی پوری فیملی بھی رائما کے گھر آ جاتے ہیں

صحن کے اندر بیچ میں پیلے رنگ کا نیٹ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے.. رائما پردے
کے سیدھے ہاتھ پر پیلے رنگ کی سچی ہوئی کر سی پر بیٹھی ہوتی ہے اور اسدا

اٹے ہاتھ پر... رائنما پیلے رنگ کی کلیوں والی فراک چوڑی دار پا جامہ اور
... نیٹ کا دو بٹے میں ملبوس تھی

رائنما کی بڑی پھوپھو: ”اتنا بڑا دو بٹاڑ کر کیوں بیٹھ گئی تھو؟؟ اتارو
“اسے... ورنہ اس پر بھی اپٹن لگ جائے گا

“ رائنما: ”پر

بڑی پھوپھو: ”کوئی نہیں آئے گا.. ہم نے سارے لڑکوں سے کھ دیا ہے
“کے وہ لڑکوں کے سائٹ پر رہیں گے

“اس پر امیما: ”اب اتار بھی دو

.. رائنما اپنا دو بٹا اتار کر کرسی پر لٹکا دیتی ہے

”پری: ”سب سے پہلے رائما کو اور اسد.... دونوں کو میں لگاؤ گی اپٹن

رائما کی دادی: ”پری بیٹھ جاؤ.. سب سے پہلے گھر کا سب سے بڑا فرد لگائے گا اور وہ میں ہوں.. تمھاری باری تو بھت بعد میں آئے گی...“ پھر وہ بڑی پھوپھو سے مخاطب ہو کر: ”اچھا چلو اب رائما کو کھڑا کر دو اور اس کی سسرال سے دو بیٹا آیا ہے لال اسے وہ اڑادو

رائما کو اس کی امی بڑے پیار سے وہ دو بیٹا اڑاتی ہیں..... اس کی والدہ اس کی بلائیں لیتے ہوئے: ”کسی کی نظر نہ لگے میری بچی کو

پھر رائما کے ابو کو بلا یا جاتا ہے وہ گیارہ لڈو والی رسم ادا کرتے ہیں... اور جو دادی بولتی ہیں وہی دھراتے ہیں تو آخری میں کہتے ہیں: ”آج سے

تم پرانی ہو گئی تھی، بس یہ کھنا ہوتا ہے کے رائنما کی آنکھیں بھی نم ہو جاتی
.. ہیں... پھر وہ رائنما کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دے کر چلے جاتے ہیں

پھر سب باری باری آتے ہیں رائنما کے ایک پر پتہ رکھا ہوتا ہے اس میں
... مہندی لگاتے ہیں.. اور چہرے پر اپٹن

روشنی آ کر شرارت سے: ”یادھے ناں کیسے بھر بھر کے لگایا تھا تم نے
میرے اپٹن... اب میری باری آئی ہے“ کھنے کے بعد پورا ہاتھ اپٹن سے
بھر کر رائنما کے چہرے پر ملتی ہے... پری اور باقی سب خوب ہستے
”ہیں.. پری اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے: ”اب آئی ہے میری باری

”رائنما پری کو آنکھیں دیکھاتے ہوئے: ”تھوڑا ساہ لو بلکل

پری اپنی امی کی طرف دیکھتے ہوئے: ”امی دیکھیں ناں رانما کو... مجھے
”روشنی باجی کی طرح نہیں لگانے دے رہی

“امی: ”رانما لگانے دو... آخر پری کے بھی ارمان ہیں
اس پر کنول طنز کرتے ہوئے: ”چاچی یہ ارمان نہیں بھڑاس نیکالے گی
“جا کر

اس پر عمیر اتائی کھتی ہیں: ”ارے بھی وقت ہے رانما سے اپنے سارے
”بدلے لینے کا... جاؤ پری لگاؤ... جیسے لگانا چاہتی ہو

پری مسکراتے ہوئے: ”اب آئے گا مزا“ پھر ہاتھ بھر کر اپٹن لیتی
ہے.. رانما بڑے پیار سے مکھن لگاتے ہوئے: ”پری تم میرے ساتھ ایسا
”کرو گی؟؟

پری: ”ہاں.. کیونکے تم نے بھی ایسا ہی کیا تھا“ کھنے کے بعد رائما کے
چہرے پر مسل دیتی ہے

دادی: ”اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا دو“ روشنی فوراً آکر اس کی آنکھوں
... میں کا جل لگاتی ہے

”ماہ رخ وہاں آکر: ”میں لگا سکتا ہوں؟؟ رائما کے اپٹن
”رائما مسکراتے ہوئے: ”ہاں ضرور
.. وہ آکر اس کے دونوں ہاتھوں پر اپٹن لگاتا ہے

”ایان آکر: ”میں بھی لگاؤ؟؟
رائما: ”ہاں ضرور... میری جان.. کسی کا کوئی ارمان رہ نہ جائے۔“ وہ
بھی آکر اپٹن لگا کر جانے ہی لگتا ہے کے جعفر وہاں آکر اسی کی لائن

دھراتے ہوئے: ”کسی کا کوئی ارمان نہ رہ جائے.... ہم.. پھر تو میں بھی
لگاؤ گا....“ اس کی آنکھیں سرخ تھی جیسے رو کر آیا ہو.. رانما اس کی
... آنکھوں کا کرب دیکھ پارہی تھی

،، جعفر کی ماں فوراً بولتی ہیں: ”تم نہیں لگا سکتے

جعفر طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”میں پوچھ نہیں رہا ہوں... بتا رہا ہوں“
کھ کر اس کے پاس خود چلتا ہوا آتا ہے.. آمنہ بھی وہیں دوسرے آفس کی
لڑکیوں کے ساتھ آئی ہوئی تھی.. سب کی طرح وہ بھی تماشا بنی ہوئی
.... تھی

جعفر آکر بڑے پیار سے اپٹن لگاتا ہے دونوں ہاتھوں سے اس کے
چہرے پر... رانما اس لمحے شدید کرب میں مبتلا ہو گئی تھی.. وہ کان کے
پاس آکر ہلکے سے سرگوشی کرتے ہوئے: ”اس روپ میں میں تمہیں

اپنے لیے دیکھتا تھا... بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم... اس لال دو بٹے
میں اس پیلے رنگ کے لباس میں... بہت خوبصورت،“ رانما کو محسوس
ہوتا ہے وہ بول تک نہیں پارھا.. اس کی زبان لڑکڑارہی ہے... اس کی
آنکھوں سے آنسوؤں نکلنے لگتے ہیں.. ”میرا رمان تھا اپنے ہاتھوں سے
تمہیں خود اپٹن لگانے کا... پر اس طرح نہیں،“ کھ کر مسکراتا ہوا دور
.. ہو جاتا ہے... وہ نظر جھکا لیتی ہے

پری وہاں آکر.. بات سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے تمہانوں کے
سامنے: ”کیا جعفر بھائی.. آپ نے تو واقعی رولا دیا... میں نے تو مزاق میں
کھا تھا کہ.. آپ رانما کو رولا کر دیکھیں تو میں مانو... کیونکہ یہ آرام سے
روتی نہیں ہے... آپ بھی ناں،“ کھ کر جعفر کو آنکھیں دیکھاتی ہے کہ
اپنا نہیں تو رانما کا خیال کر لے... اس کی ساس وہاں بیٹھی سب کی طرح

حیرت سے دیکھ رہی تھی... جعفر خاموشی سے چلا جاتا ہے... پری فوراً
... رائیما کو بھی اس کے کمرے میں لے جاتی ہے

دوسری طرف اب اسد کی رسمیں شروع ہو جاتی ہیں

“واصف بیٹھا سوچ رہا ہوتا ہے.. پری وہاں آکر: ”تم کہاں گم سم ہو؟؟؟“

“واصف: ”یار مزا نہیں آرہا

“پری: ”کیسا مزا؟؟؟“

واصف: ”دو لہن دو لہا ایک چھت کے نیچے ہو کر ایک دوسرے کو دیکھ

،، نہیں سکتے

“پری: ”تو؟؟؟“

“واصف: ”کیوں ناں ہم ان دونوں کو ملا دیں.. بڑا مزا آئے گا

پری ڈرتے ہوئے: ”پاگل ہو گئے تھو کیا؟؟ دادی کو پتا چلا تو ہمیں مار ڈالیں
گی“

.. واصف: ”جب پتا چلے گا تب ماریں گی ناں“ وہ شرارت سے بول رہا تھا

پری: ”ویسے میں نے بھی آج تک ایسی کوئی شرارت نہیں کی... مزا آئے
گا... کرتے ہیں.. میں رائیما کو اسکے کمرے میں چھوڑ کر آئی ہوں.. تم اسد
کو لے آؤ... پھلے تو ہم ان دونوں کو خود بند کر دیں گے اور پھر پانچ منٹ
بعد جا کر دروازہ کھولیں گے اور ایسا ظاہر کریں گے کہ ہم نے ان کی
”چوری پکڑ لی... بڑا مزا آئے گا“

”واصف: ”ہاں دونوں ڈر جائیں گے“

..اسد کے اپٹن لگنے کے بعد واصف اسے رائنما کے کمرے تک لے آتا ہے

“اسد: ”کھاں جارھے هیں هم؟؟“

“واصف: ”میرے کمرے کی جانب... آپ تھوڑا آرام کر لو

“اسد: ”پر میں ٹھیک هوں

واصف رائنما کے کمرے کے پاس لا کر: ”اچھا آپ اندر جا کر تھوڑا آرام

“کر لو... پھر واپس نیچے چلیں گے

اسد: ”اچھا“ کھ کر رائنما کے کمرے میں آجاتا ہے.. کمرے میں اندھیرا

تھا.. وہ جیسے ہی اندر داخل هوتا ہے واصف باهر سے دروازہ بند کر دیتا ہے

... بلکل آهسته سے

رائنما روتے روتے سوگی ستهی.. وہ اندر آتا ہے مگر اسے ٹھیک طرح کچھ نظر

نھیں آرھا تھا... اس کے ذهن و گمان میں بھی یہ نھیں تھا کہ رائنما بیڈ پر

سورھی ہے... اسد بیڈ کے سائٹ والا لیمپ اون کرتا ہے.... جیسے ہی

کمرے میں ہلکی سی پیلے رنگ کی روشنی ہوتی ہے.. اس کی نظر سب سے
پھلے بیڈ پر سوتی ہوئی رائنما پر پڑتی ہے... وہ ابھی بھی اپنے مایوں کے کپڑے
میں ملبوس تھی.. اس لمحے اس کے چہرے پر ہلدی لگی ہوئی تھی جیسے دیکھ
وہ مسکرا دیا تھا.. وہ بھت خوبصورت سی شہزادی لگ رہی تھی سوتے
ہوئے... وہ اس کے پاس چلتا ہوا آتا ہے.. اس کی نظر اس کے حسین
... چہرے پر ٹک جاتی ہیں

... یہ زلفیں تیری ہے رات گھنی
وہ رائنما کے بالوں کو مسکراتے
..... ہوئے چھو کر سہلاتے ہوئے

... یہ چہرہ تیرا صبح کی طرح

وہ محو ہو جاتا ہے اس کے چہرے کے

حسن میں... وہ سفید تھی بلکل برف کے گالوں کی طرح... اسے وہ لمحہ
یاد آتا ہے جب وہ اسے اٹھانے آتی ہے اور وہ نیند میں اسے اپنی جانب کھینچ
... لیتا ہے

.... یہ جھکتی نظر ہو جیسا حیا

اسے رانما کا ائیر پورٹ والا چہرہ یاد آیا

... تھا جو وہ نیچے نظریں کرے آسے چوری نظروں سے دیکھ رہی تھی

.... یہ باتیں تیری سبحان اللہ

اسے رانما کا خود سے لڑنا یاد آرہا

تھا.... اس کا کھنا کے مجھے لڑنا نہیں آتا.... اس کے باوجود ہر وقت لڑتی رہتی

... ہے

... تو علم سی ہے میں طالب ہوں

... تو شاعری ہے میں غالب ہوں

.... تو موسم ہے میں بارش ہوں

.... تو عرضی میں سفارش ہوں

اسے اسپتال کا

وہ لمحہ یاد آیا تھا جب وہ سورھی تھی اور وہ بارش کو کھڑکی سے دیکھنے کے بعد

... محبت سے اسے دیکھ رہا تھا

... یہ سانسیں تیری بھکتی ہوئی

.... مھکتی ہوئی صبح کی طرح

وہ اب اس کے سرہانے میں بیٹھ گیا تھا اور

بڑی محبت سے اس کے بالوں کو اس کے چہرے سے ہٹا رہا تھا... وہ لمحہ

یاد کر کے مسکراتا ہے جب وہ کار میں سو رہی تھی... اور وہ اس وقت بھی
دیوانوں کی طرح اسے تک رہا تھا... اس کی سانسوں کی مھک کو محسوس کر
... رہا تھا... اس کی سانسیں اس لمحے بھکار ہی تھیں

... یہ ہونٹ تیرے گلاب کھلیں
وہ آج تھوڑا بھکنا چاہتا تھا... اس
کی سانسوں کی خشبوں جادوں چلا رہی تھی.. اسے اپنی جانب مائل کر رہی
تھی... اس کے ہونٹ.. اسے بے قابو کر رہے تھے.. وہ اپنا چہرہ اور اس
... کے چہرے کے قریب لے آیا تھا

.... یہ نخر ادا کروں کیا بیاں

.... تو شامی میں پروانہ

.... توجاہ ہے تو میں میخانہ

.... تو عشق سی ہے میں دیوانہ

اسد کو اس کو اسکا ہاتھ چھوڑ کر

چلا جانا یاد آیا تھا... وہ مسکراتے ہوئے: ”میری بات تو سن لیتیں پوری اس

دن..“ ابھی بول ہی رہا تھا... اپنی مستی میں مست ہو کر اس سے ہلکے

سے سرگوشی کرتے ہوئے... کے رانما کی آنکھ کھل جاتی ہے... اسدا سے

اچانک اٹھتا ہوا دیکھ چوکتا ہے اس کا دماغ اس لمحے مفلوج ہو جاتا ہے کہ وہ

.... کرے کیا

رانما سے اپنے اتنے نزدیک دیکھ بری طرح چوک کر اٹھنے لگتی ہے.. اسدا

بھی اپنے حواس میں لوٹا تھا.. لیکن اسے چونکتا ہوا دیکھ وہ تھوڑا نروس بھی

ہو گیا تھا.. وہ اتنی جلد بازی میں اٹھنے لگتی ہے کہ اس کی پیشانی اسدا کی

”پیشانی سے ٹکرا جاتی ہے... دونوں اپنا سر پکڑ کر: ”آآآ آؤچ

دونوں سر پکڑ کر مسلنے لگتے ہیں.. وہ اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے... اسد فوراً کھڑا
ہو جاتا ہے.. اسد کی نظروں کا مرکز اپنی بھی رانما ہی تھی.. رانما فوراً اپنے
گلے پر ہاتھ رکھ کر اپنا دوبٹہ ڈھونڈنے لگتی ہے.... وہ اسے دو بٹا ڈھونڈتا
ہو ادیکھ اپنی نظریں جھکا لیتا ہے اور مڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے... اپنی پیٹ اس
... کی جانب کر لیتا ہے... وہ اپنا دوبٹا اٹھا کر اچھی طرح اڑ لیتی ہے

وہ اپنے دل میں: ”اسد میرے کمرے میں کیوں آیا ہے؟؟؟ اگر کسی نے
... دیکھ لیا تو

رانما کے چہرے کے تاثرات دیکھنے کے بعد اسے احساس ہوتا ہے کہ اسے
یہاں اس وقت رانما کے کمرے میں نہیں ہونا چاہیے تھا... وہ اپنے دل
میں: ”رانما کیا سوچے گی میرے بارے میں... کے میں اس کے کمرے

میں منہ اٹھا کر چلا آیا... یہ واصف بھی ناں... اسے شاید پتا نہیں ہوگا
”یہاں رائما ہے... میں رائما کو بتا دیتا ہوں کے مجھے یہاں واصف لایا ہے

رائما: ”چپ چاپ کھڑا ہے کچھ بول کیوں نہیں رہا... میں پوچھوں کے
”کیوں آیا ہے... ہاں.. مجھے پوچھنا چاہیے۔“

اسد رائما کی طرف مڑتا ہے بتانے کے لیے.. مگر کمرے کا دروازہ کھل جاتا
ہے.. دونوں باہر کی طرف دیکھتے ہیں تو دروازے پر رائما کی والدہ نظر
آتی ہیں... اسدا نہیں دیکھ گھبرا جاتا ہے جسکے رائما کی تو ڈر کے مارے جان
... ہی نیکل جاتی ہے

والدہ کمرے میں آکر: ”یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟..... تم دونوں کو
”شرم آنی چاہیے۔“

“... رانما: ”امی ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں
“اسد: ”ہاں پھوپھو... میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا ہوا ہے

وہ بڑے سخت لہجے میں: ”تم دونوں سے مجھے یہ امید نہیں تھی... تم
دونوں کو تو میں سمجھدار سمجھتی تھی... تم ایسا کرو گے.. میں سوچ بھی نہیں
،،سکتی تھی

رانما اپنی ماں کو غصے میں دیکھ کر اتنا ڈر جاتی ہے کہ رونے لگتی ہے اور
روتے ہوئے بولتی ہے: ”امی پلیز میری بات سن لیں... میں آپ کو
،،پوری بات سمجھاتی ہوں

اسد: ”ہاں... پھوپھو... پھلے ہمیں سمجھانے کا موقع تو دیں کے ہوا کیا
ہے“

”اس پر رائما کی ماں: ”تم دونوں مجھے سمجھاؤ گے؟؟؟“
ایک لمحے کے لیے وہ خاموش ہو جاتی ہیں... وہ دونوں ہی اپنا سر جھکا کر
... کھڑے ہو جاتے ہیں

والدہ پھر خوب زور زور سے ہسنے لگتی ہیں.. تو وہ دونوں حیرت سے
... انہیں دیکھنے لگتے ہیں

رائما کی والدہ دروازے کی اڑ میں جو وادف چھپا ہوا تھا اسے کان سے پکڑ کر
کھینچ کر ان دونوں کے سامنے لاتی ہے... پری بھی برابر میں کھڑی ہوتی
”ہے وہ ہستے ہوئے ان دونوں کے سامنے آکر: ”معاف کرنا ہمیں

”رائنما کی امی: ”ان دونوں کی شرارت تھی یہ

واصف اسد کو چھیڑتے ہوئے: ”ویسے اسد تو مجھے دل ہی دل دعائیں دے
”رہا ہو گا... کے میں نے اسے اس کی دولہن سے ملوایا ہے

اس پر والدہ واصف کے سر پر ہلکاسہ تھپڑ مارتے ہوئے: ”بڑا بد معاش
لڑکا ہے... مجھے آکر کھنے لگا کے چاچی جلدی چلیں... ان دونوں کو بند کر
”کے آیا ہوں

رائنما روتے ہوئے آکر اپنی والدہ کے گلے لگتے ہوئے: ”مجھے لگا پھر سے
”آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں

”پری: ”او۔ ہو... ہم مزاق کر رہے تھے... تم تو بھت جلدی ڈر جاتی ہو

اسد اپنے دل میں رائما کو والدہ کے گلے لگے روتے ہوئے دیکھ بڑی الفت
بھری نظروں سے تکتے ہوئے: ”سچ کھاتھامی نے... واقعی بلا سی حسین
ھے....“ مسکراتا ہوا کمرے سے نکل کر واصف کے کندھے پر ہاتھ رکھ
کر اس کو بڑے پیار سے: ”دعائیں دینے کا دل چاہ رہا ھے....“ واصف
”ہستے ہوئے: ”سچی؟؟“

”.. اسد: ”ہاں

گھر واپس جاتے وقت اسد کے ذہن میں رائما کی آخری لائن بار بار آرہی
تھی... وہ گھر پہنچ کر بھی بھی سوچتا رہتا ھے کے رائما نے ایسا کیوں کہا: ”
”مجھے لگا پھر سے آپ مجھے غلط سمجھ رہی ھیں

کیا ایسا کچھ ہوا تھا جس میں رائما کو سب نے غلط سمجھا تھا یہاں تک کے
پھوپھو نے بھی... کھیں وہ وہی کنول والی بات تو نہیں کر رہی تھی

.. ہو سکتا ہے اس کے اور جعفر کے بیچ کچھ نہ ہوا ہو... اور سب غلط سمجھ
رہے ہوں.. دل تو چاہتا ہے کہ جو بس میں سوچ رہا ہوں وہی صحیح
.... نکلے.. پر یہ ضروری تو نہیں.. وہ اسی بارے میں بات کر رہی ہو

“آمنہ جاتے وقت جعفر کی والدہ سے: ”اچھا آنٹی میں چلتی ہوں
“آنٹی: ”آرے اتنی رات میں اکیلے جاؤ گی.. روکو
آمنہ منع کرتی ہے مگر وہ اس کی ایک نہیں سنتی اور جعفر کو بلا کر لاتی ہیں
... کے وہ اسے گھر چھوڑ کر آئے

جعفر: ”روکو میں کار کی چابی لاتا ہوں کمرے سے“ وہ کھ کر جاتا ہے تو
آمنہ اسے جاتے ہوئے محبت بھری نگاہ سے دیکھنے لگتی ہے... اور اسے
دیکھتے ہوئے... دیکھ... جعفر کی والدہ آمنہ سے: ”تم پسند کرتی ہوناں
“میرے بیٹے کو؟؟؟

“آمنہ بڑی حیرت سے: ”جی؟؟؟

وہ دوبارہ مسکراتے ہوئے سگھتی ہیں: ”تم پسند کرتی ہو... تمہاری آنکھوں
”میں نظر آتا ہے

آمنہ: ”جی..“ وہ اچانک پوچھے جانے سے سوال سے حقاء بقاء رہ گئی۔
تھی.. اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دے... اتنے میں جعفر
”آ جاتا ہے:“ چلیں؟؟

آمنہ اثبات میں سر ہلاتی ہے.. اور بغیر جواب دیے چلی جاتی ہے... وہ
پورے راستے صرف جعفر کو محبت بھری نگاہ سے تکتی رہتی ہے... مگر
جعفر اس کی جانب دیکھتا تک نہیں... وہ اپنے دل میں: ”کیا واقعی مجھے یہ
دادا کا بیگڑا ہوا پوتا پسند آ گیا ہے؟؟؟... اگر نہیں تو کیوں میرا دل کرتا ہے
کے بس اسے ہی دیکھتی رہوں؟؟؟... مجھے کیوں اچھا لگتا ہے اس کا
مسکرا نا... اور کیوں برا لگتا ہے اس کا ادا اس چہرہ... مجھے کیوں فرق پڑتا
”ہے اس کے ادا اس ہونے یا خوش ہونے سے؟؟

رائمّا کی مہندی کی رسم شروع ہوتی ہے.. روشنی: ”رائمّا کے ایک ہاتھ پر
... مہندی میں لگاؤ گی

“رائمّا: ”آپ کا بھت شکریہ... پر میں مہندی نہیں لگواتی اور نہ لگواؤ گی
“پری: ”پر میری شادی پر تو لگوائی تھی

رائمّا کے منہ سے یہ سنتے ہی بے ساختہ نیچکتا ہے: ”وہ تو جعفر...“ وہ
بولتے بولتے خاموش ہوئی تھی.. کے کیا کھنے والی ہے سب سے... کے وہ
... مہندی صرف جعفر کی خوشی کے لیے لگوائی تھی.. فقط

“کنول بڑے تجسس سے: ”کیا جعفر؟؟؟

رائمّا: ”وہ میرا مطلب تھا.. امی نے جعفر کو میرے پیچھے لگایا تھا زبردستی
“..... صرف اس لیے لگائی تھی.. فلحال مجھے نہیں لگوانی

عمیر اتائی منہ بسور کر: ”جب دو لہن مہندی نہیں لگوائے گی.. تو یہ رسم
”مہندی کیسی؟؟“

اس پر امیمارا نما کو چھیڑتے ہوئے: ”اگر مہندی نہیں لگوائے گی... تو پتا کیسے
”چلے گا اسد رانما سے کتنی محبت کرتا ہے

رانما لبوں پر مسکراہٹ اور دل میں اداسی لیے سوچتی ہے: ”اس بات کو
معلوم کرنے کے لیے مہندی لگوانے کی کیا ضرورت.... یہ تو میں خود بتا
”سکتی ہوں

امیما: ”تو کیا واقعی تم اسد کے نام کی مہندی نہیں لگوائے گی؟؟؟“ بڑی
... حیرت سے پوچھتے ہوئے

.. رانما: ”نہیں“ اس نے صاف منع کیا تھا

دادی: ”کھیں دیکھی ہے بغیر مہندی کی دولہن.. میں تو صرف اس کا

رنگ سب سے الگ سمجھتی تھی پر اس کا تو دماغ بھی سب سے الگ

”ہے... لوگ کیا کھیں گے سوچا ہے؟؟؟“

اس پر کنول: ”چھوڑیں ناں دادی.. اس کا رنگ بدل گیا ہے اب ان

”.. نجکیشنوں سے... بس

پھر رانما سے متوجہ ہو کر زہریلے تیر برساتے ہوئے: ”تم فکر مت کرو

رانما.. اب ان انجکیشنوں نے تمہارا رنگ بدل دیا ہے.. مانا قدرتی گورا

... قدرتی ہوتا ہے.. اور اٹیفیشل اٹیفیشل ہی رہتا ہے.. مگر اب

تمہارے ہاتھ میں مہندی اچھی لگے گی.. پھلے کی طرح نہیں ہوگا کہ نظر

”ہی نہ آئے“

رائما کے دل پر لگتی ہے اس کی یہ بات... اس کی آنکھوں میں آنسوؤں موتی
کی طرح چمکنے لگتے ہیں... مگر وہ خود پر قابو پاتی ہے.. وہ نہیں چاہتی کہ
.... وہ کنول کے سامنے روے۔

.. کنول کا یہ کھنا پری روشنی اور امیما کو بھی ناگوار گزرتا ہے
امیما اس پر کھتی ہے: ”تمہاری آنکھیں کمزور تھیں اس کا مطلب یہ نہیں
”.. کے سب کی آنکھیں بھی کمزور تھیں

”پری: ”ویسے بھی محبت سے دیکھتیں تو تب بھی ضرور نظر آتی
”اس پر کنول: ”میں تو رائما کا ہی ساتھ دے رہی تھی
”روشنی طنزیہ: ”ہم جانتے ہیں تم کتنا ساتھ دے رہی تھیں

رائنما کی والدہ بھی اس سے تھوڑی ضد کرتی ہیں مگر اس کا جواب نہیں ہی
رہتا ہے۔۔ سب لڑکیاں مہندی لگوار ہی تھیں کے واصف عامر جواد ایاں
... ماہ رخ غلام طہ اور عبداللہ سب آکر لڑکیوں کے پاس بیٹھ جاتے ہیں

“ واصف راینما کو دیکھ کر ہستے ہوئے کہتا ہے: ”بڑا مزا آیا آج

راینما واصف کو گھورتے ہوئے: ”تم بڑے ہی بد تمیز قسم کے انسان
ہو۔۔ جان نیکال دی تھی تم نے میری“ اس پر سب پوچھتے ہیں کے آخر ہوا
کیا ہے... پھر واصف اور پری سب کو اپنی شرارت کے بارے میں بتاتے
ہیں۔۔ پوری محفل سی بن جاتی ہے... سب خوب مزے لے کر پورا قصہ
... سنتے ہیں... پھر خوب ہستے ہیں

رائما ہستے ہوئے دیکھ سب کو: ”آپ سب ہس رہے ہیں میری توجہ جان
آپ بھی انہیں کچھ b.b ہی نیکل گی ستھی ان کی اس شرارت سے... اور
نہیں کھ رہے“ وہ ناراضگی سے کہتی ہے

جواد اس پر سخت لہجے میں: ”ہاں کیوں نہیں بولوں گا“ پھر پری اور
واصف سے مخاطب ہو کر: ”آخر تم دونوں نے کیوں کی یہ
حرکت... بولو“ سب جواد کو ڈانٹتے ہوئے دیکھ خاموش ہو جاتے
ہیں... پھر مسکراتے ہوئے: ”اور کی بھی تو اکیلے... ہمیں شامل کیوں
b.b: ”نہیں کیا“ اور یہ سنتے ہی سب خوب ہسنے لگتے ہیں.. رائما
”آپ بھی ناں

”واصف: ”تم کچھ بھی کھو... اسد تو مجھے دعائیں دے کر گیا ہے

عامر: ”ارے یار... تو مجھے بھی بتا دیتا... میں بھی کچھ دعاؤں میں شریک
”ہو جاتا

روشنی رانما کو چھیڑتے ہوئے: ”ویسے دعائیں تو واصل تھے رانما بھی دل
”میں دے رہی ہوگی... بس اوپر اوپر ایسی بن رہی ہے

”رانما: ”ایسی کوئی بات نہیں ہے

پری: ”اچھا یہ سب چھوڑو یہ بتاؤ کے باتیں کیا کیا ہوئیں تم دونوں
”میں؟؟؟

رانما کو یہ سنتے ہی اپنے نیند سے اٹھ کر اسد کا اپنے چہرے کے بھت
قریب ہونا یاد آیا تھا.. اس لمحے تو دماغ کام نہیں کیا مگر اب وہ سوچ میں پڑھ
گی ستھی کے وہ اتنا قریب کیوں تھا میرے... لیکن سب سے کھتی ہے: ”
”کچھ نہیں

اس پر واصف: ”چل جھوٹی... اتنا گولڈن چانس سب کو نہیں ملتا.. تم دونوں کو ملا صرف میری وجہ سے... اچھا ایک کام کرو... صرف میرے کان میں بتادو“ کھ کر اپنا کان اس کے قریب لاتا ہے... رائما ہلکے سے اس کے تھپڑ مارتے ہوئے: ”سچ میں کوئی بات نہیں ہوئی ہماری

جعفر آمنہ کو چھوڑ کر آتا ہے واپس اور سب کے سامنے سے گزر کر گیسٹ روم کی جانب جانے لگتا ہے... عامر اسے دیکھ: ”کھاں جا رہے“ ہو؟؟؟؟... ادھر آ جاؤ

یہ سنتے ہی پری واصف اور رائما اسے دیکھنے لگتے ہیں.. باقی سب بھی اسے بولاتے ہیں مگر یہ تینوں نہیں... جعفر صرف رائما کو دیکھتا ہے بڑی حسرت بھری نظروں سے.. اور پھر وہاں سے چلا جاتا ہے.. اس کی نگاہوں کی حسرت رائما کو سب میں ہو کر بھی تنہا کر دیتی ہے.. وہ اپنے دل میں: ”میں نے کھا تھا مت لگاؤ ایسی لگن... جو سب کے بیچ میں بھی

تنہاء کر دے... دیکھوں آج تم تنہاء ہو... اور تمہیں تکلیف میں دیکھ کر
”میں تڑپ رہی ہوں

رائما اپنے کمرے میں آکر ڈائری میں لکھتی ہے: ”پتا نہیں کیوں سب کو
یقین نہیں آرہا کہ واقعی میری اور اسد کی کوئی بات نہیں ہوئی... مجھے
سمجھ نہیں آیا وہ میرے اتنا قریب کیوں تھا.. شاید میں واقعی بھول جاتی
ہوں اب میرا رنگ بدل گیا ہے... ہو سکتا ہے اس رنگ نے اسے میری
جانب کھینچا ہو... لوگ کہتے ہیں میں بہت خوبصورت ہوں... اور اسد
بھی تو خوبصورتی کے پجاریوں میں سے ایک پجاری ہے... اسے صرف
اس رنگ نے کھینچا ہو گا.. ورنہ میری شخصیت سے تو اسے حقارت
ہے.. میں بھولی نہیں ہوں اس کی وہ ظلمیرستی بھری نظروں کو... وہ تو
رخصتی لینا ہی نہیں چاہتا تھا... ہو سکتا ہے مجھے اس بدلے ہوئے رنگ
... کے ساتھ قبول کرنے کے لیے تیار ہو گیا ہو

مجھے سمجھ نہیں

آ رہا کے میں اس پر خوش ہوں یا اداس... اوپر سے وہ کنول طنز کے تیر چلا
رہی تھی... اب بھی سکون نہیں آ رہا ہے اسے.. پھلے جب کالی تھی تب
... لوگوں کو سکون نہیں تھا... اب گوری ہوں تو بھی سکون نہیں ہے
حیدر کی طرح کاش جعفر بھی شریک نہ ہوتا تو اچھا تھا... پتا نہیں کیوں خود
کو تکلیف میں ڈال رہا ہے اور مجھے بھی... اسے شاید لگتا ہے مجھے تکلیف
نہیں ہو رہی.. پر وہ بے خبر ہے کے جتنی اسے دو کھ و تکلیف ہو رہی ہے
... ان سب سے اتنی مجھے بھی ہو رہی ہے

اسد اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا کھڑکی سے باہر درختوں کو ہوا سے ہلتے
... ”ہوے دیکھ رہا تھا... کے دروازہ بجاتا ہے... ”کون؟؟“

”اس کی والدہ کی باہر سے آواز آتی ہے: ”اسد نیچے آ جاؤ.. کھانا کھا لو
..“ اسد: ”آپ چلیں میں آتا ہوں

وہ نیچے جاتا ہے تو اس کی والدہ باتوں ہی باتوں میں پوچھتی ہیں کہ تم نے
”رامنما کی منہ دیکھائی کے لیے کیا لیا ہے؟؟“

”اسد مسکراتے ہوئے: ”ابھی تو کچھ نہیں

”امی: ”تو کب لوگے.. آج بر رات ہے.. کیا دوگے اسے آج رات پھر؟؟“

”.. اسد: ”آپ فکر نہ کریں.. میں کچھ لے آتا ہوں بازار سے

”امی: ”تم نے واقعی ابھی تک اس کی منہ دیکھائی کے لیے کچھ نہیں لیا؟؟“

اسد: ”واقعی نہیں لیا.. میں سوچ رہا ہوں کیا دوں.. فیصلہ ہی نہیں کر

... پارھا..“ وہ مسکراتے ہوئے کھ رہا تھا

”امی: ”بازار جاؤ.. وہاں جا کے دیکھو گے تو خود ہی سمجھ آ جائے گا

اسد جو س کا گلاس منہ سے ہٹاتے ہوئے: ”ہاں.. یہ اچھا آئیڈیا ہے..

میں ابھی جا رہا ہوں پھر... میں چاہتا ہوں اسے ایسا تحفہ دوں جو وہ ہمیشہ

.... یاد رکھے....“ وہ پر جوش ہو کر کھ رہا تھا

والد: ”پھلی بار تمھیں اتنا پر جوش دیکھاھے.. بیٹا جی شادی بھت بڑی
ذمہ داریھے... جس کالڈ وکھانے کے لیے تم اتنا پر جوش ہوئے وے
“.... ہو

اسدیہ سن مسکراتے ہوئے: ”بلکل... میں پوری کوشش کروں گا آپ کی
“.. نک چڑئی اور لڑا کا بھانجی کو خوش رکھنے کی.. آپ فکر مت کریں

رافع صاحب اس پر مسکراتے ہیں اور اثبات میں سر ہلاتے ہیں... اسد
کھانا کھاتے ہی مارکیٹ چلا جاتاھے.. وہاں وہ اتفاق سے اسی شاپ پر چلا
... جاتاھے جہاں سے جعفر نے رائنما کے لیے انگوٹھی لی تھی

اسد اتنی چیزیں دیکھ چکا تھا مگر اسے سمجھ نہیں آرہا تھا.. وہ دوکاندار سے: ”
“... میری شادی کا پھلا تحفہھے.. کچھ خاص دیکھاؤ

دوکاندار: ”ہو.. مبارک ہو.. آپ بتائیں وہ بھاری جیولری پسند کرتی ہیں
“یا لائٹ؟؟“

اسدیہ سن سوچ میں پڑھ جاتا ہے.. وہ نہیں جانتا تھا کہ رامنا کی پسند کس
طرح کی ہے.. وہ اپنی انگلی سے ماتھا کھوجاتے ہوئے: ”یہ تو نہیں پتا... پر
“... شاید لائٹ

دوکاندار: ”میں آپ کو جیولری کی بک دیکھاتا ہوں... اس میں بھت
“زبردست ڈیزائن ہیں... آپ کو ضرور پسند آئیں گے

“اسد: ”جی پلیز

اس جیولری بک میں اسے وہ انگوٹھی نظر آتی ہے جو رانما پھن کر رکھتی ہے
.. وہ معلوم کرتا ہے تو اسے پتا چلتا ہے کہ اس ڈیزائن کی انگوٹھی صرف
انھی کی شاپ پر ملے گی اور کھیں نہیں... وہ پوچھتا ہے کہ کیا اسے یہ مل
سکتی ہے... تو دوکاندار بتاتا ہے کہ یہ انگوٹھی بیچ دی گئی ہے وہ بھی سالوں
پہلے... یہ ابھی نہیں مل سکتی.. اسد کہتا ہے کہ اسے بھی چاہیے... تو
دوکاندار اس سے کہتا ہے کہ پھر اسے یہ آج نہیں مل سکتی... اسد اس سے
ساری معلومات لیتا ہے.. اسے پتا چلتا ہے کہ دس بارہ لوگوں نے پہلے یہ
انگوٹھی لی ہے.. وہ اس لسٹ میں جعفر کا نام سن بہت حیران ہوتا
... ہے... اسے بری طرح شوکت لگا تھا.... اس کا دل ٹوٹا تھا بری طرح

وہ کار بہت تیز چلاتا ہوئے واپس آ رہا تھا... غم و غصے کی کیفیت سے دوچار
تھا....: ”تو اس نے میری انگوٹھی اتار کر جعفر کی پھن لی تھی.. زبردست
رانما... میں تمہیں سر پرانزدینا چاہتا تھا آج... پر مجھے کیا پتا تھا تم تو مجھے

پورا ہی ہلا دو گی... تم میری سنگیتر ہو کر جعفر کے ساتھ چکر چلاتی
رہیں... وہ بھی میرے سامنے... اسے میں تمہاری صحت کھوں یا
بے غیرتی سمجھ نہیں پارھا...“ وہ غصے میں گاڑی بھت تیز چلاتا ہے...
ہو جاتا ہے... اس کا سر accident یہاں تک کے اس کی گاڑی کا
.. گاڑی کے ڈار نیو ننگ ویل سے ٹکڑا تا ہے اور وہ بے ہوش ہو جاتا ہے

رائما کی رخصتی ہو جاتی ہے.. وہ اسد کے کمرے میں دو لہسن بنی بیٹھی
تھی... وہ لال اور ہرے رنگ کے شرارے میں ملبوس... دونوں
ہاتھوں میں لال چوڑیاں بھری ہوئی.. سونے کا ایک نازک سہ سیٹ گلے
میں پھنی ہوئی... کانوں میں اس کے میچنگ کے بوندے... وہ دو لہسن کے
لباس میں ملبوس کوئی حور معلوم ہو رہی تھی... آج اس کا حسن قیامت خیز

accident تھا.. وہ دروازے پر آنکھیں لگائے بیٹھی تھی.. اس نے اسد کے
کی خبر سن رکھی تھی.. سنا تھا اس کے سر پر چوٹ آئی ہے.. اور dent
...پٹی بندھی ہوئی ہے.. وہ بہت فکر مند تھی اس کے لیے

وہ پلکیں میچھائے انتظار کرتی رہی یہاں تک کے ایک گھنٹہ گزر گیا تھا..
وہ دل میں: ”کب آؤ گے اسد؟؟؟... تم یہ تو جانتے ہو کے میں تمہارا
نظریں جمائے دروازے پر انتظار کر رہی ہوں... پھر کیوں نہیں
“آ رہے؟؟

ابھی وہ یہ سوچ رہی تھی کے اسد کمرے میں داخل ہوتا ہے.. وہ اسے
آتا دیکھ نظریں جھکا کر بیٹھ جاتی ہے.. اسد چلتا ہوا بیڈ کی طرف ہی آتا
ہے..

اس کے کدموں کی آواز دل میں ہل چل مچا رہی تھی.. دل زور زور سے
... دھڑک رہا تھا

یہاں تک کے وہ چلتا ہوا رانما کے بالکل پاس آ کر کھڑا ہو جاتا ہے... وہ اپنی
شیر وانی اتار کر بیڈ پر بے دلی سے ڈال دیتا ہے... اسد اس کی جانب ہاتھ
بڑھاتا ہے.. وہ مارے حیا کے آنکھیں بند کر لیتی ہے... اسے لگتا ہے کہ
اسد اس کے قریب آ رہا ہے... مگر اسد تو اس کے برابر میں رکھا تکیے کو
اٹھا رہا تھا.. تکیا اٹھا کر جب وہ رانما کے پاس سے ہٹنے لگتا ہے تو اس کی نظر
... رانما کے چہرے پر پڑتی ہے

رانما کی آنکھیں بند ہیں اور وہ اس کے بے حد نزدیک... وہ تین چار لمحوں
کے لیے تو نہ چاہتے ہوئے سبھی اس کے حسین چہرے سے نظر نہیں ہٹا
پاتا... مگر پھر اس کے ہاتھ کی جانب دیکھتا ہے اور طنزیہ مسکراتا

ھے.... کیونکے رائنما کے ہاتھ میں ابھی بھی جعفر کی انگوٹھی تھی... وہ
دل میں: ”کاش اس کے چہرے پر جو اس قدر چمک و خوبصورتی ھے... وہ
اس کی سیرت میں بھی نمایاں ہوتی“ اور سوچتے ہوئے وہاں سے چلتا ہوا
... سامنے والے صوفے پر آکر لیٹ جاتا ھے

”رائنما اپنے دل میں: ”اسد کچھ بول کیوں نہیں رہا؟؟؟“
یہ سوچ کر وہ اپنی آنکھیں ہلکے ہلکے کھولتی ھے... وہ اسد کو اپنے پاس نہ
پاکر سامنے کی طرف دیکھتی ھے... تو سامنے صوفے پر اسد لیٹا تھا آنکھیں
.. بند کر کے

وہ دل میں کڑتے ہوئے: ”لو جی.. یہ ھے راینما صاحبہ کی پھلی رات...
خوابوں سے باہر آؤ راینما... تم یہاں انتظار کرتی رہ گئیں اور اسد صاحب
آکر مزے سے سو بھی گئے... امی بھی ناں فالتوہ میں اتنے مھنگے پارلر سے

تیار کروایا مجھے... جس کی خاطر اتنا پیار کروایا.. اس نے تو لمحہ بھر دیکھنا بھی
گوارا نہ کیا... ہٹو یار... اب ہم شکوہ کریں بھی تو کس سے...“ پھر وہ
ڈائری لکھنے لگتی ہے...:” اسد کی بیگانگی کا پھلا واقع تو نہیں ہے یہ... جو
میں اس پر بیٹھ کر دوکھ کروں... جب سے اس نے ہماری شادی کو مجبوری
کے سرٹیفکٹ سے سرفراز کیا ہے... تب سے میں نے اس سے کوئی اچھی
امید ہی رکھنا چھوڑ دی ہے...“ وہ بیڈ سے اٹھ کر لیمپ کی لائٹ اف
کر دیتی ہے.. اور اسد کے پاس آکر اس کی چوٹ جھک کر دیکھنے لگتی ہے...
وہ چھو کر دیکھنا چاہتی تھی ہاتھ بھی بڑھاتی ہے مگر پھر وہ اپنا ہاتھ کھینچ لیتی
اتنا حق نہیں دیا کہ میں تمہیں چھو ہے...:” ابھی تم نے مجھے
سکوں..“ کھ کر سیدھے کھڑی ہو جاتی ہے... پھر اسد سے مخاطب
ہو کر:” تم تو یہاں سو گے تھو... اب میں کہاں سوں..“ وہ سوچنے لگتی
ہے.. پھر وہ اسد کے پاس صوفے سے لگ کر زمین پر بیٹھ جاتی ہے.. جہاں
اسد کے پاؤں ہوتے ہیں وہ وہاں تھوڑی سی جگہ پر اپنا خوبصورت رخسار

رکھ دیتی ہے.... تھوڑی دیر بعد اسے نیند آ جاتی ہے... وہ اس کے پاؤں پر
سر رکھ کر سو جاتی ہے

اسد صبح روز جلدی اٹھ کر ورزش کرنے کا عادی ہوتا ہے... اس کی آنکھ
کھلتی ہے تو اس کی نظر سب سے پہلے خالی بیڈ پر پڑتی ہے... وہ پریشان
ہو کر: ”رائما کہاں گی؟؟؟“ پھر اسے محسوس ہوتا ہے کہ تھوڑا وزن ہے
اس کے پاؤں پر.. وہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ رائما کا خوبصورت
رخسار اس کے پاؤں پر ٹکا ہے اور وہ بیٹھے بیٹھے سو رہی ہے... ”یہ یہاں
“کیوں سو رہی ہے؟؟؟ میں نے تو اس کے لیے پورا بیڈ خالی چھوڑا تھا

اسد جیسے ہی اپنے پاؤں ہٹانے لگتا ہے ویسے ہی رائما کی آنکھ کھل جاتی
ہے: ”اسد تمہاری چوٹ کے بارے میں کل پوچھنے کا موقع نہیں ملا
“...؟ تم ٹھیک تو ہونا؟؟ accident تھا.. کیسے ہوا تھا

وہ اس کے سوالوں کو نظر انداز کر جیسے ہی زمین پر اپنے پاؤں رکھتا ہے...
اسے فرش کی ٹھنڈک اپنے پاؤں میں محسوس ہوتی ہے... وہ فکر مند
ہوتے ہوئے اپنے دل میں سوچتا ہے: ”فرش تو کس قدر ٹھنڈا ہو رہا ہے
... اسے ضرورت کیا تھی یہاں فرش پر بیٹھ کر سونے کی... فلحال مجھے
کیا؟؟؟“ اس کا دل و دماغ الجھ رہے تھے... دل اس کی فکر کرے بغیر
نہیں پارھا تھا اور دماغ اس کی فکر کرنا نہیں چاہتا تھا... وہ اٹھ کر وہاں
... سے چلا جاتا ہے

اسد اپنے سر کی پٹی خود کھول کر دوائی لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ رائی
نہا کر نیکلے۔ اس کے شیمپو کی خوشبو سے پورا کمرہ مھک گیا تھا.. وہ
بالوں کو سوکھا رہی تھی تو اس کی زلفوں سے پانی کے جھڑنے والا پانی اسد

پر آ رہا تھا جو صوفے پر بیٹھا پیٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا.. وہ چڑ کر مڑتا
ھے: ”کیا کر رہی ہو؟؟؟.. سارا پانی آ رہا ھے مجھ...“ وہ کھتے کھتے رکا تھا
اس کو بال سو کھاتا ہوا دیکھ... اس نے پھلی بار اسے اس روپ میں دیکھا
تھا.. وہ نکھری نکھری صبح کی مانند تھی.. جسے دیکھ وہ محو ہو کر رہ گیا تھا...
جب اس کی نظر اسد کی چوٹ پر پڑتی ھے تو وہ ٹاول کو بیڈ پر ڈال فوراً اس کے
.. پاس آ کر بیٹھ جاتی ھے

”رانا: ”لاؤ میں کر دو پیٹی

اسد اس سے نظریں چور اتے ہوئے: ”نہیں ضرورت نہیں.. میں خود
”کر لوں گا

”.. رانا اس کے ہاتھ سے دوائی لیتے ہوئے: ”میں کر دیتی ہوں ناں

اسد واپس دوائی کی شیشی لینے کی کوشش کرتا ھے مگر وہ اپنے پیچھے

”.. چھپا کر: ”میں کروں گی کھاناں میں نے

”اسد گھورتے ہوئے: ”واپس دو... میں خود کر سکتا ہوں

رائما: ”ہاں.. تو میں بھی تو کر سکتی ہوں.. اب بچوں کی طرح ضد کرنا بند
”کرؤ... اور میرے قریب آؤ

اسد اس کے یہ الفاظ سن چوکا تھا... اس کی آنکھیں بڑی بڑی ہو گئیں۔
”تھیں.. ”کیا قریب آؤں؟؟

رائما اس کو اس کی لائن دوہراتے ہوئے دیکھ: ”اچھا ٹھیک ہے تو پھر میں
... آجاتی ہوں“ کھ کر بغیر ہچکچائے اس کے بالکل نزدیک آکر بیٹھ جاتی ہے

وہ اس کی قربت کی مھک سے ہی نروس ہو جاتا ہے... خاموش ہو کر اسے
پٹی کرنے دیتا ہے.. وہ پھلے روئی میں پایوڈین لگا کر صفائی کرتی ہے.... پھر
سوکھانے کی لیے پھوکیں مارنے لگتی ہے تو اسد نظریں اٹھا کر اسے پیار
بھری نظروں سے دیکھنے لگتا ہے... اس لمحے وہ انگوٹھی کو بھول جاتا
ہے... وہ مسکراتے ہوئے: ”ویسے اسد عجیب ہے ناں... لوگوں کے

دولھے سہرا باندھ کر آتے ہیں اور میرا دل لہا پٹی باندھ کر، ”وہ جیسے ہی
کھتی ہے اسدا سے خفگی سے گھورنے لگتا ہے...“ خاموش ہو کر
”کرؤ.. ورنہ چھوڑ دو میں خود ہی کر لوں گا

رائما: ”اچھا سوری“ کہ کر پٹی باندھنے لگتی ہے.. ”مامی بتا رہی تھیں کہ
”تم میرے لیے تحفہ لینے گے تھے تو تمہارا یہ اکسیڈیڈ ہو گیا
اسد بے رخی سے: ”تمہارے لیے تحفہ... تمہارے خوابوں میں.... میں
تو صرف بھانا کر کے گیا تھا... امی بار بار کہہ رہی تھیں لانے کے لیے... تو
”گھر سے یہ بھانا بنا کر اپنے دوستوں سے ملنے گیا تھا

رائما کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو گئی سستی یہ سن: ”اچھا.. ہم“ اس
”کے بعد اس نے خاموشی سے پٹی باندھ لی تھی

وہ اٹھ کر تیار ہونے لگتی ہے کہ رخسانہ دروازے پر آکر بتاتی ہے کہ
..جواد آیا ہے رانما بھی کو لینے

“رانما: ”تم مجھے منہ دیکھائی کا تحفہ دینے والے تھے یا نہیں؟؟
اسد: ”میرے پاس اتنا فالتوہ وقت نہیں تھا کہ تمہارے لیے تحفہ لیتا
“پھروں

رانما کا دل ٹوٹا تھا یہ سن کر: ”اچھا... تمہارے پاس میرے لیے تحفہ لانے
“...کا بھی وقت نہیں تھا

اسد اٹھ کر موبائل پکڑ کر: ”ہاں.. نہیں تھا..“ اس سے نظریں چوراتے
...ہوئے

..“رانما: ”ہم
...وہ خاموشی سے تیار ہو کر چلی جاتی ہے

ولیمے کی واپسی پر کار میں رانما: ”شکریہ“ اسد کار چلاتا رہتا ہے اور کوئی
... جواب نہیں دیتا

”رانما: ”وہ بالیاں لانے کے لیے
اسد اس پر: ”میں تمہارے لیے سٹھیں لایا تھا... اور نہ یہ کبھی سمجھنا کے
میں تمہارے لیے کوئی تحفہ لے کر آؤ گا... میں صرف دنیا دیکھا وے کے
”لے لایا تھا

رانما کا یہ سن کر منہ اتر جاتا ہے وہ بے دلی سے: ”اچھا“ کھ کر کھڑکی سے
باہر کی جانب دیکھنے لگتی ہے.. کمرے میں آکر اسد کیڑے بدل کر صوفے
پر آکر لیٹ جاتا ہے.. وہ کمرے میں آتی ہے تو اندھیرا پاتی ہے... وہ اپنی

ڈائری لکھنے کے لیے لائٹ اون کرتی ہے.. لائٹ کی روشنی اسد کی آنکھوں
.. میں چبتی ہے

اسد خفگی سے چیختے ہوئے: ”اب انسان اپنے کمرے میں سکون سے سو بھی
نہیں سکتا“ کہہ کر اپنا ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیتا ہے... وہ یہ دیکھ لائٹ بند
... کر دیتی ہے... اور اٹھ کر برابر والے کمرے میں چلی جاتی ہے

ڈائری لکھنے کے بعد وہ کمرے میں واپس آتی ہے.. الماری میں ڈائری رکھ
کر کپڑے بدل کر آتی ہے.. اور آکر اسد کے برابر میں صوفے سے لگ کر
بیٹھ جاتی ہے... اور پھر اسد کے پاؤں کے برابر میں اپنا رخسار رکھتی
... ہے.... اور نیند کی آغوش میں خود کو دے دیتی ہے

دوسرے دن پھر اسدا اٹھ کر سب سے پہلے رائنما کو دیکھتا ہے.. وہ آج بھی اس کے پاؤں میں سورھی تھی... آج وہ ہلتا نہیں ہے یہ خیال کر کے.. اس کے حرکت کرنے سے وہ اٹھ جائے گی.. اسے دیکھ کر کڑتے ہوئے: ”بڑی عجیب ہے یہ... اتنا بڑا بیڈ ہے میں اس کے لیے خالی چھوڑ رہا ہوں اور یہ ہے کے دونوں سے میرے پاؤں کے پاس آکر زمین پر بیٹھ کر سورھی ہے... اگر یہ ایسے ہی ٹھنڈی زمین پر سوئے گی... تو یہ “بیمار پڑھ جائے گی

پھر وہ خود پر اس کی فکر کرنے کی وجہ سے غصہ ہوتے ہوئے: ”کیا ہو گیا ہے اسدا تمہیں؟؟؟ تمہیں کیوں ہے اس کی پرواہ؟؟؟.. اگر بیمار پڑتی ہے تو پڑھ جائے تمہیں اس سے کیا“ بھت آرام سے اپنے پاؤں ہٹاتا ہے اس کے چہرے کے پاس سے... اٹھ کر کمرے سے جانے لگتا ہے تو اس کا دل بے چین ہوتا ہے اسے ٹھنڈے فرش پر یوں سوتا چھوڑ جانے پر..... پھر خود سے ہمکلام ہو کر: ”میں کیوں نہیں چھوڑ پارھا اس کی پرواہ

کرنا... ویسے بھی بھت کمزور ہے یہ... اگر بیمار پڑ گی تو...“ یہ سوچ کر
اس کے پاس آتا ہے اور اس کو گود میں اٹھا کر بیڈ پر لیٹاتا ہے اور کمبل اڑا کر
... چلا جاتا ہے

اسد جب واپس آتا ہے تو وہ سوہی رہی تھی...: ”ابھی تک اٹھی نہیں
یہ.. طبعیت تو ٹھیک ہے نا اس کی“ وہ فکر مند ہو کر اس کے پاس آتا ہے
... جیسے ہی اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھتا ہے اس کی آنکھ کھل جاتی
ہے.... وہ اسد کو اپنے قریب دیکھ چوک کر اپنی آنکھیں بڑی بڑی کھول
... لیتی ہے

اسد اس کی آنکھیں کی حیرت پڑھ لیتا ہے تو وہ دور ہو کر کھڑا ہو جاتا
”ہے.. وہ اٹھ کر بیٹھتی ہے...: ”تم کیا کر رہے تھے؟؟“
”اسد: ”بس چیک کر رہا تھا

”رائما: ”کیا؟؟؟.. کے مر گئی؟؟“

اسد مرنے کا لفظ سن کر آگ بگولہ ہو کر: ”انسان کی شکل اچھی نہ ہو تو بات
ہی اچھی کر لیتا ہے..“ کھ کر منہ بسور کر جانے لگتا ہے کے رائما کا دماغ
کام کرتا ہے: ”ایک منٹ میں یہاں کہاں سے آئی؟؟ تم“ وہ پوچھتے پوچھتے
...رکی تھی

اسد مڑ کر: ”تم عجیب لڑکی... تم کیوں میرے پاؤں میں سوتی ہو؟؟؟ اتنا
” بڑا بیڈ خالی نظر نہیں آتا تمہیں؟؟؟“

رائما بھولا سہ چہرہ بنا کر: ”جب تم وہاں سو رہے ہو تو میں کیسے یہاں سو
...سکتی ہوں“

”اسد اس کا جواب سن چوکتے ہوئے: ”واقعی

وہ کچھ بول نہیں پاتا تو جانے لگتا ہے... رائنما: ”تمہیں میری فکر ہو رہی ہے؟؟“

اسد: ”تمہارے خوابوں میں.. فکر اور تمہاری... پلیز“ وہ اکڑ کر کہتا ہوا... چلا گیا تھا

وہ خود کے سر پر دھپ لگاتے ہوئے: ”کچھ زیادہ ہی خوش گمان ہو گئی تھو تم رائنما... وہ اسد ہے بھول گئی کیا؟؟؟... یاد رکھو.. یہ کھڑوس اسد ہے... اس سے اچھی امیدیں بے کار ہیں

وہ ایک ہفتے ساتھ کمرے میں رہتے ہیں مگر عجنبی کی طرح.. کبھی رائنما ناول پڑھ کر ٹائم پاس کرتی کبھی ٹی۔وی دیکھ.. اب وہ خالی بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی تھی.. اسد ہر وقت اس سے منہ پھولا کے رکھتا ہے... پھر وہ کچھ دنوں کے لیے اپنے گھر رہنے چلی جاتی ہے... واپسی پر ماموں لینے آتے ہیں اسد نہیں... یہ دیکھ اس کو برا لگتا ہے..... وہاں سے آکر وہ کھانے کی

ٹیبیل پر مامی ماموں سے واپس آفس جانے کی اجازت مانگتی ہے... وہ پھلے تو
.. انکار کر دیتے ہیں مگر پھر اس کے بے حد اصرار پر وہ مان جاتے ہیں

اسد کو اچھا نہیں لگتا لیکن وہ پھر بھی خاموش رہتا ہے.. رات میں کمرے
میں جب وہ اسد کو صوفے پر لیٹا ہوا دیکھتی ہے تو سمجھتی ہے وہ سو
گیا.. اس کے برابر میں آکر صوفے سے لگ کر زمین پر بیٹھ جاتی ہے....
پھر اسد کے چہرے کے پاس آکر ہلکے سے سر غوشی کرتے ہوئے: ”تم
کیوں لینے نہیں آئے مجھے؟؟؟... میں انتظار کر رہی تھی... مجھے بہت
برا لگا جب تمہاری جگہ ماموں آئے...“ بول کر اس کے پاس سے اٹھ کر
چلی جاتی ہے کپڑے بدلنے... اسد اس کے جاتے ہی آنکھیں کھول لیتا
ہے... وہ اپنے دل میں: ”جتنا اس سے دور بھاگ رہا ہوں اتنا ہی اور
قریب آتی جا رہی ہے یہ... کیوں کر رہی تھی میرا انتظار؟؟؟... میں نے

تو نہیں کھاتھا کے میں آؤں گا... کیا میں غلط کر رہا ہوں اس کے
ساتھ؟؟؟... نہیں میں وہ ایک ہوں جس کے ساتھ اس نے غلط کیا ہے
وہ واپس آتی ہے تو وہ آنکھیں بند کر لیتا ہے.. جیسے سو رہا ہو... وہ آج پھر
اس کے پاؤں کے پاس سر رکھ کر سوتی ہے... لیکن آج اسد نہیں
سوتا... صرف انتظار کرتا ہے اس کی نیند کے گھرے ہونے کا.. پھر بالکل
آہستہ سے اٹھ کر اسے اپنی باہوں میں بھر کر بیڈ پر لیٹاتا ہے... کمبل اڑاتا
ہے.. لیکن اس دوران اپنی نظریں اس کے چہرے پر نہیں
.... ڈالتا... کیونکہ واقف ہے پھر محبت کرے بغیر رہ نہیں سکے گا

ایک ماہ بعد... اسد کمرے میں آتا ہے رات کو... رات نما بیڈ پر لیٹی آرام کر
رہی تھی اسے آتا دیکھ اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے... ”تم ہر روز اتنا لیٹ کیوں
آتے ہو؟؟؟... ماما بھی کل پوچھ رہی تھیں تو میں نے بڑی مشکل سے بات
“بنائی

اسد سن کر بھی خاموش رہتا ہے.. وہ بیڈ سے اٹھ کر کھڑی ہو جاتی ہے
... اسد وہیں کھڑا اپنی کھڑی اتار کر رکھ رہا ہوتا ہے

رائما: ”تم مجھ سے بیٹھ کر بات کر لو.. ورنہ میں مجبوراً مامی سے بات کروں
“، لگی

بس رائما کا یہ کھنا ہوتا ہے کہ اسد غصے سے لال پیلا ہو کر مڑتا ہے اور رائما
کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کینچھتا ہے... وہ اس کے سینے سے آ لگی تھی...
... وہ آنکھوں میں غصہ دیکھ ڈر جاتی ہے

اسد رائما کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر پیٹھ کے پیچھے لے جا کر مڑوڑنے لگتا
”ہے... رائما کی چیخ نیکی ہے: ”اسد

اسد ہاتھ مڑوڑتے ہوئے تھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال پوچھتا
ھے: ”تکلیف ہو رہی ھے؟؟“ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں نیکل آتے
ھیں مارے تکلیف کے... اسد پھر سے زور سے اس کا ہاتھ مڑنے لگتا ھے
... رانما تکلیف کے مارے کھتی ھے: ”اسد چھوڑو پلینز... مجھے تکلیف
“ہو رہی ھے بہت

وہ اس کے چہرے کے اور پاس آکر کھتا ھے: ”اس سے زیادہ تکلیف ہوتی
ھے مجھے یہ سوچ کر کے میں تمہارا شوہر ہوں... تمہیں چھونے سے
“نفرت ھے مجھے

رانما: ”روتے ہوئے کھتی ھے: ”اسد مجھے بہت تکلیف ہو رہی ھے
“چھوڑو میرا ہاتھ

اسد نفرت بھری نگاہ سے رائمنا کو دیکھتے ہوئے: ”تم تو میری امی سے بات کرنے والی تھیں ناں... ویسے کیا سوچ رہی تھیں تم... کیا شکایت لگانے... والی تھی تم؟؟؟“

رائمنا روتے ہوئے: ”میں تو صرف“ اب اسے اس قدر تکلیف ہو رہی تھی کہ وہ کچھ بول بھی نہیں پارہی تھی... رائمنا کی چوڑیاں زمین پر گر رہی تھیں پر اسد اس کا ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا

اسد: ”دور رہو مجھ سے... بھی تمہارے لیے آچھا ہے... اگر تم اس گھر میں رہنا چاہتی ہو تو خود سے کوشش کرنا کہ میرے سامنے نہ آؤ... ورنہ یہ تمہارے لیے آہی برا ہوگا... امید رکھتا ہوں اس بار کا سبق یاد رہا تو پھر سے کبھی سوچوں گی بھی نہیں میری شکایت کرنے کی“ کھ کر.. اس کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے

وہ روتے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں ڈال پوچھتی تھی: ”اتنی نفرت
کرتے ہو مجھ سے؟؟؟“

کر کے جانے ignor اسد اس کی آنکھوں کو اور اس کے سوال کو اگنور
لگتا ہے.. وہ جاتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر: ”میرے سوال کا جواب
دیے بغیر تم نہیں جاسکتے“... رانما کے ہاتھوں سے چوڑیوں کے سبب جو
.... خون نیکل رہا تھا وہ اسد کی سفید شرٹ پر لگ گیا تھا

اسد اس کا ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ سے ہٹاتے ہوئے: ”سمجھ نہیں آتی
تمہیں میری بات... دور رہو مجھ سے

رانما پھر سے: ”میری آنکھوں میں دیکھ کر کھوپھر... صرف نفرت کرتے
”ہو مجھ سے.. صرف اور صرف نفرت

اسد: ”اگر میرے کہنے سے تمہیں سمجھ آجائے گی میری بات... تو ٹھیک
...ھے۔ نفرت کرتا ہوں تم سے...“ وہ اس سے نظریں ملا کر کہتا ہے

رائما بڑی پر امید نظروں سے: ”کیا میں اتنی بری ہوں کہ تمہارے پاس
میرے لیے نفرت کے علاوہ اور کوئی جذبہ ہے ہی نہیں...“ بس اس
لمحے اس کی آنکھیں... اس کی آنکھوں کی وہ امید بھری
نظریں... میرے غصے پر حاوی ہو گئیں۔ یہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کہ
میرا غصہ ہلکا پڑھ رہا تھا... اس کی آنکھیں مجھے کمزور کر رہی
... تھیں... مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں اب کیا کھوں

رائما: ”میں پوچھ رہی ہوں کچھ اسد... جواب دو...“ اسد اس کے سوال
”کا جواب دینے سے قاصر تھا...“ ”چپ ہو جاؤ

رائما: ”نہیں پھلے جواب دو.. جب مجھ سے اتنی نفرت تھی تو مجھے کیوں
”لاے رخصتی کر کے...؟؟؟“

”اسد غصے سے دھاڑتے ہوئے: ”میں نے کھا چپ ہو جاؤ... رائما
آج وہ صرف اپنے سوالوں کے جواب چاہتی تھی... لیکن اسد بھاگ رہا
تھا... وہ اس کے بار بار سوال کیے جانے سے تنگ ہو کر سامنے میز پر رکھا
کانچ کا گلاس اٹھا کر زور سے زمین پر مارتا ہے... وہ اس سے سہم جاتی ہے
.. اسد: ”کھاناں چپ رہو..“ وہ مڑ کر کہتا ہے.. رائما اس قدر سہم گئی تھی
.. کے وہ اپنا قدم بغیر دیکھے اسد سے پیچھے لے رہی تھی

اسد کی نظر کانچ کے ٹکڑے پر پڑتی ہے.. جس پر وہ الٹا چلتے ہوئے پاؤں
رکھنے لگی تھی... بس اس لمحے میں اسد اپنے دل میں: ”یہ پھلی بار
ہے کے میرا دل و دماغ ہوش میں ہیں اتنے غصے کے بعد بھی... آج پھلی
بار میں غصے کے وقت بھی سوچ پارہا ہوں.. کے نہیں میں تمہیں اتنی

تکلیف نہیں دے سکتا... ہاں یہ سچ ہے کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں
... لیکن یہ بھی سچ ہے کہ اس نفرت کا میری محبت سے کوئی موازنہ ہے
ہی نہیں.... اگر لوگوں کی نظر میں یہ بے غیرتی ہے کہ میں اس عورت
تھا... تو چلو affair سے محبت کرتا ہوں جس کا اس کے کزن سے
“... آج میں مان رہا ہوں کہ میں ہوں... میں تمہیں نہیں کھو سکتا

راہما سہم کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے پیچھے قدم لے رہی تھی کہ وہ آکر
بڑی گرم جوشی اور محبت سے اس کے گلے لگا تھا.. اسدا اپنے آپ
سے: ”اس لمحے تم میری راہما ہو... اور غصے میں بھی میں تمہیں تکلیف
“دینے سے ڈرتا ہوں

راہما کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کر کیا رہا ہے خود دور ہونے کا کھ کر
خود ہی دوری مٹا رہا ہے... اسی لمحے جب وہ گلے لگا تھا تو تیزی سے گلے

لگ کر اسے اپنے ساتھ لے کر گھوما تھا.... اب گھومنے کے بعد اسد اس جگہ آگیا تھا جہاں ایک قدم کے پیچھے کانچ کا ٹکڑا تھا... رائنما: ”چھوڑو مجھے“ وہ جھنجھلاتے ہوئے آس سے دور ہٹتی ہے اور خود سے اس کو دور دھکیلتی ہے جس سے اسد کے پاؤں میں وہ کانچ کا ٹکڑا گھس جاتا ہے.. اسد کو بہت... تکلیف ہوتی ہے مگر وہ منہ سے آہ تک نہیں نیکالتا

وہ روتے ہوئے جا کر بیڈ پر بیٹھ جاتی ہے.. اس کا ہاتھ چوڑیوں کی وجہ سے زخمی ہو گیا تھا جو اسد نے ابھی دیکھا تھا... اسے بہت شدید دکھ ہوا تھا اس کے خوبصورت و نازک ہاتھ زخمی دیکھ.. وہ اپنی تکلیف بھول پھلے اس کے لیے پیٹی باندھنے کا سامان لے کر آتا ہے.. جب کے خون اسد کے پاؤں سے بھی نیکل رہا تھا.. مگر رائنما اپنے رونے میں یہ دیکھ ہی نہیں پاتی

.. وہ اپنے آنسوؤں بار بار صاف کرتی رہتی ہے

اسد: ”ہاتھ دیکھاؤ“ وہ سن کر بھی اس کی جانب نہیں دیکھتی... اسد
شرمندہ ہوتا ہے... وہ پھر بولتا ہے ”ہاتھ دیکھاؤ مجھے“ وہ صرف روئے
جار ہی ہوتی ہے... اسد اپنے ہاتھ سے اس کا سیدھا ہاتھ پکڑ کر اس کے
ہاتھوں سے نیکنے والا خون پھلے صاف کرتا ہے پھر کریم لگانے لگتا
ہے... رانما ہاتھ کیسی چھنے کی کوشش کرتی ہے... پر اسد نہیں
... چھوڑتا... جب تک پوری پیٹی نہیں باندھ لیتا

رانما اپنے دل میں: ”کس قدر ظالم ہے یہ... پھلے زخم دیتا ہے پھر مر حم
“ لگانے آجاتا ہے

اسد پیٹی باندھ کر جانے لگتا ہے تو رانما پیچھے سے: ”میں تم سے یہ نہیں کھ
رہی تھی کے تم مجھے اپنالو... بلکہ یہ کھ رہی تھی کے تم بیڈ پر سو جایا
کرو.. کیونکہ میں نے دیکھا ہے کے تمہاری کمر میں کافی درد رہنے لگا

ھے.. صوفے پر میں سو جایا کروں گی.. اور میں مامی سے کچھ نہیں بولنے والی تھی... میں تو صرف تمہیں دھمکارھی تھی... مجھے لگا کے تم مامی کا نام سن کر میری بات سن لو گے،“ کھ کر ڈائری نیکالیتی ھے الماری سے اور چلی... جاتی ھے

اسد بھت شرمندہ ہوتا ھے اس کی پوری بات سن... وہ اپنے پاؤں کی پٹی... کرتا ھے پھر پورے کمرے کی صفائی

ڈائری: ”اسے تو میرے قریب آنے سے بھی تکلیف ہوتی ھے... آخر کیوں کرتا ھے وہ مجھ سے اتنی نفرت؟؟؟... کیا وہ دادی کی طرح صرف میرے رنگ کی وجہ سے میرے ساتھ ایسا کر رہا ھے... دادی اب پھلے کی طرح مجھے ذلیل نہیں کر پاتیں... کیونکے میں نے اب رنگ خرید لیا ھے... مگر اسد... وہ تو پھلے سے بھی زیادہ برا ہو گیا ھے... لوگ تو کہتے

ہیں میں اس رنگ بدلنے کے بعد خوبصورت ہو گئی ہوں... پر مجھے لگتا
ہے شاید اسد کے لیے سٹھیں... شاید وہ بھی کنول کی طرح ہے.. کیا کھ
رہی تھی وہ مجھے آرٹیفیشل رنگ والی... اسد کے نفرت کی وجہ کیا میرا
آرٹیفیشل رنگ ہے... جیسا کنول کھ رہی تھی... حد ہے لوگوں
سے... پھلے کالا گورا کرتے رہتے تھے... اب قدرتی اور آرٹیفیشل کرنے
لگے ہیں... دوسرے لفظوں میں بس ذلیل کرنے کا موقع چاہیے اپنے
گورے رنگ پر ناز کرنے والے لوگوں کو.. لیکن اب میں یاد رکھو گی وہ مجھ
...“ سے نفرت کرتا ہے

وہ اسی کمرے میں سو جاتی ہے.. زمین پر لیٹ کر... ڈائری لکھتے
لکھتے... اسد اس کا انتظار کرتا ہے کہ وہ واپس کمرے میں آئے... وہ آج
... بیڈ پر لیٹ کر انتظار کر رہا تھا... مگر وہ نہیں آتی

صبح اٹھ کر خود کو وہ بیڈ پر دیکھ حیران ہوتی ہے: ”میں یہاں کہاں سے
.. آگئی؟؟“.. پھر بالوں کو پونی کرتی ہے اور اٹھ کر نیچے آتی ہے
ناشتے کی ٹیبل پر اس کے ہاتھ پر پٹی بنی دیکھ اس کے ماموں پوچھتے ہیں: ”
،، کیا ہوا بیٹا؟؟“

،، اسد نظریں جھکا لیتا ہے.. اس کی مامی: ”ہاں بیٹا کیا ہوا ہاتھ میں؟؟“
رامنا مسکراتے ہوئے: ”کچھ نہیں مامی وہ کانچ کا گلاس ٹوٹ گیا تھا.. میں
اٹھانے لگی صفائی کرنے کے لیے تو وہ میرے ہاتھ میں گھس گیا... اسد
... نے رات کو ہی نیکال دیا تھا۔ پھر کریم لگا کر پٹی بھی کر دی تھی

،، مامی: ”بیٹا اپنا خیال رکھا کرو
رامنا مسکراتے ہوئے: ”اسدھے ناں میرا خیال رکھنے کے لیے،“ وہ دلی دل
... اپنی ہی کھی بات پر طنزیہ مسکرا رہی تھی

ماموں: ”ہاں اسدھے مگر تم بھی خیال رکھا کرو“ رائنما کی بات سن کر وہ
بہت شرمندگی محسوس کرتاھے

رائنما لٹے ہاتھ سے ڈبلروٹی کھانے لگتیھے تو مامی اسد سے: ”اسد تم
“کھلا دورائنما کو

”اسد حیرت سے: ”جی؟؟؟؟

”امی: ”ہاں.. تم کھلا دو.. شوہر ہو تم اس کے

”سی ہو کر: ”نہیں... میں خود کھا لوگی embarrass رائنما مبیرس

ماموں: ”لو بیٹا میں ناشتہ کر چکا.. مجھے پتاھے تم مجھ سے شرم مارھی ہو.. تم

.. اسد ناشتہ کر او رائنما کو“ کھ کر چلے جاتے ہیں

مامی چھیڑتے ہوئے: ”کمرے میں جا کر کرنا چاہو... تو چلے جاؤ... مجھے

... کوئی اعتراض نہیں،“ کھ کر مسکراتی ہوئی چلی جاتی ہیں

ان دونوں کے جانے کے بعد دونوں خاموش بیٹھے رہتے ہیں.. اسد
بریٹ پر مکھن لگاتے ہوئے: ”آج آفس سے اُف لوگی؟؟“ وہ دل میں
ارادہ رکھتا تھا کہ اگر وہ اُف لے گی تو خود بھی لے گا

.. رائنما: ”مکھن کم لگاؤ..“ وہ اسد کو بھر بھر کر مکھن لگاتا دیکھ کھ رہی تھی
”اسد: ”تم کمزور ہو تمہیں ضرورت ہے

”رائنما منہ بسور کر: ”ایسا مت دیکھایا کرو کہ میری بھت پرواہ کرتے ہو
”اسد: ”میں ڈاکٹر بھی ہوں تمہارا... بھول گئی کیا؟؟؟

رائنما سے الجھی نگاہ سے تکتے ہوئے: ”مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی... بھلا
کون نفرت اس طرح کرتا ہے... تمہاری نفرت تو محبت کا گمان دلاتی
”ہے

اسد اس پر اس کے چہرے کے قریب آکر: ”تو تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے..“ کھتے کھتے اور نزدیک آتے ہوئے: ”محبت“ پھر اور نزدیک آکر.... اب وہ اتنا قریب آ گیا تھا کہ دونوں کی سانسیں ملنے لگی تھیں.. رانما اس کے خوبصورت ہونٹ دیکھ سانس لینا بھول بیٹھی تھی... اس کی سانسوں کی مھک اسے بھکار ہی تھیں.. آج پھلی بار وہ بھی محو ہو گئی تھی اسے دیکھ... دل زور زور سے دھڑک رہا تھا.. اسد اسے نروس کرنے میں کامیاب ہوا تھا... ”تو تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں؟؟؟“ وہ آبرو اچکا کے پوچھتا ہے... رانما پر اس کی قربت کا جادو چڑھ رہا تھا... ”میں پوچھ رہا ہوں.. تمہیں لگتا ہے؟؟“ رانما کا ذہن تو مفلوج ہو گیا تھا اس کی قربت اس کا حسین چہرہ اس کی رومانس بھری آنکھیں اس کی سانسوں کی مھک اسے اپنے سحر میں جکڑ چکی تھیں.. ”دودھ ٹھنڈا ہو گیا ہو گا میں گرم کر کے لاؤ“ رخسانہ اچانک سے... آکر پوچھ رہی تھی

اسد اور رائما دونوں چوکیں تھے.. اس کی آواز سن.. اسد: ”نہیں ضرورت نہیں“ وہ منہ بسور کر رہا تھا... اور اشارے سے جانے کا کہتا ہے

رائما اٹھ کر تیزی سے جانے لگتی ہے... کے اسد ہاتھ پکڑ کر: ”ناشتہ تو کر لو پھلے“ کہہ کر اسے زبردستی بیٹھا لیتا ہے.. اسے سلائس خود اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہوئے: ”جواب دو“ رائما بھوکھلا کر: ”کیا؟؟؟“ کہہ کر نظریں جھکا کر ہلکا سا ہاتھ سے خود پکڑ کر کھاتی ہے

”اسد مسکراتے ہوئے: ”اُف لوگی؟؟“

”رائما: ”ہاں.. لوگی“

”اسد: ”ٹھیک ہے پھر میں بھی لے رہا ہوں“

”راٹما الجھی نظر سے تکتے ہوئے۔“ تم کیوں؟؟؟

”اسد:“ کیونکے تمھیں میری مدد کی ضرورت پڑھ سکتی ہے

راٹما منہ سے تھکے ہوئے انداز سے سانس باہر نیکالتے ہوئے۔“

ہوف..... تم شاید بھول رہے ہو وہ تم ہی ہو جو کل دور رہنے کی نصیحت

”کر رہے تھے مجھے

”اسد:“ میں شر مندہ ہوں شاید اس لیے

”راٹما حیران ہو کر:“ تم بھی شر مندہ ہوتے ہو؟؟؟

اسد شر مسار ہو کر نظریں جھکا کر دودھ کا گلاس اس کے ہاتھ میں پکڑاتے

ہوئے۔“ مجھے واقعی نہیں پتا تھا کہ تمہارا ہاتھ زخمی ہو جائے گا... میں تو

صرف تمھیں خود سے دور کر رہا تھا.. میں واقعی تمھیں تکلیف نہیں دینا

”...چاہتا تھا

رائنما بھت حیران تھی اور متاثر بھی.. اسے سمجھ ہی نہیں آتا کہ وہ کیا کھے
... اسے وہ خاموشی سے دودھ کا گلاس اس سے لے کر منہ سے لگا لیتی ہے

دوسری طرف آمنہ پھر آفس میں جعفر کی خالی کرسی دیکھ بھت ادا اس
ہو جاتی ہے... اچانک اسے جعفر کرسی پر بیٹھا نظر آنے لگتا ہے.. اس کی
جھلمل ہو جاتی ہیں جعفر کو دیکھ... ڈیڑھ مھینے سے اس نے جعفر کو نہیں
دیکھا تھا... اسے خبر نہیں تھی کہ جب وہ مایوں والے دن اسے گھر

چھوڑنے گیا تھا وہ آخری بار تھا جو وہ اسے دیکھ رہی ہے... پتا نہیں تھا کہ
اتنا یاد آئے گا... وہ کرسی پر جعفر کو بیٹھا ہوا دیکھ چھوٹنے لگتی ہے خوشی و غم
کی ملی ہوئی کیفیت سے... وہ کام میں مصروف دیکھائی دیتا ہے معمول کی
طرح... وہ جیسے ہی اس کے خوبصورت سراپے کو چوٹنے کی کوشش کرتی
ہے وہ غائب ہو جاتا ہے..... ”میں چاہو تجھے... کسی اور کو تو چاہے

یارا... یہ پیار نہ اب ہم سے ہو گا پھر دوبارا...“ اسے وہ لمحہ یاد آتا ہے

جب جعفر رائنما کے ہلدی لگا رہا تھا اور وہ حسرت سے اسے دیکھ رہی
تھی..... ”کب آؤ گے.. دادا کے بیکڑے ہوئے پوتے؟؟؟“
”... کب؟؟؟... میرا دل نہیں لگتا تمہارے بغیر اس آفس میں
ابھی وہ کھ کر مڑتی ہے کے جعفر پیچھے کھڑا نظر آتا ہے... وہ دادا اس نظروں
سے اسے تکتے ہوئے جانے لگتی ہے

جعفر الجھ کر: ”عجیب... نہ سلام نہ دعا.... مجھے دیکھ کر ان دیکھا کر کے
”کیوں جا رہی ہو؟؟؟“

”اس نے کھا تو وہ حیرت سے پیچھے مڑی تھی... ”یہ واقعی تم ہو؟؟؟“
”... جعفر مسکراتے ہوئے: ”نہیں میرا بھوت ہے... مس آمنہ
آمنہ کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا اپنی آنکھوں پر... وہ بڑی گرم جوشی سے
”آکر اس کا ہاتھ پکڑتی ہے: ”تم واقعی آگے“

جعفر اس کی آنکھوں کی خوشی دیکھ کنفیوز ہوتا ہے.. اور بڑا خوش ہو کر
”پوچھتا ہے: ”تو آپ مجھے یاد کر رہی تھیں مس آمنہ؟؟“

آمنہ اس کے چہرے کی خوشی اور اس کا سوال سن اپنے حواس میں لوٹی
تھی... ”نہیں تو“ وہ فوراً منہ پر سختی لاتے ہوئے بولی تھی.. تو وہ جواباً
مسکرا دیا... ”چلو کوئی تو ہے جسے میرے ہونے نا ہونے سے فرق پڑھتا
ہے“

آمنہ مسنوی بے رخی دیکھاتے ہوئے: ”خوش فہمی ہے آپ کی سر جعفر
“

جعفر مسکراتے ہوئے: ”ہاں خوش فہمی میری...“ کھ کر آنکھوں سے
اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسے وہ پکڑ کر چھوڑنا بھول گئی
تھی... آمنہ امبرس ہو کر فوراً ہاتھ چھوڑ دیتی ہے.. جعفر عجیب سی
مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائے اس کے سر کو ہلکا سا سھلا کر اپنی کرسی پر
... جا کر بیٹھتا ہے

آمنہ کی آنکھیں تھک گئی تھیں اس خالی کرسی کو تک تک کر... آج جا کے
ان آنکھوں کو سکون آیا تھا جب وہ آکر اس پر بیٹھا... وہ کھڑی دیوانوں کی
طرح مسکراے جا رہی تھی... جعفر اسے خود کو مسکراتا دیکھ: ”یہ مت
،، کھنا کے محبت ہو گی تھے تمہیں مجھ سے

آمنہ اس کی بات پر چوک کر بڑی بڑی آنکھیں پھاڑ بوکھلا کر: ”
،، کیا؟؟؟... نہیں تو

جعفر اس کی حالت پر مسکراتے ہوئے: ”تو پھر مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی
ہیں مس آمنہ؟؟؟ جائیں کام کریں،“ کھ کر نفی میں گردن ہلاتے
... ہوئے اپنا کمپیوٹر اون کرتا ہے

آمنہ فوراً وہاں سے اثبات میں سر ہلا کر چلی جاتی ہے۔
... کچھ دنوں بعد

کنول شاپنگ پر جاتی ہے اپنی دوستوں کے ساتھ تو وہاں کار پار کنگ میں
...ایک کالے رنگ کی کرولا آکر روکتی ہے

،،کنول کی سھیلی: ”کیا کار ہے یار

اس کار سے جعفر نیکلتا ہے اور دو گارڈ... کنول جعفر کو دیکھ کر اپنی
سھیلیوں سے: ”یہ تو جعفر ہے میرا کزن“ اس پر اس کی سھیلی کھتی
،،ہے: ”چل پھینک مت

،،کنول: ”ارے سچ کھرھی ہوں میں یہ جعفر ہے

اس کی دوسری سھیلی: ”ہوھی نہ جائے... تو تو ہے ہی ایک نمبر کی
جھوٹی... ویسے کار جتنی شاندار ہے اس سے نیکنے والا اس سے بھی زیادہ
،،... شاندار ہے

کنول: ”ارے تم دونوں میری بات کا یقین کرو یہ میرا کزن ہے... ورنہ چلو میں ملواتی ہوں“ کھ کر ان دونوں کو ساتھ لے کر جعفر کے پیچھے جاتی ہے... ”جعفر... جعفر

جعفر: ”یہ تو کنول کی آواز لگ رہی ہے“ وہ سوچ کر پیچھے مڑتا ہے تو کنول.... اپنی دوستوں کے ساتھ کھڑی نظر آتی ہے
کنول جعفر کے قریب آنے لگتی ہے تو جعفر کا گارڈ روک دیتا ہے... جعفر
گارڈ کو اشارہ کرتا ہے دور ہو جانے کا... کنول جعفر کے پاس آکر: ”جعفر
کیسے ہو.. تم تو آسٹریلیا گئے تھے کراچی کب آئے؟؟؟“

جعفر: ”ابھی کچھ دنوں پہلے... تم یہاں؟؟“
کنول: ”میں اپنی دوستوں کے ساتھ آئی ہوں شاپنگ کرنے
جعفر: ”اچھا

...کنول اسے اپنے دوستوں سے ملواتی ہے

،،کنول: ”اچھا میں چلتی ہوں

،،جعفر: ”روکو

،،کنول مڑ کر: ”کیا کوئی کام ہے؟؟

جعفر: ”میرے ساتھ چلو... میں تمہیں شاپنگ کرا دیتا ہوں.. اور گھر

،،بھی چھوڑ دوگا

،،کنول مسکراتے ہوئے: ”اس سے اچھی کیا بات ہے

وہ تینوں کو شاپنگ کرتا ہے... پھر اپنے ڈرائیور سے گھر بھی چھوڑواتا

...ہے

کنول اپنے دل میں: ”پہلی بار زندگی میں جعفر کی کزن ہونے پر ناز ہو رہا

ہے۔“

اسد کمرے کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر اندر لیپ ٹائپ چلاتی ہوئی رائنما پر پڑھی... وہ دروازہ نوک کر کے اندر آنے کی اجازت مانگتا ہے.. رائنما اثبات میں سر ہلادیتی ہے... وہ سیب کی کی پلیٹ بھری ہوئی دیکھ: ”تم نے ابھی تک سیب نہیں کھائے؟؟“

رائنما: ”سوری.. اب کھا لیتی ہوں“ کھ کراٹھا کر کھانے لگتی ہے.. اسد: ”تم کب تک آفس میں سیکڑی بن کر کام کرو گی...؟؟“ رائنما سیب کھاتے ہوئے: ”میں خود بھی سوچ رہی تھی.. اب میرے پاس کی کمپنی advertising اکسپیرینس ہے.. میں چاہتی ہوں اپنی کھولوں... مگر میرے پاس پیسے نہیں ہیں... اور دادا مجھے ابھی تک اس قابل نہیں سمجھتے کہ وہ مجھے ایک نیا بزنس کھولنے کے لیے پیسے دیں.... اس لیے میں اب پلین کر رہی ہوں دادا کو منانے کا... تاکہ وہ

میری کمپنی میں انویسٹ کریں... پتا ہے انہوں نے اپنے سارے پوتوں کو
... خود موقع دیا آگے آنے کا... مگر مجھے نہیں دے رہے

اسد اس کے چہرے کی ادا سی دیکھ کر: ”چلو کوئی بات نہیں.. اگر وہ نہیں
دے رہے تو پاپا سے لے لو... وہ بھی بزنس مین ہیں... ہو سکتا ہے وہ
تمہاری کمپنی میں انویسٹ کرنے کے لیے تیار ہو جائیں...“

”راہنما اس کی بات سن:“ تمہیں لگتا ہے ماموں کریں گے؟؟
اسد: ”دیکھو بزنس کی فیلٹ کی مجھے اتنی خاص سمجھ نہیں ہے... اس لیے
میرے حساب سے تم پھلے اپنے دادا سے مشورہ کر کے دیکھو... اگر بات
... بن جائے تو ٹھیک... ورنہ پاپا سے کر کے دیکھنا

رائما پریشان ہوتے ہوئے: ”مگر اپنی الگ کمپنی چلانا بھت مشکل کام
ھے... یہ آسان نہیں ھے... ابھی کوئی غلطی کرتی ہوں تو پیچھے بھت
لوگ ہوتے ہیں اسے سمجھانے کے لیے... لیکن

ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ اسد اس کا خالی ہاتھ دیکھ کر اس میں سیب کی
پھانگ پکڑاتے ہوئے: ”لیکن ویکن کچھ نہیں... ڈرؤ مت... اگر واقعی
کرنا چاہتی ہو تو کر گزرو... ہار یا جیت کے ڈر سے تم پھلا قدم ہی نہ اٹھاؤ
میں تمہارے ساتھ profit ہویا loss یہ غلط ھے... تمہیں
... ہوں

”رائما حیران ہو کر سیب کھاتے ہوئے: ”واقعی؟؟؟

اسد: ”ہاں... ویسے بھی کون سا میرے پیسے جا رہے ہیں...“ کھ کر
... ہستا ھے... رائما اس کی بات سن مسکراتی ھے

”اسد: ”چلیں؟؟“

”رائما: ”کھاں؟؟“

”اسد: ”سوئے“

”رائما: ”تم جاؤ... مجھے ابھی بھت کام ہے

... اسد منہ بسور کر: ”ہم... اوکے..“ اٹھ کر چلا جاتا ہے

اسد ایک گھنٹے بعد چکر لگاتا ہے تو وہ وہی صوفے پر بیٹھی بیٹھی سو رہی

تھی.. وہ مسکراتا ہے.. ”روز کی طرح“ کہہ کر اندر آتا ہے اسکا سارا سامان

سمیٹتا ہے.. پھر اس کے پاس آکر: ”تمہیں کیسے ہر جگہ سو جاتی ہو... سمجھ

نہیں آتا مجھے“ کہہ کر اسے باہوں میں بھر کر کمرے میں لے کر جاتا

ہے....

”عرتچ جواد کے گھر آتے ہی: ”تم نے بات کی دادا سے؟؟“

”جواد: ”ہاں کر لی

”عرتچ تجسس سے: ”کیا کھا دادا نے؟؟“

جواد تھکا ہوا تھا: ”یار کھڑے کھڑے ہی ساری باتیں پوچھو گی... بیٹھنے تو

”دو سکون سے دو گھڑی

عرتچ سے انتظار ہی نہیں ہو رہا تھا وہ دو منٹ گزرنے کے بعد پھر پوچھتی

”ہے: ”بتاؤ ناں کیا کھا دادا نے؟؟“

جواد منہ بسور کر: ”وہی کھا جس کی مجھے امید تھی... صاف صاف منع

”کر دیا

عرتچ: ”انہوں نے منع کیوں کیا؟؟... جعفر کی بار پر تو فوراً مان گے۔

”... تھے... ہماری بار پر ایسا کیوں کر رہے ہیں

جواد: ”وہ بول رہے ہیں... تمہیں اس گھر میں ہمارے ساتھ رہنے میں
”کیا پریشانی ہے

”عرتیج: ”کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟“

جواد اس پر: ”اس مطلب یہ ہے کہ جب تمہیں کوئی پریشانی ہو تم صرف
”تب مطالبہ کر سکتی ہو الگ گھر میں رہنے کا... ورنہ نہیں

عرتیج ناراضگی سے: ”اس کا مطلب میں کبھی اپنے الگ گھر میں نہیں رہ
”پاؤ گی

”جواد ایک گھری سانس لیتے ہوئے: ”ہاں اس کا مطلب یہی ہے

عرتیج: ”یہ کیا بات ہوئی... کیا صرف جعفر ہی دادا کا پوتا ہے تم
نہیں... اس کی تو شادی بھی نہیں ہوئی اور وہ اکیلے بنگلے میں رہ رہا

ھے... یہ نا انصافی کر رہے ہیں وہ ہمارے ساتھ مجھے نہیں پتا تم کچھ بھی
کر دو پر مجھے ایک الگ گھر لے کر دو... میری بھی کچھ چھوٹی چھوٹی
خواہشات ہیں اپنے گھر کو لے کر.. کیا میں زندگی بھر ایسے ہی رہو
گی؟؟

جواد اس کی باتیں سن کر کھڑا ہو کر جانے لگتا ہے... عرتیج: ”کھاں
“جار ہے ہو؟؟“

جواد: ”دیکھو یار... میں تھک چکا ہوں.. کل صبح بات کریں گے“ کھ کر
جا کر بیڈ پر لیٹ جاتا ہے

.. عرتیج چڑتے ہوئے: ”لگتا ہے خود بات کرنی پڑے گی... دادا سے

“you can do it” :” رانما دادا کے آفس کے باہر کھڑے ہو کر
کھ کر خود کو صمت دلا کر اندر جاتی ہے

“دادا: ” کوئی کام تھا

“رانما کھڑے ہو کر: ” جی دادا

“دادا: ” کھڑی کیوں ہو بیٹھ جاؤ

“... وہ بیٹھ جاتی ہے: ” میں اپنا بزنس شروع کرنا چاہتی ہو دادا

“دادا: ” یہ تو اچھی بات ہے.. میری طرف سے اجازت ہے

رانما بڑا خوش ہو کر: ” واقعی؟؟؟“ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ دادا اتنی

جلدی مان جائیں گے

“..دادا: ” بلکل

رائما: ”تو کیا آپ مجھے پیسے دیں گے میرا اپنا بزنس شروع کرنے کے لیے؟؟“

دادا اس بات پر مسکراتے ہوئے: ”پیسے... یعنی تم چاہتی ہو کہ میں ”انویسٹ کرو تمہارے بزنس میں؟؟؟“

”رائما: ”ہاں.. میں بھی چاہتی ہوں

دادا ایک پاس رکھی فائل اٹھا کر رائما کی جانب بڑھاتے ہوئے: ”مجھے اس ”پروجیکٹ کے لیے ”انویسٹر ڈھونڈ کر لا کر دو

”رائما حیرت سے: ”کیا؟؟؟“

دادا: ”انویسٹر ڈھونڈ کر لا کے دو... اتنی کوئی مشکل بات تو نہیں کھی میں ”...نے

”رائما: ”پر یہ تو آپ کا ”پروجیکٹ“ ہے... آپ کو انویسٹر کی کیا ضرورت؟؟“

دادا: ”یہ بات ہم دونوں جانتے ہیں کہ یہ میرا پروجیکٹ ہے... باہر
کے لوگ نہیں... اگر میں اس پروجیکٹ کے لیے آنویسٹر ڈھونڈوں
.. آنکھیں بند کر کے آنویسٹر تیار ہو جائیں گے اس پروجیکٹ کرنے کے
لیے... کیونکہ میرا نام چلتا ہے... لیکن اگر اس پروجیکٹ سے میرا نام
ھٹا کر اسے آنویسٹروں کے سامنے رکھا جائے تو تمہیں لگتا ہے کہ وہ اس
”میں آنویسٹ کریں گے؟؟؟“

رامنا سوچ میں پڑھ جاتی ہے

”... دادا: ”بھت مشکل کام ہے کسی کی جیب سے پیسے نیکلوانا
رامنا: ”تو آپ چاہتے ہیں کہ میں بغیر آپ کا نام استعمال کیے آنویسٹر
”ڈھونڈ کر لا کر دوں؟؟“

دادا مسکرا کر: ”کر سکتی ہو؟؟؟“ وہ چیلنج دیتے ہوئے گھر رہے تھے

رائما: ”بلکل“ وہ بڑے اطمینان سے فائل اٹھا کر بولی تھی.. اس نے دادا کے سامنے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا.. کے اندر سے وہ بھت گھبرارھی ہے

دادا اس کے چہرے کے اطمینان کو دیکھ: ”اگر تم یہ کر لیتی ہو تو میں“ انویسٹ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ گا تمہارے بزنس میں

”رائما: ”او کے.. اگلی ملاقات انویسٹر ڈھونڈ کر لانے کے بعد کروں گی

”.. دادا اس کا خود پر اعتبار دیکھ کافی متاثر ہوئے تھے....“ ٹھیک ہے

وہ فائل لے کر باہر آتی ہے اور صبح اپنی اور اسد کی باتیں یاد کرتی ہے

یاد: { صبح آنکھ کھولی تو بیڈ پر خود کو پایا تھا... ”میں بیڈ پر کیسے آ جاتی

.. ہوں؟؟؟“ وہ خود الجھ کر سوال کر رہی تھی

اسد نھاء کر نیکلا تھا.. رائما سے دیکھ: ”میں کھیں بھی سو جاؤں... صبح بیڈ پر
،، کیسے آ جاتی ہوں؟؟“

،، اسد مسکراتے ہوئے: ”تمہیں نیند میں چلنے کی بیماری ہے... اس لیے“

رائما حیران ہو کر: ”ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا.. یہ ناممکن ہے“، کھ کر بیڈ سے
اتر کر اس کے پاس آ کر بولتی ہے

اسد اس کے قریب آ کر: ”تو کیا تم یہ کھنا چاہ رہی ہو کے میں تمہیں لے
کر آتا ہوں اپنی باہوں میں بھر کر.. اور لا کر بیڈ پر لیٹاتا ہوں؟؟“ وہ
.. آنکھوں میں شرارت لیے آبر و اچکائے استفسار کر رہا تھا

جس پر وہ طنزیہ مسکراء کر: ”یہ تو اس سے بھی زیادہ ناممکن ہے... اس سے تو میں یہ یقین کر لوں گی کہ مجھے بیماری ہوگی۔“ نیند میں چلنے کی، کھ... کر ہاتھ فولٹ کرتی ہے

اسد اس کے جواب پر منہ بسور کر: ”ہف... ہف“ کھ کر چڑتے ہوئے.. اپنی ٹاول اس کے منہ پر ڈال دیتا ہے

... رانما چڑتے ہوئے: ”اُف“ کھ کر ٹاول اپنے منہ سے ہٹاتی ہے
”best of luck اسد:“ ویسے

رانما: ”مجھے تو بھت ڈر لگ رہا ہے... مجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہا کہ میں دادا سے بات کیسے کروں گی.. دیکھو سوچ کر ہی میرے ہاتھ ٹھنڈے
“پڑھ رہے ہیں

اسد مسکراتے ہوئے اپنی ٹیشٹ پھنتے ہوئے کالے رنگ کی ”ارے
یار... دادا! میں تمہارے... کوئی جن تھوڑی... جو اتنا ڈر رہی ہو... ان
کے سامنے تو ذرا سہ بھی نروس مت ہونا... ورنہ بنتا ہوا کام بھی بگڑ جائے
“...گا... سمجھیں

رائمانفی میں سر ہلارہی تھی اور منہ سے: ”ہاں“ کھ رہی تھی.. جیسے
... دیکھ وہ ہستا ہوا اس کے پاس چلتا ہوا آیا تھا

اسد نے اس کے دونوں بازوؤں مضبوطی سے پکڑے: ”سب سے پہلے خود
پر اعتماد رکھو... کے تم کر سکتی ہو... ڈرنے کی کوئی بات ہے ہی نہیں
... اور دادا ایسی کوئی بات کرتے ہیں یا ایسا کوئی چیلنج دیتے ہیں جو تمہیں
لگے بہت مشکل ہے... تو گھبرانا نہیں... بلکہ ان کے سامنے پر اعتماد
رہنا... اپنے چہرے پر اطمینان ظاہر کرنا... اس سے ان پر اچھا تاثر

شوہو... اور بھی وہ per پڑے گا... انہیں لگے گا تم اپنے فیصلے پر 100
... اصل چیز ہے جو وہ دیکھنا چاہتے ہیں

“راہما: ”تمہیں کیسے پتا؟؟“

ہوتا رہتا ہے.. لیکن profit or loss اسد: ”کیونکہ بزنس میں
اگر کوئی تمہارے پر وجیکٹ پر پیسے لگا رہا ہے تو وہ دیکھنا چاہے گا کہ تمہارا
... خود پر کتنا اعتماد ہے... باقی باتیں بعد میں آئیں گی
“راہما مسکراتے ہوئے: ”ہم... سمجھ گئی... شکریہ

اسد اپنے کان مسلنے لگتا ہے اچانک سے... راہما پریشان ہو کر: ”کیا
... ہوا؟؟“

“اسد سیریس ہو کر: ”لگتا ہے میرے کان خراب ہو گئے تھیں
“راہما حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟“

اسد: ”ہاں.. یہ سن رہے ہیں کہ تم... مطلب میم رائنما مجھ ناچیز کو
... شکریہ ادا کر رہی ہیں وہ بھی مسکراتے ہوئے۔“

رائنما منہ بسور کر: ”آج تمہیں دیر نہیں ہو رہی... فالتوہ جو کمار رہے
”ہو کھڑے ہو کر... راستہ چھوڑو... مجھے واشروم جانا ہے

”اسد راستے سے ہٹتے ہوئے: ”جاؤ

رائنما سر کھوجاتے ہوئے ہوئے سوچتی ہے: ”کیا واقعی میں نے کبھی اسے
... مسکراء کر شکریہ نہیں کھا؟؟؟

اسد: ”جاؤ... کتنا راستہ دوں اور؟؟؟“ وہ اسے نہ جانتا ہوا دیکھ اور زیادہ
{... راستے سے ہٹتے ہوئے گھر رہا تھا

آمنہ لیپ ٹائپ پر کام کرتے ہوئے غصے سے: ”کیوں نہیں چل رہا
”یہ.. بے کار

جعفر وہیں سے گزر رہا تھا اسے لیپ ٹائپ پر غصہ کرتے ہوئے دیکھ رکھا تھا: ”کیا ہو گیا؟؟“

”آمنہ جھنجھلاتے ہوئے: ”یہ چل نہیں رہا

جعفر: ”ہاتھ ہٹاؤ میں دیکھتا ہوں“ وہ جھک کر کھڑا تھا... وہ تو جھک کر لیپ ٹائپ صحیح کرنے لگتا ہے لیکن اس کے اتنا قریب آنے سے آمنہ کا دل بے قابو ہوئے لگا تھا... وہ جعفر کو ہلکا سا چہرہ موڑ کر دیکھنے لگتی تھی... اسے بہت گرمی محسوس ہونے لگی تھی.. اس کی سانسوں کی تپش... اس کی سانسیں روک رہی تھی

جعفر اس کی حالت سے بے خبر: ”لو ہو گیا... ہر چیز غصے سے حل نہیں ہوتی... کچھ چیزیں پیار سے بھی حل

وہ بولتے بولتے روکا تھا اس کی نظروں کو خود کو اس قدر محبت سے تکتا ہوا دیکھ... اس کی نگاہیں اسے بھی نروس کر رہی تھیں... وہ بھول گیا تھا کہ... بولنا کیا ہے ”وہو

وہ فوراً سیدھے کھڑا ہو گیا تھا.. وہ بھی اس کے کھڑے ہوتے ہی حواسوں
...میں لوٹی تھی

جعفر وہاں سے چلا جاتا ہے۔

کنول منہاج کو فون کرتی ہے وہ دونوں باتیں کر رہی ہوتی ہیں تو باتوں
ہی باتوں میں کنول منہاج کو بتاتی ہے: ”پتا ہے کچھ دنوں پہلے میں جعفر
سے ملی... وہ کراچی آیا ہوا ہے مجھے اس سے مل کر پتا چلا... ورنہ یہاں تو
“سب بھی سمجھ رہے تھے کہ وہ آسٹریلیا میں ہی ہے ابھی تک

“منہاج: ”پر ملا کہاں تمہیں وہ

کنول خوش ہو کر: ”شاپنگ سینٹر کے باہر... پتا ہے مزے کی بات یہ ہے
“کے اس نے سارا بل بھرا میرا بھی اور میری دوستوں کا بھی

”منہاج: ”واہ جی... تیرے تو مزے آگے“

کنول مسکراتے ہوئے: ”وہ تو ہے... ایک بات بتاؤں میری دوستوں کو تو یقین تک نہیں آ رہا تھا کہ وہ میرا کزن ہے... جب سے میری دوستیں جعفر سے ملی ہیں وہ تو فدا فدا ہیں جعفر پر.... اور یہ جان کر کے کنوارہ ہے مجھ سے کھنے لگیں کے میں ان کو جعفر سے ملوادوں

”کنول کی بات سن کر منہاج: ”تو کیا تم نے ملو ادیا انھیں؟؟“

”کنول: ”ہاں

منہاج غصہ کرتے ہوئے: ”پاگل ہے تو.. بنتی تو عقل مندوں کی سردار ہے پر ہے انھیں تو

”کنول الجھ کر: ”کیوں؟؟“

“منہاج: ”ان لوگوں کو ملوانے سے اچھا تھا کہ تو خود اس سے باتیں کرتی
کنول اس پر: ”مجھے اس میں کوئی انٹرس نہیں ہے.. ہاں وہ اچھا ہے
... بلکہ سچ کھوں تو بھت اچھا ہے بلکل ہیر و جیسا... مگر میرے لیے
“نہیں

منہاج اسے سمجھاتے ہوئے: ”پتا ہے عبداللہ بتا رہے تھے مجھے کہ جعفر
appointment سے وہ ایک میٹنگ کرنا چاہتے ہیں پر تین ماہ سے انہیں
“نہیں مل کر دے رہی ment

کنول: ”تو یہ مجھے کیوں بتا رہی ہو... یہ تو میں جانتی ہوں.. کیونکہ جعفر
نے سوچ رکھا ہے کہ کبھی رشتہ داری کو کاروباری معاملات میں نہیں
“لائے گا

”منہاج: ”تجھے پتا ہے جعفر رانما کی شادی میں بھی نہیں آیا تھا
”کنول کو فت کا اظہار کرتے ہوئے: ”یہ بات مجھے کیا سب کو پتا ہے
منہاج: ”تو خود سوچ... جس لڑکے سے میٹنگ کرنے کے لیے لوگ تین
تین مہینوں سے انتظار کر رہے ہیں... بڑے بڑے بزنس مین اس سے
ایک ملاقات کرنے کے لیے بے تاب ہیں... اور ایک تم پاگل ہو جیسے
قسمت نے تمہارے سامنے لا کر خود کھڑا کر دیا اور تم اسے احمقوں کی طرح
”اپنے دوستوں سے ملو اور ہی تھیں

”کنول: ”تم تائی امی کبھی میری شادی نہیں ہونے دیں گی جعفر سے
منہاج: ”تم تائی امی کی فکر کر رہی کیوں رہی ہو... اگر ایک بار جعفر تمہارا
”ہاتھ تھامنے کے لیے تیار ہو جائے... تو کوئی کچھ نہیں کر سکے گا

”کنول منہ بسور کر: ”پر

منہاج: ”پرور چھوڑا اور سوچ میری بات... جعفر کے پاس وہ سب کچھ
ہے جو ایک لڑکی کی خواہش ہوتی ہے... بنگلہ گاڑی پیسہ اور خوبصورت
تو وہ کتنا زیادہ ہے کے ہیر و لگتا ہے... تو میری زندگی دیکھ شادی کے بعد
بنگلے سے نیکل کر اس معمولی سے چھوٹے سے گھر میں آگئی ہوں.. پر تیرے
ساتھ ایسا نہیں ہوگا... تو دادا کے بنگلے سے نیکل کر اپنے خود کے بنگلے میں
“چلی جائے گی... اور وہاں راج کرے گی اکیلے

کنول پر منہاج کی باتوں کا اثر ہوتا ہے... وہ پوری رات بھی سوچتی ہے کے
آخر وہ کب تک پیچھے بھاگے گی اسد کے... پھلے وہ اس کی محبت میں خوار
ہوئی پھر اسے برباد کرنے میں ہورھی ہوں... کیا ملا مجھے اس کے پیچھے
بھاگ کر... وہ تو اپنی زندگی میں خوش ہے... میں بھی ہوں جو صحراؤں کی
خاک چھان رہی ہوں... سیراب کے پیچھے بھاگ بھاگ کر تھک گئی ہوں

میں... پر جعفر... منہاج بھی ناں کچھ بھی بولتی ہے... ایک بار اتفاق سے
”مل گیا اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کے بار بار ملے گا

”اسد اپنی الماری کھولتا ہے تو زور زور سے چلانے لگتا ہے: ”راٹما راٹما

... راٹما رخسانہ کے ساتھ بیٹھ کر سبزیاں کاٹ رہی تھی

”رخسانہ: ”بھابھی اسد بھائی آپ کو بلارہے ہیں

”راٹما: ”اچھا میں آتی ہوں تم یہ سبزیاں کاٹ کر رکھو

پھر وہ اوپر اپنے کمرے میں جاتی ہے... کمرے میں داخل ہوتے ہی اسد

اسے غصے سے دیکھ کر کہتا ہے: ”تم نے میری الماری بھی گھیر لی.. حد

”.. ہے

رائما اپنی زبان دانتوں میں دباتے ہوئے.. اپنے دل میں: ”اب تو یہ
کھڑوس بھت سنانے والا ہے.... کیا کروں..“ ہم آئیڈیا“ پھر بڑے بھرم
سے: ”تو؟؟؟“

”.. اسد: ”کیا تو...؟؟؟ نیکالو اپنے کپڑے میری الماری سے
”.. رائما: ”مجھے ضرورت ہے ایک اور دراز کی
اسد اس کی بات پر غصے سے گھورتے ہوئے پھلے تو اسے دیکھ کر نفی میں
.. گردن ہلاتا ہے پھر اس کا بازو پکڑ کر باقی الماریاں کھولنے لگتا ہے

”رائما بازو چھڑواتے ہوئے؟“ کیا کر رہے ہو؟؟
اسد ساری الماریاں کھول کر: ”الماری کے چار حصوں میں سے تین پھلے
ہی تمہارے پاس ہیں اور ایک..“ پھر کھ کر اسے مزید جتاتے ہوئے سبکی
سے ایک کا اشارہ کرتے ہوئے: ”صرف ایک میرے پاس ہے.. اس

ایک بیچاری کے اندر صرف چارھی تو کھانیں ہیں... تم اب اپنے کپڑے
اس میں بھی ڈالنا شروع ہو گئی ہو.. یاریہ نا انصافی نہیں ہے میرے
ساتھ؟؟ کیا پلین ہے؟؟ پورے الماری پر قبضہ کرنے کا تو نہیں سوچ رہی
تم؟؟“ وہ آبر و اچکائے پوچھ رہا تھا

رائمانہ پر ہاتھ رکھ کر ”او“ پھر بھولاسہ چہرہ بنا کر: ”تم ایسا سوچ بھی
.. کیسے سکتے ہو میرے بارے میں

اسد طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”میں سوچ نہیں رہا ہوں.. مجھے یقین ہے
”تم میری الماری پر آہستہ آہستہ قبضہ جمع رہی ہو

رائمانہ بھولاسہ چہرہ بنا کر بڑے پیار سے: ”اسد مجھے واقعی ضرورت
”ہے.. دو کھانیں دے دو ناں

”اسد طنزیہ ”دو کیوں آپ پورا رکھیں میم رانما

”رانما خوش ہو کر: ”سچی؟؟؟

”اسد جھنجھلاتے ہوئے: ”میں طنزیہ کہہ رہا تھا

رانما اس کا ہاتھ پکڑ کر امید بھری نظروں سے تکتے ہوئے: ”پلیز دو

”کھانیں دے دو

وہ تو صرف مکھن لگا رہی تھی لیکن اسے خبر نہیں تھی کہ اس کا ہاتھ

پکڑنے سے اسد کے پسینے چھوٹ رہے ہیں.. اور دل زور زور سے

دھڑک رہا ہے.. وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی مسکراتے ہوئے آلتجا کرتے

ہوئے کہ وہ بیچارہ عاشق ناچاھتے ہوئے سبھی مجبور ہوا تھا دینے پر ”اچھا

لے لو.. میں برابر والے کمرے میں رکھ لیتا ہوں اپنا سامان“ کہہ کر اس کا

... ہاتھ خوش ہو کر دیکھنے لگتا ہے جو وہ پکڑے کھڑی تھی

”راہنما پھلے پکا کرتی ہے: ”واقعی؟؟؟ پلٹ تو نہیں جاؤ گے بعد میں؟؟؟“
”اسد مسکراتے خوش ہو کر: ”نہیں

راہنما یہ سنتے ہی سب سے پھلے ہاتھ چھوڑتی ہے اسد کا.. ”شکریہ“ کھ کر
.. جانے لگتی ہے خوشی خوشی

اسد تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکتے ہوئے: ”کہاں؟؟؟ میں نے
تمہیں اپنی الماری دی ہے بدلے میں صرف شکریہ سے کام نہیں چلے
گا..“

”راہنما: اور کیا؟؟؟

اسد بڑے پیار سے اس کے قریب آتا ہے.. وہ اس کے اچانک سے اس
”طرح قریب آنے پر پیچھے کی طرف گرتے ہوئے: ”کیا؟؟؟“
”اسد: ”تمہارا انویسٹر مل گیا؟؟؟

راہنما اس کے قریب آ کر پوچھنے پر نروس ہو کر: ”نہ... نہی.. نہیں“ وہ
اپنی نظروں کے رومانس سے ہی اسے نروس کر رہا تھا... اس کی حالت

دیکھ مسکرا کر اس کے چہرے کے اور قریب آکر: ”جب ملے گا تو پارٹی دو
.. گی مجھے

رامنما بوکھلاتے ہوئے ذرا سہ اس سے دور ہو کر: ”اچھا... ٹھ... ٹھیک
ہے... میں.. میں جاؤں؟؟“ اس کی سانسیں رک سی رہیں تھیں اسد
.. کی نزدیکی سے

اسد مسکراتے ہوئے: ”جاؤ“ بس اس کا کھنا ہوتا ہے وہ ہاتھ چھوڑنے
تک کا انتظار نہیں کرتی.. خود ہی اپنی کلائی اس سے چھڑوا کر اپنے
دوسرے ہاتھ سے بھاگ جاتی ہے... اسد خود سے: ”الماری کے بدلے
“پارٹی.. بری ڈیل نہیں ہے

رامنما بھت محنت کرتی ہے مگر اسے انویسٹر نہیں مل رہا ہوتا... وہ تھک کر
اپنی کرسی پر بیٹھی ہوتی ہے کے آمنہ آکر اسے ایک لسٹ دیتے ہوئے: ”

...میں نے سنا تمہارے پروجیکٹ کے بارے میں... اس لیے آن
انویسٹروں کی لسٹ بنا کر لائی ہوں... ہو سکتا ہے اس سے تمہاری مدد
”ہو جائے“

”.. رائنما: ”بہت بہت شکریہ
آمنہ: ”اس کی ضرورت نہیں.. جب نئی ایجنسی کھولوں تو مجھے پارٹی
... دے دینا“

”رائنما خوش ہو کر: ”ضرور... میرے شوہر نے بھی یہی مانگا ہے مجھ سے
آمنہ: ”تو اس کا مطلب پارٹی پکی؟؟“

رائنما خوش ہو کر: ”انشاء اللہ.. ضرور... اور تم کھوگی تو جعفر کو بھی بلا لوں
.. گی“ وہ چھیڑتے ہوئے شرارت سے بولی تھی

آمنہ ابھی کچھ بولتی اس سے پھلے جعفر پیچھے سے آکر: ”کس کو بلانے کی
”بات ہو رہی ہے؟؟ اور کہاں؟؟؟“

وہ پیچھے سے آکر آمنہ سے لگ کر کھڑا ہو گیا تھا... آمنہ اس کی آواز پر
چوک کر اسے دیکھتی ہے اسے دیکھتے ہی... اس کی دل کی دھڑکنیں
بے قابو ہو جاتی ہیں... اور آنکھیں بڑی بڑی... جعفر خود کو حیرت سے
تکتا ہوا دیکھ: ”کیا؟؟؟ اتنی بڑی بڑی آنکھیں کیوں دیکھا رہی ہو
“مجھے؟؟؟... کیا کچھ غلط پوچھ لیا میں نے؟؟؟؟

اس کے ٹوکنے پر آمنہ نے اپنی آنکھیں نیچے کر لیں تھیں... جعفر دیکھ
... مسکرایا تھا
راہماں دونوں کو دیکھ مسکرا رہی تھی.. ”کچھ خاص بات نہیں کر رہے
“تھے.. ہم پارٹی کرنے والے ہیں.. تم آؤ گے؟؟؟

جعفر: ”ہم.. سوچ کر بتاؤ گا“ کھ کر جانے لگتا ہے.. آمنہ پیچھے سے بے
”صبری ہو کر: ”آ جاؤ ناں

جعفر اس کے اس طرح اچانک سے التجاء کرنے پر کنفیوز ہو کر سر کے پیچھے
والے حصے کو کھوجانے لگتا ہے... پھر آمنہ کی جانب دیکھ کر
میں دیکھتا ہوں.. پکا نہیں کہہ سکتا،“ کہہ کر مسکراتا ہوا چلا جاتا...well...”
ہے...

رائما: ”اب مجھے بھی چلنا چاہیے..“ کہہ کر وہ انویسٹروں سے ملنے نیکلتی
ہے... وہ اس لسٹ میں موجود سارے انویسٹروں سے مل کر ناامید ہو جاتی
ہے.. پھر آخری آفس سے نیکلتے وقت وہ پیپر پر مارک کرتے ہوئے: ”
اف... اب کیا کروں...“ ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ اسے آمنہ کا
فون آتا ہے.. آمنہ اسے ایک اور بڑے بزنس مین کا نمبر دیتی ہے.. لیکن
یہ نہیں بتاتی کہ وہ اب اپنے والد کا نمبر دے رہی ہے.. رائما اس کا شکریہ
لیتی appointment ادا کر کے اس نمبر پر کال کر کے

ھے... آمنہ کے والد رانما کے پروجیکٹ پر انویسٹ کرنے کے لیے تیار
... ہو جاتے ہیں

.. رانما وہاں سے نیکل کر خوشی خوشی سب سے پھلے دادا کے پاس آتی ہے
”دادا سے خالی چیک پکڑاتے ہوئے: ”یہ تمہارا انعام
رانما خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتی... ”شکریہ دادا جان“، کھ کر
.. جانے لگتی ہے

”دادا: ”پھلے پوری بات تو سنتی جاؤ
”رانما ان کی بات سنیں واپس بیٹھی تھی... ”جی؟؟
دادا: ”جتنی بھی رقم اس چیک پر بھرو... بس یہ یاد رکھنا وہ واپس دینی ہے
سے میرا کوئی profit or loss تین سالوں کے اندر... تمہارے
.. لینا دینا نہیں ہے

... رانما پر اعتماد ہو کر: ”آپ بے فکر رہیں.. شکریہ یقین کرنے کے لیے“

دادا مسکراتے ہوئے: ”میٹھائی کھانا مت بھولنا اپنے دادا کو اپنی اکیچینسی
،، کھولنے کے بعد

رانما چلبے انداز میں: ”آپ میٹھائی کی بات کر رہے ہیں میں آپ کو
زبردست والی پارٹی دوں گی.. اور دوسری دادی ڈھونڈنے کا موقع بھی،“
وہ آنکھ مار کر کھ رہی تھی.. جس پر دادا کو دھانس لگ گئی تھی.. جعفر اسی
وقت کمرے میں داخل ہوا تھا.. اس نے رانما کی پوری بات سن لی تھی.. وہ
.. مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا... اسے محسوس ہوا تھا وہ کافی بدل گئی تھی
،،... دادا: ”بد معاش لڑکی

کے پاس آ کر ہلکے سے: ”ویسے بھی وہ پورا ناماڈل desk رانما ان کی
ہو گی تھیں،“ وہ شرارت سے کھ رہی تھی جس پر دادا اسے گھور کر دیکھتے

ہوئے: ”بتاؤ فون کر کے تمہاری دادی کو... کے ان کی پوتی کیا باتیں کر
“..رہی ہے؟؟ بد معاش لڑکی

رامنا جو اب اہسنے لگتی ہے... جعفر صرف اسے خوش ہوتا دیکھ مسکرا نے لگتا
ہے...

رامنا سب سے پھلے یہ خوشی کی خبر اسد کو سنانا

چاہتی تھی.... وہ گھر پہنچ کر کمرے میں اسد کے آنے کا بے صبری سے
انتظار کر رہی تھی... اسد کے کمرے میں آتے ہی وہ خوشی سے اس کے
”پاس جا کر اسے خالی چیک دیکھاتی ہے: ”دیکھو

اسد خالی چیک دیکھ سمجھ جاتا ہے. اور چیک دیکھتے ہی اسے گلے سے لگا لیتا
ہے.... وہ اس قدر محبت و گرم جوشی سے اس کے گلے لگا تھا کہ رامنا
پوری سر تا پاؤں ہل گئی تھی... ”میں بھت خوش ہوں تمہارے لیے،“
رامنا ہٹنا چاہ رہی تھی مگر جب وہ یہ الفاظ کہتا ہے تو وہ بس بت بنے کھڑی

رہتی ہے.... وہ اپنی دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر لیتی ہے.. مگر ہٹتی
... نہیں ہے یہ خیال کر کے... کے اسے برا لگ جائے گا

اسد پھلے تو جذبات میں بھ کر اس کے گلے لگ جاتا ہے مگر تین چار لمحوں
بعد اسے احساس ہوتا ہے.... کے وہ پسند نہیں کرتی اس کا اپنے قریب
آنا.... لیکن اگلے ہی لمحے اسے یہ بھی احساس ہوا کہ وہ اسے آج جھنجھلا کر
ہٹا نہیں رہی.. وہ من ہی من یہ سوچ اور زیادہ خوش ہوا تھا... رانما کی
سانسیں بحال ہونے کی منتظر تھیں... وہ جان نیکال رہا تھا اس کی... اس
کی اس قدر نزدیکی ہر لمحہ جان پر بھاری تھی.. اس کے جسم کی مھک اسے
اپنے حصار میں جکڑ رہی تھی..... وہ ہلکے سے مسکراتا ہوا ہٹا.... اور ایسے
ظاہر کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں.. مگر رانما اس کے ہٹتے ہی واش روم
.... بھاگی تھی تیزی سے

اس نے اندر سے لوک کیا اور وہیں دروازے سے لگ کر کھڑی ہو گی اپنا
دل پکڑے.. اس کا کب سے روکا سانس اب بحال ہوا تھا... ”اس کا تو
نفرت کرنے کا انداز ہی مجھے مار دے گا..... اف.....“ وہ گھری سانس
.. لیتے ہوئے گھر ہی تھی

چھ ماہ بعد... جعفر آمنہ کے آفس کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ اس کی
نظر آمنہ پر پڑتی ہے جو اسٹول پر چڑھ کر گھڑی لگا رہی تھی.. جعفر اس کا
”دروازہ نوک کر کے: ”میں آ جاؤں؟؟“

آمنہ اس سے پھلے پلٹ کر اسے دیکھے اس کی اسٹول کا ایک پایا بڑا چھوٹا
ہونے کی وجہ سے ہل رہا تھا.. تو وہ صحنے لگتا ہے آمنہ کے وزن
سے.. جعفر اسٹول کو ہلتا ہوا دیکھ تیزی سے اندر آ کر اسٹول پکڑتے
”ہوئے: ”تم نیچے اترو.. میں لگا دیتا ہوں

آمنہ نیچے دیکھ کر: ”اچھا“ جعفر اس کے آگے ہاتھ بڑھاتے
”ہوئے:“ ”آؤ“

آمنہ اس کا ہاتھ دیکھ کر بھی نروس سی ہو جاتی ہے.. وہ سوچ بھی رہی
تھی.. کے جعفر: ”اف.. اتنی دیر لگا رہی ہو..“ کھ کر خود بھی اس کا ہاتھ
پکڑ کر اسے نیچے اتارتا ہے.. آمنہ کی آنکھیں تو اس کے ہاتھ پر ٹک
جاتیں ہیں جس سے جعفر نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا... وہ دلی بھی دل
خوش ہو رہی تھی.... وہ ہاتھ چھوڑ کر اوپر چڑھتا ہے.. آمنہ کو اسٹول
پکڑ کر رکھنے کی سخت تاکید کر کے... آمنہ پکڑ کر کھڑی ہوتی ہے.... جعفر
گھڑی لگا کر بس اترنے بھی والا تھا.. کے اسی وقت دروازے پر نوک ہوتا
ہے اور آمنہ بے دیہانی میں اسٹول چھوڑ کر پلٹ کر دیکھتی ہے کے کون
آیا ہے.. بس جس لمحے وہ چھوڑتی ہے اسی لمحے جعفر ایک قدم نیچے اترنے
کے لیے آتا ہے.. اسٹول جعفر کے وزن سے ڈس بلینس ہو کر ہلنے لگتی

ھے.. اور جعفر کا پاؤں اس کے صحنے کی وجہ سے سلپ ھو جاتا ھے اور وہ
زور سے آکر زمین پر گرتا ھے.. اس کے گرتے ھی آمنہ کے حوش اڑ
جاتے ھیں.. وہ تو خوف کے مارے پٹ کر تک نہیں دیکھ رھی
ھوتی.. جعفر کی نئی سیکڑی اپنی آنکھوں سے جعفر کو گرتے ھوئے دیکھتی
ھے.. تو وہ چیختے ھوئے اندر آتی ھے: ”سر

آمنہ بڑی صمت کر کے پلٹتی ھے... وہ جعفر کو زمین پر پڑا دیکھ زور سے چیخ
.. کر: ”جعفر“ وہ دیکھتی ھے کے اس کی آنکھیں بند ھیں
سیکڑی: ”میں ڈاکڑ کو فون کرتی ھوں“ کھ کر فون کرنے لگتی ھے اس کے
سر کے پاس کھڑے ھو کر

آمنہ چیخ چیخ کر رونے لگتی ھے اس کی تو مانو جان ھی نیکل گی ستھی.. وہ روتے
روتے: ”اٹھو.. جعفر... اٹھو“ وہ اس کے چہرے کو ھلاتے ھوئے کھ

رہی تھی.... جب وہ جعفر کو اٹھتا ہوا نہیں پاتی تو اس کے سینے پر سر رکھ کر
رونے لگتی ہے... ”مجھے معاف کر دو... سب میری غلطی ہے.. اٹھ
“جاؤ.. پلیر اٹھ جاؤ

جعفر کی آنکھ کھولتی ہے تو وہ آمنہ کو روتا ہوا دیکھ مسکراتا ہے.. اور اپنی
سیکڑی کو آنکھوں کے اشارے سے کھتا ہے کہ وہ ٹھیک ہے.. وہ باہر
جائے... خود آرام سے ویسے ہی لیٹا رہتا ہے اور اسے روتا دیکھتا ہے.. وہ
”دل میں؛“ پاگل لڑکی

آمنہ روتے ہوئے جیسے ہی چہرہ اٹھاتی ہے جعفر اس کو سراٹھاتا دیکھ واپس
.. آنکھیں بند کر لیتا ہے.. اور ایسے ہی لیٹ جاتا ہے جیسے بے ہوش ہو

آمنہ اس کے چہرے پر بڑے پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے: ”
اٹھو.. پلیز.... اٹھو...“ جعفر مسکراتے ہوئے آنکھیں کھولتا ہے ”لو اٹھ
“ گیا

آمنہ اسے یوں مسکراتا ہوا دیکھ چوکی تھی: ”تم مزاق کر رہے
تھے؟؟.. تمہیں یہ سب مزاق لگتا ہے؟؟ تمہیں پتا ہے میں کتنا ڈر گی
تھی... میری جان نیکال دی تھی تم نے...“ وہ غصے سے اسے سنارھی
تھی.. جس پر وہ ہلکی سی گردن موڑ کر اسے اپنے لیے اتنا فکر مت ہوتا دیکھ
... مسکرا رہا تھا

”وہ اسے مسکراتا ہوا دیکھ کنفیوز ہو رہی تھی...“ مسکرا کیوں رہے ہو؟؟

جعفر: ”ایسے ہی.. مجھے واقعی مزہ آ رہا تھا... اور ابھی بھی آ رہا
ہے.... تمہیں نہیں لگتا کہ تم کچھ زیادہ ہی حساس ہوتی جا رہی ہو

میرے لیے؟؟؟“ وہ آبر و اچکائے پوچھ رہا تھا.. جس کا اس کے پاس کوئی
... جواب نہیں تھا

پھر جعفر اسے سنجیدہ ہوتے دیکھتا ہے اپنے سوال پر... دیکھتا ہے کہ وہ
خاموش ہو گئی ہے.. وہ پھر آپ جان کر اس کا ذہن اس سوال سے ہٹانے
کے لیے: ”ایک بار اور کروناں“ پھر آمنہ کی نقل اتارتے ہوئے: ”اٹھ
جاؤ جعفر.. اٹھ جاؤ“ کہہ کر مسکراتے لگتا ہے

آمنہ اسے اپنی نقل اتارتا ہوا دیکھ غصے سے گھورتے ہوئے: ”بڑا مزہ آ رہا
“ ہے تمہیں میرا مذاق اڑانے میں؟؟؟

جعفر مسکراتے ہوئے ابھی ہاں بولے اس سے پھلے وہ ایک زوردار موکا
اس کے پیٹ پر مار کر پاؤں پٹکتی ہوئی چلی جاتی ہے.. جعفر بیچارہ پیٹ پکڑ
کر: ”آ... آ... عجیب پاگل ہے مذاق بھی نہیں سمجھتی“ کہہ کر اپنا پیٹ
... پکڑتا ہے.. جس پر وہ بہت زوردار مار کر چلی گئی تھی

پوری فیملی بیٹھ کر ایک ساتھ رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے.. کے رانما
کے ماموں رانما کو پریشان دیکھ: ”کچھ ہوا ہے؟؟؟... ایجنسی کیسی چل
”رہی ہے تمہاری؟؟ کوئی مسئلہ ہے؟؟

رانما داس ہو کر: ”بس صحیح چل رہی ہے.. ابھی تک کسی بڑی کمپنی سے
”اشتہار نہیں ملا مجھے.. اس لیے پریشان ہوں

اسد اسے روٹی پکڑاتے ہوئے: ”فکر مت کرو.. وہ بھی مل جائے گا... کھانا
”ٹھیک طرح کھاؤ.. بہت کم کھانے پینے لگی ہو آج کل

رانما: ”بس میں نے کھا لیا.. ویسے بھی میرا دل نہیں چاہ رہا...“ پھر
کا اشتہار product رانما اپنے ماموں سے: ”اگر آپ کو کوئی اپنے
کروانا ہو تو مجھے ضرور یاد کیجے گا“ اس نے کھا تو ماموں فوراً منع کرنے والے
.. تھے کے اسد آنکھوں کے اشارے سے کہتا ہے ہاں کریں

...ماموں: ”ضرور“ رائنماان کا جواب سن کر مسکراتی ہوئی چلی جاتی ہے
اس کے جانے کے بعد اسدا اپنے والد سے: ”ویسے تو آپ جانتے ہیں کہ
مجھے کوئی انٹرس نہیں ہے آپ کے بزنس میں... مگر صرف رائنما کی خاطر
“... چاہتا ہوں آپ مدد کر دیں اس کی.. بغیر اسے پتا چلے
product ماموں: ”ہم.. دیکھتا ہوں... ابھی میری کمپنی کوئی نیا
کی advertise مارکیٹ میں نہیں لارہی... جس کے لیے مجھے
“... ضرور پڑے

اسد سوچتے ہوئے: ”چلیں پھر بھی دیکھ لیں.. آپ رائنما کی کسی طرح مدد
“، کر سکتے ہوں تو

وہ کمرے میں آتا ہے تو وہ سورھی تھی بیڈ پر....: ”اتنی جلدی سو گئی؟؟“
... طبعیت تو خراب نہیں ہے اس کی، ”فکر مند ہو کر فوراً آکر اس کی
خوبصورت پیشانی پر ہاتھ رکھتا ہے...“ ”شکر.. ٹھیک ہے... شاید تھک
گئی ہو،“ پھر بڑے پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے؛ ”لگتا
ہے کچھ کرنا پڑے گا.. میں تمہیں ادا اس نہیں دیکھ سکتا... بلکل اچھی
نہیں لگتیں تم ادا اس... اس سے تو تم نکچڑی زیادہ پیاری لگتیں تھیں،“ کھ کر
بڑے پیار سے اس کی پیشانی کا بوسہ لیتا ہے اور مسکراتا ہے... پھر اس کے
ہونٹوں کے قریب اپنے ہونٹ لاتا ہے.. آج چھونا چاہتا تھا... تھوڑا سا
قریب آنا چاہتا تھا اس کے... آرمان پل اٹھے تھے سارے اس کی
سانسوں کی مھک سے.... دھڑکنیں بے قابو ہو رہی تھیں... وہ اس سے
پھلے مزید اس کی اور اپنے بیچ کی دوری مٹاتا وہ نیند میں اپنا انگوٹھی والے
ہاتھ سے اپنے خوبصورت چہرے پر سے بال ہٹانے لگتی ہے... اسدا اس
حرکت کرنے سے حواس میں لوٹا تھا... پھر اس کی نظر انگوٹھی کے اچانک

پر پڑی.. تو اسے غصہ آگیا تھا... وہ دل میں: ”میں بھت خوش ہوں کے
اب تم جعفر کی سیکڑی نہیں ہو... میرا بھت خون جلتا تھا یہ سوچ کر کے تم
دونوں ایک ساتھ کام کرتے ہو... تبھی میں چاہتا تھا تم جلد سے جلد اپنی
ایجنسی کھول لو... پتا نہیں تم یہ انگوٹھی کیوں نہیں اتار رہی ہو ابھی تک“
وہ اداس ہو کر چلا جاتا ہے

جعفر رات میں اپنے کمرے میں آکر لائٹ اون کرتا ہے.. پھلے کوٹ اتارتا
ہے اور بیڈ پر ڈال دیتا ہے پھر پھر جب اپنی شرٹ اتارنے لگتا ہے تو اسے
اس میں آمنہ کے پرفیوم کی خشبو محسوس ہوتی ہے... اسے اس کا سینے پر
سر رکھ کر رونا یاد آتا ہے.. وہ اکیلے میں اسے یاد کر کے مسکرا نے لگتا
ہے... ”کتنا دور ہی تھی وہ میرے لیے.. جیسے کتنا خاص ہوں اس کے
لیے... پاگل

”نو کر آ کر: ”سر آپ کی والدہ آئیں ہیں

”جعفر کپڑے بدل کر نیچے آتا ہے: ”امی آپ یہاں.. میرے گھر؟؟

”امی: ”ہاں.. تم تو مجھ سے بھاگ رہے ہو.. تو سوچا میں ہی آکر مل لوں

”جعفر: ”کھڑی کیوں ہیں بیٹھیں

وہ دونوں اپنے سامنے صوفے پر بیٹھ جاتے ہیں: ”کب تک بھاگو گے اپنی

ماں سے؟؟ تمہیں یاد نہیں آتی میری.. آخر کب تک رائیما کی وجہ سے

مجھ سے ناراض رہو گے... وہ تمہارے لیے اچھی نہیں تھی صرف اس

”لئے میں نے اسے تمہاری زندگی کا حصہ نہیں بنے دیا

جعفر: ”آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں کراچی میں ہوں اس وقت.. میں تو آج

”صبح ہی کینیڈا سے لوٹا ہوں... دادا نے بتایا آپ کو

”..امی: ”نہیں.. کنول نے

جعفر: ”او... تبھی میں کھوں.. آج کل کنول مجھے بھت کال کرنے لگی

“ہے.. آپ نے لگایا ہے اسے میرے پیچھے

امی: ”ایسا نہیں ہے... میری بات ہوئی تھی کل رات اس سے... اس نے باتوں ہی باتوں میں بتایا کہ تم آرہے ہو کل.. تو میں فوراً تم سے ملنے
“... چلی آئی

جعفر: ”امی آپ رانما کا نام مت لیا کریں.. وہ شادی شدہ ہے ابن... کھیں
آپ کے منہ سے اسد یا اس کی سسرال والوں کے سامنے کچھ نیکل گیا تو
“اسکی شادی شدہ زندگی پر اثر پڑھ سکتا ہے

امی: ”ابھی بھی تمہیں صرف اس کی فکر ہے... اپنی نہیں... وہ بھت
خوش ہے اپنی زندگی میں... تم اپنا بتاؤ... کب تک ایسے اکیلے رہو
“گے؟؟؟ مجھے فکر ہوتی ہے تمہاری

جعفر: ”تومت کریں فکر.. پلیز... اور ویسے بھی آپ کب سے میری اتنی فکر کرنے لگیں... آپ کو پتا بھی ہے مجھے رائما سے محبت کیوں ہوئی تھی؟؟؟... کیونکہ وہ میری بھت پرواہ کرتی تھی... جو کبھی آپ نے نہیں کی... میں جب آپ کے پاس تھا تب بھی اکیلا تھا... اور آج بھی اکیلا...“

... ہوں... اس لیے مجھے اکیلے رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا

امی: ”معاف کر دو اپنی ماں“ وہ ہاتھ جوڑنے لگتی ہیں روتے ہوئے.. تو وہ فوراً آکر ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے: ”بس کریں... کیوں“

مجھے گناہگار بنا رہی ہیں

امی روتے ہوئے: ”مان لو ناں... کر لو شادی... تم جیسی لڑکی سے کھو گے“

.. ویسی سے کروادوں گی

جعفر: ”اچھا یہ باتیں تو ہوتیں رہیں گی.. چلیں اٹھیں کھانا کھاتے
“ہیں

“جعفر دوسرے دن خود آمنہ کے آفس میں آکر: ”ہیلو

“آمنہ حیران ہو کر: ”تم کب آئے؟؟؟

جعفر اس کی کرسی پکڑ کر اپنی جانب مڑتا ہے.. آمنہ پریشان ہو کر: ”

“کیا؟؟؟ کیا کر رہے ہو؟؟؟

جعفر اس کے چہرے کی سیدھ تک جھکتا ہے اس کے قریب اپنا چہرہ

“لا کر.... بڑے سنجیدہ ہو کر: ”شادی کرو گی؟؟؟

آمنہ کا حیرت کے مارے منہ کھل جاتا ہے... وہ حقاء بقاء نگاہوں سے اسے

“تکتے ہوئے: ”کیا؟؟؟

جعفر: ”کان خراب ہیں کیا؟؟؟... اتنی ہمت کر کے میں نے بولا تھا اور
”تم نے سنا ہی نہیں... حد ہے

”آمنہ حیران و پریشانی کے عالم میں: ”کیا کر رہے ہو تم؟؟؟
جعفر اس کے چہرے کے اور نزدیک آ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال: ”
”پرپوس... شادی کرؤ گی مجھ سے؟؟؟

...آمنہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں سختیں
”.. جعفر: ”تم مجھے کنفیوز کر دیتی ہو اپنی آنکھوں سے

آمنہ: ”تم کھ رہے ہو کے تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو؟؟؟؟“ اسے تو
... یقین ہی نہیں آ رہا تھا ابھی تک

”آمنہ: ”تم مزاق کر رہے ہو؟؟؟

”جعفر: ”بلکل نہیں

آمنہ: ”کیوں کر ناچاہتے ہو مجھ سے شادی؟؟“ وہ چاہتی تھی کہ وہ جواب میں کھے کہ وہ پیار کرتا ہے اس سے... وہ منتظر تھی محبت بھرے... الفاظوں کی... وہ بے صبری سے محبت کے اظہار کر انتظار کر رہی تھی جعفر سنجیدگی سے: ”کیونکہ سب میرے پیچھے پڑیں ہیں.. کے بس میں“... شادی کر لوں

آمنہ کا دل ٹوٹا تھا اس کا جواب سن... ”بس یہی وجہ ہے؟؟“ وہ اس آس میں تھی کہ شاید وہ کچھ اور بولے جو وہ سننا چاہتی ہے.. مگر جعفر صاف.. کہتا ہے: ”نہیں

آمنہ کی آنکھوں میں آنسوؤں آنے لگتے ہیں.. جنہیں چھوپانے کے لیے وہ... آنکھیں مسلنے لگتی ہے

جعفر اس کو آنکھیں مسلتا ہوا دیکھ: ”کچھ چلا گیا کیا؟؟“

آمنہ: ”ہاں

جعفر: ”ہاتھ ہٹاؤ میں دیکھتا ہوں...“ لیکن وہ ہاتھ نہیں ہٹاتی... تو
جعفر زبردستی ہاتھ ہٹاتے ہوئے: ”مجھے دیکھنے دو“ کہہ کر اس کی آنکھوں
.. کو اپنے ہاتھوں سے کھول کر دیکھنے لگتا ہے
”آمنہ: ”ہٹ جاؤ.. میں منہ دھو کر آتی ہوں
جعفر: ”رک جاؤ.. میں دیکھ رہا ہوں
”آمنہ: ”ہٹو جعفر
جعفر: ”ایک منٹ روکو تو
آمنہ کو غصہ آجاتا ہے وہ اس بار غصے سے دھاڑتے ہوئے: ”ہٹو
جعفر... پلینز
جعفر کی ہٹ جاتی ہے اسے خود پر چیختے ہوئے دیکھ... وہ ناراض ہو کر چلا
... جاتا ہے

... کچھ ہفتوں بعد

دادا کی طبیعت بھت خراب ہوتی ہے.. وہ دادا کی طبیعت پوچھنے آتا ہے دادا
کے گھر... دادا اس کے آنے پر بھت خوش ہوتے ہیں.. جب کنول سنتی
ہے کے جعفر آیا ہوا ہے... وہ فوراً چائے لے کر پہنچ جاتی ہے کمرے
میں..

دادا اور جعفر دونوں اپنی کاروباری باتیں کرتے رہتے ہیں... اور کنول بیڈ
کی چادر ٹھیک کرنے کے بھانے وھیں رک جاتی ہے.. آرام آرام سے کمرہ
... سیٹ کرنے لگتی ہے

دادا: ”بزنس کی باتیں تو ہوتی رہیں گی.. یہ بتاؤ.. شادی کب کرو
گے.. میرا بڑا ارمان ہے تمہارے سر پر سہرا بندھتے ہوئے دیکھنے
کا..“ آخری خواہش سمجھوا اپنے دادا کی

”... جعفر: ”اللہ نہ کرے.. آپ کو میری عمر بھی لگ جائے۔“

... دادا: ”مان بھی جاؤ.. اب شادی کے لیے“ دادا کے بھت اصرار پر

جعفر: ”میں تیار ہوں... آپ جس سے چاہیں... میری شادی

”کروادیں

”.. دادا: ”سوچ لو

”.. جعفر: ”سوچ لیا.. آپ جس سے کھیں گے شادی کر لوں گا

”دادا: ”تمہاری نظر میں کوئی ہے؟؟؟

جعفر یہ سنتے ہی اپنے دل میں: ”جو تھی اس سے پوچھ چکا ہوں... پر اس

”نے کوئی جواب نہیں دیا... شاید خاموشی میں انکار ہے اس کا

”دادا اسے کھویا ہوا دیکھ: ”آمنہ؟؟

”جعفر: ”ھر گز نہیں

”دادا: ”تو پھر میں پسند کر لوں... تم راضی ہو؟؟

”جعفر: ”جی دادا.. کھ تو رہا ہوں میں راضی ہوں

”دادا کنول کو آواز دے کر: ”ادھر آؤ کنول

کنول پریشان ہو جاتی ہے کے کیا معاملہ ہے.. وہ آکر کھڑی ہوتی ہے تو دادا .. بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہیں جعفر کے برابر میں

”دادا: ”یہ لڑکی

جعفر مسکراتے ہوئے کنول کو دیکھتا ہے پھر دادا سے: ”جیسی آپ کی

”مرضی... میں راضی ہوں

کنول کو تو اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا.. پھر دادا کنول سے: ”تم

”راضی ہو؟؟؟

کنول حياء کے مارے سر جھکا کر مسکرا نے لگتی ہے.. اس پر دادا کنول کو

”چھیڑتے ہوئے: ”مجھے نہیں لگتا کہ کنول راضی ہے

اس پر کنول فور اسراٹھا کر: ”نہیں دادا.. میں راضی ہوں“ وہ کہتی ہے تو
... جعفر اور دادا ہسنے لگتے ہیں اس کی اس حرکت پر

پرانویسٹ کرنے product اسد فون پر: ”جی.. میں آپ کے نئے
کے لیے تیار ہوں... پر آپ کو بدلے میں میری ایک چھوٹی سی بات ماننی
”پڑے گی... آپ اسے میری انویسٹ کرنے کی شرط بھی کہہ سکتے ہیں
... کمپنی والے اسد کی شرط مان لیتے ہیں

رامنا کو اس کے آفس لینے پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے وہ اتنے سارے اخبار
.. پھیلائے بیٹھی ہے

”اسد: ”گھر چلنے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟؟“

”.. رامنا: ”اچھا روکو

اسد اسے تھکا تھکا دیکھ مسکرا کر: ”میں سمیٹ دیتا ہوں.. تم وہاں صوفے پر جا کر آرام سے بیٹھو

“راہما: ”شکریہ

“اسد سب سمیٹنے لگتا ہے کہ راہما کا فون بجتا ہے.. اسد: ”کال اٹھاؤ راہما تھکے تھکے انداز سے کال اٹھاتی ہے... راہما کی خوشی کی انتہاء نہیں رہتی کہ اسے بڑی نامور کمپنی سے کال آیا ہے.. اور وہ اسے کام دینا چاہتے ہیں... راہما فون پر بات کرنے کے بعد بہت خوش ہوتی ہے.. اس کی خوشی کا کوئی ٹھیکانا ہی نہیں تھا.. وہ اتنا خوش تھی کہ خوشی کے مارے بھاگتی ہوئی آکر اسد کے گلے لگ جاتی ہے.. دونوں ہاتھوں کو اس کی کمر پر...“ رکھ ”شکریہ... میری صحت بنیں کے لیے

اسد کی شوکت کے مارے آنکھیں پھٹ جاتی ہیں.. اور دل رک جاتا ہے... پھلی بار تھا کہ وہ خود سے قریب آئی ہو... اسد کی خوشی کا تو کوئی ٹھیکانا ہی نہ رہا تھا.. وہ بھی اسے اپنی باہوں کی حصار میں جکڑ لیتا

جیسے ہی وہ کہتا ہے رائنما کے حواس “my pleasure”... ہے
بحال ہوتے ہیں.. وہ ہٹنے لگتی ہے... وہ آہستگی سے کمر پر سے ہاتھ
ہٹاتی ہے.. تو اسد کو محسوس ہو جاتا ہے کہ وہ اب ہٹنا چاہ رہی
ہے.. مگر وہ نہیں ہٹتا... وہ تھوڑی دیر تک اسے اپنے حصار میں جکڑ کر
.. رکھتا ہے

رائنما: ”اسد“ وہ ہلکے سے کہتی ہے تاکہ وہ سمجھ جائے کہ وہ جذبات میں
... بھگی ستھی

اسد ہٹ کر: ”کیا؟؟“ وہ ایسا ظاہر کرتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں... وہ
.. نہیں چاہتا تھا کہ رائنما روس ہو جائے

رائنما فوراً اخبار سمیٹتے ہوئے: ”دونوں مل کر کرتے ہیں.. جلدی ہو جائے
... گا“ وہ نظریں چورار ہی تھی
اسد مسکراتے ہوئے: ”ٹھیک ہے“۔

جعفر اور کنول کی بات پکی ہو گئی تھی... یہ بات جنگل میں آگ کی طرح
.. پھیلتی تھی... سب کنول کے نصیب پر آتش آتش کرتے تھے

.. رانمات میں کھانا کھانے کے بعد کنول کو فون کرتی تھی
”اسدر خسانہ سے: ”رانما نے کھانا کھا لیا؟؟“

رخسانہ: ”ابھی ابھی تو کھایا ہے... آپ کا انتظار کر رہی تھیں... پھر
بی۔بی۔جی نے کھا کے میرے ساتھ کھالو تو انھوں نے ان کے ساتھ
”کھا لیا

اسدیہ سن کر: ”اچھا کیا.. میں بھی فکر کر رہا تھا کہ کھیں میرے انتظار
”... میں بھوکے نہ بیٹھی ہو

اسد اوپر آتا ہے تو رانما کو فون پر بات کرتا ہوا دیکھتا ہے... اپنا سامان بیڈ کے
... سرہانے والی دراز میں رکھنے لگتا ہے

رائمّا: ”بھت بھت مبارک ہو... میں تمھیں بتا نہیں سکتی کہ میں کتنی
”خوش ہوں... تم دونوں کے لیے“

کنول: ”مجھے لگا تھا کہ تم شاید فون نہیں کرو گی
رائمّا: ”تمھیں ایسا کیوں لگا؟؟؟... ایک بتاؤں تمھیں... تم سن کر حیرت
کرو گی... جعفر تمھیں بھت پھلے سے پسند کرتا ہے... وہ تو تمھیں تب
”بھی پسند کرتا تھا جب روشنی اور منہاج کی شادی ہوئی تھی

کنول حیرت سے: ”کیا واقعی؟؟؟“

رائمّا: ”ہاں

...یہ سب سن کر اسد کے کان بھی کھڑے ہو جاتے ہیں

کنول: ”تمھیں کس نے بتایا؟؟؟“

رائمّا: ”خود جعفر نے

وہ دونوں کافی دیر تک باتیں کرتی رہتیں ہیں.. فون کٹنے کے... اسد
“رائما سے: ”کیا بات کر رہی تھیں تم؟؟ اور کس سے؟؟
رائما: ”کنول سے بات کر رہی تھی.. اسکی اور جعفر کی بات پکی ہوئی
ہے..“

“اسد بڑے تجسس سے: ”جعفر کنول کو پسند کرتا تھا؟؟
رائما حیران ہو کر: ”تم کیوں جاننا چاہتے ہو یہ؟؟... تمہیں کیوں کنول
میں اتنا انٹرس ہو رہا ہے؟؟
اسد: ”میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو... کیا کبھی جعفر نے تم سے
کھا کے وہ کنول کو پسند کرتا ہے؟؟.. منہاج اور روشنی کی شادی پر اس نے
”خود کھا تھا تم سے؟؟“

رائما منہ بسور کر: ”جب سب سن چکے ہو تو دوبارہ کیوں تصدیق کروا رہے
ہو“

اسد جھنجھلاتے ہوئے: ”تم سیدھی بات کا سیدھا جواب دو... ہر بات پر
،، تمہیں بحث کرنی ہوتی ہے

رائما سے جھنجھلاتے ہوئے دیکھ: ”میں کب تم سے بحث کرتی
،، ہوں؟؟؟

،، اسد: ”جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو پھلے
رائما کو ناگوار گزر رہا تھا اسد کا کنول کی باتوں میں انٹرس لینا.. وہ منہ پھولا
،، کر: ”ہاں.. جعفر کرتا تھا پسند کنول کو... اس نے خود کھا تھا مجھ سے

،، اسد حیرت سے: ”تم مزاق کر رہی ہو؟؟؟
رائما منہ پھولا کر: ”میں کیوں مزاق کرنے لگی تم سے.. وہ بھی کنول کو
”لے کر

،، اسد الجھ گیا تھا یہ سن کر: ”یہ ناممکن ہے

رائمنا اپنے دل میں: ”لگتا ہے پورانی محبت پھر جاگ اٹھی“ اور مسکراتے
”... ہوئے: ”اس میں ناممکن والی کیا بات ہے

اسد پریشان ہوتے ہوئے کمرے سے باہر چلا جاتا ہے.. رائمنا: ”لگتا ہے
... صدمہ لگا ہے... کھڑوس کو“ کھ کر مزاق اڑانے لگتی ہے

اسد نیچے صحن میں جا کر صوفے پر بیٹھ کر سوچنے لگتا ہے: ”کنول جعفر سے

شادی کر رہی ہے... پر کیوں.. اس نے ہی تو مجھے رائمنا اور جعفر کے

کے بارے میں بتایا تھا.. پھر وہ خود کیسے جعفر سے شادی کو مان affair

گی... رائمنا نے کنول کو یہ بھی تو کھا کے جعفر نے اسے خود بتایا تھا کہ وہ

اسے پسند کرتا تھا... اگر رائمنا کے دل میں جعفر کے لیے کچھ بھی ہوتا تو وہ

اتنا خوش نظر نہ آ رہی ہوتی... مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا... کنول کیا

کھیل کھیل رہی ہے میرے ساتھ.. مجھے رائمنا جعفر کی کھانیاں سنار ہی

ھے ایک طرف اور دوسری طرف خود جعفر سے شادی کر رہی
ھے... میرا دل کہتا ھے کے کنول نے رائما کے خلاف جو کھا ھے وہ سب
”جھوٹ ھے

جعفر کنول کو لے کر مارکیٹ جاتا ھے شپنگ کرانے منگنی کی.. کپڑے
خریدنے کے بعد جب وہ دونوں لوٹتے ھیں.. تو جعفر کار کا دروازہ کھولتا
ھے کنول کے لیے... کنول اندر بیٹھتی ھے... دروازہ بند کرنے سے پہلے
جعفر کو فون آتا ھے... جعفر کار کا دروازہ کھولا چھوڑ تھوڑی دور چلا جاتا ھے
بات کرنے کے لیے... کنول بیٹھے بیٹھے بورہور ھی تھی... وہ سوچتی ھے
کے گانے ھی سن لے... یہ سوچ کر وہ کار کی دراز کھولتی ھے اس میں
بھت ساری کیسٹیں ہوتی ھیں... کنول ایک کیسٹ نیکال کر چلاتی ھے
... اس کے گانے اسے سمجھ نہیں آتے... وہ دوسری لگاتی ھے... اس کے
... گانے بھی دل کو نہیں بھاتے

کنول کی نظر ایک کیسٹ پر پڑتی ہے... جس پر ایک لال رنگ کا ٹیپ لگا ہوتا ہے... کنول اسے اٹھا کر چلاتی ہے... اس میں گانے کے بجائے حیدر کی آواز آتی ہے... یہ وہی کیسٹ تھی جو حیدر نے رائما کو بھیجی تھی... جو... رائما نے جعفر کو دی تھی حفاظت کے لیے۔

کنول پوری کیسٹ سننے کے بعد پھلے تو تھوڑی دیر سوچنے لگتی ہے: ”یا الھی!..... حیدر رائما سے محبت کرتا تھا... اور اس نے اظہارِ محبت اس کیسٹ کے ذریعے کیا تھا.. ضرور یہ کیسٹ رائما تک پہنچی ہی نہیں... بیچارہ حیدر انتظار ہی کرتا رہ گیا رائما کے جواب کا... شاید جواب نہ ملنے کی وجہ سے اس نے پری سے شادی کر لی... پر یہ جعفر کے پاس کیسے آئی... چھوڑ دیا... آم کھانے سے مطلب رکھنا چاہیے سمجھے... یہ کیسٹ اگر اسد سن لے وہ بھی اس طرح جس طرح میں سنانا چاہوں تو مڑا

آجائے، یہ سوچتے ہی کنول جلدی سے وہ کیسٹ نیکال کر پرس میں رکھنے
ہی والی ہوتی ہے کہ جعفر اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے... جعفر کنول کے
ہاتھ سے وہ کیسٹ چھین کر اپنے کوٹ میں ڈال لیتا ہے... کنول ایک نظر
جعفر کی دیکھتی ہے تو جعفر اسے غصے بھری نگاہ سے دیکھ رہا ہوتا
ہے... جعفر کنول کو اپنے گھر لے جاتا ہے

خود وہ کار سے نیکل کر کنول کی طرف والا دروازہ کھولتا ہے اور کنول کا ہاتھ
... مضبوطی سے پکڑ کر اسے گھر کے اندر لے کر آتا ہے

کنول اپنے دل میں: ”یا الھی!..... بچالے... میں نے جعفر کو اس سے
،، پھلے کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا

گھر کے اندر لے آنے کے بعد جعفر کنول کے ہاتھ کو زور سے پکڑ کر آگے
کی طرف پھینکتا ہے... کنول جا کر صوفے پر منہ کے بل گرتی
ہے... کنول فوراً اپنے آپ کو سمجھال کر سیدھا دھو کر بیٹھ جاتی ہے وہ
،،جعفر سے بڑے پیار سے کہتی ہے: ”میری بات تو تو سنو

جعفر اس کے پاس آ کر اس کا سیدھا ہاتھ کا بازو مضبوطی سے پکڑ کر اٹھاتا
...ہے صوفے سے... کنول کو تکلیف ہونے لگتی ہے
،،کنول ڈرتے ہوئے: ”جعفر کیا کر رہے ہو؟؟؟

جعفر: ”تم اس کیسٹ کو سننے کے بعد اپنے پرس میں ڈال رہیں
،،تھیں... یہ بات مجھے تم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے
...کنول جعفر کی آنکھوں سرخ انگارے کی طرح دیکھتی ہے

جعفر: ”میں رانما اور پری دونوں سے بے انتہا محبت کرتا ہوں... اگر تم نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی ذرا سی...“ پھر انگلیوں کے اشارے سے: ”ذرا سی بھی.. سنا تم نے.. ذرا سی بھی تکلیف یا کوئی نقصان پہچاننے کی کوشش کی تو تم سوچ بھی نہیں سکتیں... میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا... اگر تم چاہتی ہوناں کے یہ شادی تمہارے لیے پھولوں کی سمجھ ثابت غوثوچپ رہنا... کبھی زندگی میں کسی کو بھی اس کے بارے میں کچھ پتا نہیں چلنا چاہیے... ورنہ میں تمہاری زندگی کو کانٹوں بھری بنانے میں دیر نہیں لگاؤ گا... فیصلہ تمہارا ہے“ پھر کنول کا بازو چھوڑ دیتا ہے... اور پھر بڑے پیار سے اسے سمجھاتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے اس کے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے: ”اگر تم چاہتی ہو کہ اب ہم دونوں ہمیشہ خوش رہیں.. تو اس کیسٹ کے بارے میں کبھی کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیے... ورنہ... تم خود سمجھا رہو

”کنول ڈرتے ہوئے: ”میں سمجھ گئی..“ جعفر: ”چلو گھر چلیں

رامنا بڑی ہمت کر کے دروازہ نوک کرتی ہے.. جعفر رامنا کو دیکھ خوشی
”سے کھڑا ہو جاتا ہے....“ ”تم یہاں؟؟؟ خیریت؟؟“

”رامنا: ”اندر آ جاؤں؟؟“

جعفر مسکراتے ہوئے: ”بلکل آؤ بیٹھو“ وہ خود کھڑا ہو کر اسے صوفے پر
بیٹھانے لگتا ہے.. رامنا کا چہرہ بہت اداس نظر آ رہا تھا.. جعفر: ”کیا
”ہوا؟؟؟“

رامنا اندر آ کر صوفے پر بیٹھی اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے ایک
.. دوسرے سے رگڑنے لگتی ہے

رامنا: ”بیٹھوناں تم بھی“ اس نے کھا تو وہ بھی بیٹھ گیا اس کے سامنے
... صوفے پر

”جعفر:“بہت دنوں بعد دیکھا تمہیں... اچھا لگا

رامنا مسکرا نے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے: ”مجھے بھی“ وہ نظریں چورا

... رہی تھی... جیسے دیکھ جعفر پریشان ہو گیا

”جعفر:“کیا ہوا ہے؟؟.. تم ادا اس لگ رہی ہو؟؟

رامنا کی آنکھیں روئی روئی معلوم ہو رہی تھیں... ”مبارک ہو تمہاری

، منگنی ہونے والی ہے آج

”جعفر اس پر مسکراتے ہوئے:“او... تو یہ وجہ ہے

رامنا: ”مجھے کچھ واپس دینا تھا تمہیں... مجھے لگتا ہے اب اس پر میرا حق

نہیں“ کھ کر اس کے سامنے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر میز پر رکھ دیتی

”ہے..“میری دعا ہے تم ہمیشہ خوش رہو

یہ لمحہ دونوں کے لیے تھی بہت تکلیف دہ تھا.. بہت ہمت جمع کر کے آئی

تھی وہ یہ انگوٹھی واپس کرنے... جعفر یہ دیکھ خون کے آنسوؤں پیتا

ہے.... دل میں جیسے شور برپا ہو مگر لبوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے... وہ منہ
سے اُف تک نہیں کرتا... بس آنکھیں اس کے خوبصورت چہرے پر رکھتا
ہے... اس کی آنکھوں کے نیکنے والے آنسوؤں دیکھ مسکراتے ہوئے اس
... کے آگے ٹیشو کر دیتا ہے

جعفر صرف اس لمحے کو اپنی آنکھوں میں زندگی بھر کے لیے بسا لینا چاہتا
..... تھا... کیونکہ اس لمحے وہ نیکنے والے آنسوؤں اس کے لیے تھے

رامنا سے مسکراتا ہوا دیکھ: ”بس کر دو... تمہیں مسکراتا دیکھ اپنا آپ
دیکھائی دیتا ہے مجھے... امی صحیح کہتی ہیں تم بالکل میں بن گے تھو... میں
کبھی بھی تمہیں اس طرح نہیں دیکھنا چاہتی تھی... تمہاری مسکراہٹ
بہت جھوٹی سی ہے...“ وہ روتے ہوئے شکوہ کر رہی تھی... تو وہ دل
... ہارا شہزادہ اس کے جواب میں بھی مسکرا دیا

دل میں جو شور برپا تھا رانما دل کے کانوں سے سن پارھی تھی
... اسے... آنکھوں میں جو ماتم تھا اس کی... پڑھ پارھی تھی اسے
،، جعفر بات کا موضوع بدلتے ہوئے: ”گرم پیو گی یا ٹھنڈا؟؟؟“
رانما: ”کچھ نہیں.. میں چلتی ہوں... اس انگوٹھی کو اس کے حقدار کو دے
.... دینا...“ کھ کر وہ تیز قدم بڑھاتی ہوئی نکل گئی تھی
جعفر اس کے جانے کے بعد وہ انگوٹھی اٹھا کر اپنے ہاتھ میں رکھ کر اپنی
موٹھی کو قص کے بند کر لیتا ہے.... اور کھڑکی سے باہر دیکھتا ہے... اس
..... کی آنکھوں سے آنسوؤں بھر رہے تھے... مگر وہ خاموش کھڑا تھا

رانما روتے ہوئے آکر کار میں بیٹھتی ہے اور کار کے اسٹیرنگ پر زور سے
ہاتھ مارتی ہے... ”کیوں اتنی تکلیف ہو رہی ہے
مجھے؟؟؟... کیوں؟؟؟؟... شاید میں پاگل تھی جو اس انگوٹھی کو اتارا

نہیں... مجھے بہت پھلے ہی یہ کام کر لینا چاہیے تھا.... آج سے بلکہ ابھی
“... سے یہ آخری بار ہے جو میں تمہارے لیے رورہی ہوں

جعفر گلے کی چین اس انگوٹھی میں ڈال کر اسے گلے میں پھن لیتا
ہے... رانما کار اسٹارٹ کر کے جاتی ہے اور اسی لمحے آمنہ ٹیکسی سے اترتی
ہے.. دونوں آمنے سامنے ہوتی ہیں.. مگر ایک دوسرے کو دیکھ نہیں
... پاتیں... آمنہ نہایت غصے میں جعفر کے آفس کے اندر جاتی ہے

جعفر آفس سے باہر نکلنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے ابھی ایک دو قدم ہی چلتا
ہے کہ آمنہ بغیر نوک کیے دھڑلے سے گھسی چلی آتی ہے.. اور آتے
ہی جعفر کا کالر پکڑ لیتی ہے... اس کا کالر پکڑنا... وہ بھی یوں اچانک سے
آکر... جعفر کو رانما کی یاد دلاتا ہے... جعفر: ”یہ کیا حرکت ہے؟؟؟ یہ
آفس ہے میرا... کالر چھوڑو...“ وہ کالر سے اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے

جھڑک کر بولا تھا.. مگر وہ بھی ضدی تھی دوبار اور مضبوطی سے کالر پکڑ کر
اپنی جانب کھینچتی ہے.. اور جھنجھوڑ کر پوچھنے لگتی ہے: ”کیوں کیا تم نے
میرے ساتھ ایسا؟؟؟ مجھے پرپوس کر کے شادی کے لیے... منگنی آج
کنول سے سے کر رہے ہو“ اس کی آنکھیں آگ کے شولے کی مانند دھک
رہی تھیں... وہ غصے سے پاگل ہوئے جارہی تھی کے جعفر کیسے کسی اور
سے شادی کر رہا ہے

جعفر اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ نرمی سے کہتا ہے: ”دیکھو میں ابھی
اس حالت میں نہیں ہوں مس آمنہ کے آپ سے بات کروں... پلیز
...آپ جائیں.. اس سے پھلے کوئی دیکھ لے

“...آمنہ غصے سے: ”میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو
“جعفر: ”میں نے کھاناں بعد میں بات کرتے ہیں

”آمنہ اس کا کالر کھینچتے ہوئے۔“ میں بغیر جواب لیے سٹھیں جاؤں گی

جعفر پھلے ہی بھت غمگیں تھا۔۔۔ اس کا ذہن ابھی تک اسی صدمے میں
تھا کہ آج رات نما محبت کا خوبصورت تعلق اس سے ختم کر کے چلی گی۔
۔۔۔ ہے۔۔۔ کے آمنہ کالر پکڑے کھڑی ہوگی سٹھی

جعفر پھر نرمی سے سمجھاتے ہوئے۔ ”اچھا کالر پکڑے رہو۔۔۔ پر بیٹھ کر بات
کر لیتے ہیں۔۔۔ کوئی دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا۔۔۔“ کہہ کر اس کے دونوں
بازوؤں کو پکڑ کر اسے بیٹھاتا۔ اور خود بھی برابر میں بیٹھ کر مسکراتے
ہوئے۔ ”کالر چھوڑو میرا۔۔۔ ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔۔۔ ہم“ کہہ کر
اس سے کالر چھوڑانے لگتا ہے وہ تو بچوں کی طرح ضدی بنی ہوئی
تھی۔۔۔۔۔ چھوڑھی نہیں رہی تھی اوپر سے کھا جانے والی نگاہ سے تک رہی
تھی۔۔۔ جعفر زبردستی اس سے جب کالر چھوڑواتا ہے تو اسی لمحے اس کا

انگوٹھی والا لوکٹ آمنہ کی کوٹ کی استین میں چلا جاتا ہے... کیونکہ اس کے کوٹ کی استین کافی بڑھی بڑھی تھیں... ”انہیں جیب میں رکھو“ جعفر نے زبردستی اس کے سیدھے ہاتھ کو اس کے کوٹ کی جیب میں ڈالا تھا... ”کھاؤ گی کیا؟؟؟... آنکھیں چھوٹی کرو...“ وہ اسے بچوں کی طرح سمجھا رہا تھا

جعفر جانتا تھا آمنہ غصے میں ہے.. اگر وہ بھی غصے سے کام لے گا تو بات... بیکڑ جائے گی

آمنہ اٹے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑ کر: ”کیوں کر رہے ہو میرے ساتھ ایسا؟؟“ یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آگے آتے تھے

جعفر حیرت سے: ”میں کر رہا ہوں؟؟؟ شاید آپ بھول گئی ہیں مس آمنہ... میں آپ کو پرپوس کرنے آیا تھا.. وہ آپ تھی جو مجھ پر چیخنے لگ

گیوں س سٹھیں.. وہ آپ تھی جو اس دن کے بعد سے غائب ہو گئیں۔
“... تھیں... مجھے لگا تمہاری خاموشی کا مطلب نہ ہے

آمنہ اس کی پوری بات سن کر شکوہ کرتے ہوئے: ”اتنے سچے کیوں ہو
تم؟؟؟.. کیا صرف میرا دل رکھنے کے لیے اتنا سہ جھوٹ نہیں بول سکتے
“تھے کے تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو

جعفر مسکراتے ہوئے آنکھیں ٹم ٹما کر: ”میں اور سچا؟؟؟ مجھے خود نہیں پتا
تھا... واقعی میں اتنا سچا ہوں؟؟؟“ وہ تعجب سے اس کی آنکھوں میں
جھانکتے ہوئے استفسار کر رہا تھا... جس پر آمنہ جھنجھلاتے ہوئے اس کا
“ہاتھ چھوڑ کر: ”تم کبھی سیریس نہیں ہوتے؟؟؟

جعفر مسکراتے ہوئے: ”میری زندگی میں ایسا کچھ ہے ہی نہیں... جس پر میں سیریس ہوں.... سوری

“آمنہ روتے ہوئے: ”اب میں کیا کھوں؟؟؟

.. جعفر سمجھ جاتا ہے کہ وہ کیا کھنا چاہتی ہے.. جو بول نہیں پارہی

جعفر اس پر مسکراتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے پاس لے جا کر اس کی

“آنکھوں میں جھانکتے ہوئے: ”یہ مت کھنا کہ محبت کرتی ہو مجھ سے

“آمنہ روتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر: ”میں کرتی ہوں

جعفر مسکراتے ہوئے اور قریب آ کر: ”یہ مت کھنا کہ چاہتی ہو کہ میں

“یہ منگنی روک دوں

“آمنہ پھر اثبات میں سر ہلاتے ہو: ”میں چاہتی ہوں

... جعفر اس کے جواب سن کر کھو جاتے ہوئے سوچ میں پڑھ جاتا ہے

آمنہ امید بھری نظروں سے: ”کیا نہیں کر سکتے تم ایسا؟؟؟... میں جانتی
ہوں اس کی وجہ میرا بد صورت چہرہ ہے.. اور میرا یہ سا ولا رنگ
ہے... جو تمہیں میں کبھی پسند ہی نہیں آئی... میں جانتی ہوں میں رائیما
“کی طرح خوبصورت نہیں ہوں

وہ ابھی بول رہی تھی کہ جعفر کو غصہ آ جاتا ہے: ”کیا بکو اس کر رہی
“... ہو تم... تم سے کس نے کھا کے تم بد صورت ہو؟؟؟
آمنہ ادا اس ہو کر: ”میں جانتی ہوں“ کہ کر رونے لگتی ہے
جعفر بڑی محبت سے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر: ”تم بہت
خوبصورت ہو آمنہ... مجھے نہیں پتا تم ایسا کیوں سوچتی ہو.. مگر میں لیے تم
“بہت خوبصورت ہو... اور تمہارا دل بھی
جعفر اتنی محبت سے کھ رہا تھا کہ آمنہ کی آنکھیں چمکنے لگیں
“تھیں: ”واقعی؟؟؟

جعفر: ”اگر میرے پاس دل ہوتا تو ضرور تم پر آ جاتا... پر کم بخت اتنا گھائل
”ھے اس وقت.... کے تمہارے کسی کام کا نہیں

آمنہ بھت الفت بھری نگاہوں سے جعفر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے
اپنے دل پر ہاتھ رکھ: ”اس بد بخت کا کیا کروں جو میری سنتا نہیں... میں
”مرہم پٹی کر کے اس میں اپنی جگہ بنانا چاہتی ہوں... مجھے موقع دے دو
جعفر: ”سوچ لو کوئی امید مت رکھنا مجھ سے

آمنہ: ”بس اپنے دل کے دروازے کھڑکیاں کھولی رکھنا... میں اپنی جگہ
”خود بنا لو گی

switch اسد کنول کا فون بار بار اڑاے کر رہا تھا مگر کنول نے فون ہی
.... کر دیا تھا off

،کنول کی والدہ آکر: ”تم نے اپنا فون کیوں بند کر رکھا ہے؟؟“

،کنول: ”امی وہ خراب ہو گیا ہے

“اس پر منہاج کمرے میں داخل ہوتے ہوئے: ”جھوٹی

کنول منہاج کو دیکھ پھولے نہیں سماتی.. فوراً تیزی سے گلے ملنے بھاگتی
ہے ”او میری موٹو... کتنا یاد کر رہی تھی میں تجھے.. تمہیں نہیں لگتا تھا
...“ کے تمہیں دو تین دن پھلے سے رکنے آنا چاہیے تھا

منہاج گلے لا کر پیار سے جکڑتے ہوئے: ”اللہ.. مجھے تو یقین ہی نہیں
آ رہا کہ میری چھوٹی بھن کی شادی ہو رہی ہے.. وہ بھی جعفر جیسے اتنے
،بڑے بزنس۔ مین کے ساتھ

،کنول: ”آؤ بیٹھو

وہ دونوں بھینیں خوب باتیں کرنے لگتی ہیں کہ منہاج: ”تم نے فون
”کیوں بند کر رکھا ہے؟؟“

کنول اپنی ماں سے: ”امی پھلے آپ جا کر منہاج کے لیے چائے لے
”آئیں.. یہ تھک گئی ہوگی“

”امی: ”میں ابھی لاتی ہوں.. تم دونوں بھینیں باتیں کرو
کنول اپنی ماں کے جانے کے بعد: ”مجھے ایک کیسٹ ملی تھی... اور وہ اتنی
زبردست تھی کہ اگر میں اسد کو مرچی تڑکا لگا کر سناتی اور اس کی تھوڑی
غیرت جگاتی تو مجھے یقین تھا کہ اسد رانما کو طلاق دے دیتا... پھر جب بعد
میں اسے پتا چلتا کہ رانما بے قصور ہے تو روتا تڑپتا رانما کے لیے کہ اس
”نے اپنی اتنی فرمانبرداری کو بدگمان ہو کر کیوں چھوڑ دیا... مگر

”منہاج: ”مگر کیا؟؟؟“

کنول منہ بسور کر: ”کمبخت جعفر بیچ میں آگیا.. اس نے مجھے دھمکی دی ہے“

”منہاج: ”کیا دھمکی دی ہے؟؟ کیا؟؟“

کنول: ”وہ مار ڈالے گا مجھے... چھوڑے گا نہیں مجھے“ گھبراتے ہوئے گھ
... رہی تھی

”منہاج بڑے تجسس سے: ”اس کیسٹ میں کیا تھا؟؟“

کنول: ”میں نہیں بتا سکتی... میں نے کھاناں جعفر نے مجھے منع کیا
ہے.. تم نے جعفر کی غصے والی آنکھیں نہیں دیکھیں... ان میں خون اتر آیا
“.... تھا مانو

”منہاج: ”جعفر اتنا غصے والا تو نہیں لگتا

کنول: ”تم نے ابھی اس کا جنون نہیں دیکھا جو رائما کے لیے اس کی
“.... آنکھوں میں آتا ہے... وہ دادا تک سے لڑ جاتا ہے اس کے لیے

“منہاج حیرت سے: ”واقعی؟؟“

“کنول: ”ہاں... میں نے خود دیکھا ہے

رائما کمرے میں اکیلی بیٹھی ہے اور جعفر وہاں کمرے میں چلتا ہوا آتا
ہے... دونوں ایک دوسرے کو دیکھ مسکراتے ہیں... اس کمرے کے
دروازے پر کنول کھڑی ہے اور ہستے ہوئے بول رہی ہے: ”میں نے کھا
تھاناں اسد دھوا وہیں اٹھتا ہے جہاں آگ لگی ہو“ اسدیہ سب دیکھ رہا
تھا مگر کچھ کر نہیں پارھا تھا اس کے ہاتھ پاؤں اس کا ساتھ نہیں دے رہے
تھے... ”رائما... رائما“ چیختا ہوا اٹھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو کرسی پر بیٹھے بیٹھے
سو گیا تھا... پھر وہ اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے ”کیا بکواس خواب تھا... کنول
سے بات کرنی پڑے گی.. ورنہ یہ خواب میرے احساسات میرے دل کا

یہ ڈر مجھے کبھی پوری طرح اسے اپنانے نہیں دیں گے.. کھیں آگے چل کر
میرے دل میں یہ شک کانچ مزید گھرا نا ہو جائے...“ پھر کال ملاتا ہے
کنول کو.. مگر فون بند جاتا ہے: ”فون کیوں بند کر رکھا ہے اس نے اپنا“
پھر وہ رائنما کو فون ملاتا ہے: ”کام ختم ہوا تمہارا... میں پک کرنے
“آ جاؤں؟؟؟“

.. رائنما داس لہجے میں: ”میں آج گھر پر ہی ہوں
اسد: ”تم نے آج اف لیا تھا؟؟؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے“ وہ فکر مند
.. ہو کر بولا تھا

”رائنما تھکے تھکے انداز میں: ”میں ٹھیک ہوں تم گھر آ جاؤ
اسد: ”میں آ رہا ہوں

گھر آ کر وہ سیدھے کمرے میں آتا ہے اپنے رائنما کو دیکھنے.. وہ لپ اسٹک لگا
رہی تھی.. شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر... اسد کے دل کو سکون آتا ہے

اسے دیکھ... وہ اسد کا عکس آئینے میں مڑتی ہے تو اسد اس کے دلکش
سراپے سے نظر ہٹانا بھول ہی جاتا ہے.... وہ کالے رنگ کی سادھی سی
فراک جس کی نیٹ کی استین تھیں اور اس کے پیچھے گلے میں دوڑی لگی تھی
... کالا چوڑیدار پاجامہ اور نیٹ کالال رنگ کا دو بیٹاز لفوں کو پونی کیا ہوا
تھا... اور پینک رنگ کی لپ اسٹک لگا کر مسکراء کر دیکھا رہی تھی... مگر
اسد کی نگاہ اس کے لبوں کی مسکراہٹ سے زیادہ اس کی آنکھوں کی اداسی پر
... پڑی تھی

اسد: ”کچھ ہوا ہے کیا؟؟؟ تمہارا چہرہ اتنا مر جھایا ہوا کیوں لگ رہا
“ہے؟؟“

رامنا نظریں چوراتے ہوئے: ”ایسا تو کچھ نہیں ہے...“ کھ کر جانے لگتی
ہے

”اسد پیچھے سے آواز دے کر: ”کھاں جارھی ہو؟؟“

”راٹماڑ کر: ”نیچے انتظار کر رہی ہوں تمہارا... تیار ہو کر جلدی آ جاؤ

وہ پلٹنے لگتی ہے کھ کر کے اسد: ”ایک منٹ“ اس کی بات سننے کے لیے وہ

”رک جاتی ہے: ”کیا؟؟“

اسد تیزی سے اس کی پاس آ کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے؟ ”کیا

”انسان ڈائری سے اچھے ہمدرد نہیں ہوتے؟؟؟“

”راٹماڑ لچھ کر: ”کیا؟؟؟“

”اسد: ”تمہیں لگتا ہے دو انسان ایک دوسرے کا درد نہیں باٹ سکتے؟؟“

”راٹماڑ: ”شاید ہاں

نہیں ہو.. اس کا مطلب تم نے کبھی sure اسد: ”شاید مطلب... تم

”کیا ہی نہیں try

رائنما اس کی باتوں کو سمجھ کر بھی نا سمجھ بن رہی تھی.. اور منہ بسور کر
.. جانے لگتی ہے

اسد اس کا بازو پکڑ کر: ”میں بات کر رہا ہوں ابھی... میری بات تو سنو کم
“... از کم

“رائنما بے دلی سے: ”کھو... میں سن رہی ہوں

اسد بڑے پیار سے: ”مجھے اپنی ڈائری بنالو... میں چاہتا ہوں تم مجھ سے
“.. بھی اپنی باتیں اپنے مسئلے شیئر کرو... میں تمہارا

وہ ابھی بول رہی رہا تھا کہ راینما بات کاٹتے ہوئے: ”تم اب یہ کس کو
دیکھانے کے لیے کر رہے ہو... یہاں تمہارے اور میرے علاوہ کوئی اور
“، نہیں ہے

“اسد الجھ کر: ”کیا مطلب؟؟؟

رائما: ”کیوں بالیاں دیتے وقت تم نے نہیں کھاتھا کہ تم صرف دنیا
... دیکھاوا کر رہے ہو“

اسدا سے سمجھاتے ہوئے: ”وہ تو بھت پھلے کی بات ہے یا... تم کیوں ہم
... دونوں کے بیچ عجبیت کی دیوار رکھتی ہو؟؟“

رائما اس پر طنزیہ مسکراتے ہوئے: ”او... وو... دیکھو ذرا بول کون رہا
ہے... کیا تمہاری یادداشت کچی ہے یا ناٹک کر رہے ہو بھولنے کا... تم
نے مجھ سے نہیں کھاتھا کہ نفرت کرتے ہو تم مجھ سے... کیا وہ تم نہیں
... تھے جس نے کھاتھا کہ دور ہو تم سے...؟؟“

اسدا سے کچھ کھے اس سے پھلے اس کی نظر پیچھے کھڑی اپنی ماں پر پڑتی
... ہے.. ”امی“ مارے حیرت کے منہ سے نیکلا تھا

”رائمناہ سن حیرت سے پیچھے مڑتی تھی... ”مامی
مامی بھت سنجیدہ نظر آرہی تھیں.. وہ اسد کی شرٹ آکر رائمنا کے ہاتھ میں
پکڑا کر: ”یہ لو... جلدی تیار ہو جاؤ دونوں... باقی باتیں واپسی پر کریں
..گی“، کھ کر چلی جاتی ہیں

رائمنا سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ جاتی ہے... اسد کی نظر تک اس کے ہاتھ پر پڑتی
ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ اس کی انگوٹھی غائب ہے.. اسد حیرت
”سے: ”تمہاری انگوٹھی کہاں ہے؟؟“

رائمنا اس کے سوال پر چہرہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھ کر: ”کھودی ہے میں
نے“

اسد دل ہی دل بھت خوش ہوتا ہے اس کا جواب سن....: ”اچھا“، مگر
چہرے پر تاثر نہیں آنے دیتا... پھر دل میں: ”اوشاید یہ وجہ ہے غصے
“کی... تبھی مونڈا فہے میم کا

پھر اس کے برابر میں آکر بیٹھتے ہوئے: ”فکر مت کرو... امی سے میں خود
“بات کر لوں گا

“راٹما منہ بسور کر: ”ہم

اسد: ”میں تیار ہو جاتا ہوں دیر ہو رہی ہے... واپس آکر تفصیل سے بات
“... کریں گے

“راٹما منہ بسور کر: ”ہم

اسد اسے دیکھ براسہ منہ بناتے ہوئے: ”پونی کیوں باندھا... بلکل اچھا
نہیں لگ رہا“، کہ کر اس کا پونی کا بینڈ پکڑ کر اتار دیتا ہے.. اور خود اپنے

ہاتھوں سے بال سیٹ کر کے مسکراء کر دیکھتا ہے ”لپ اسٹک بھی بھت
،، ہلکی لگائی ہے لائو میں ڈارک کر دوں

رائما لچھ کر اس کو دیکھ کر: ”ابھی ہماری اتنی زبردست بحث ہوئی ہے اور
،، کر رہے ہو جیسے کچھ ہوا ہی نہیں behave تم دو منٹ بعد ہی اسے

،، اسد انجان بنتے ہوئے: ”اچھا... کب؟؟ مجھے یاد نہیں

،، رائما: ”تم تیار ہونے جاؤ... پلینز

،، اسد چھیڑتے ہوئے: ”لپ اسٹک میں لگا دوں

،، رائما حیرت سے: ”کیا؟؟؟

،، کرنے میں کیا برائی ہے try: ”اسد مسکراتے ہوئے

،،... رائما: ”پلینز جاؤ ناں یار

اسد: ”ویسے انگوٹھی کا اتنا دوکھ مت کرو... جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا
“... ہے.... میں اور زیادہ پیاری انگوٹھی لا کر دے دوں گا تمہیں بس
“راٹما حیرت سے: ”تمہیں انگوٹھی کا کیسے پتا چلا؟؟“

اسد: ”یہ چھوڑو... لپ اسٹک لگاؤں؟؟؟“ وہ شرارت بھری نظر سے
پوچھ رہا تھا

اس پر راٹما گھورتے ہوئے: ”پلیز یار تیار ہو جاؤ“ اب اس کا لہجہ کافی دیہما
.... ہو گیا تھا

اسد کھڑے ہو کر: ”سوچ لو... ڈاکٹر اسد سے لپ اسٹک لگانے کا موقع ہر
کسی کو نہیں ملتا... خوش قسمت ہے تمہاری..“ وہ کالرا چکاتے ہوئے
جتا رہا تھا... جس پر وہ اپنے پیشانی پر دھپ لگاتے ہوئے: ”تم جارہے ہو
تیار ہونے یا تمہیں یہیں چھوڑ جائیں؟؟؟“ آبرو اچکا کر استفسار کر رہی
تھی... جس کے جواب میں وہ ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے: ”دومنٹ
... دو... ابھی تیار ہو کر آتا ہوں“ کھ کر تیار ہونے چلا جاتا ہے

راٹما خود سے: ”کیا میں نے اپنا سارا غصہ اسد پر نیکالا ہے... اف... پر یہ
.. مجھ پر کیوں غصہ نہیں ہوا؟؟؟... اور یہ اتنا سویٹ کیوں بن رہا ہے

جعفر کی منگنی بڑے پیمانے پر ہو رہی تھی... ملک اور غیر ملک کے بڑے
آرٹے actor or actress بڑے بزنس مین سیاستدان
تھے... تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں... مہمان آنا شروع ہو گے
تھے... جعفر تیار ہو رہا تھا جب وہ شرٹ بدلنے کے لیے اپنی زیب تن
شرٹ اتارتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کا انگوٹھی والا لوکٹ
”غائب ہے“ او۔ نو۔ نو۔۔۔۔۔ لوکٹ کہاں گیا؟؟

”پھر اسے آمنہ یاد آئی تھی“ آمنہ... ضرور آمنہ کے پاس ہوگا

”وہ آمنہ کو کال لگا کر: ”کہاں ہو؟؟“

”آمنہ: ”گھر پر... کیوں؟؟“

جعفر: ”میرالو کٹ تمہارے پاس آگیا ہے غلطی سے.. پلیز مجھے واپس دو“

”آمنہ: ”مجھے پکا نہیں پتا.. میں ڈھونڈ کر کل دے دو گی

جعفر: ”نہیں... ابھی واپس کرؤ... وہ میرے لیے بھت خاص ہے

آمنہ حیرت سے: ”ابھی...“ پھر اداس ہو کر: ”میں تمہاری منگنی میں

نہیں آنا چاہتی

جعفر: ”منگنی میں کون بلا رہا ہے... بس آؤ... مجھے میرالو کٹ دو اور چلی

جانا“

”..آمنہ: ”اللہ

جعفر: ”پلیز آمنہ... مجھے میری امانت واپس لا کر دو

آمنہ: ”او۔ کے میں ڈھونڈ کر لاتی ہوں

جعفر: ”میں انتظار کر رہا ہوں تمہارا

آمنہ اداس ہو کر: ”اچھا

وہ اپنے کپڑوں میں ڈھونڈتی ہے اس کے کوٹ سے جعفر کا لوکٹ مل جاتا
ہے.... ”کیا میں واقعی اس کی منگنی میں جا رہی ہوں... او۔ نو... اس
لوکٹ کو بھی میرے پاس ہی آنا تھا کیا... میں اسے کسی اور کو انگوٹھی
پھناتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتی



کنول ہول کے روم میں تیار بیٹھی تھی کے اسد موقع پا کر روم میں آتا ہے
،کنول آئینے کے عکس میں اسد کو دیکھ گھبرا کر پیچھے مڑتی ہے ”تم یہاں

اسد: ”ہاں میں یہاں.. تم نے فون کیوں بند کر رکھا ہے.. کب سے تم
کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم ہو کے بات contact سے
،کرنے کے لیے تیار نہیں ہو

،کنول غصے سے: ”کیوں؟؟ کیوں کر ناچاہتے ہو تم مجھ سے بات

اسد: ”میں پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ لڑکی جو مجھے جعفر اور رانما کے قصے
”سنارھی تھی... وہ خود کیسے جعفر سے شادی کر رہی ہے

کنول: ”مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی اور نہ کوئی صفائی دینی ہے... اس
”لیے یہاں سے جاؤ.. اس سے پھلے یہاں کوئی آجائے

اسد اور کنول کے بیچ چھ قدم کا فاصلہ ہوتا ہے اسد دو قدم آگے بڑھاتے
ہوئے: ”بات تو تمہیں کرنی پڑے گی.. کیونکہ بات کیے بغیر میں یہاں
”سے جانے والا نہیں

کنول غصے سے اپنی بات دہراتے ہوئے: ”میں نے کھاناں... مجھے بات
”نہیں کرنی

اسد ایک قدم آگے آتے ہوئے: ”میری خوشیاں برباد کر کے تم اپنی خوشیوں کا محل کیسے بنا سکتی ہو... میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا.. یا تو مجھ سے بات کرو.. یا پھر میں جا کر خود جعفر سے بات کر لیتا ہوں

کنول اس کی بات سن ایک قدم اس کی جانب بڑھاتے ہوئے آنکھوں میں، آنکھیں ڈال: ”دھمکی دے رہے ہو تم مجھے؟؟“
”اسد: ”دھمکی نہیں دے رہا بتا رہا ہوں

کنول اس کی دھمکی سے ڈر گئی ستھی: ”کیا جاننا چاہتے ہو تم.. بھی ناں... کے میں نے تمہیں جعفر اور رانما کی کھانی سنائی... ان دونوں کے خلاف تمہارے کان بھرے... اور پھر اب خود شادی کر رہی ہوں اسی لڑکے سے... تو سن لو ہاں کر رہی ہوں... کیونکہ وہ تمہاری طرح نہیں ہے... وہ بہت اچھا اور شریف لڑکا ہے.... اس کی شرافت کا طوطا بولتا

ھے پورے خاندان میں... تمھاری طرح نہیں ھے وہ دھوکے باز قسم
کا... اور ہاں.... اس کے اور تمھاری بیوی کے درمیان کچھ نہیں
ھے.. میں نے صرف تمھیں بدگمان کیا تھا رانما کے خلاف.... میں چاہتی
... تھی کے تم اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے تباہ کرتے... پر
“اسد: ”پر کیا؟؟؟

کنول: ”جعفر بیچ میں آگیا.. ڈھال بن کر کھڑا ہو گیا تمھاری بیوی
کی... ورنہ اس بار تو میں نے پورا پلین بنالیا تھا تمھاری زندگی تباہ کرنے کا

“اسد: ”کیا ملتا تمھیں میری زندگی تباہ کر کے؟؟؟

“کنول: ”سکون خوشی خوشی ملتی مجھے

اسد: ”بڑا افسوس ہوتا ہے مجھے تمہاری ذہنیت پر... تم نے ایک بار رانما کے بارے میں نہیں سوچا.... تمہاری کزن ہے وہ... میں نے تمہارے ساتھ برا کیا تھا سمجھ آتا ہے مجھے پر اس نے کیا کیا تھا؟؟؟... تم نے ایک بار بھی اس کی زندگی تباہ کرنے سے پھلے نہیں سوچا... سچ کھوں.. تم سے زیادہ“ گھٹیا لڑکی میں نے آج تک اپنی زندگی میں نہیں دیکھی

کنول اسد کی طرف انگلی کرتے ہوئے حیرت سے بولتی ہے: ”تم... تم...“ پھر اپنی طرف انگلی کر کے: ”مجھے گھٹیا کھ رہے ہو... تم خود کیا ہو.. تم نے مجھے دھوکا دیا.. مجھ سے پیار محبت کی باتیں کیں... شادی کے جھوٹے خواب دیکھائے... تین سال... تین سال بھت ہوتے ہیں اسد... میں نے تین سال انتظار کیا ہے تمہارا... صرف تمہارے خاطر“... میں نے کبھی شادی نہیں کی

اسد: ”میں پیچھے نہیں آیا تھا تمہارے... تم آئیں تھیں میرے
پیچھے... تم نے اپنی طرف متوجہ کیا تھا مجھے... یہ سچ ہے کہ میں رائما سے
منگنی توڑ دینا چاہتا تھا پر اس سے منگنی توڑنے کے بعد میں تم سے شادی کر لو
گایہ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا... فلرٹ کر رہا تھا میں صرف تمہارے
ساتھ... اور فلرٹ کرنے کا موقع خود تم نے فراہم کیا تھا مجھے... اپنی
... غلطیاں میرے سرمت ڈالو

کی خبر سن کر تم affair کنول: ”تم کس قدر کمینے ہو... رائما کے ایک
بے قرار ہو گئے... اور تم جو ہر روز ہر نئی لڑکی کے ساتھ گھومتے پھرتے
نظر آتے ہو وہ کچھ نہیں... تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے... کیا تم
قابل ہو رائما جیسی نیک سیرت لڑکی کے... شرم تو تم میں اتنی سی بھی
نہیں ہے... مجھ سے شادی کے وعدے کر کے اب میرے منہ پر بول
رہے ہو کہ صرف فلرٹ کر رہے تھے مجھ سے... میں ٹھیک کر رہی

تھی رانما کی طلاق کروا کر تم سے.... پھلے تو دل میں تھوڑا دکھ تھا کہ
تمہاری وجہ سے میں اپنی بے قصور کزن کو بھی سزا دے رہی ہوں... پر
اب سوچتی ہوں تم اس جیسی خوبصورت قابل اور سب سے بڑھ کر نیک
سیرت لڑکی کے قابل ہی نہیں ہو... مجھے رش آتا ہے کہ کیسے تم جیسے
... گھٹیا انسان کو رانما جیسی لڑکی مل گئی۔

کنول کی آخری جملے اسد کے دل کو لگے تھے... کیونکہ یہ وہ جملے تھے جو
رانما ایک بار فون پر بات کرتے ہوئے کھڑی تھی... کے وہ چاہتی تھی
کہ لوگ اسد یعنی مجھے خوش قسمت کہیں کہ مجھے رانما ملی... آج وہ دن تھا
جو لوگوں کے منہ پر یہ جملہ آگیا تھا... اور لوگ میرے منہ پر کھڑے تھے
کہ میں اس کے قابل نہیں... وہ تو بہت خوبصورت قابل اور نیک
... سیرت ہے

کنول کی نظر اچانک پیچھے پڑتی ہے اس کے منہ سے بے ساختہ نیکلتا
... ہے ”رانما

رائنما کا نام اسد کے کانوں سے جب ٹکراتا ہے تو وہ حیرت سے پیچھے مڑتا
”ہے.. اسد اسے دیکھ گھبرا یا تھا...“ راینما

... راینما ساری باتیں اپنے کانوں سے سن چکی تھی
”اسد:“ راینما... وہ

راینما رو رہی تھی اس کا ہاتھ اس کے منہ پر مارے شوکت کے رکھا ہوا
... تھا... وہ روتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی تھی

کنول اسد پر غصہ کرتے ہوئے: ”تمہیں کہاں تھاناں میں نے کوئی سن
لے گا... اب سب کچھ سن لیا راینما نے.. جو بات صرف ہم دونوں کے
”درمیان تھی وہ آج صرف تمہاری وجہ سے راینما کو پتا چل گئی

... اسد راینما کے پیچھے بھاگتا ہے

کنول ڈر کر مارے: ”جعفر تو مجھے چھوڑے گا نہیں... اگر رائے مانے جعفر کو
”سب کچھ بتا دیا تو

”منہاج: ”تم تیار ہونا

”کنول ڈرتے ہوئے: ”میں کیا کروں اب؟؟؟

”منہاج اسے گھبرا یا ہوا دیکھ: ”کیا ہوا ہے؟؟

کنول ڈرتے ہوئے: ”وہی جو نہیں ہونا چاہیے تھا.. میں اب کیا کروں“

کنول کا ڈر کے مارے برا حال تھا.. اس نے جعفر کا غصہ دیکھ رکھا تھا.. اس

کے کانوں میں جعفر کے کھے الفاظ گونج رہے تھے... ”میں بھاگ جاتی

”ہوں گھر

”اس نے کھا تو منہاج حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟

کنول: ”ہاں.. یہ صحیح رہے گا.. میں گھر چلی جاتی ہوں.. نہیں بلکہ اپنی

”سہیلی کے گھر چلی جاتی ہوں

منہاج اسے جھنجھوڑتے ہوئے: ”کیا ہو گیا ہوش کرو... کیا ہوا ہے کچھ
بتاؤ گی مجھے

کنول ڈرتے ہوئے؟ ”میرے پاس وقت نہیں ہے ابھی.. مجھے یہاں سے
جانا ہے“ ”ہے کھ کر اس نے اندر سے دروازہ لوک کیا اور کپڑے بدلے
... جلدی سے.. منہاج اس کی مدد کرتی ہے ہول سے چھپ کر نیکلنے میں

جعفر تیار ہو کر چینجنگ روم میں آتا ہے تو سارے گھر کی خواتین کو پا کر الجھ
جاتا ہے.. ”کیا ہوا؟؟؟“

سب کے چہرے پریشان تھے اور جعفر کو دیکھ تو سب کے چہروں کے
... رنگ ہی اڑ گئے تھے

جعفر سب میں کنول کو ناپا کر: ”کنول کہاں ہے؟؟؟... اور آپ سب اتنا
پریشان کیوں نظر آ رہے ہیں؟؟؟“

کنول کی والدہ جعفر کے سوال پر رونے لگتی ہیں.. جعفر انھیں روتا ہوا
”دیکھ: ”کیا ہوا چاچی... آپ رو کیوں رہی ہیں؟؟؟“

پری واحد ہوتی ہے جو بڑی ہمت کر کے اسے بتاتی ہے: ”کیونکے کنول مل
نہیں رہی ہے.. شاید وہ بھاگ گئی ہے.. اس کی منگنی کی سفید فراک بھی
”... منہاج کو یہیں صوفے پر پڑتی ملی

جعفر کے یہ سن ہوش اڑے تھے.. اسے لگا کہ پری نے اس کے سر پر
”بم پھوڑ دیا ہو“ کیا؟؟؟

دادا بھی اسی وقت کمرے میں داخل ہوئے تھے.. انھوں نے بھی پری کی
.. بات سن لی تھی

جعفر غصے سے: ”تم جانتی ہو تم کیا کھ رہی ہو... باہر میرے سارے
مہمان انتظار کر رہے ہیں... اور تم کھ رہی ہو وہ بھاگ گئی...“ وہ اپنا سر

پکڑ کر بیٹھا تھا... اس کی ماں نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے
.. صبر کی تلقین کی تھی

دادا: ”غصہ کرنے کا وقت نہیں ہے.. یہ کنول کو ڈھونڈنے کا وقت
” ہے... باہر مہمان بیٹھے ہیں.. ہماری عزت کا سوال ہے

جعفر دادا کی بات سن ان کے پاس چلتا ہوا آیا تھا..: ”دادا یہ کیا
ہے؟؟؟.. کیا آپ نے زبردستی کی تھی اس سے مجھ سے شادی کرنے کے
” لیے؟؟؟

دادا جعفر کی بات سن حیرت سے: ”کیا؟؟؟... میں ایسا کیوں کروں
” گا... تمہارے سامنے اس نے خود ہاں کی تھی
جعفر: ”پھر وہ اچانک سے عین منگنی والے دن کیوں بھاگ گئی؟؟؟
”... دادا: ”مجھے خود نہیں پتا.. یقین کرو میرا

جعفر: ”باہر میرے مہمان بیٹھے ہیں دادا... مجھے نہیں پتا... کنول کو
... لائیں... میری عزت کا سوال ہے یہ

دادا اس سے پھلے کچھ کھیں جعفر کا گارڈ دروازہ بجا کر: ”سر جعفر آپ کے
.. خاص مہمان آگے تھیں

جعفر یہ سنتے ہی: ”دادا میرے خاص مہمان آگے تھیں امریکہ
سے... بھت بڑی ڈیل فائنل کروں گا میں آج... میں اپنے مہمانوں کے
سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا... پلیز کنول کو لے کر آئیں.. لوگ میری
منگیتر کا بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں باہر.. مجھے نہیں معلوم
..... میری منگیتر لے کر آئیں،“ کھ کر باہر چلا جاتا ہے

دادا غصے سے اعلان کرتے ہوئے: ”واقعی کسی کو نہیں پتا کہ کنول کہاں
ہے؟؟“

... منہاج سب کچھ جاننے کے باوجود خاموش کھڑی رہتی ہے

سب گھر کے مرد حضرات کنول کو ڈھونڈنے میں لگ گئے تھے... سب

... بھت پریشان تھے

امیما: ”مجھے تو یقین نہیں آرہا... کنول جعفر جیسا لڑکا چھوڑ کر بھاگ
... گئی۔“

”پری: ”مجھے خود

رائما کا ردوڑاتے ہوئے گھر آگئی تھی... اسد اس کے پیچھے پیچھے دوسری کار
.. میں آیا تھا

اسد جب بھاگتا ہوا اپنے کمرے میں آتا ہے.. تو اسے کپڑے پیک کرتا ہوا
پاتا ہے.. وہ بھاگتے ہوئے آکر اس کا ہاتھ روکتا ہے: ”پلیز روکو... ہم
”بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں

رائما اس کا ہاتھ کپڑوں سے ہٹاتے ہوئے: ”نہیں... میں کوئی بات
نہیں کرنا چاہتی تم سے“ کھ کر روتے ہوئے جلدی جلدی کپڑے ڈالنے
لگتی ہے.. پھر اپنا لپ ٹائپ اٹھانے جانے لگتی ہے.. اسد اس کے پیچھے
”پیچھے: ”ایک بار میری بات تو سن لو... رائما
... وہ دیکھ تک نہیں رہی تھی اسد کی جانب

اسد اس کے ہاتھ سے لپ ٹائپ چھینتے ہوئے: ”میں کچھ کھ رہا
”ہوں... پھلے میری ایک بار بات تو سن لو

”رائما غصے سے: ”چھوڑو اسے اسد

”اسد: ”میں نہیں چھوڑو گا

رائما: ”میں نے کھا دیا اسد“ وہ اس کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کرتے
ہوئے

اسد: ”پھلے میری بات سن لو آرام سے بیٹھ کر... غصے سے بات خراب
“ہو جائے گی

رائما اپنے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے: ”اپنے پاس رکھ لو... میں نیا خرید
لوں گی“ کھ کر بیگ کی زیب لگاتی ہے.. اسد اس کے ہاتھ سے بیگ
،، چھینتے ہوئے: ”بیگ لے کر کہاں جا رہی ہو؟؟؟

“رائما غصے سے: ”اپنے گھر

“اسد: ”یہ تمہارا گھر ہے

رائما: ”نہیں یہ میرا گھر نہیں...“ وہ روتے ہوئے کھ کر اپنا بیگ اس سے
،، لینے لگتی ہے... اسد حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟ یہ تمہارا گھر نہیں؟؟؟؟

رائما اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال: ”ہاں نہیں ہے.. میں ابھی تم
سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی... مجھے ابھی اکیلا رہنا ہے بس... مجھے
جانے دو“ کھ کر اس سے بیگ لے کر جانے لگتی ہے... اسد تیزی سے

پیچھے سے آکر اس سے چیمٹ جاتا ہے.. اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکے
دونوں ہاتھوں کو قص کے پکڑ کر فولٹ کر لیتا ہے... رائنما جھنجھلاتے
”ہوئے:“ چھوڑو مجھے

”اسد:“ یہ میں نہیں کر سکتا

رائنما: ”چھوڑو مجھے... میں نے کھا.. چھوڑو مجھے... میں تو ایک بدکردار
چلاتی پھرتی ہے اپنے کزن سے... پھر تم نے affairs لڑ کی ہوں.. جو
”مجھے کیوں پکڑ رکھا ہے؟؟“

”.... اسد بڑی محبت سے:“ ”مجھے بدگمان کیا گیا تھا... لیکن مجھ پر یقین کرو
وہ ابھی بول ہی رہا تھا کہ رائنما اس کی بات کاٹتے ہوئے:“ ”مجھے جانے دو
”اسد.. میں تمہاری کوئی بات نہیں سنا چاہتی

اسد: ”رائنما“ وہ بول ہی رہا تھا کہ اس کا اور رائنما کا ایک ساتھ فون بجا
”تھا.. اسد اسے چھوڑ نہیں رہا تھا مگر رائنما:“ ”فون بج رہا ہے

”اسد:“ ”بجنے دو

”... رانما: ”مجھے چھوڑ واسد

”فون مسلسل بج رہا تھا.. رانما: ”اپنا نہیں تو مجھے میرا اٹھانے دو
اسدیہ سن اس کا ہاتھ چھوڑ دیتا ہے وہ مڑ کر اسے غصے سے گھور کر دیکھتی
.... ہے اور میز پر رکھا اپنا فون اٹھاتی ہے.. اسد بھی اپنا فون اٹھاتا ہے
اسد کو اس کے والد کی کال آتی ہے: ”کھاں چلے گے تم دونوں میاں
”بیوی... اچانک سے.. وہ بھی دونوں گاڑیاں لے کر؟؟
”اسد: ”وہ ایک کام آگیا تھا.. آپ فکر نہ کریں ہم دونوں آرہے ہیں
”والد: ”جلدی آؤ... سب یہاں رانما کا پوچھ رہے ہیں
”اسد: ”اچھا... میں لے کر آتا ہوں اسے

دوسری طرف رانما کو روشنی کا فون آیا تھا...: ”رانما تم کھاں ہو؟؟؟ سب
”... تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں

“رائما: ”مجھے پر کیوں؟؟؟

روشنی: ”سب کھ رہے ہیں آخری بار تم ملی ہو کنول سے... تم نے کچھ کھا
ہے کیا اس سے... تمہاری کوئی لڑائی ہوئی ہے اس سے.... دادا بھت غصے
میں ہیں اور تمہیں بلارہے ہیں

“رائما: ”آخری بار مطلب؟؟

“روشنی: ”یار... وہ کنول بھاگ گئی ہے

“یہ سن رائما مارے شوکٹ کے: ”کیا؟؟؟

روشنی: ”ہاں.... تم ہول سے کیوں چلی گیں... سب بھی سمجھ رہے

“ہیں کے تم دونوں کے بیچ کچھ ہوا ہے

“رائما پریشان ہو کر: ”میں وہاں آکر تم سے بات کرتی ہوں

“روشنی: ”جلدی آؤ

رامنما اسد کی طرف غصے سے دیکھتے وہاں سے بغیر کوئی سامان لیے جانے لگتی ہے... اسد رامنما کی پوری بات سن چکا تھا وہ اپنا سر پکڑ کر: ”اف“
”کنول... مجھے پاگل کر دے گی

رامنما کار کادر وازہ کھولتی ہے تو اسد پیچھے سے آکر چابی چھینتے
”ہوئے:“ گاڑی میں چلاؤ گا

”رامنما:“ مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا

اسد: ”سب انتظار کر رہے ہیں... جلدی بیٹھو“ کھ کر اندر بیٹھ جاتا
... ہے... وہ ناچھتے ہوئے سبھی اس کے ساتھ بیٹھ کر واپس ہول آتی ہے

رامنما کے پھینچتے ہی سب سے پھلے دادا: ”کیا تم نے کچھ کھا ہے کنول
سے؟؟؟ سچ بتاؤ رامنما... منہاج نے کھا کے اس نے تمہیں دیکھا تھا
”... کمرے سے نیکلتے

رائما کچھ کھے اس سے پھلے اسد بولتا ہے: ”یہ جھوٹا ہے... میں رائما کے
ساتھ ہی تھا... ہم دونوں اس سے مل کر چلے گئے تھے
“دادا: ”کیا؟؟؟... تم ساتھ تھے رائما کے؟؟
“اسد: ”جی

“دادا: ”تو پھر رائما ہول سے کیوں چلی گئی تھی؟؟
“اسد: ”وہ تو مجھے کام آگیا تھا

منہاج فوراً اسد کی بات سن بولی تھی: ”تم جھوٹ بول رہے ہو... میں نے
... رائما کو خود روتے ہوئے یہاں سے جاتے ہوئے دیکھا تھا
“... اسد: ”حیرت ہے آپ نے رائما کو نیکتے ہوئے دیکھا مگر مجھے نہیں
منہاج سوچ میں پڑھ گئی تھی... وہ صرف رائما کو پھسانا چاہ رہی تھی اپنی
بھن کی خاطر... اسے لگ رہا تھا کہ کنول کے ڈر کر بھاگنے کی وجہ رائما
ہے...

اسد اسے سوچتا ہوا دیکھ: ”ایک بات بولوں... منہاج باجی... بس میں سوچ رہا تھا... اگر آپ نے رائنما کو روتے ہوئے... بھاگ کر جاتے ہوئے دیکھا تو آپ کنول سے بات کرنے یا پوچھنے کے رائنما کیوں روتی ہوئی...“ گی کمرے میں نہیں آئیں؟؟؟

منہاج مزید پھنس گئی تھی... اس کے پاس اسد کے سوال کا جواب نہیں تھا... ”نہیں... میں کمرے میں بعد میں آئی تھی... اس وقت کنول...“ یہاں نہیں تھی

... اس کے چہرے پر پسینہ دیکھ اسد سمجھ گیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے

دادا: ”سچ بتاؤ منہاج... تم نے واقعی رائنما کو روتا ہوا جاتے ہوئے دیکھا تھا یا...“ نہیں؟؟؟

منہاج خود پھنس رہی تھی رائما کو پھسانے میں....: ”شاید میں نے کسی اور
کو دیکھا ہو... میں نے صرف پیچھے سے دیکھا تھا تو مجھے لگا رائما ہے
... دادا: ”حدھے تم سے...“ دادا غصے سے کمرے سے چلے گئے تھے

... اب کمرے میں صرف اسد رائما اور منہاج رہ گئے تھے
”اسد منہاج سے: ”آپ رائما کو کیوں پھسارہی تھی آپ جان کے
منہاج رائما کو گھورتے ہوئے: ”کیونکہ تمہیں نہیں پتا... واقعی بھی وجہ
ہے کنول کے بھاگنے کی... کنول نے بتایا تھا مجھے کہ اسے کوئی کیسٹ ملی
ہے جس کا تعلق اس (رائما) سے ہے... جعفر نے اسے دھمکی دی تھی
کہ اگر کسی کو اس کے بارے میں پتا چلا تو وہ کنول کو نہیں چھوڑے
گا... میری بھن بیچاری اپنی ہی منگنی سے ڈر کر بھاگ گئی اس کی وجہ سے

یہ سن رائمٹا سمجھ گئی ستھی کے منہاج کس کیسٹ کی بات کر رہی
ھے... ”کیا... کنول نے ضرور حیدر والی کیسٹ سن لی
“... ہوگی... او۔ نو

اسد نے اس کی بات پر افسوس بھرے لہجے سے: ”منہاج باجی مجھے آپ
“... سے یہ امید نہیں تھی

کھ کر رائمٹا کا ہاتھ اسی کے سامنے پکڑ کر اسے کمرے سے لے جانے لگتا
ھے تو منہاج پیچھے سے: ”تم جاننا نہیں چاہو گے کہ اس کیسٹ میں ایسا کیا
“ ھے جو جعفر اسے چھپا رہا ھے

اسد پلٹ کر: ”نہیں“، کھ کر ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھاتا ھے
”منہاج: ”اس کا تعلق رائمٹا سے ھے پھر بھی؟؟؟

“... اسد پلٹ کر منہاج کو دیکھ بڑے اطمینان سے: ”ہاں پھر بھی

رائنما حیرت سے اسد کو تکتی ہے... اسے واقعی بھت حیرت تھی کے اسد
جاننا تک نہیں چاہتا کے اس میں کیا ہے... اس کا بھروسہ دیکھ ایک لمحے
کے لیے وہ سب کچھ بھول بس اسے شکر بھری نظروں سے تکتے لگتی
ہے... لیکن اگلے ہی لمحے وہ حواس میں لوٹی تھی... کمرے سے باہر نیکلتے
.... ہی وہ اسد کا ہاتھ چھوڑ دیتی ہے

جعفر مہمانوں سے بات کر رہا تھا مگر اس کا دماغ وقت گزرنے کے ساتھ
ساتھ مفلوج ہوتا جا رہا تھا... دل ہر لمحہ دعا گو تھا کہ بس آج عزت رہ
جائے: ”یا اللہ میری عزت رکھ لے“ وہ بار بار سیڑھیوں کی طرف اس
امید سے دیکھ رہا تھا کہ کنول آجائے... ہر گزرتا ہوا لمحہ اس کی جان پر
بھاری تھا... اس کے بے سی میں بھی پسینے چھوٹ رہے تھے... وہ دل
.... میں: ”اللہ میری عزت بچالے...“ وہ ہر لمحہ اسی دعا کو دہرا رہا تھا

کے اچانک لائٹ اف ہو جاتی ہے.. سب اندھیرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں.. کے پھر ایک سفید روشنی جعفر پر پڑتی ہے... جس کے پڑنے سے اس کی آنکھیں پھلے تو چوندا جاتی ہیں.. پھر اسے یاد آتا ہے کہ یہ سیٹ۔ اپ تو کنول کی انٹری کا تھا.... وہ تیزی سے پلٹا تھا دیکھنے.. کے دوسری سفید لائٹ سیڑھیوں پر نظر آرہی تھی مگر کوئی آتا دیکھائی نہیں دے رہا تھا... وہ ناامید ہو کر سر جھکا لیتا ہے... اپنے دل میں: ”کنول میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا....“ کہہ کر اپنی موٹھیاں قص کے بند کر لیتا ہے.....

سب کی نظریں سیڑھیوں پر ٹکیں تھیں.. کے جعفر کے سماعت سے ٹک ٹک کی آواز ٹکراتی ہے مانو جیسے کوئی سیڑھیوں اتر رہا ہو.. وہ نظر اٹھاتا ہے تو حیرت سے تکتا کا تکتا رہ جاتا ہے.. آمنہ سفید فراق میں نہایت حسین تیار ہوئے بڑی نزاکت سے اترتی ہوئی آرہی تھی... جعفر نے پھلی بار اسے اس قدر حسین روپ میں دیکھا تھا.. ایک دو لمحوں کے لیے تو وہ بھی

اس کے حسین سراپے میں محو ہو گیا تھا... پھر آمنہ اسے دیکھ مسکرائی
تھی... آمنہ بالکل فیری ٹیل کی کہانیوں جیسی شہزادی لگ رہی
کے prince charming تھی... جس کے پرنس چارمیگ
... ہوش اڑ گئے تھے اسے دیکھ

اس کی مسکراہٹ آج جعفر کے دل میں ہلچل مچا رہی تھی... اسے آمنہ
کے کھے الفاظ یاد آئے تھے: ”میں اپنی جگہ خود بنالوں گی تم بس دروازے
کھڑکیاں کھولی رکھنا“ وہ خودی سے ہمکلام ہو کر: ”میں اس کے جواب
میں مسکرا دیا تھا... شاید وہ پاگل لڑکی اس کا جواب ہاں سمجھ بیٹھی... پر
... اب سوچ رہا ہوں کیا مجھے ہاں کرنا چاہیے تھا؟؟؟“

میں دیکھ کے اس کے گھر والے dress وہ سمجھ چکا تھا آمنہ کو کنول کی
آمنہ کو کنول بنا کر لائے تھیں... پر وہ اس سوچ میں تھا کہ آمنہ اور اس
.... کے گھر والے اس کے لیے تیار کیسے ہوں گے۔

آمنہ کی فراک ایک طرف سے پری سمجھا رہی تھی.. وہ آمنہ کے
.... ساتھ ساتھ ہی نیچے آئی تھی

آمنہ جعفر کے سامنے آکر روک گئی تھی... جعفر حیرت سے.. اس کے
”کان کے پاس آکر: ”تم کنول بن کر آئی ہو؟؟؟“
آمنہ مسکراتے ہوئے: ”نہیں... تمہارے لیے منگوا رہی... تم جانتے ہو
کے میں کون ہوں... اور لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں اس
...“ سے مجھے فرق نہیں پڑتا

جعفر ہلکے سے اس کے کان میں: ”دادا نے کیسے منایا تمہارے والد
،، کو؟؟؟

آمنہ: ”کوئی بزنس ڈیل ہوئی ہے.. اور یہ وعدہ بھی کے تم مجھ سے شادی
کرو گے.... تھوڑے دنوں بعد اس جھوٹی منگنی کو توڑ دیا جائے گا... جو آج
،، کنول اور تمہارے بیچ ہوگی

،،... جعفر یہ سن: ”او

آمنہ: ”دیکھ لو... قسمت مجھے کھینچ کر تمہارے پاس لائی ہے.. اب بھی
،، ہاں نہیں کھو گے؟؟

جعفر اس کے جواب میں مسکرا کر: ”انگو ٹھی پھناؤ... لوگ دیکھ رہے
،، ہیں

... آمنہ: ”اف...“ کھ کر مسکراتے ہوئے اسے انگو ٹھی پھناتی ہے
سب تالیاں بجانے لگتے ہیں... پھر جعفر اپنی جیب سے انگو ٹھی نیکال کر
.... : ”لاؤ“ اس نے ہاتھ مانگا تھا.. وہ بھی بے دلی سے

آمنہ ہلکے سے: ”ذرا پیار سے مانگو... آخر ہاتھ مانگ رہے ہو کسی لڑکی کا“

جعفر پھلے مسکرا کر بڑے پیار سے: ”پیار سے مانگوں.. وہ بھی میں“ پھر اچانک مسکراہٹ اپنے چہرے سے غائب کر اتر کر: ”تمہارے خوابوں... میں“ کہہ کر اس کا ہاتھ خود ہی پکڑ لیا تھا اور انگوٹھی پہنا دی تھی

جعفر کے لیے یہ صرف ایک نکلی منگنی تھی.. مگر رانما کے لیے اصلی.... جیسے ہی جعفر خود ہاتھ پکڑ کر انگوٹھی پہناتا ہے رانما کی آنکھوں میں ناچا ہتے ہوئے سبھی آنسوؤں آ جاتے ہیں.. لیکن اسی لمحے اسد اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے.. وہ اسد کو دیکھ کر ہاتھ چھوڑانے لگتی ہے... مگر وہ چھوڑتا نہیں بلکہ پکڑا اور مضبوط کر لیتا ہے.... آخر کار وہ..... چھڑانے کی کوشش روک دیتی ہے

..... سب خوب مبارکباد دینے لگتے ہیں جعفر اور آمنہ (کنول) کو

،،جعفر آمنہ کے کان میں: ”میری امانت؟؟“

آمنہ لوگوں کی نظروں سے بچا کر اس کے ہاتھ میں پکڑاتی ہے... جعفر
،،: ”شکریہ

جعفر نے سائٹ میں جا کر لوکٹ پھن لیا تھا... تاکہ وہ پھر سے کھونا
... جائے۔

جعفر جیسے ہی پلٹتا ہے اسد سے ٹکرا جاتا ہے.. تب اسد کی نظر اس کے
لوکٹ پر پڑتی ہے.. جعفر سب سے پھلے اپنا لوکٹ چھو پاتا ہے.. مگر تب
تک دیر ہو چکی تھی.. جعفر تیزی سے معذرت کرتا نیکل گیا تھا.. اسد خوش
ہو کر: ”اوف..... زبردست... رائما سے انگوٹھی کھوئی نہیں ہے اس
،،... نے جعفر کو واپس کر دی ہے

منگنی سے واپسی پر اسد رانما کو جواد کے ساتھ جاتا دیکھ؛ ”کھاں جارھی
”ہو؟؟؟

”رانما: ”گھر

اسد جواد کو دیکھ مسکراتا ہے اور رانما کو آنکھیں دیکھا کر: ”تمہاری شادی
آپ ہی b.b.... ہو چکی ہے اب.... اور میرا گھر ہی تمہارا گھر ہے اب
بتائیں میاں بیوی میں چھوٹی موٹی لڑائی تو عام سی بات ہے ناں...“ اسی
وقت رانما کو اشارے سے کہتا ہے: ”کیا بتادوں جواد کو سب؟؟؟“ آبرو
..اچکا کر

رانما جواد کے برابر میں کھڑی تھی وہ اسد سے آنکھوں کے اشارے
”میں: ”تم ایسا نہیں کر سکتے

اسد آنکھوں کے اشارے سے: ”میں جواد کو بتادوں گا اگر تم میرے ساتھ
”..جانے کے لیے راضی نہ ہوئی تو

...جواد ان دونوں کو آنکھوں کے اشاروں سے بات کرتا دیکھ رہا تھا
رائما سے غصے سے گھورتے ہوئے آنکھوں کے اشارے سے؛ ”تم ایسا
،، نہیں کرو گے

اسد اس کے جواب میں ہلکا سا طنزیہ مسکراتا ہے.. جیسے کھ رہا ہو کہ
... ٹھیک ہے.... اب دیکھو پھر تماشہ

میں آپ کو شروع سے بتاتا.. b.b اسد جواد سے: ”میں کیا بتاؤں
،،.. ہوں.. پھر آپ ہی اسے سمجھائیے گا.. ہوا یوں تھا

اسد ابھی بول ہی رہا تھا کہ رائما گھبرا کر اس کے پاس تیزی سے چل کر
آتی ہے اور آنکھوں کے اشارے سے: ”تم.... اف... میں چل رہی
کو مت بتاؤ“ پھر بھولا سا چہرہ بنا کر جواد b.b... ہوں تمہارے ساتھ
کو تنگ کر رہے ہو“ پھر جواد b.b کے سامنے: ”کیوں مزاق کر کے
،، سے مخاطب ہو کر: ”یہ مزاق کر رہے ہیں.. آپ فکر مت کریں

جواد سمجھ چکا تھا کہ کچھ گڑ بڑ چل رہی ہے ان دونوں میاں بیوی کے
درمیان...: ”سب کچھ ٹھیک تو ہے ناں؟؟ کیا تم دونوں کی لڑائی سریس
ہے؟؟“

... رانما اس پر اسد کو گھورتے ہوئے: ”نہیں“ کرنے کا کہتی ہے
اسد کا کام تو ہو گیا تھا وہ جانے کے لیے تیار تھی اس کے ساتھ.. پھر وہ مزید
جواد کو پریشان کیوں کرتا... وہ مسکراتے ہوئے: ”ارے یار... نہیں کچھ
سریس نہیں ہے... ہلکی پلکی تو ہم دونوں میں ہوتی رہتی ہے.. بے فکر
... رہو“

”جواد فکر مند ہو کر: ”پکاناں؟؟“
رانما مسکراتے ہوئے: ”ہاں... چلیں اسد“ وہ بڑے پیار سے دانت پیستے
... ہوئے اسد سے پوچھ رہی تھی

اسد بڑی مسرت بھرے لہجے میں: ”ہاں ضرور“ پھر جواد
”سے:“ ”شکریہ

رائماکار کے پاس آکر غصے سے اسد کو دیکھتی ہے.... غصے میں وہ جوناک
پھولا کر اسے گھورتی ہے اور اپنے چہرے پر آنے والی آوارالت جو چہرے
پر آنکھوں کے آگے آگرتی تھی اسے منہ سے پھوک مار کر اوڑاتی
ہے.... اسد کو وہ اس کی ادائیں بھت بھاءرھی ہوتی ہیں.. وہ صرف کار کا
دروازہ پکڑے اسے غصے میں ادائیں دیکھا کر کار میں بیٹھتا ہوا دیکھ مسکراتا
ہے... ”اف... یہ ادائیں....“ اسے محسوس ہوتا ہے وہ تو صرف اب
..... اپنی اداوں سے ہی اسے مار رہی ہے

جعفر آمنہ سے سب مہمانوں کے جانے کے بعد چیٹجگ روم میں
”آکر:“ ”شکریہ

”آمنہ مسکراتے ہوئے: ”یہ تو میری خوش قسمتی ہے

... اس کا مسکرانا آج نا جانے کیوں جعفر کے دل میں ہلچل مچا رہا تھا

جعفر مسکراتے ہوئے: ”تم صرف اس لیے آئیں آج کنول بن کر کیو کے

دادا اور تمہارے ڈیڈ نے کھا تھا؟؟“ وہ اس سوال کا جواب سننا چاہتا

.. تھا... اس کے منہ سے

آمنہ تعجب سے: ”وہ سوال کیوں پوچھ رہے ہو جس کا جواب جانتے

”ہو...؟؟؟

جعفر تھوڑا اس کے قریب آکر: ”کیونکہ میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا

”ہوں

آمنہ اس کا جواب سن مسکرا دی... پھر اس کے پاس آکر کان میں ہلکے

سے: ”پہلے تم ہاں کرو... ابھی تک تم نے ہاں نہیں کھا ہے“ کھ کر اس

کے کان سے اپنا چہرہ دور کرنے ہی لگتی ہے کے جعفر اس کی گردن پر

ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور جانے سے روک دیتا ہے... آمنہ کی تو
سانس ہی رک جاتی ہے.. وہ پھٹی پھٹی نگاہ سے اسے تکتے لگتی
ہے.... جعفر اس کی آنکھوں کو دیکھ سمجھ جاتا ہے کہ وہ نروس ہو گئی
ہے... اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سانس بھی نہیں لے رہی... اس
... نے اس کی گردن کو کیا پکڑا اس کو سر تا پاؤں ہلا دیا تھا

جعفر اس لمحے اس کے چہرے کے خود قریب آ کر بڑے پیار سے: ”اس
دن میرے آفس میں دھڑلے سے گھس آئیں تم... اور آج سب کے
سامنے دھڑلے سے آکر مجھے منگنی کی انگوٹھی پہنا دی تم نے... تمہیں
اب بھی لگتا ہے تمہیں میری ہاں کی ضرور ہے؟؟“ کھ کر جب وہ
خاموش ہوا تو اسے آمنہ سے نزدیکی کا احساس ہوا... دونوں ایک دوسرے
کے اتنا قریب آگئے تھے کہ ایک دوسرے کی سانسوں کی مھک سونگ
پارہے تھے... جعفر نہیں جانتا تھا کہ آج آمنہ کے اتنے قریب آکر اسے

دیکھنے سے عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہو جائے گا... اس کی سانسوں کی گرمی سے جعفر کا سانس روکنے لگا تھا اب... آمنہ سے زیادہ وہ نروس ہو گیا تھا... اسے سانس تک نہیں آرہی تھی... اوپر سے آمنہ کا بڑی بڑی آنکھوں سے اس کو دیکھنا... اس کے دل کو آمنہ کی جانب مائل کر رہا تھا... دونوں کو پسینے آنے لگے تھے ان دو چار لمحوں میں ہی

جعفر نے فوراً اس کی گردن سے ہاتھ ہٹایا تھا.. اور بغیر اپنا جواب سننے تیزی سے باہر بھاگا تھا یہ کھ کر: ”تم چیخ کر کے آ جاؤ... میں باہر انتظار کر رہا ہوں“

وہ باہر جا کر ایک لمبا سانس لیتا ہے دروازہ سے لگ کر... اسے گرمی لگ رہی تھی بری طرح.....: ”آہ... کیا تھا یہ؟؟؟“

”آمنہ باہر آ کر اسے نظریں جھکا کر کنول کا سوٹ دیتے ہوئے: ”یہ لو

جعفر بھی اپنی نظریں نہیں اٹھاتا: ”میں تمہیں اس جیسی دوسری لادوں گا“

آمنہ اس پر نظریں اٹھا کر اسے دیکھتی ہے تو مسکرا دیتی ہے یہ دیکھ کے وہ
”... بھی نظریں جھکائے ہوئے ہے: ”اس کی ضرور نہیں
جعفر: ”کیوں تمہیں پسند نہیں آئی؟؟“

آمنہ اسے دیکھ کر: ”مجھے نہیں لگتا کہ مجھ پر یہ خاص اچھی لگی
ہوگی.. سفید رنگ کی ہے ناں... سفید رنگ میں نہیں پھنتی... ہم
ساولوں پر سوٹ نہیں کرتا زیادہ.. میں سوچ رہی تھی کہ شاید آج میری
”... جگہ اسے کنول پھن کر آتی تو قیامت ڈاھتی

”اس پر جعفر کے منہ سے بے ساختہ نکلا تھا: ”تم سے زیادہ نہیں
”آمنہ ٹھیک طرح سن نہیں سکی تھی کہ اس نے کیا کھا: ”کیا؟؟؟“
جعفر اپنی زبان دانتوں میں دباتے ہوئے: ”اف...“ پھر بات کا موضوع
”بدلتے ہوئے: ”تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا ابھی تک

آمنہ دل کی پوری سچائی سے اسے چاہنے لگی تھی... وہ اس کے سوال پر
مسکراتے ہوئے: ”اگر میں اپنے ڈیڈ کی اتنی ہی سننے والی ہوتی.. تو کیا ہی
bloodpres- بات تھی... میری ڈیڈ کا ہر وقت میری وجہ سے
sure نہ بڑھا رہتا... نہ میری ماما ہر وقت اپنی قسمت کو کوستی رہتی
مجھ جیسی بیٹی پانے پر... اور ہاں... سب سے بڑھ کر اب تک تو ہماری
شادی ہو چکی ہوتی...“ پھر وہ سنجیدہ ہو کر: ”یہ سوال پوچھنا بند کرو
... میں صرف و صرف آج تمہارے لیے آئی تھی.. جب میں نے کنول کا
سننا.. تو مجھے لگا تم پریشان ہو گے... اور اکیلے بھی... اس لیے فوراً تیار ہو کر
... آگئی۔“

..... وہ جواباً فقط مسکرا دیا اس کا جواب سن

دو دن گزر گئے تھے... مگر رائنما نے ایک بار بھی اسد سے بات نہیں کی تھی... اور نہ اسد نے کوشش کی.. وہ چاہتا تھا کہ پھلے اس کا غصہ تھوڑا... ہلکا ہو جائے... ماما رائنما سے بات کرنا چاہ رہی تھیں

رات میں رائنما جب اپنے کمرے سے نیکلتی ہے پانی کا جگ بھرنے... تو ماما اسے کچن سے پکڑ کر اپنے کمرے میں لے جاتی ہیں... ماموں تین دنوں کے لیے بزنس کے سلسلے میں گئے تھے... تو اسد کی والدہ کو.. لگتا ہے یہ صحیح موقع ہے رائنما سے بات کرنے کا

“ ماما صوفی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کھڑی تھیں: ”بیٹھو

رائنما سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا بات کرنا چاہتی ہیں....: ”ماما... اسد نے کھا

“ تھا وہ آپ سے خود بات کر لے گا

ماما یہ سن: ”وہ کیا بات کرے گا.... سمجھانے کی ضرورت تمہیں ہے

“... اسے نہیں... میاں بیوی کا رشتہ ایک کی کوششوں سے نہیں چلتا

رائنما سمجھی وہ اس کی بات کر رہی ہیں: ”مامی تبھی تو ضروری ہے کے
”آپ اسد سے ہی بات کر لیں

”... مامی: ”نہیں ضروری ہے کے میں تم سے بات کروں
”رائنما حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟ مجھ سے

مامی: ”ہاں... راینما میں نابینا نہیں ہوں سب نظر آتا ہے مجھے... اسد کی
”محبت بھی اور تمہارا اس سے بھاگنا بھی

رائنما حیران ہو کر طنزیہ استفسار کرتے ہوئے: ”کیا اسد کی محبت؟؟؟ کون
”... سی محبت؟؟؟

”مامی اس پر: ”تمہیں واقعی اس کی محبت نظر نہیں آتی؟؟؟

رائما: ”مامی آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے... میں صرف اس کی مجبوری
ہوں... جو آپ نے زبردستی اس کے گلے باندھ دی ہے... وہ تو مجھ سے
شادی تک نہیں کرنا چاہتا تھا... نفرت کرتا ہے مجھ سے وہ... صرف
دنیا دیکھاوے کے لیے کرتا ہے وہ یہ سب کچھ... جیسے آپ محبت کا نام
”دے رہی ہیں

مامی حیران ہو کر: ”مجبوری؟؟؟ کون سی مجبوری؟؟؟“ وہ رائما کی بات
سن سمجھ گی ستھیں کے وہ بھت زیادہ غلط فہمی کا شکار ہے... وہ اسے حقیقت
بیان کرتے ہوئے: ”میں نے صرف منگنی زبردستی کرائی تھی... نکاح
... نہیں

یہ سن اس کے کان کھڑے ہوئے تھے؛ ”کیا؟؟؟ پر آپ نے خود میرے
”سامنے ابو سے کھا تھا نکاح آپ کی خواہش پر ہو رہا ہے

مامی: ”وہ تو اسد نے منع کیا تھا اس لیے میں نے ایسا کھا... وہ نہیں چاہتا تھا...“
کے تمہیں پتا چلے کہ وہ بے صبر اھو جا رہا تھا تم سے نکاح کے لیے...
”... رانما: ”ایسا نہیں ہو سکتا... اسے میں پسند نہیں تھی

مامی: ”ایسا تم سے کس نے کھا کے تم اسے پسند نہیں تھی؟؟؟... اس دن تم اس کے چہرے کی خوشی دیکھتیں جب وہ نکاح کے لیے تھم سے خود کھنے آیا تھا... پھولے نہیں سماء رہا تھا وہ تو... اور تم خود عقل مند ہو... ذرا بتاؤ مجھے ایک لڑکا خوشی خوشی جس لڑکی سے نکاح کرنا چاہے... کیا وہ لڑکی“
اسے ناپسند ہو سکتی ہے؟؟

.... رانما سوچ میں پڑھ گی تھی

مامی اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر: ”وہ بھت محبت کرتا ہے تم سے رانما... مجھے تو ہر لمحہ اس کی آنکھوں میں تمہارے لیے محبت ہی محبت“
نظر آتی ہے... میں حیران ہوں تمہیں کیسے نہیں آتی؟؟؟

رائنما مامی کو دیکھ: ”پر اس نے خود کھا ہے مجھ سے... وہ نفرت کرتا ہے مجھ سے“

مامی اس پر مسکراتے ہوئے: ”اچھا... شاید وہ جل کر کھ رہا ہو... جل گیا...“
”ہو کے تمہیں اس کی محبت نظر نہیں آتی
“رائنما اس پر طنزیہ: ”کرے گا تو نظر آئے گی ناں

مامی اس پر: ”تم تو واقعی بھت انجان ہو... میں نے کبھی اسد کو کسی کے کھانے پینے یہاں تک کے سونے کا خیال رکھتے نہیں دیکھا... مگر وہ تمہارا رکھتا ہے... جب تک تمہیں اپنے سامنے دودھ کا گلاس پورا نہ پیتا دیکھ لے وہ اپنے کام پر نہیں جاتا...“ انھوں نے احساس دلانا شروع کیا تو راینما .. کے احساس ہونا شروع ہوا تھا

مامی: ”وہ لڑکا جو اپنے کمرے میں کسی کو گھسنے نہ دے تمہارے جانے پر
غصہ نہیں ہوا تھا تمہیں یاد نہیں... بلکہ تمہاری خاطر اس نے رمشاء کو
بھی اپنے کمرے میں برداشت کر لیا تھا... ایسا کیوں کیا تھا اس نے رانما
“...؟؟؟

انہوں نے پوچھا تو وہ سوچ میں پڑھ گئی تھی
مامی: ”چلو یہ چھوڑو... میرا اسدا اپنی چیزیں شیئر کرنے کا عادی نہیں
ھے... یہ تم بھی جانتی ہو... مگر تمہیں اپنی پوری کی پوری الماری دے
دی... اور خود اپنا سامان برابر والے کمرے میں رکھ لیا... تمہیں کبھی
“نہیں سوچا کہ وہ تمہارے لیے اپنی عادات کیوں بدل رہا ہے؟؟؟
رانما: ”میں نے کبھی اس طرح نہیں سوچا... میں نے صرف اس کے
“...الفاظوں پر یقین کیا جو وہ کہتا ہے

مامی: ”تو اب کر لو... پتا نہیں مجھے تمہیں یہ بتانا چاہیے یا نہیں پر... سوچ
رہی ہوں بتا دوں... تم جب اپنی ایجنسی کے لیے بھت پریشان تھیں تو اسد
نے تمہارے ماموں سے مدد مانگی تھی تمہاری خاطر.... جسکے تم باخبر ہو
کے وہ تو بزنس کے نام سے ہی چڑھتا ہے.. مگر صرف تمہاری خاطر وہ
اب بزنس کر رہا ہے... وہ اپنے پیسے بڑی بڑی کمپنیوں میں انویسٹر بن کر
لگا رہا ہے اور انویسٹ کی شرط صرف یہ رکھتا ہے کہ اس کمپنی کے
”کام تمہیں ملے advertising پر وڈیکٹ کا

راما کو یہ سن ایسا لگا کہ مامی نے اس کے سر پر زوردار بم پھاڑا
”ہو: ”کیا؟؟؟

مامی: ”اسے مت بتانا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے... وہ مجھ سے ناراض
.... ہو جائے گا ورنہ

رائنما کے دل کی دنیا بھی بدل گئی تھی آج... یہ جاننے کے بعد کے اسد اس
کے لیے کیا کیا کر رہا ہے

مائی: ”بیٹا وہ واقعی بہت محبت کرتا ہے تم سے... شوهر ہے وہ
تمہارا... اس کا حق ہے کہ بدلے میں اس کی بیوی یعنی تم اس سے محبت
کرو... قریب جاؤ اس کے راینما... تم سمجھ رہی ہوناں میں کیا کھ رہی
“... ہوں

رائنما اثبات میں سر ہلاتی ہے... وہ کمرے کا دروازہ کھولنے لگتی ہے.. پھر
یاد آتا ہے وہ پانی کا جگ تو کچن میں ہی چھوڑ آئی تھی... وہ واپس نیچے جاتی
ہے... کچن سے جگ اٹھا کر جب وہ صحن میں آتی ہے.. تو تھوڑی دیر بھیں
صوفے پر لیٹ جائے یہ سوچ کر جگ سامنے میز پر رکھ صوفے پر آنکھیں
... بند کر کے لیٹ جاتی ہے

اسد کمرے میں پریشان ہو رہا تھا... کے آخر وہ ابھی تک آئی کیوں
نہیں.. وہ تھک گیا تھا انتظار کر کر کے... وہ نیچے آتا ہے اسے ڈھونڈتا ہوا تو
اسے وہ صحن میں ہی سوتی ہوئی نظر آتی ہے.. وہ اس کے پاس آ کر مسکرا
کر: ”کیا یار... میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں... اور تم یہیں
سو گئیں؟“.. راما اس کی بات سن آنکھ کھولنے ہی والی ہوتی ہے کہ وہ اتنے
میں جھک کر اسے اپنی بھاؤں میں بھر لیتا ہے... ”ہر بار کی طرح“ کھ کر
مسکراتا ہے اور بڑی محبت سے اسے دیکھتے ہوئے اوپر لے جانے لگتا
ہے.....

راما کنفیوز ہو جاتی ہے کہ وہ اب کیا کرے... اسے بتائے کہ وہ جاگ
رہی ہے یا ایسے ہی آنکھیں بند کر رہی ہے.. وہ محسوس کر پار ہی تھی اسد
کی نظروں کی تپیش کو اپنے خوبصورت چہرے پر.. وہ جھپک گئی
تھی.. کیونکہ اس لمحے وہ اس کی باہوں میں تھی.. وہ سوچتی ہے آنکھیں نہ

کھولنا ہے بھتر ہے اب... پھر اپنے دل میں: ”اُو... تو اس طرح چلتی ہوں
میں نیند میں... تبھی مامی کھرھی تھیں کہ یہ میرے سونے تک کا خیال
“.... رکھتا ہے

دوسرے دن.. اسد پکن میں داخل ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ رانما پکن میں
اکیلے کھڑی ہے... اس نے چولہے کی گیس اون کر رکھی ہے اور سوچوں
میں گم سم کھڑی ہے... رانما کا ذہن سوچوں کے سمندر میں ڈوبتا جا رہا
تھا... اسے اسد کا پوچھنا یاد آیا تھا: ”تمہیں کیا لگتا ہے مجھے تم سے محبت
ہے؟؟“ پھر اسد کا کھنا یاد آیا تھا: ”مجھے تم سے نفرت ہے“... رانما خود
سے: ”سب کچھ اتنا الجھا ہوا کیوں ہے؟؟... وہ کھتا کچھ ہے اور کرتا کچھ
... کیا وہ جو سب میرے لیے کرتا ہے وہ محبت ہے؟؟... نہیں وہ مجھ سے
محبت نہیں کرتا... اس نے تو کبھی مجھ سے منگنی کے بعد ٹھیک طرح بات
“تک نہیں.... وہ محبت کرتا ہے؟؟... اف... میں پاگل ہو جاؤ گی

رائما اتنی سوچوں میں گم تھی کہ اس نے ماچس جلا کر چولھے پر ڈالنے کی بجائے زمین پر ڈال دی تھی... وہ اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ اسے پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کر کیا رہی ہے... گیس کے اتنے دیر سے کھولنے ہونے کی وجہ سے گیس آکسیجن کی طرح پھیلنے لگی ہے.. اسد اور رائما میں پانچ سے چھ قدم کا فاصلہ ہوتا ہے... اسد پکن کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے...

اس بار جب رائما ماچس کی تیلی جلا کر چولھے پر ڈالتی ہے تو اسی لمحے کے دوران اسد بھاگتا ہوا آکر رائما کو اپنے گلے سے لگا کر اس کے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے چھپا لیتا ہے... ماچس کی تیلی چولھے پر جاتے ہی ایک زوردار آگ کا شولا بن کر اٹھتی ہے

رائما کو تو کوئی چوٹ نہیں آتی مگر اسد کے دونوں ہاتھوں پر آگ آ جاتی
ہے... اور جلنے کے نشان بھی..... تھوڑی دیر تک اسے سینے سے لگا کر
رکھتا ہے..... اپنے دل کو سکون دیتا ہے کہ وہ ٹھیک ہے اور اس وقت
اس کے حصار میں ہے... پھر ہٹ کر تیزی سے چولھے کا بٹن اف کرتا
ہے... پھر غصے سے رائما کو دیکھ: ”مرنے کا شوق آ رہا ہے
تمہیں؟؟؟؟... تمہیں پتا ہے کہ گیس کو کھولے رکھنے سے آکسیجن
میں گیس پھیل جاتی ہے جس کی وجہ سے آگ لگ سکتی ہے... یا گیس کے
”پھٹ جانے کی وجہ سے دھماکا بھی ہو سکتا ہے

رائما کی نظر اسد کے ہاتھوں پر پڑتی ہے... رائما اس کا ہاتھ پکڑ کر: ”اسد
،، تمہیں تو چوٹ آئی ہے

اسد لا پرواہی سے اپنے ہاتھ دیکھ: ”بس ہلکا سا آگ کی بھاپ سے جل
،، گیا ہے خود ہی ٹھیک ہو جائے گا

رائنما کی جان نیکلے جارہی تھی اس کا ہاتھ دیکھ: ”کیا کھا ہلاکاسہ؟؟؟ یہ
تمہیں ہلاکاسہ لگ رہا ہے... اٹے ہاتھ پر تو بھت زیادہ چوٹ آئی
“ہے... چلو میں کریم لگا دیتی ہوں

اسد اپنے کمرے میں بیٹھا تھا اور رائنما تیزی سے کریم لے کر آئی لگانے کے
لیے... وہ اسد کے برابر میں بیٹھ کر اپنا الٹا ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولتی
“ہے: ”لاؤ ہاتھ دو

اسد دل ہی دل اسے اپنے لیے پریشان ہوتا دیکھ خوش ہو رہا تھا... اسے
چھیڑتے ہوئے: ”پیارے مانگو... تو شاید میں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ
“میں دے دوں

رائنما اسکی اس بات پر جھنجھلاتے ہوئے: ”اسد میں مزاق نہیں کر
رہی... ہاتھ دواپنا

اسد اتراتے ہوئے: ”پہلے پیار سے مانگو... پھر تمہارے ہاتھ میں اپنا
ہاتھ دوگا... ویسے بھی اسد رافع کا ہاتھ ہے ایسے ہی تو نہیں مل جائے گا
تمہیں

رائنما اس کے جواب میں مزید اتراتے ہوئے: ”مجھے اسد رافع کا ہاتھ
ہمیشہ کے لیے سٹھیں چاہیے... صرف دوائی لگانے کے لیے مانگ رہی
ہوں... تو اب دے دو

...اسد: ”ایک بار پیار سے نہیں مانگ سکتی؟؟

رائنما سنجیدگی سے آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھ رہی تھی: ”ضروری
ھے میرے مانگنے پر ھی دو گے؟؟.. کیا بناء جھکائے... بناء مانگے نہیں
“دے سکتے؟؟“

اسد اس کے سوال کے جواب میں اپنا ہاتھ اسکے آگے بڑھا دیتا ھے.... پھر
آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس کی... رومانس بھرے لہجے سے: ”لے
لو... تمہارا ھی ہوں... بناء مانگے... بناء جھکائے“ اس نے نہایت
... سادگی سے خود کو اس کے حوالے کر دیا تھا

اس کا یہ چھوٹا سا جملہ دل کو گھائل کر گیا تھا... وہ اس کا چہرہ اتکتی سی رہ گئی
تھی.. دل اس کے آگے آج جھک رہا تھا... اسد بھی دیکھ رہا تھا کہ اس
کے دیکھنے کا انداز اب کچھ الگ ھے... اسد اسے اپنی محبت کے سحر میں
... جکڑنے میں کامیاب ہوا تھا آج

اسد اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجاتے ہوئے: ”کیا کھاں کھو
“گیں؟؟؟... کریم نہیں لگا رہی؟؟“

رائنما فوراحواسوں میں لوٹی تھی...: ”ہاں..“... وہ مسکرایا تھا اس کی
... حالت دیکھ

”جواد دادا کے آفس میں آکر: ”دادا مجھے الگ گھر چاہیے۔“

دادا: ”پھر وہی بات... تم عرتچ کو سمجھاتے کیوں نہیں،“ جعفر وہیں
پیچھے کھڑا تھا دادا کے.. وہ فائلیں سیٹ کر رہا تھا ساری دادا کے
لیے... کیونکہ دادا بھت دنوں بعد آفس آئے تھے آج صرف میٹنگ کے
لیے.....

جواد جعفر کو دیکھ: ”کیا صرف یہ ہی آپ کا پوتا ہے... میں
نہیں؟؟؟؟... بار بار بس یہی بات مجھ سے عرتچ پوچھتی ہے... جس کا
”... جواب میں نہیں دے پاتا... پلیز میری بات سمجھیں

جعفر کو جواد کے الفاظ بھت ناگوار گزرے تھے... لیکن وہ خاموش کھڑا اپنا
... کام کرتا رہا جیسے مانو اس نے کچھ سنا ہی نہیں

دادا سر پکڑتے ہوئے؟ ”مجھے سمجھ نہیں آتا کہ عرتج کو مسئلہ کیا ہے
”ساتھ رہنے میں؟؟؟

”جواد: ”الگ گھر اس کی خواہش ہے.. پلینز
دادا اس کے ضد کرنے پر: ”ٹھیک ہے... کرو جو دل میں آئے...“ وہ
... کھ کر غصے سے باہر نیکل گئے تھے آفس سے

جعفر دادا کے جانے کے بعد: ”مجھے دادا کے پیسوں کی ضرورت نہیں
ہے... دادا نے زبردستی مجھے دیے تھے... اور تم جانتے ہو مجھے تو خود الگ
... رہنا پسند نہیں... وہ تو کچھ کام

وہ بول ہی رہا تھا کہ جواد: ”سوری.... مجھے پتا ہے تمہیں میری بات
بری لگ گئی ہے“ کھ کر وہاں سے چلا جاتا ہے... جعفر کو بھت دو کھ
پھنچتا ہے جواد کے اس رویے سے کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ اس
نے جو معافی مانگی وہ صرف محض الفاظ تھے..... وہ بھت افسردہ ہو جاتا
ہے... اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اسکی کامیابی اس کے اپنوں کی ہی
آنکھوں میں کھٹک رہی ہے... جعفر دادا سے الگ ہونے کا ارادہ کر لیتا
... ہے... اور سوچتا ہے کہ اپنی جگہ جواد کو دے دے گا

میٹنگ چل رہی تھی... سارے ڈائریکٹر بیٹھے تھے... جعفر سب کو نئے
پروجیکٹ کے بارے میں ساری ڈیٹیل دے رہا تھا... کے اچانک کمرے
کا دروازہ کھلتا ہے اور آمنہ اندر داخل ہوتی ہے... سنگنی کی رات جو ہوا
جعفر اور آمنہ کے درمیان اس کے بعد سے ہی.... جعفر نے اسکی طرف
نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا... وہ بات بھی کرتی تو نظریں نیچے رکھتا... اس

لمحے دروازہ کھولنے پر اس تجسس سے کہ دروازے پر کون آیا ہے بچ
میٹنگ میں.... اس نے بھی دیکھا تھا سب کی طرح.... لیکن آمنہ کا چہرہ
دیکھتے ہی اسے وہ لمحہ یاد آگیا تھا جب اس کی سانسوں کی گرمی سے اس کے
سانسیں تھم سی گئی تھیں... اس کی بڑی بڑی آنکھیں اس کے گلاب کی
پنکھڑیوں جیسے ہونٹ.... اس کی نزدیکی... اس کی خوبصورت گردن پر رکھا
اپنا ہاتھ.... دیکھتے ہی وہ واپس اسی لمحے میں جی رہا تھا... سب کی نظریں
جعفر کو حیرت سے تک رہیں تھیں کیونکہ وہ میٹنگ کو بھول آمنہ کو
دیکھنے میں محو ہو گیا تھا.... آمنہ بھی اسے خود کو یوں دیکھتے ہوئے دیکھ
... حیران ہوئی تھی

دادا جواد اور باقی سب ڈاریکٹر جعفر کو دیکھ مسکرائے رہے تھے... ان میں
آمنہ کے والد بھی تھے... وہ بولتے بولتے روکا تھا آمنہ کو دیکھ... آمنہ

وہیں کھڑی ہو کر آبر و اچکا کر پوچھتی ہے: ”کیا ہوا؟؟؟ ایسے کیوں دیکھ
”رہے ہو؟؟“

اس کے آبر و اچکا کر پوچھنے پر بھی جعفر حواس میں لوٹا تھا... آمنہ کے والد
یہ سب دیکھ جعفر کے دادا سے: ”لگتا ہے اب شادی جلدی کروادینی
”چاہیے ان دونوں کی

ان کے کھتے ہی آمنہ جھپکرا لٹے پاؤں واپس دوڑ گئی تھی بغیر وہ کام کیے
جو وہ کرنے آئی تھی... جعفر اپنی اس حرکت پر کافی امبرس سہ ہو گیا تھا...
اس کے دونوں گال گلابی سے ہو گئے تھے سب کے سامنے... وہ کرسی پر
بیٹھ کر پانی پینے لگتا ہے اپنے دل میں: ”میں کیوں نہیں بھول پارھا اس
لمحے کو“ پھر خود سے ہی: ”کام پھلے باقی باتیں بعد میں“ سوچ کر واپس
... کھڑا ہوتا ہے

لے کر پیچھے مڑتی ہے... تو جعفر کو اچانک سے اپنے coffee آمنہ
پیچھے کھڑا دیکھ چوک کر پیچھے جانے لگتی ہے... جعفر: ”دیکھ کر پیچھے مشین
ہے“ کھ کر اسے خبردار کرتا ہے تو وہ پیچھے دیکھتے ہوئے: ”ہاں..“ وہ کھ
کر رکی تھی... جعفر مسکراتے ہوئے اس سے کافی کا کپ لے لیتا

”ہے... آمنہ: ”یہ میری ہے
جعفر کپ کو گھوما کر دیکھتے ہوئے: ”نام تو کھیں لکھا نظر نہیں آرہا
... تمہارا

”آمنہ: ”پر یہ میں نے بنائی ہے
جعفر: ”ہاں... مجھے پتا ہے... آگے بھی تم ہی بناؤ گی... میں تو صرف
”بیٹھ کر پیاکروں گا آرام سے

”آمنہ منہ بسور کر: ”کیا؟؟؟ تم روز چھینے آیا کرو گے میری کافی؟؟؟

جعفر اس کے جواب پر غصے سے دانت پستے ہوئے: ”تم...“ پھر اس کے
اب تو تمھیں اسے....cool.... جعفر cool: ”سامنے خود سے
“ہمیشہ کے لیے سہنا ہے

“آمنہ الجھ کر: ”کیا مطلب ہمیشہ کے لیے؟؟“
جعفر اس پر مسکراتے ہوئے: ”مبارک ہو آپ کو مس آمنہ... ہماری
“شادی ہو رہی ہے ایک مہینے بعد

بس یہ کھنا ہوتا ہے کے آمنہ کی آنکھیں خوشی و حیرت سے بڑی بڑی
ہو جاتی ہیں... جعفر کو اس کی آنکھیں دیکھ پھر وہی لمحہ یاد آنے لگتا
ہے... جعفر فوراً اس کے سر پر ہلکے سے دھپ لگاتے ہوئے: ”آنکھیں
نیچے رکھو اپنی... ان آنکھوں سے میری طرف مت دیکھا کرو...“ وہ اپنے

دل میں: ”اس کی آنکھوں کی یہ ادا میرے دل پر وار کرتی ہے
“.... ڈائریک

“آمنہ: ”تم خوش ہو؟؟؟

“جعفر: ”بھت“ کھ کر کافی چک کر: ”ہم مزے دار ہے

“آمنہ بڑے تجسس سے: ”کیا واقعی؟؟

جعفر: ”ہاں... میں یہاں سے جا رہا ہوں.. تو سوچ رہا ہوں اس لڑکی کو

ساتھ ہی لے جاؤں... جو آفت کی پڑیا بنی ہوئی ہے میری زندگی

میں... سچ کھوں تو ڈرتا ہوں تم سے... کے کھیں تمہیں یہاں چھوڑ گیا تو

... تم تو وہاں بھی دھڑلے سے آکر سب کے سامنے میرا کالرنہ پکڑ

...لو... کے تمہیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لایا،“ کھ کر مسکرایا تھا

“آمنہ بڑی محبت سے: ”شکریہ

جعفر حیرت سے: ”مجھ سے پوچھوں گی نہیں کہاں لے کر جا رہا

”ہوں؟؟؟... کیوں لے کر جا رہا ہوں؟؟؟

”آمنہ اس سے بڑی محبت سے: ”ہم ساتھ ہوں گے ناں؟؟؟

جعفر: ”ہاں... ظاہر سی بات ہے

آمنہ بڑے اطمینان سے: ”بس میرے لیے اتنا جاننا کافی ہے“ اس نے جعفر کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کھاتھا بڑے بھروسے سے... پھر خود

اس کے ہاتھ سے کافی لے کر اس کے سامنے اس کا جھوٹا پتی ہے... اور

”مسکرا کر کھتی ہے: ”جھوٹا پینے سے پیار بڑھتا ہے.. پتا ہے تمہیں؟؟؟

جعفر اس پر مسکرا کر: ”واپس دو گی یا ساری پینے کا ارادہ ہے؟؟؟

”آمنہ حیرت سے: ”تم میرا جھوٹا پیو گے؟؟؟

جعفر منہ بسور کر: ”بس کافی بھت اچھی بنی ہے اس لیے“ کھ کر اس سے

.... کافی کا کپ لے کر باہر چلا جاتا ہے.. باہر کافی پیتے ہوئے مسکراتا ہے

رائنما کمرے میں داخل ہوئی تو کمرے میں اندھیرا دیکھ بیڈ پر آکر بیٹھی اور
اپنے سائٹ کالیمپ اون کر لیا۔۔۔ لیمپ کی ہلکی ہلکی روشنی اب پورے
کمرے میں پھیل رہی تھی۔۔۔ وہ پھلے تولیٹ جاتی ہے سیدھے ہو کر۔۔۔ پھر
اسد کی جانب دیکھتی ہے جو اسے بہت گھری نیند میں معلوم ہوتا ہے۔۔۔ وہ
اسے سوتا ہوا دیکھ اس کی طرف کروٹ لے کر لیٹتی ہے۔۔۔ لیمپ کی پیلی
روشنی مدھم مدھم اسد کے چہرے اور ہاتھوں پر پڑ رہی تھی۔۔۔ وہ
سیدھا لیٹا ہوا تھا۔۔۔ آج پھلی بار وہ محبت بھری نگاہ سے اسے تک رہی
تھی۔۔۔ بڑی صمت جمع کرتی ہے اسے چھونے کے لیے۔۔۔ اس کے بالوں کو
بڑے پیار سے ہاتھ لگا کر سھلاتی ہے۔۔۔ اس کے سھلانے سے اسد نیند
میں اپنا سر کھوجانے لگتا ہے اور پھر رائنما کی جانب کروٹ لیتا ہے۔۔۔ رائنما
سمجھتی ہے کہ اس کے چھیڑنے کے سبب وہ جاگ گیا تو وہ فوراً آنکھیں بند
کر لیتی ہے۔۔۔ تا کہ اگر وہ اٹھ کر دیکھے تو سمجھے کہ وہ تو سو رہی ہے۔۔۔ پھر

رانا تھوڑی دیر تک ایسے ہی لیٹی رہتی ہے... اسے محسوس ہوتا ہے وہ
ابھی بھی سو رہا ہے... وہ پھلے ہلکی سی سیدھی آنکھ کھول کے اسے چوری
چوری دیکھتی ہے جب اسے نظر آتا ہے کہ وہ تو سو رہا ہے.. تو پوری
آنکھیں کھول کر مسکرا نے لگتی ہے: ”تم تو سوتے ہوئے بالکل کھڑوس
نہیں لگتے“ اسے مسکراتے ہوئے کھرہی تھی.. اسد نیند میں کروٹ لینے
... کے سبب بھت نزدیک آگیا تھا اس کے

وہ اس کے گالوں کو پیار سے چھونے لگتی ہے.... اس کے گال نرم و نازک
سے... وہ اپنے ہاتھ کو بار بار اس کے گال پر پھیر رہی تھی... اور مسکراء
رہی تھی... پھر اس کے ہاتھ کو پکڑ کر دیکھنے لگتی ہے... اسد کا
خوبصورت ہاتھ اس کی وجہ سے زخمی ہو گیا تھا وہ یہ سوچا اس ہوگی
تھی... اس کی نظروں میں پھر وہی لمحہ چلنے لگتا ہے کہ کیسے وہ اسے
بچانے کے لیے آگیا بغیر اپنی پرواہ کیے.... کس طرح اس کے بالوں تک

کا ور کر لیا تھا... کے اسے تو آگ چھو بھی نہ سکی... بڑی cover کو
”... محبت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر: ”شکریہ

اسے مامی کی بات یاد آتی ہے: ”اسے پیار دور انما یہ اس کا حق
ہے“... یہ بات ذہن میں آتے ہی اس کا ہاتھ جو پکڑے ہوئے سٹھی
چھوڑ دیتی ہے... اور بھت افسردہ ہو کر استفسار کرتی ہے اسد سے: ”کیا
میں تمہیں پیار کر سکتی ہوں اسد؟؟؟... کیا تم مجھے اجازت دو گے اپنے
قریب آنے کی؟؟؟...“ پھر خودی طنزیہ مسکراء کر جواب دیتے
ہوئے: ”نہیں ناں... میں جانتی تھی... تم کبھی ہاں نہیں کھو
گے... میں جانتی ہوں... پاگل ہوں ناں میں جو مامی کی بات کو دل میں
لے کر بیٹھ گئی... جسکے میں جانتی ہوں تم مجھ سے محبت نہیں کرتے... نہ
تم نے کبھی کی اور نہ کرو گے... تم جیسا خوبصورت لڑکا کیوں مجھ جیسی
آرٹیفیشل خوبصورتی سے محبت کرے گا... لیکن کبھی کبھی میرا دل کھتا ہے
تم کرتے ہو... کبھی تو لگتا ہے تم بھت کرتے ہو... تمہیں تو شاید پتا بھی

نہیں ہوگا مگر جب تم نے منہاج سے کھا کے تمہیں نہیں جاننا کے کیسٹ
تو میں نے تمہاری آنکھوں میں اس لمحے جو خود کے لیے... میں کیا ہے
بھروسہ و اعتماد دیکھا تھا بس تب لگا شاید تم کرتے ہو.... شاید تم بہت
... کرتے ہو

وہ اٹھ کر بیٹھی تھی: ”تم تو جاننا نہیں چاہا لیکن میں بتانا چاہتی ہوں تمہیں
کے اس میں کیا تھا.. کیونکہ میں نہیں چاہتی تم مجھے غلط سمجھو... اس
کیسٹ کا جعفر سے کوئی تعلق نہیں... وہ کیسٹ مجھے حیدر نے بھیجی تھی
... پر یقین مانو مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں پتا تھا کہ وہ مجھ سے شادی
کرنا چاہتا ہے... میری منگنی کے بعد مجھے وہ کیسٹ ملی تھی... پھر وہ اتفاق
سے جعفر کو مل گئی... اور اس کے بعد شاید اب اسی طرح اتفاق سے کنول
... کو مل گئی“

پھر اسے سوتا ہوا دیکھ: ”کاش تم میری یہ باتیں

سن رہے ہوتے“ اداس ہو کر اس کا ہاتھ چھوڑنے لگتی ہے۔ ”اگر تم

چاہتی ہو میں سنو... تو میں نے سن لیا.. پر ہاتھ مت چھوڑو“ اسد نے آنکھ

کھول اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا تو وہ چوک کر پیچھے ہٹنے

لگی: ”تم جاگ رہے ہو؟؟؟؟“ کھ کر اس نے دور ہٹنا چاہا.. مگر وہ اور

.... مضبوطی سے پکڑ کر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا

رانا بھوکھ لگی تھی اسے یوں اچانک جاگتا ہوا دیکھ... وہ حیران و پریشان

ہو کر اسے تک رہی تھی.. اور وہ پرسکون ہو کر اسے دیکھ رہا تھا..: ”اتنا

دور کیوں ہو تھوڑا قریب آؤ“ کھ کر اسے اپنی جانب کھینچتا ہے ہاتھ پکڑ

کر... وہ ناچاہتے ہوئے اس کے سینے سے آ لگی تھی... سانسیں تھم گیں۔

تھیں رانا کی... وہ اگلے لمحے خود کو اسد کے سینے سے چپکا دیکھتی ہے... تو

فوراً ہٹنے لگتی ہے.. مگر آج وہ اسے دور جانے دینے کا ارادہ نہیں رکھتا

تھا۔۔۔ رائنما کا چہرہ اسد کے سینے سے لگا ہوا تھا اس کے ہونٹوں کی لیپ
اسٹک اسد کے سفید قمیض پر لگ گئی تھی۔۔ اس کا ایک ہاتھ اسد کی پکڑ میں
... تھا بھی اور دوسرا اسد کی کمر پر

رائنما فوراً خود کو سمجھالتے ہوئے تھوڑا سا دور ہٹ رہی تھی اسد کے اسد
نے اس کی کمر پر ہلکے سے ہاتھ رکھ دیا تھا تاکہ وہ آج اس سے دور نہ
جاسکے۔۔۔ رائنما کی جان نیکی تھی اس کے کمر پر ہاتھ رکھتے ہی۔۔۔ وہ بہت
جھپک گئی تھی۔۔ اس لمحے۔۔۔ حیا کے مارے اس کی آنکھیں تک نہیں اٹھ
رہی تھیں اسد کے چہرے کی جانب۔۔۔۔۔ ”وہ۔۔ وہ۔۔ مجھے پانی لینے جانا
ہے“ وہ بھوکھا ہٹ سے بھانے بنا رہی تھی دور جانے کے۔۔۔ اس کا پورا
.... جسم ٹھنڈا پڑھ گیا تھا اسد کی اس قدر قربت کے سبب
”اسد: ”پر پانی تو میں لے آیا تھا پھلے ہی

رائنما اس سے اپنا ہاتھ چھوڑانے کی کوشش کرتے ہوئے: ”مجھ... مجھے
... اپنی ڈائری لکھنی ہے“ اسے نیا بھانا سو جھاتا تھا اس سے دور بھاگنے کا

اسد مسکراتے ہوئے اس کا حسین چہرہ جو وہ جھکائے تھوئی تھی اپنے
دوسرے ہاتھ سے اس کی تھوڑی کو ہلکے سے اٹھاتا ہے کے رائنما کا چہرہ
اب اس کے چہرے کی سیدھ میں تھا: ”اور کوئی بھانا رہ گیا ہے تو وہ بھی
سوچ لو... ایک گھنٹے پہلے تم ڈائری لکھنے ہی گئیں تھیں... بھول
... گئیں؟؟؟؟“ کھ کر اس کی تھوڑی سی اپنا ہاتھ ہٹاتا ہے

رائنما پانی پانی ہو رہی تھی اس کی نزدیکی کے سبب.... اوپر سے وہ مسکرایا
جارہا تھا میری جان کا دشمن... اس کی رومانس بھری آنکھیں... اس کی
مسکراہٹ پورے وجود میں ہلچل سی مچا رہی تھی.. اسد: ”بھاگتی کیوں ہو

تم مجھ سے؟؟... پھلے میں سوچتا تھا شاید تمہیں میں پسند نہیں... پر مجھے
”... آج پتا چلا... تمہیں تو میں بھت پسند ہوں

وہ بڑے مسرت بھرے لہجے سے کھ کر اپنا چہرہ اس کے چہرے کے پاس
لایا... تو رانما مزید جھپ گئی... اس کے دونوں گال گلابی ہو گئے
... تھے.. مارے حیا کے

اسد اس کی آنکھوں کو پڑھ پارھا تھا...: ”مجھے سمجھ نہیں آتا... کیوں مجھے
اپنی ہی بیوی کو پیار کرنے کے لیے اس کے سونے کا انتظار کرنا پڑھتا
... ہے؟؟“

”رانما الجھ کر: ”کیا؟؟؟“

اسد: ”تمہیں ٹھیک لگتا ہے... میں کرتا ہوں... میں بھت کرتا
... ہوں... تم میری پھلی محبت ہو رانما

رانا اس کی بات سن بھت حیران ہوئی تھی.. اس کی آنکھیں جھل مل سی
ہو گئیں ستھیں اسے اب آنکھوں میں آنسو آجانے کی وجہ سے اسد کا
خوبصورت چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا... کیونکہ جو اسد نے ابھی کھا وہ اس
کے لیے ایک ناممکن سی بات تھی.... اسے منگنی کے بعد اسد کا پھلی بار آنا
یاد آیا تھا جب وہ اسے لینے آئیر پورٹ کی ستھی.. وہ لمحہ.... وہ
انتظار..... وہ ایک جھلک دیکھنی کے لیے بے صبری.... پھر اس کا
... آنا... اس کا حقارت بھری نگاہ سے دیکھنا

پھر اسے اسد کا پری کی شادی پر خود سے جھنجھلانا یاد آیا تھا... اسے وہ لمحہ
آنکھوں کے سامنے گھومتا ہوا دیکھائی دے رہا تھا جب وہ اس کی گھڑی سے
اپنا دو بیٹا نکال رہی تھی... اسد اس وقت کو ایسے گزار رہا تھا جیسے وہ وقت
.... اس کے لیے سزا ہو

پھر اسد کا خود کھنا: ”مجھے تم سے نفرت ہے“... اس کے کانوں میں گونج
رہا تھا... اسد کا اس پر چیخنا... اسے بات بہ بات ذلیل کرنا... ہر وقت
دوسری لڑکیوں کے ساتھ رہنا اور اس کے سامنے ان کا ہاتھ تک پکڑ
لینا... اسد کے سخت ترین الفاظ: تمہیں میں اپنی ماں کی خدمت کے
... لیے لایا ہوں

یہ ساری تلخ یادیں اسے جب یاد آئیں تو وہ جھنجھلا کر اس سے اپنا ہاتھ
”چھوڑاتے ہوئے: ”تم جھوٹ بول رہے ہو... مجھے تم پر یقین نہیں
... اسد اس کا ہاتھ چھوڑا اس کے آنسوؤں صاف کرنے لگتا ہے
اسد: ”میں ایسا کیا کروں جو تمہیں میری محبت پر یقین آجائے؟؟؟... تم
... بتاؤ

رامنا اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتے ہوئے غصے سے: ”تم مجھے پسند
نہیں کرتے.. تم اس آرٹیفیشل رنگ کو پسند کرنے لگے ہو... جیسے

سارے لڑکے کرتے ہیں... بس... تو پلیرا سے محبت کا نام مت دو
“...اسد

اسد کو بھت دوکھ ہوتا ہے اس کے یہ الفاظ سن... وہ اسد کی دل و جان سے
زیادہ کی جانے والی محبت کا نہ صرف انکار کر رہی تھی... بلکہ اسے محض
اور لوگوں کی طرح گورے رنگ کا دیوانا کر رہی تھی... جو اس کی نظر میں
اس کی محبت کی تذلیل تھی: ”تمہیں لگتا ہے مجھے تمہارے اس بدلے
ہوے رنگ سے محبت ہے؟؟... تو میں آپ کو بتا دوں میم رائنما... یہ
آپ کی غلط فہمی ہے...“ کہنے کے بعد اس کا ایک بازو زور سے پکڑ کر
جھنجھوڑتے ہوئے غصے سے: ”میں تب بھی تم سے محبت کرتا تھا جب تم
فریح میں کھڑی چھپ کر آئیں کریم کھارہی تھیں... میں تو کتنی محبت
سے تمہارے ہونٹوں پر لگی آئیں کریم صاف کرنا چاہی تھی... مگر تم نے
جھنجھلا کر مجھے خود سے دور دھکا دیا... یاد ہے تمہیں... جب تم رمشاء کو
لے کر کمرے میں آئیں تھیں.. اور جو رمشاء نے تم سے باتیں کیں۔

تھیں.. کیا میں نے تم سے نہیں کھا تھا ان پر دیہان مت دو...“ پھر وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے استفسار کرتا ہے: ”کیا میں نے تمہیں اس وقت گلے نہیں لگایا تھا.... یہ سمجھانے کے لیے کہ میں تمہارے بارے میں کیا احساسات رکھتا ہوں... کیا وہ تم نہیں تھیں جو اس لمحے بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئیں ستمہیں... دور دھکیل کر خود سے؟؟؟...“ رانما کو اس کی آنکھیں التجاء کرتی معلوم ہو رہی تھیں.. جیسے وہ کھرہی ہوں کہ مانور رانما.... میرے احساسات تھے تمہارے لیے۔

رانما بڑے تجسس سے: ”تو کیوں کھا نفرت کرتے مجھ سے؟؟؟ کیوں کھا کے مجھے چھونے سے بھی نفرت ہے تمہیں؟؟؟... کیوں اسد؟؟؟“ وہ مزید الجھ رہی تھی اس کے احساسات کا سن..... اسے تو گمان بھی ناں تھا.... کے اسد کی محبت اتنی پرانی ہے

”اسد: ”سناچا ہتی ہو؟؟“

”رائما: ”ہاں میں سناچا ہتی ہوں

اسد اس کا بازو چھوڑ کر بولنے ہی والا تھا کہ اس کا دماغ کام کیا تھا کہ وہ کیا
کھنے جا رہا ہے.... جب وہ دیکھ چکا ہے رائما نے انگوٹھی واپس کر دی
ہے... تو پھر اس بات کا ذکر کرنا ٹھیک نہیں تھا.... وہ رائما کی شخصیت
سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا... وہ جانتا تھا کہ اگر وہ پوچھے گا تو وہ سچ سچ
بتا دے گی... اس لمحے وہ دل میں: ”رائما کی نظر میں میرا علم ہونا ہی
بھتر ہے... اگر میں نے اس سے کچھ بھی کھا اس بارے میں.. اور اس کا
جواب وہی ہوا جو میں پھلے سے جانتا ہوں تو پھر میں کیا کروں گا.... اچھا
.... ہم دونوں کے لیے سچی ہے کے تمہارا بھرم رہے اور میری لاعلمی

”رائما: ”جواب دو... خاموش کیوں ہو؟؟“

اسد منہ بسور کر بستر پر لیٹے ہوئے: ”مجھے نیند آرہی ہے... لائٹ اف
... کرؤ“ کھ کر کمبل منہ پر اوڑھاتا تھا

رائما: ”یہ کیا بات ہوئی؟؟... میں کچھ پوچھ رہی ہوں اس کا جواب تو
... دو“ وہ اس کا کمبل ہٹاتے ہوئے بولی تھی

اسد کمبل دوبار اوڑھتے ہوئے: ”جب تمہیں میری محبت پر یقین ہی
نہیں... تو ہر بات بے کار ہے... سو جاؤ... ویسے بھی تم صرف میرا
“ہاتھ اندھیرے میں ہی پکڑ سکتی ہو

”رائما اس بات پر دوبار کمبل کھینچتے ہوئے اسد کا: ”میں... میں تو بس
وہ ابھی بول رہی رہی تھی کے اسداٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور اس کے چہرے کے
پاس آکر آنکھوں میں آنکھیں ڈال: ”تم تو بھت سچی ہوں ناں... جھوٹا تو
میں ہوں جو کھ رہا ہوں کے تم میری پھلی محبت ہو... تو تم بتا دو... کیوں

پیار کر رہی تھیں مجھے سوتے ہوئے؟؟“ وہ آبر و اچکائے جواب کا انتظار کر رہا تھا... جس کے جواب میں رائنما بوکھلا کر: ”میں...“ اسے سمجھ نہیں...“ آ رہا تھا وہ کیا بولے: ”وہ... میں تو

اسد اس کے اور نزدیک آ کر: ”کیوں بھت مشکل ہو رہی ہے تمہیں یہ کھنے میں کے تمہیں..“ کھ کر مزید اس کے قریب آنے لگتا ہے.. وہ جھپ گئی تھی اس کی نزدیکی سے.. اسد اس بار اتنا قریب آ گیا تھا کہ دونوں کے ہونٹ ملنے والے تھے... مگر رائنما پیچھے کی طرف جھک رہی تھی... جتنا وہ قریب آ گئے سے آ رہا تھا وہ اتنا ہلکے ہلکے اپنا سر پیچھے کی طرف گرا رہی تھی

اسد اسے پیچھے جاتا ہوا دیکھ اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اس کے دونوں رخساروں پر رکھ... اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے جوڑتے

ہوئے: ”اتنا مشکل کیوں ہے تمہارے لیے یہ ماننا کہ اس جھوٹے سے
”محبت ہوگی ہے تمہیں

رائما کی سانسیں روک دی تھیں اس جان دشمن نے.. وہ نہ جھوٹ بول
سکتی تھی نہ سچ.... اس کی نزدیکی... اس کی مہک جادو چلا رہی تھی... سحر
میں جکڑ کر اس سوال کا جواب مانگ رہا تھا جو پھلے ہی جانتا تھا... بلکہ
یوں کھا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا کہ جواب کا علم ہونے کے بعد ہی
..... سوال پوچھنے کی آج صمت کی تھی

رائما بھت دیگھے سے: ”مجھے نہیں پتا“ اس نے اس کے دونوں ہاتھوں
پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا

اسد: ”میں واقعی بھت محبت کرتا ہوں تم سے... مجھے واقعی فرق نہیں
پڑھتا کوئی مجھے کچھ بھی کھے مگر شروع سے جب تم کچھ بولتی ہو یا کرتی ہو تو
مجھے فرق پڑھتا ہے... مجھے فرق پڑھتا تھا جب تم نے اپنی دوستوں کو مجھے اپنا

کزن کھ کر ملوایا... میں تب بھی چاہتا تھا کہ تم مجھے اپنا شوہر بولو... جسکے
تب تو میں خود بھی نہیں جانتا تھا کہ میرے دل میں تمہارے لیے
”احساسات ہیں“

”رائما: ”پلیز اسد

اسد اس کے الفاظ سن: ”ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی.. میں انتظار
کر سکتا ہوں... اتنے سالوں سے بھی تو کر رہی رہا ہوں“ کھ کر اس کے
چہرے سے اپنے دونوں ہاتھ ہٹا کر دور ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے... ”تم سو
جاؤ... میں باہر جا رہا ہوں“

... رائما: ”اتنی رات میں“ وہ پریشان ہو کر بولی تھی

اسد: ”کھانا سو جاؤ تم“ کھ کر جانے لگتا ہے... اسکا چہرہ اس سہ ہو گیا
... تھا

”رائما سے کار کی چابی اٹھاتا ہوا دیکھ: ”اتنی رات میں کہاں جا رہے ہو؟؟“

”..اسد سر پر ہاتھ مسلتے ہوئے: ”مجھے خود نہیں پتا... تم سو جاؤ
“رائمائی تیزی سے بیڈ سے اتر کر کھڑی ہوتی ہے: ”میں ساتھ چلو گی
“اسد جھنجھلا کر: ”میں گھومنے نہیں جا رہا جو ساتھ چلو گی
رائمائی سے جھنجھلاتا ہوا دیکھ مسکرا کر: ”وہی تو پوچھ رہی ہوں کہاں
“جار ہے ہو؟؟؟

“اسد چڑھ کر: ”تم سے دور... بس جان لیا.. آگیا سکون
رائمائی سے جاتا ہوا دیکھ پیچھے سے تیزی سے آکر اس سے چیمٹ گی سستی
..جیسے جعفر کی منگنی والے دن وہ چمٹا تھا... اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے
... پکڑ لیا تھا اس نے

... اب اسد کا دل ہلاتھا...: ”کیا؟؟؟“ وہ حیرت سے پوچھ رہا تھا
رائمائی بڑے پیار سے: ”اس دن جب تم نے مجھے اس طرح پکڑا تھا تو میرا دل
هل گیا تھا.... اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ لگ رہا تھا باہر آجائے
گا... تب مجھے پہلی بار محسوس ہوا تھا کہ میں تمہارے لیے احساسات

رکھتی ہوں... میں اس وقت جب تم سے کھرہی تھی کے مجھے چھوڑ
دو... تب میرا دل بالکل اس کے مخالف چاہتا تھا... میں بھی چاہتی تھی
... کے تم روک لو مجھے

جب تم نے کھا منہا ج سے کے
تمہیں نہیں جاننا کے کیسٹ میں کیا ہے... اس لمحے مجھے لگا کے مجھے تم
سے محبت ہوگی... کیونکہ اس لمحے تم نے مجھ پر بھروسہ کیا تھا.. جو
... میرے لیے بہت اہمیت کی بات تھی

تم وہ پھلے ہو میری زندگی میں جس
نے مجھ سے کھا کے وہ میری ڈائری بننا چاہتا ہے... تمہاری یہ بات
.. میرے دل کو لگی تھی اس دن اسد

تم نے میرا ہاتھ اس وقت تھاما تھا... جب مجھے بہت
ضرورت تھی... بغیر کچھ بولے... بغیر کچھ پوچھے... تب مجھے لگا میں

تمھاری ہوگی۔۔۔ (جعفر کی منگنی آمنہ کے ساتھ تب کی بات کر رہی تھی
..... رائنما)

آج صبح جو تم نے میرے لیے

کیا۔۔ اور جو صاف الفاظوں میں تم نے مجھ سے کہا۔ اس کے بعد۔۔“ وہ
ابھی بول رہی تھی کہ اسد اس کا ہاتھوں کو بڑے پیار سے ہٹا کر مڑا
تھا۔۔ اب اس کا چہرہ رائنما کے سامنے تھا: ”میں چہرہ دیکھنا چاہتا ہوں
تمھارا۔۔ اب بات پوری کرو“ وہ مسکراتے ہوئے کھڑا تھا۔ جس پر وہ
.. ہلکا سا شرمائی گئی تھی
پھر مسکراتے ہوئے: ”یہ لو۔۔“ کہہ کر اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے
... ہوئے کھڑی تھی

”اسد مسکراتے ہوئے: ”یہ کیا؟؟؟ صرف ہاتھ

“... رائنما: ”ہاں... صبح تم نے بھی تو مجھے اپنا ہاتھ دیا تھا

اسد اسے شرارت سے دیکھتے ہوئے: ”مجھے صرف ہاتھ نہیں چاہیے۔۔۔“
کھ کر بڑی محبت و گرم جوشی سے اس کے گلے لگا تھا: ”مجھے پوری کی پوری
”رانا چاہیے۔“

”.. رانا: ”پر مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آیا کہ کنول
وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ وہ گلے سے ہٹ کر اس کے ہونٹوں پر اپنی
شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے: ”چھوڑو یہ باتیں تو چلتی رہیں گی،“ کھ کر
اسے باہوں میں اٹھالیتا ہے: ”آج پھلی بار تمہیں جاگتے ہوئے اٹھایا ہے
.. مجھے واقعی سمجھ نہیں آیا تم نے یقین کیسے کر لیا کہ تم نیند میں چلتی
”ہو؟؟؟“

رانا: ”میں نے نہیں کیا تھا“ بڑے بھرم سے جھوٹ بولتے ہوئے
”... اسد بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے: ”جھوٹی

رائما: ”میں نہیں ہوں“ اس پر اسد اسے دیکھ مسکرا نے لگتا ہے... اور
رومانس بھری نگاہ سے اسے دیکھنے لگتا ہے... رائما اس کی نگاہیں دیکھ
جھپ کی گئی تھی.... اسد بڑی محبت سے اس کی پیشانی چومتا ہے۔

جعفر نکاح کے بعد آمنہ کو لے کر امریکہ چلا جاتا ہے... بغیر کسی کو
بتائے... وہاں سے دادا کو ای۔ میل بھیجتا ہے: ”اسلام و علیکم!... کیسے
ہیں آپ؟؟ میں اور آمنہ خیریت سے ہیں... آپ فکر مند ہوں گے
اس لیے آپ کو ای۔ میل کر رہا ہوں... مجھے پتا ہے سب کے سامنے تو
آپ مجھے گالیاں دے رہے ہوں گے اور ایسا ظاہر کر رہے ہوں گے کہ
آپ کو میری کوئی پرواہ نہیں.. مگر دل ہی دل میرے لیے بھت پریشان
ہوں گے... اس لیے یہاں پہنچتے ہی سب سے پہلا کام آپ کو ای۔ میل
... کرنے کا کر رہا ہوں

اور.... اگر آپ سامنے ہوتے تو شاید کبھی نہیں کھ پاتا

.... مگر ای۔ میل کا بھی فائدہ ہے.. میں آپ سے اپنے دل کی ہر بات کھل کر کر سکتا ہوں.. اس سے لا پرواہ ہو کر کے اگلے ای۔ میل کے جواب میں آپ مجھے کتنی گالیوں سے نوازیں گے... اور کتنا غصہ کریں گے“ یہ پڑھ کر دادا مسکرا دیے تھے... ”دادا سب سے پھلے تو بہت بہت

شکریہ... ہر چیز کے لیے... جو آپ نے میرے لیے کی... مگر اب میں خود کچھ کرنا چاہتا ہوں... اپنا الگ نام بنانا چاہتا ہوں... مجھے آپ کے پیسے کی نہیں صرف آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے.... اور ہاں میرے جانے کے بعد پورا آفس اور سب کچھ جو میں چھوڑ کر آیا ہوں وہ سب آپ..... پلیز جواد کو دے دیں... مجھے یقین ہے وہ سمجھا لے گا

اور ہاں ایک اور بات کا شکریہ ادا

کرنا تھا آپ کا... جس کی وجہ سے میں آپ کا سب سے بڑا شکر گزار

ہوں... سمجھ تو گئے ہوں گے آپ...“ دادا پڑھ کر: ”ضروریہ آمنہ کی
“بات کر رہا ہے

ای۔ میل: ”جی بلکل.. آپ نے صحیح اندازہ لگایا... اس آفت کی پڑیا کو
میری زندگی میں لانے کے لیے...“ پھر وہ شکوہ کرتے ہوئے: ”آپ کو
پتا ہے دادا... آمنہ کو تو پیاز تک کاٹنی نہیں آتی... کچن کے کاموں سے
بلکل نا آشنا ہے... جب اس نے پھلی بار کچن میں قدم رکھا تو میں آپ کو بتا
نہیں سکتا کچن کی حالت کیا تھی... دو گٹھنے لگے مجھے صفائی کرنے میں...

... چلیں میں بعد میں بات کرتا ہوں اللہ حافظ

اور آخری بات بھت یاد

کر رہا ہوں آپ کو دادا

love you....

“آپ کا جعفر

“دادا مسکرائے کر: ”اللہ اسے خوش رکھے

دادا اور جعفر اے۔ میل کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطے میں رہے
... جعفر اپنی زندگی میں ہونے والی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات دادا کو
اے۔ میل پر بتاتا... دادا اس کی کامیاب زندگی کے لیے ہمیشہ دعا
... کرتے... دو سال بعد

... اے۔ میل: ”اسلام و علیکم

کیسے ہیں دادا آپ؟؟؟ میں اور آمنہ خیریت سے
ہیں... دادا... بہت بہت مبارک ہو آپ کو آپ پر دادا بن گئے... میرا
بیٹا ہوا ہے آج... آپ بتائیں میں اس کا کیا نام رکھوں؟؟؟ میں نے
آمنہ سے کھ دیا تھا کہ بیٹا ہو یا بیٹی نام میرے دادا رکھیں گے... میں آپ
... کو تصویر بھی بھیج رہا ہوں... آپ کے پر پوتے کی

دادا میں آج بھت خوش ہوں....جب میں نے اپنے بیٹے کا چہرہ
دیکھا مجھے لگا میں دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان ہوں...آنکھوں میں
آنسو آگے آتے....وہ لمحہ تو میں بیان بھی نہیں کر سکتا جب میں نے
...اسے پھلی بار گود میں لیا

دادا جان...ہر لمحہ میرا دل آپ کے لیے
دعا گورہتا ہے....آپ کا بھت شکریہ....آمنہ کو زبردستی ہی صحیح
میری زندگی میں لانے کے لیے...وہ میری اندھیری زندگی میں اجالا بن کر
آئی ہے...میں اسے نہیں کہتا مگر مجھے اس کی عادت ہو گئی ہے...اس کے
بغیر میرا وقت نہیں گزرتا اب...ان دونوں جب وہ آفس نہیں آرہی
....تو شدت سے احساس ہو رہا ہے مجھے...کے مجھے اس کے بغیر اب جینا
نہیں آتا..میرا دل نہیں لگتا اس کے بغیر کام پر بھی..آپ کو پتا ہے اس
نے میری چائے کی عادت ختم کر دی ہے اب میں اور وہ شام کے وقت
...بھت اچھی بناتی ہے آمنہ coffee...پیتے ہیں coffee

چلیں بعد میں بات ہوتی ہے

...اللہ حافظ

”آپ کا جعفر

دادا جعفر کے بیٹے کی تصویر دیکھ خوش ہو کر: ”ماشاء اللہ.... بلکل اپنے

.... باپ کی طرح خوبصورت ہے

رائما جانماز پر بیٹھی تھی... کے فون بجتا ہے... رائما اٹھ کر جانماز فولٹ کر

کے صوفے پر رکھ فون اٹھاتی ہے... اس کی ماں کا فون تھا مبارکباد دینے

کے لیے... وہ رائما کو بتاتی ہیں کہ جعفر کے بیٹا ہوا ہے... پھر دونوں

ماں بیٹیاں باتیں کرنے لگتی ہیں... رائما کی امی ایک بات کے جواب میں

کہتی ہیں: ”ماشاء اللہ سے آج کل جس کی سنو اس کے بیٹا ہونے کی خبر

آ رہی ہے... پھلے پری کے بیٹا ہوا... پھر اب جعفر کے... دیکھنا تمہارے

،، بھی بیٹا ہی ہوگا

رائما تھوڑی دیر خاموش ہو جاتی ہے پھر سوچ کر کہتی ہے: ”امی ڈاکڑنی
نے بیٹی کا کھا ہے... اسد بھی بھی کھ رہے ہیں کے بیٹی ہے

امی: ”بیٹا یہ تو اتنی خوشی کی بات ہے تم اتنا اداس ہو کر کیوں بول رہی
ہو... بیٹی تو اللہ کی رحمت ہوتی ہے

رائما: ”ہاں امی مجھے پتا ہے.. چلیں مجھے ابھی تھوڑے کام ہیں.. میں
... آپ سے بات میں بات کرتی ہوں

رائما کچن میں کرسی پر بیٹھ کر کباب کا مصالحہ بنا رہی تھی... وہ سوچتی
ہے: ”امی بیٹی رحمت ہے یہ تو میں بھی جانتی ہوں... پر کون سی
؟؟... گوری یا کالی؟؟؟... اور اگر دونوں ہیں تو معاشرہ کالی بیٹیوں کو

اتنا تنگ کیوں کرتا ہے... میں آپ کو کیسے بتاؤں... جب سے مجھے پتا چلا
ہے کہ میں ماں بننے والی ہوں دل میں صرف ایک ہی ڈر ہے.... وہ ڈر
یہ نہیں کہ پیٹا ہو گا یا بیٹی.... مجھے ڈر ہے کہ میری بیٹی بھی میرے جیسی
نہ ہو جائے.... اگر اس کا رنگ بھی میری طرح ہوا تو.... خدا نہ
کرنا پڑے گا جو مجھے کرنا face کرے... اسے بھی وہی سب کچھ
پڑا.... اور میں ایسا ہر گز نہیں چاہتی... کاش میری بیٹی ناک نقشہ میرا
لے مگر رنگ اپنے باپ کا... اسد کا کیار د عمل ہو گا اپنی بیٹی کو کالی
”دیکھ... ماما کیا کہیں گی اپنی پوتی کو کالا دیکھ

رامنما کے ماموں بھت دنوں سے رامنما سے کھ رہے تھے کہ وہ اب ان کا
کاروبار سمجھال لے... پر رامنما ٹال مٹول سے کام لے رہی تھی... ماموں
رامنما کو کمرے میں بولا کر: ”بیٹا آج نہیں تو کل تمہیں یہ بزنس سمجھالنا
....“ ہی ہے... تو آج کیوں نہیں؟؟

رائما پریشان ہو کر: ”کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ میں اتنی بڑی ذمہ داری
.... سمجھا سکتی ہوں“

اس پر اسد جواب بھی کمرے میں داخل ہوا تھا صوفے پر گرتے ہوئے: ”مجھے
تو لگتا ہے تم کر سکتی ہو“

رائما سے دیکھ: ”نہیں... مجھے نہیں لگتا... ایک چھوٹی سی ایجنسی چلانا اور
”ایک اتنا بڑا بزنس سمجھانا دو بھت الگ چیزیں ہیں.. میں نہیں کر سکتی

اسد: ”کاروبار کاروبار ہوتا ہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا.... اور مجھے پورا یقین ہے
”تم کر سکتی ہو.... پھر ڈیڈ بھی تو ہیں تمہاری مدد کے لیے“

ماموں: ”میں ہوں رائما تمہاری مدد کے لیے.... میں تمہیں اپنی بھو
ہونے کی وجہ سے نہیں دے رہا... تمہاری قابلیت کی بناء پر دے رہا

ہوں... میں نے تمہیں کام کرتے ہوئے دیکھا ہے... تبھی تو میں تم سے
خود کھ رہا ہوں...“ پھر وہ رائنما کے پاس آکر اس کے سر پر ہاتھ
... رکھ: ”تم بھونھیں ہو میری... میرا دوسرا بیٹا ہو تم

یہ الفاظ رائنما کے دل کو لگے تھے... یہ بات بھت اہمیت کی حامل تھی اس
کے لیے... آج اسے اپنی دادی کا یہ کھنا یاد آیا تھا: ”مجھے تو لگتا تھا اس کا
کارنگ سب سے الگ ہے پر نہیں اس کا تو ذہن بھی سب سے الگ ہے“
رائنما دل میں: ”انھوں نے یہ الفاظ حقارتا کھے تھے.. لیکن میں بھی الفاظ
آج فخر سے کھوں گی... دادی دیکھیں... میں رائنما... جو آپ کی پوتیوں
میں بالکل نہیں ملتی تھی... میں واقعی الگ ہوں... دیکھیں دادی... آج
ایک بھت بڑا بزنس مین مجھے خود اپنا بزنس دینا چاہ رہا ہے وہ بھی میری
قابلیت پر... آج رافع خان مجھے اپنی بھوں نہیں کھ رہے... مجھے اپنا

دوسرا بیٹا کھ رہے ہیں..“ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی

،، تمہیں... ”ٹھیک ہے ماموں.. میں کل سے ہی جو جوائنٹ کرو گی

“اسد خوش ہو کر: ”کل تمہارا پھلادن ہوگا تو میں تمہارے ساتھ چلوں گا
“... رانما مسکراتے ہوئے: ”ضرور

رانما بیڈ پر بیٹھی سوچوں میں گم سم سی تھی.... کے اسد کی دی ہوئی آواز
بھی اسے سنائی نہیں دی.. اسد اس کے پاس آکر کھڑا ہو جاتا ہے مگر اسے
... خبر تک نہیں ہوتی

“اسد اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر: ”رانما کہاں کھوئی ہوئی ہو؟؟؟
رانما چونک کر اسد کی جانب دیکھتی ہے: ”اسد... معاف کرنا.. مجھے پتا
،، نہیں چلا تم کب آئے؟؟؟

“اسد: ”کن سوچوں میں گم سم ہو؟؟؟
“ رانما: ”نہیں ایسے ہی

اسد: ”تم ٹھیک تو ہونا... آج کل اداس اداس سی کیوں رہنے لگی
ہو؟؟.. آفس میں کام کا زیادہ لوڈ ہے کیا؟؟؟... یا میری نائٹ ڈیوٹی کی
وجہ سے؟؟“ کھ کر اس کے برابر میں بیٹھ جاتا ہے اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑی
محبت سے اسے کہتا ہے: ”مجھے پتا ہے تمہاری زندگی میری نائی ڈیوٹی کی
وجہ سے ڈیسٹرب ہو رہی ہے... پر میں کیا کروں کام تو کرنا پڑے
“.. گا.... بس ایک دو دن کی بات اور ہے

“رامنا: ”تم فکر مت کرو... میں ٹھیک ہوں

“اسد: ”پکانا؟؟“

رامنا: ”ہاں بابا“.. وہ مسکرا نے کی کوشش کرتے ہوئے.. اپنے دل میں
سوچتی ہے جو آج آفس میں ہوا... وہ آفس کے کمرے سے نیکل رہی تھی
کے وہاں تو رکرز لڑکیوں کو باتیں کرتا سنا... پھلی کھ رہی تھی: ”یہ کتنی
“خوبصورت ہیں

دوسری ور کر لیڈی: ”ہاں... مجھے تورش آتا ہے انھیں دیکھ... تم نے ان
،کاشوہر دیکھا ہے؟؟“

پھلی ور کر لیڈی: ”ہاں.. بلکل.. ڈاکڑ اسد... جوان کے ساتھ آئے تھے
... اللہ کتنی خوبصورت جوڑی ہے ان دونوں کی

،،ہیں pregnant دوسری ور کر لیڈی: ”تمہیں پتا ہے یہ

،،پھلی ور کر لیڈی حیران ہو کر: ”کیا؟؟؟ واقعی

،،... دوسری: ”ہاں

پھلی خوش ہو کر: ”یہ تو بھت اچھی خبر ہے... میں سوچ رہی ہوں جب

،،میاں بیوی اتنے خوبصورت ہیں تو بچا کتنا خوبصورت ہوگا

،،.... دوسری: ”کاش اپنی ماں پر جائے

،،پھلی: ”کیوں باپ کم ہے کیا؟؟؟... ڈاکڑ اسد کوئی کم خوبصورت ہیں

دوسری: ”نہیں... ڈاکٹر اسد خوبصورت ہیں..... پر میم رائنما تو... بلا کی... خوبصورت ہیں...“ یہ باتیں رائنما کو اب مزید پریشان کر رہی تھیں

”اسد رائنما کو پھر سے کھویا کھویا دیکھ اس کے گالوں کو سھلا کر: ”کیا ہوا؟؟؟“
”رائنما: ”کچھ نہیں

اسد رائنما کا دماغ بٹانے کے لیے ڈاکٹر نی درخشندہ کی تعریف شروع کر دیتا
ھے: ”یار رائنما... کیا بتاؤں... آج کتنی خوبصورت لگ رہی تھیں ڈاکٹر نی
”درخشندہ

”رائنما منہ بسور کر چڑھتے ہوئے: ”مت بتاؤ... مجھے سنا ہی نہیں ہے

”اسد رائنما کی طرف دیکھتے ہوئے: ”کیوں نہیں سننا؟؟؟

”رائنما چڑھتے ہوئے: ”بس نہیں سننا... ہر بات کی وجہ نہیں ہوتی

”اسد اسے مسکرا کر دیکھتے ہوئے: ”پر اس بات کی وجہ تو ہے

رائنما اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھوڑاتے ہوئے: ”مجھے تو نہیں پتا اگر
... تمہیں پتا ہے تو تم ہی بتادو

“اسد: ”ٹھیک ہے میں ہی بتا دیتا ہوں... تم جیل میں فیل کر رہی ہو

رائنما اسد کو تعجب سے دیکھتے ہوئے: ”میں کیوں اس درخشاں سے جلنے
... لگی؟؟؟

“اسد اس کے پاس آکر: ”یہ تو تم ہی جانو

“رائنما: ”جب میں جیل میں فیل کر رہی نہیں رہی تو پھر میں کیسے جانوں

“اسد اسے تنگ کرتے ہوئے: ”تمہارا چہرہ بتا رہا ہے تم ہو رہی ہو

رائنما اسے منہ چڑھا کر اٹھ کر جانے لگتی ہے... اسد اس کا ہاتھ پکڑ کر: ”

“کھا جا رہی ہو؟؟؟ بات تو پوری کرو

رائما: ”تمہارے پاس بھی کام ہے ناں... میرا خون جلانا... کبھی کچھ کر کے... کبھی کچھ کر کے“

”اسد مسکرا کر: ”اچھا بیٹھو“

”رائما: ”مجھے نہیں بیٹھنا“

اسد اسے زبردستی اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے کہتا ہے: ”تم جب یوں جیلس فیل کرتی ہو اور یوں ناراض ہو کر جانے لگتی ہو تو مجھے تم اور بھی حسین لگنے لگتی ہو... وہ گانا ہے ناں

کوئی حسینا جب روٹھ جاتی ہے تو

... اور بھی حسین ہو جاتی ہے

۔ پھر رائما کی طرف گھری بولتی نظروں سے دیکھنے لگتا ہے

.... کچھ ماہ بعد

رائنما ہسپتال میں ہوتی ہے... اسکے گھر بیٹی کی ولادت ہوتی ہے... رائنما
کے ساتھ مامی روشنی اور اس کی چھ سالہ بیٹی ہوتی ہے... رائنما بے ہوش
تھی... جب اس کی آنکھ کھولتی ہے تو روشنی اسے خوشخبری دیتی
ہے... نرس بچی کو لے کر آتی ہے... اور رائنما کے برابر میں لیٹا دیتی
ہے... رائنما اسے دیکھتے ہی رونے لگتی ہے... روشنی اسے چپ کراتے
ہوئے: ”بھلا کوئی خوشی کی خبر سن کر یا اپنی بیٹی کو دیکھ کر اس طرح روتا
ہے جس طرح تم رورہی ہو“

”روشنی کی چھ سالہ بیٹی منی کو دیکھ بے سائتہ کھتی ہے: ”ممایہ تو کالی ہے

”روشنی اپنی بیٹی کو ڈانٹتے ہوئے: ”ایسا نہیں کھتے.... بری بات

روشنی رائما کو چپ کرانے کے بعد اس سے رونے کی وجہ پوچھتی ہے
..... رائما خاموش رہتی ہے کوئی جواب نہیں دیتی

روشنی منی کو رائما کی طرف بڑھاتے ہوئے: ”لو رائما اپنی بیٹی کو اپنی گود
میں لو“.... رائما سے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے.... روشنی اپنی بیٹی کو
.... لے کر باہر جاتی ہے کمرے سے

رائما اپنی بیٹی کو گود میں لے کر اسے دیکھ سوچنے لگتی ہے....: ”جس بات کا
ڈر تھا وہی ہوا.... میری بیٹی کا رنگ بھی مجھ پر چلا گیا.... اب اسے بھی
وہی سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا جو میں نے کیا.... پتا نہیں اسدا سے
دیکھ کر کیا گا.... پتا نہیں اس کا کیا رد عمل ہوگا.... اور مامی.... کیا وہ بھی
میری دادی کی طرح اس کی دادی بن جائیں گی ہر وقت ڈانٹنے والی غصہ
کرنے والی چڑنے والی.... اسے میری طرح بد قسمتی نے پیدا ہوتے ہی

چوم لیا ہے.. میں آج اتنی کامیاب بزنس وین بن گئی... مگر آج بھی میں
اس احساس کمتری سے سے باہر نہیں آ پارھی.. کیا میری بیٹی بھی اپنی
پوری زندگی لڑنے میں گزارے گی... میری طرح.....“ وہ رونے لگی
تھی... اپنی بیٹی کی پیشانی کو چومتے ہوئے۔

رائما کی آنکھ لگ جاتی ہے... اسد کمرے میں خاموشی سے داخل ہوتا
ہے... جھولے سے اپنی شہزادی کو گود میں اٹھا کر رائما کے برابر میں آ کر
بیٹھ جاتا ہے... اسد اپنی بیٹی کو پیار کر رہا تھا... کبھی اسے چوم رہا
... تھا... کبھی اسے اپنی گود میں جھولا رہا تھا

رائما کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ اسد کو اپنے برابر میں بیٹھا دیکھتی ہے... اور اسد
کی گود میں اپنی بیٹی کو دیکھ مسکرا نے لگتی ہے... اسد اپنی بیٹی میں اتنا مگن

ہوتا ہے کہ اسے پتا ہی نہیں چلتا کہ رانما جاگ گی ہے... رانما بیڈ کے
... سرہانے سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتی ہے

اسد رانما کو دیکھ کر کہتا ہے بڑے مسرت بھرے لہجے
”میں: ”شکریہ.... مجھے دنیا کی سب سے بڑی خوشی دینے کے لیے
”رانما: ”سچ؟؟“

”اسد مسکراتے ہوئے: ”ہاں.... بلکل سچ
پھر اسد اپنی بیٹی کی نننی منی چھوٹی چھوٹی انگلیوں میں اپنے سیدھے ہاتھ کی
شہادت کی انگلی پکڑا کر خوش ہو رہا تھا... رانما کو یہ سب ایک سنہیرے
.... خواب کی مانند لگ رہا تھا

اسد رانما سے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے: ”رانما میں بھت خوش
ہوں... میری بیٹی کتنی پیاری ہے... اس کے ہاتھ دیکھو کتنے چھوٹے
“چھوٹے ہیں

رانما اپنے دل میں: ”اسد مجھے سب سے زیادہ تم سے ڈر لگ رہا تھا... کے
تم کیا کھو گے... تمہارا کیا رد عمل ہو گا اپنی بیٹی کو دیکھ... تم نے آج میرا
دل جیت لیا... تم نے اسے اپنی آغوش میں یوں مٹی لے لیا... ذرا سہ بھی
شکوہ لبوہ پر نہ لائے... کے رانما اس کا رنگ تم پر کیوں گیا؟؟... مجھ پر
کیوں نہیں؟؟... تمہیں دیکھ کر تو ایسا لگ رہا ہے تمہیں اس کے رنگ
سے کوئی فرق پڑھا ہی نہیں... کیسے؟؟... کیسے صرف تمہیں وہ پیاری
لگ رہی ہے... کالی نہیں؟؟... میں نے تمہیں محبت کرتا دیکھ آج
جانا... محبت رنگوں سے پرے ہے... اور اگر لوگ واقعی ایک دوسرے

سے سچی محبت کرنے لگیں... جیسے تم کرتے ہو مجھ سے تو زندگی رنگوں
”سے پرے ہو جائے گی“

رامنا اسد کو بھت عزت و احترام اور گھری بولتی نظروں سے اس کے وجود
”کو تک رہی تھی...:” تم بھت اچھے ہو
اسد مسکراتے ہوئے: ”تم مجھے مکھن کیوں لگا رہی ہو... میں اچھی طرح
”جانتا ہوں“

”رامنا تجسس سے: ”کیوں؟... کیوں لگا رہی ہوں میں؟؟؟
اسد: ”مجھے اچھی طرح پتا ہے کہ مجھ پر اتنا پیار کیوں نیچھا اور کر رہی
ہو.. تاکہ میری بیٹی میری گود سے لے سکو... ہاں؟؟؟ پر میں
”نہیں دینے والا... جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے
...رامنا مسکرا نے لگتی ہے

”اسد: ”میرے آنے سے پہلے آنکھیں کھولیں تھیں منی نے؟؟؟“

”راہما: ”نہیں تو... شاید... میں سو رہی تھی اس لیے مجھے پتا نہیں
اسد: ”کاش جب یہ آنکھیں کھولے تو اسکی آنکھیں بالکل میرے جیسی
”ہوں... اور دیکھے بھی سب سے پہلے مجھے

راہما اس کی عارضہ سن: ”ہوں“ وہ اپنے دل میں سوچنے لگتی ہے: ”یہ نیلی
نیلی... حسین و جمیل.... حسن و خوبصورتی سے بھری... گھری گھری
آنکھیں تم پر اچھی ہی نہیں قیامت ڈاھتی ہیں... اسد پر اگر میری بیٹی کو
تم جیسی آنکھیں مل بھی جائیں تو بھی وہ اچھی نہیں لگے گی.... کیونکہ یہ
کالارنگ نہ صرف خوشیوں کا بلکہ خوبصورتی کا بھی دشمن ہے ہمارے
معاشرے میں کالی لڑکی پر جو حقارت بھری نظریں اٹھتی ہیں ان کی تاب
نہ لاتے ہوئے اس لڑکی کی آنکھیں خود بہ خود جھک جاتی ہیں... یہ کالا

رنگ سب پر فوقیت رکھتا ہے... ہر ایک چیز پر... ناک نقشے آنکھیں سب پر

“راٹما: ”ہم گھر کب چلیں گے؟؟؟

“اسد: ”کل دوپہر تک

“اسد سوچتے ہوئے: ”ویسے نام سوچا تم نے ہماری منی کا؟؟؟

“راٹما: ”نہیں تو... اور تم نے؟؟؟

“اسد: ”نہیں... پوچھو کیوں؟؟

“راٹما: ”خود ہی بتا دو... میں کیوں پوچھوں

“اسد جھنجھلا کر: ”اف راٹما... کبھی تو سیدھی بات کا سیدھا جواب دیا کرو

“راٹما اسکی بات سن اپنی آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے: ”کیوں؟؟

اسد راٹما کو چھیڑنے کے لیے: ”وہ کیونکے جو بھی نام سوچتا ہوں وہ ماضی

“کا ہوتا ہے girlfriend میں میری کسی ناں کسی

”راٹما چڑتے ہوئے: ”اچھا... شرم آنی چاہیے تمہیں
”اسد بھولاسہ چہرہ بنا کر: ”یار وہ ماضی تھا بدل تھوڑی سکتا
”راٹما دانت پستے ہوئے: ”تم نہایت ہی کوئی بے شرم انسان ہو
”اسد بڑے فخر سے اتر کر اپنا کالر پکڑ کر: ”وہ تو میں ہوں
... راٹما ناراض ہو کر لیٹ جاتی ہے اور چادر منہ پر ڈھک لیتی ہے

اسد اپنی منی سے: ”لگتا ہے پاپا نے آپ کی ماما کی پھر سے ہٹا دی“ کھ کر
مسکرا نے لگتا ہے... پھر اسد راٹما کے منہ سے چادر اٹھاتے ہوئے: ”یار
میں تو مزاق کر رہا تھا... تمہیں پتا تو ہے مجھے کتنا مزہ آتا ہے تمہیں تنگ
”کرنے میں

”راٹما منہ بسور کر: ”مجھے نیند آرہی ہے
”اسد منی سے مسکراتے ہوئے کہتا ہے: ”پی پی... جلی جلی

”رائمناہ سن فوراً اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے: ”کوئی نہیں جل رہی میں

”اسد: ”جل تو آپ رہی ہیں میری جان

رائمناہی سے مخاطب ہو کر: ”دیکھ لو.. آپ کے پاپا کتنا تنگ کرتے ہیں

... آپ کی ماما کو....“ وہ بیچارگی سے کھ رہی تھی

اسد: ”آپ اپنی ماما کی بھولی شکل پر مت جانا...“ وہ ابھی بول رہی رہا تھا

کے بچی نے نیند سے آنکھیں کھولیں تھیں... اور سب سے پہلے اسد کو

دیکھا تھا.. منی کی آنکھیں دیکھ رائمناہ کے منہ سے نیکلتا ہے: ”سبحان اللہ

”... اس کی آنکھیں

”اسد بڑا خوش ہو کر: ”بلکل میری جیسی ہیں

... وہ دونوں بہت خوش ہوتے ہیں

گھر آنے کے بعد جب رائمناہ کی گود میں منی کو دیتی ہے... تو وہ کہتی

”ہیں؛ ”یہ تو بلکل میرے اسد جیسی ہے

رائمناہ سن حیران رہ جاتی ہے... پر بولتی کچھ نہیں... منی کی دادی اس
... سے بھت پیار کرتی ہیں

... دن گزرتے ہیں... ماہ گزرتے ہیں... ایک سال بعد

روشنی رائمناہ سے: ”قرۃ العین کھا ہے؟؟ جب پیدا ہوئی تھی تب دیکھا تھا
“میں نے اسے

رائمناہ دھر اُدھر دیکھتے ہوئے: ”دیھی ہوگی“ پھر سامنے دیکھتے ہوئے: ”وہ
رہی“ اور جا کر سیڑھیوں سے پکڑ کر لاتی ہے اسے گود میں: ”بھت
شرارتی ہے یہ بلکل اسد پرگی ہے... مامی نے تو اس کا نام قرۃ العین رکھا
“ہی اس لیے ہے کہ یہ انھیں اسد کا بچپن یاد دلاتی ہے

روشنی جب قرۃ العین کو دیکھتی ہے... تو بے ساختہ کہتی
ہے: ”ماشاء اللہ... یہ تو کتنی خوبصورت ہے.. یہ تو واقعی اسد کا بچپن یاد
“دلارہی ہے

“راہما مسکراتے ہوئے: ”سب بھی کہتے ہیں

روشنی: ”پر یہ تو کالی... مطلب“ وہ بولتے بولتے روکی تھی پر راہما سمجھ گئی
تھی وہ کیا کھنا چاہتی ہے: ”ہاں یہ کالی سی ہوئی تھی بلکل میرے
جیسی.... پر پھر دن بہ دن اس کا رنگ صاف ہوتا گیا... مامی تو کہتی تھی مجھ
سے کہ اس کا رنگ بدلے گا پر میں سمجھتی تھی وہ ایسے ہی بول رہی
ہیں... پر واقعی اس کا رنگ بدل گیا... رنگ اور آنکھیں اسد پر گئیں تھیں
“اور ناک نقشہ میرا لیا ہے اس نے

“روشنی قرۃ العین کو پیار کرتے ہوئے: ”بہت پیاری ہے تمہاری بیٹی

جعفر کو دادا کی ای۔ میل ملتی ہے۔۔ لیکن وہ ای۔ میل دادا نے نہیں کنول
نے کی ہوتی ہے

!اسلام و علیکم

تم کیسے ہو؟؟... دادا سے اجازت لے کر

تمہیں ای۔ میل کرتورھی ہوں پر سمجھ نہیں آرہا لکھوں کیا... مجھے پتا
ہے تم بھت بڑے بزنس مین ہو.. تمہارے پاس وقت نہیں ہوگا میری
پوری بات پڑھنے کا.. اس لیے کوئی صفائی نہیں دے رہی.... بس معافی
مانگ رہی ہوں... مجھے معاف کر دو جعفر... تم سوچ رہے ہو گے اتنے
سالوں بعد کیوں... میں آئی تھی تم سے معافی مانگنے پر تم آمنہ کو لے کر اپنا
گھر چھوڑ کر چلے گئے تھے... کسی کو نہیں پتا تھا تمہارے بارے

میں... مجھے تو ابھی کچھ دنوں پھلے ہی پتا چلا کہ دادا اور تم رابطے میں

ہو... میں نے سوچا کہ یہ اچھا موقع ہے تم سے معافی مانگ لوں... سچ

کھوں جب بھی تمھیں ٹی۔ وی پر نیوز میں دیکھتی ہوں تو بچتی ہوں کے
کیوں بھاگ گی سستی تم جیسے لڑکے کو چھوڑ کر... سوچتی ہوں کاش تم سے ڈر
کر بھاگنے کے بجائے بات کر لی ہوتی.... تو آج شاید آمنہ کی جگہ میں
فلحال اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں... امید کرتی ہوں تم مجھے... ہوتی
... معاف کر دو گے

کنول

،، تمھاری معافی کی طالبہ

جعفر جب یہ ای۔ میل پڑھتا ہے.. تو جواب میں صرف یہ لکھ کر بھیجتا
ہے: ”معافی مانگنے کی تمھیں ضرورت نہیں.. بلکہ میں تو تمھارا شکر گزار
ہوں..... تم سب سے بڑی وجہ بنی ہو آمنہ کو میری زندگی میں لانے
کی... اس لیے میں تمھارا شکر یہ ادا کرنا چاہتا تھا... سچ کھوں اُس وقت مجھے
بہت غصہ تھا تم پر... پر اب ذرا سہ بھی نہیں۔“

رائنمارات کے وقت کھڑکی والے کمرے میں بیٹھ کر چاند کی روشنی میں
ڈائری لکھ رہی تھی: ”مجھے صرف اپنی بیٹی کو لے کر ڈر تھا... پر خدا نے
میرے اس ڈر کو پھلے حقیقت کا روپ دیا اور دیکھایا کہ کالا رنگ کسی کی
سچی محبت سچی اونس سچی الفت کو نہیں بدل سکتا... اگر میری بیٹی پیدا ہی
خوبصورت ہوتی تو میں شاید کبھی ناجان پاتی کے اسدرنگ سے نہیں کردار
سے محبت کرتا ہوں... باہر کی خوبصورتی سے نہیں اندر کی سیرت سے
افت رکھتا ہوں

مجھے بھت خوشی ہے اس بات کی کہ اسد نے ایک
بار بھی نہیں کھا: ”یہ تو رائنما جیسی ہے“ اور مامی انھوں نے جو میرا دادی کو
... لے کر تصور تھا بدل ڈالا... خدا ایسی دادی سب کو دے

زندگی میں میں نے بھی ناراض
ہونا سیکھ لیا ہے... میں کبھی بھی کسی سے ناراض نہیں ہوتی تھی کیونکہ

مجھے لگتا تھا کہ کسی کو میری ناراضگی سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔ پر اسد نے میری اس اچھی عادت کو کب تبدیل کر دیا مجھے خبر تک نہیں ہوئی۔۔۔ میں اسد سے بار بار ناراض ہو جاتی ہوں۔۔۔ اس لیے سٹھیں کیونکے وہ مجھے بہت چڑھاتا ہے بلکہ اس لیے کہ جب میں روٹھ جاتی ہوں تو وہ مجھے بہت محبت سے مناتا ہے۔۔۔ جو مجھے بہت اچھا لگتا ہے

رامنا کمرے میں جاتی ہے تو قرۃ العین سوچتی تھی۔۔۔ وہ اسے اکیلا دیکھ اُدھر اُدھر دیکھنے لگتی ہے۔۔۔ اسد دے پاؤں پیچھے سے آکر: ”بھو“ زور سے چیلایا تھا

رامنا ڈر جاتی ہے: ”اللہ“ پھر پیچھے مڑ کر: ”اسد تم نے جان نیکال دی تھی۔۔۔ میری“ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ۔۔۔ کھ رہی تھی اسد اس کا ہاتھ پکڑ بڑی محبت سے: ”تمہاری جان پر میرا حق ہے۔۔۔ اتنی آسانی سے نہیں نیکنے دوں گا

رائما: ”اف... کتنے فلمی ہو تم“ کھ کر ہاتھ چھوڑا کر ابھی ایک قدم ہی چلتی ہے کہ اسد اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کینچھتا ہے... رائما .. اس کے سینے سے الگی تھی اگلے ہی لمحے

”رائما جھپٹتے ہوئے: ”کیا کر رہے ہو؟؟“

اسد رومانس بھری نظروں سے: ”اپنی بیوی سے پیار...“ پھر سوالیہ انداز

do you love me...؟؟؟ میں میں: ”ویسے

تم کبھی انھیں کھتیں کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو..“ وہ شکوہ کر رہا... me... تھا...

رائما اپنے دل میں: ”میری محبت کا اب وہ بیاں ہے جو میں خود بیان نہ

کر سکوں... تمہیں تو جیسے کسی نے میری سانسوں میں موتیوں کی طرح

پرودیا ہو... ہر سانس پر صرا تمہارا نام ہے اسد... تم نے میری زندگی کو

اس قدر بدل ڈالا... جس زندگی کو میں دیکھ کر حسرت کیا کرتی تھی کے
کاش میری بھی ایسی زندگی ہو تم نے مجھے آس سے بھی کھیں زیادہ
خوبصورت و حسین زندگی عطا کر دی... آج تم میرے لیے سب کچھ ہو
”... جیسے کھونے سے ڈر لگتا ہے مجھے

اسد رانما کی کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ سے اسے اپنے
”قریب کرتے ہوئے کھتا ہے: ”کھاں کھو گیں؟؟؟“
رانما مسکرا کر اپنی باہوں کا ہار اس کے گلے میں ڈالتے ہوئے: ”تم سمجھ
”جاؤ ناں... ہر بات ضروری تھوڑی ہے کے بولی جائے

اسد: ”کیوں ضروری نہیں... بہت ضروری ہے... میں سننا چاہتا ہوں
”... تمہارے منہ سے

رامنا بڑی محبت سے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے: ”میں نے اپنی
زندگی میں تم سے زیادہ محبت کسی سے نہیں کی...“ وہ دیکھ رہے تھے بولی
تھی

اسد: ”کیا کھاتم نے مجھے آواز نہیں آئی“ وہ نہ سننے کی اداکاری کرتے
ہوئے

”رامنا تھوڑی آواز بلند کر کے: ”بہت محبت کرتی ہوں تم سے
اسد آپ جان کر دوبار سننے کے لیے گھٹا ہے: ”رامنا تم ویسے تو ہر وقت
بک بک کرتی رہتی ہو... اور اب میرے سامنے تمہاری آواز نہیں نکل
...رہی... زور سے بولو تھوڑا

”i love
you...I love you so much..“

اسد مسکرا کر رائما کو تک رہا تھا کہ اسے قرۃ العین کی آواز آتی ہے رونے
کی... اسد رائما فوراً بیڈ کے پاس جاتے ہیں... اسد قرۃ العین کو گود میں
اٹھا کر چپ کرانے لگتا ہے... رائما قرۃ العین کی کمر سھلا کر اسے چپ
... کرانے کی کوشش کرتی ہے.. اور مسکرانے لگتی ہے

اسد اپنے دل میں: ”یہ قسمت ہے.. یہ کیسے کیسے کھیل کھیلتی ہے.. میں
نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی لڑکی کو برا نہیں کھا سوائے رائما
کے... سب کی ہمیشہ تعریف کی... پر کسی پر دل نہیں ہارا...“ پھر رائما
کا ہاتھ پکڑ کر مسکراتے ہوئے اپنے دل میں سوچتا ہے: ”جس لڑکی کو برا
کھا اسی پر دل ہار بیٹھا... مجھے نہیں پتا وہ یقین کرتی ہے یا نہیں پر میرا دل
گواہ ہے کہ اس نے صرف رائما سے محبت کی ہے..... مجھے تو وہ ہر رنگ

میں خوبصورت لگتی ھے... میں تو اس سے کہتا بھی ھوں کبھی
کبھی... کیوں لگوائے تم نے انجکیشن.... تمہیں اس کی ضرورت نہیں
تھی... وہ جواب فقط مسکرا دیتی ھے..... وہ چاہتی تھی کہ لوگ کہیں کہ
میں خوش نصیب ھوں کہ مجھے وہ (رائما) ملی... لوگوں نے تو بعد میں
کہا... وہ نہیں جانتی کہ جس دن میرا اس سے نکاح ھوا تھا میں نے تو اسی
دن مان لیا تھا کہ میں خوش نصیب ھوں کہ مجھے وہ (رائما) ملی... امی
ٹھیک کہتی ھیں... محبت شکل و صورت سے نہیں شخصیت و سیرت
“وکر دار سے ھوتی ھے..... واقعی دنیا رنگوں سے پرے ھے

♥ Happy Ending ♥